

کتابت الحسنی

سوانح حیات سید العارفین شیخ اقمیر

حضرت مولانا احمد علی لاہوری

[toobaa-elibrary.blogspot.com](http://toobaa-elibrary.blogspot.com)

تالیف

حضرت الانام ڈاکٹر لال دین اختر ایم ایس (ایڈیٹر، پاکستان)

ہلی ایچ ڈی اسٹوری (پناب)

مکتبہ خدام الدین

شیر انوار ڈروازہ، لاہور

# کتاب الحسنات

سوانح حیات سید العارفین شیخ الغفر

## حضرت مولانا احمد علی لاہوری

مفسر نہ تھے بل موعظ، محقق نہ تھے بل مفسر، فقیہ نہ تھے بل مجدد، ان کا دامن  
مجاہدانہ سرگرمیاں، مسلمانانہ فضائل، حسن خصال، اربع سنّت نبوی  
عاریفانہ کشف مغایرہ، کرم و عفو، عفو و کرم، عفو و کرم، عفو و کرم



احقر الانام ڈاکٹر لال دین اختر ایم اے (اقتصادیات) لاہور  
پہلی ایچ ڈی اسلام آباد (پنجاب)

مکتبہ خلافت الدین

شیرانوالہ دروازہ، لاہور



کتاب حسنا

سوانح حیات سید العارفین شیخ الغفر

حضرت مولانا احمد علی الہوی

مفسرہ التجر علیٰ محمدؐ نہ کہتے آفرینی، فیہما حسن تدبیر محمدؐ نہ کہتے  
مجاہد نہ سرگرمیاں ہمعلمہ فضائل و حسن خصال، ابتداء سنت نبویؐ  
عارفانہ کشف و خوارق پر سیر حاصل تبصرہ

تألف

حقیر الانام ڈاکٹر لال دین اختر ایم اے (اقتصادیات عربی)

پہلی ایچ ڈی اسلامی (پنجاب)

مكتبة خدام الدين

شیخ الاسلام دین محمد

## فہرست مضامین

صفحہ	مضامین	صفحہ	مضامین	صفحہ
۲۸	تعارف اللغات القرآنہ دینی	۲۴	۱ ابتدائیہ	۱
۳۰	دوسری شادی	۲۵	۵ دہم تا ثلث	۲
۵۱	علی گڑھ کا قیام	۲۶	۱۰ تھریٹ نموت	۳
۵۲	تھریٹ نموت	۲۷	۱۳ انتساب	۴
۵۴	اگرکہ کا تبلیغی دورہ	۲۸	تقدیر خطات	
۵۵	دینی میں بطور مدرس	۲۹	۱۲ مرقا عبد اللہ افروز	۵
۵۶	بیمہ دہائی سید باں کا تعین	۳۰	۱۹ سید انور حسین شاہ نفیس رقم	۶
۵۷	روحانی خلافت کا غفلت	۳۱	۲۲ فاکٹر رانا ہادی صاحب	۷
۵۸	سیاسی زندگی کی ایک جھلک	۳۲	۲۵ قاضی نور الدین محمدی پشاور	۸
۶۱	غالب ناسر کی تشریح	۳۳	۲۶ فاکٹر محمد سعید فخر	۹
۶۳	مولانا احمد علی کی گرفتاری	۳۴	۲۸ میاں نور اقبال حامدی صاحب	۱۰
۶۴	فقول سندات	۳۵	۳۰ شہدائے سائنس کی سیاسی و مذہبی حالت	۱۱
۶۵	دینی سے شملہ دلائی	۳۶	۳۲ ولادت با سعادت	۱۲
۶۶	شملہ سے لاہور	۳۷	۳۵ ابتدائی حالات	۱۳
۶۷	لاہور سے جان بھر	۳۸	۳۶ مرقا عبد اللہ علی پڑانہ شفقت	۱۴
۶۸	راہوں سے لاہور	۳۹	۳۷ حضرت لایمیں حضرت شمس کا پہلو گئی	۱۵
۶۹	دعوت لاہور استقبال کرتی ہے	۴۰	۳۸ مولانا لاہور میں حضرت فیضی کی خدمت میں	۱۶
۷۰	لاہور میں متعلق قیام	۴۱	۴۰ ہدوت شریف میں حضرت شمس کا قیام	۱۷
۷۱	راہ کش گاہ	۴۲	۴۱ مدرس دارالعلوم شاہ کا اجلاس	۱۸
۷۲	پہلا ج	۴۳	۴۲ مولانا کے وفد کا انتقال	۱۹
۷۳	استخارہ	۴۴	۴۳ رستا رندی کا خلیفہ شان علیہ	۲۰
۷۴	تھریٹ نموت اور حرکت کاہل	۴۵	۴۴ مقل کے فرائض	۲۱
۷۵	رشتاد میں رشتہ	۴۶	۴۵ حضرت شمس کی کی دامادی کا شرف	۲۲
۷۶	مکتوبت افغانستان کا پیسہ	۴۷	۴۶ جیت لال انصاری کا قیام	۲۳

اشاعت : ذوالحجہ ۱۳۰۵ھ ، اگست ۱۹۸۵ء

نام کتاب : کتاب الحسان

(سوانح حیات حضرت شیخ المسلمین الامام علی البیہوی)

مؤلف : ڈاکٹر لال دین انگری پتی ایچ ڈی ، اسلامیات

تعداد : ۱۰۰۰ ایک ہزار

صفحات : ۵۷۶

مطبع : تعمیر پرنٹنگ پریس ، فیروز پور روڈ ، لاہور

ناشر : شمس جاوید ، محلہ فاروقی گنج ، جٹنڈیالہ روڈ ، فیروز پور

قیمت : ساٹھ روپے

کتبیت : مقصود احمد ، ٹانکے سرائے نفیس الحسینی

جلد بندی : نسیم کامریری پنجاب پابلیشنگ سنٹر دربار مارکیٹ لاہور

ملنے کے پتے

۱۔ دفتر انجمن ہفت روزہ خدام الدین ، شیروالہ گیٹ ، لاہور

۲۔ سید احمد شہید اکیڈمی خلیفہ کریم پارک ، لاہور

۳۔ ڈاکٹر لال دین انگری پتی ایچ ڈی ، محلہ فاروقی گنج ، جٹنڈیالہ روڈ ، فیروز پور

د		3	
صفحہ	مضامین	صفحہ	مضامین
۲۹۵	ایمانیات	۴۲	۸۸
۲۹۶	رسالہ مفہود القرآن	۴۳	۹۱
۲۹۷	رسالہ مفہود قرآن	۴۴	۹۲
۲۹۸	خلاصۃ اسلام	۴۵	۹۳
۲۹۹	تفسیر قبول	۴۶	۹۴
۳۰۰	عبادت	۴۷	۹۵
۳۰۱	نفس ناز	۴۸	۹۶
۳۰۲	نفس ناز	۴۹	۹۷
۳۰۳	نفس زکوٰۃ	۵۰	۹۸
۳۰۴	نفس عید قرآن	۵۱	۹۹
۳۰۵	نفس	۵۲	۱۰۰
۳۰۶	شرح اسباب الحشر	۵۳	۱۰۱
۳۰۷	رسالہ مستفی اور روز قی کی پہچان	۵۴	۱۰۲
۳۰۸	خدا کی نیک بندیاں	۵۵	۱۰۳
۳۰۹	فصل حقوق و فرائض	۵۶	۱۰۴
۳۱۰	خدا کی مرضی	۵۷	۱۰۵
۳۱۱	مسلمان عہد کے فرائض	۵۸	۱۰۶
۳۱۲	رسالہ پروردگار کے فرائض	۵۹	۱۰۷
۳۱۳	طریقت و حقیقت	۶۰	۱۰۸
۳۱۴	تقسیم عمل	۶۱	۱۰۹
۳۱۵	پچھلے پرچہ کی پہچان	۶۲	۱۱۰
۳۱۶	فصل عمل	۶۳	۱۱۱
۳۱۷	اصلاح رسوم	۶۴	۱۱۲
۳۱۸	تذکرۃ الرسوم اسلامیہ	۶۵	۱۱۳
۳۱۹	شہادتہ اعلیٰ علیٰ حضرت مزمل	۶۶	۱۱۴
۳۲۰	اسلام میں نکاح کی جگہ	۶۷	۱۱۵
۳۲۱	احکام شہدائت	۶۸	۱۱۶
۳۲۲	احکام شہدائت	۶۹	۱۱۷
۳۲۳	احکام شہدائت	۷۰	۱۱۸
۳۲۴	احکام شہدائت	۷۱	۱۱۹
۳۲۵	احکام شہدائت	۷۲	۱۲۰
۳۲۶	احکام شہدائت	۷۳	۱۲۱
۳۲۷	احکام شہدائت	۷۴	۱۲۲
۳۲۸	احکام شہدائت	۷۵	۱۲۳
۳۲۹	احکام شہدائت	۷۶	۱۲۴
۳۳۰	احکام شہدائت	۷۷	۱۲۵
۳۳۱	احکام شہدائت	۷۸	۱۲۶
۳۳۲	احکام شہدائت	۷۹	۱۲۷
۳۳۳	احکام شہدائت	۸۰	۱۲۸
۳۳۴	احکام شہدائت	۸۱	۱۲۹
۳۳۵	احکام شہدائت	۸۲	۱۳۰
۳۳۶	احکام شہدائت	۸۳	۱۳۱
۳۳۷	احکام شہدائت	۸۴	۱۳۲
۳۳۸	احکام شہدائت	۸۵	۱۳۳
۳۳۹	احکام شہدائت	۸۶	۱۳۴
۳۴۰	احکام شہدائت	۸۷	۱۳۵
۳۴۱	احکام شہدائت	۸۸	۱۳۶
۳۴۲	احکام شہدائت	۸۹	۱۳۷
۳۴۳	احکام شہدائت	۹۰	۱۳۸
۳۴۴	احکام شہدائت	۹۱	۱۳۹
۳۴۵	احکام شہدائت	۹۲	۱۴۰
۳۴۶	احکام شہدائت	۹۳	۱۴۱
۳۴۷	احکام شہدائت	۹۴	۱۴۲
۳۴۸	احکام شہدائت	۹۵	۱۴۳
۳۴۹	احکام شہدائت	۹۶	۱۴۴
۳۵۰	احکام شہدائت	۹۷	۱۴۵
۳۵۱	احکام شہدائت	۹۸	۱۴۶
۳۵۲	احکام شہدائت	۹۹	۱۴۷
۳۵۳	احکام شہدائت	۱۰۰	۱۴۸
۳۵۴	احکام شہدائت	۱۰۱	۱۴۹
۳۵۵	احکام شہدائت	۱۰۲	۱۵۰
۳۵۶	احکام شہدائت	۱۰۳	۱۵۱
۳۵۷	احکام شہدائت	۱۰۴	۱۵۲
۳۵۸	احکام شہدائت	۱۰۵	۱۵۳
۳۵۹	احکام شہدائت	۱۰۶	۱۵۴
۳۶۰	احکام شہدائت	۱۰۷	۱۵۵
۳۶۱	احکام شہدائت	۱۰۸	۱۵۶
۳۶۲	احکام شہدائت	۱۰۹	۱۵۷
۳۶۳	احکام شہدائت	۱۱۰	۱۵۸
۳۶۴	احکام شہدائت	۱۱۱	۱۵۹
۳۶۵	احکام شہدائت	۱۱۲	۱۶۰
۳۶۶	احکام شہدائت	۱۱۳	۱۶۱
۳۶۷	احکام شہدائت	۱۱۴	۱۶۲
۳۶۸	احکام شہدائت	۱۱۵	۱۶۳
۳۶۹	احکام شہدائت	۱۱۶	۱۶۴
۳۷۰	احکام شہدائت	۱۱۷	۱۶۵
۳۷۱	احکام شہدائت	۱۱۸	۱۶۶
۳۷۲	احکام شہدائت	۱۱۹	۱۶۷
۳۷۳	احکام شہدائت	۱۲۰	۱۶۸
۳۷۴	احکام شہدائت	۱۲۱	۱۶۹
۳۷۵	احکام شہدائت	۱۲۲	۱۷۰
۳۷۶	احکام شہدائت	۱۲۳	۱۷۱
۳۷۷	احکام شہدائت	۱۲۴	۱۷۲
۳۷۸	احکام شہدائت	۱۲۵	۱۷۳
۳۷۹	احکام شہدائت	۱۲۶	۱۷۴
۳۸۰	احکام شہدائت	۱۲۷	۱۷۵
۳۸۱	احکام شہدائت	۱۲۸	۱۷۶
۳۸۲	احکام شہدائت	۱۲۹	۱۷۷
۳۸۳	احکام شہدائت	۱۳۰	۱۷۸
۳۸۴	احکام شہدائت	۱۳۱	۱۷۹
۳۸۵	احکام شہدائت	۱۳۲	۱۸۰
۳۸۶	احکام شہدائت	۱۳۳	۱۸۱
۳۸۷	احکام شہدائت	۱۳۴	۱۸۲
۳۸۸	احکام شہدائت	۱۳۵	۱۸۳
۳۸۹	احکام شہدائت	۱۳۶	۱۸۴
۳۹۰	احکام شہدائت	۱۳۷	۱۸۵
۳۹۱	احکام شہدائت	۱۳۸	۱۸۶
۳۹۲	احکام شہدائت	۱۳۹	۱۸۷
۳۹۳	احکام شہدائت	۱۴۰	۱۸۸
۳۹۴	احکام شہدائت	۱۴۱	۱۸۹
۳۹۵	احکام شہدائت	۱۴۲	۱۹۰
۳۹۶	احکام شہدائت	۱۴۳	۱۹۱
۳۹۷	احکام شہدائت	۱۴۴	۱۹۲
۳۹۸	احکام شہدائت	۱۴۵	۱۹۳
۳۹۹	احکام شہدائت	۱۴۶	۱۹۴
۴۰۰	احکام شہدائت	۱۴۷	۱۹۵
۴۰۱	احکام شہدائت	۱۴۸	۱۹۶
۴۰۲	احکام شہدائت	۱۴۹	۱۹۷
۴۰۳	احکام شہدائت	۱۵۰	۱۹۸
۴۰۴	احکام شہدائت	۱۵۱	۱۹۹
۴۰۵	احکام شہدائت	۱۵۲	۲۰۰
۴۰۶	احکام شہدائت	۱۵۳	۲۰۱
۴۰۷	احکام شہدائت	۱۵۴	۲۰۲
۴۰۸	احکام شہدائت	۱۵۵	۲۰۳
۴۰۹	احکام شہدائت	۱۵۶	۲۰۴
۴۱۰	احکام شہدائت	۱۵۷	۲۰۵
۴۱۱	احکام شہدائت	۱۵۸	۲۰۶
۴۱۲	احکام شہدائت	۱۵۹	۲۰۷
۴۱۳	احکام شہدائت	۱۶۰	۲۰۸
۴۱۴	احکام شہدائت	۱۶۱	۲۰۹
۴۱۵	احکام شہدائت	۱۶۲	۲۱۰
۴۱۶	احکام شہدائت	۱۶۳	۲۱۱
۴۱۷	احکام شہدائت	۱۶۴	۲۱۲
۴۱۸	احکام شہدائت	۱۶۵	۲۱۳
۴۱۹	احکام شہدائت	۱۶۶	۲۱۴
۴۲۰	احکام شہدائت	۱۶۷	۲۱۵
۴۲۱	احکام شہدائت	۱۶۸	۲۱۶
۴۲۲	احکام شہدائت	۱۶۹	۲۱۷
۴۲۳	احکام شہدائت	۱۷۰	۲۱۸
۴۲۴	احکام شہدائت	۱۷۱	۲۱۹
۴۲۵	احکام شہدائت	۱۷۲	۲۲۰
۴۲۶	احکام شہدائت	۱۷۳	۲۲۱
۴۲۷	احکام شہدائت	۱۷۴	۲۲۲
۴۲۸	احکام شہدائت	۱۷۵	۲۲۳
۴۲۹	احکام شہدائت	۱۷۶	۲۲۴
۴۳۰	احکام شہدائت	۱۷۷	۲۲۵
۴۳۱	احکام شہدائت	۱۷۸	۲۲۶
۴۳۲	احکام شہدائت	۱۷۹	۲۲۷
۴۳۳	احکام شہدائت	۱۸۰	۲۲۸
۴۳۴	احکام شہدائت	۱۸۱	۲۲۹
۴۳۵	احکام شہدائت	۱۸۲	۲۳۰
۴۳۶	احکام شہدائت	۱۸۳	۲۳۱
۴۳۷	احکام شہدائت	۱۸۴	۲۳۲
۴۳۸	احکام شہدائت	۱۸۵	۲۳۳
۴۳۹	احکام شہدائت	۱۸۶	۲۳۴
۴۴۰	احکام شہدائت	۱۸۷	۲۳۵
۴۴۱	احکام شہدائت	۱۸۸	۲۳۶
۴۴۲	احکام شہدائت	۱۸۹	۲۳۷
۴۴۳	احکام شہدائت	۱۹۰	۲۳۸
۴۴۴	احکام شہدائت	۱۹۱	۲۳۹
۴۴۵	احکام شہدائت	۱۹۲	۲۴۰
۴۴۶	احکام شہدائت	۱۹۳	۲۴۱
۴۴۷	احکام شہدائت	۱۹۴	۲۴۲
۴۴۸	احکام شہدائت	۱۹۵	۲۴۳
۴۴۹	احکام شہدائت	۱۹۶	۲۴۴
۴۵۰	احکام شہدائت	۱۹۷	۲۴۵
۴۵۱	احکام شہدائت	۱۹۸	۲۴۶
۴۵۲	احکام شہدائت	۱۹۹	۲۴۷
۴۵۳	احکام شہدائت	۲۰۰	۲۴۸
۴۵۴	احکام شہدائت	۲۰۱	۲۴۹
۴۵۵	احکام شہدائت	۲۰۲	۲۵۰
۴۵۶	احکام شہدائت	۲۰۳	۲۵۱
۴۵۷	احکام شہدائت	۲۰۴	۲۵۲
۴۵۸	احکام شہدائت	۲۰۵	۲۵۳
۴۵۹	احکام شہدائت	۲۰۶	۲۵۴
۴۶۰	احکام شہدائت	۲۰۷	۲۵۵
۴۶۱	احکام شہدائت	۲۰۸	۲۵۶
۴۶۲	احکام شہدائت	۲۰۹	۲۵۷
۴۶۳	احکام شہدائت	۲۱۰	۲۵۸
۴۶۴	احکام شہدائت	۲۱۱	۲۵۹
۴۶۵	احکام شہدائت	۲۱۲	۲۶۰
۴۶۶	احکام شہدائت	۲۱۳	۲۶۱
۴۶۷	احکام شہدائت	۲۱۴	۲۶۲
۴۶۸	احکام شہدائت	۲۱۵	۲۶۳
۴۶۹	احکام شہدائت	۲۱۶	۲۶۴
۴۷۰	احکام شہدائت	۲۱۷	۲۶۵
۴۷۱	احکام شہدائت	۲۱۸	۲۶۶
۴۷۲	احکام شہدائت	۲۱۹	۲۶۷
۴۷۳	احکام شہدائت	۲۲۰	۲۶۸
۴۷۴	احکام شہدائت	۲۲۱	۲۶۹
۴۷۵	احکام شہدائت	۲۲۲	۲۷۰
۴۷۶	احکام شہدائت	۲۲۳	۲۷۱
۴۷۷	احکام شہدائت	۲۲۴	۲۷۲
۴۷۸	احکام شہدائت	۲۲۵	۲۷۳
۴۷۹	احکام شہدائت	۲۲۶	۲۷۴
۴۸۰	احکام شہدائت	۲۲۷	۲۷۵
۴۸۱	احکام شہدائت	۲۲۸	۲۷۶
۴۸۲	احکام شہدائت	۲۲۹	۲۷۷
۴۸۳	احکام شہدائت	۲۳۰	۲۷۸
۴۸۴	احکام شہدائت	۲۳۱	۲۷۹
۴۸۵	احکام شہدائت	۲۳۲	۲۸۰
۴۸۶	احکام شہدائت	۲۳۳	۲۸۱
۴۸۷	احکام شہدائت	۲۳۴	۲۸۲
۴۸۸	احکام شہدائت	۲۳۵	۲۸۳
۴۸۹	احکام شہدائت	۲۳۶	۲۸۴
۴۹۰	احکام شہدائت	۲۳۷	۲۸۵
۴۹۱	احکام شہدائت	۲۳۸	۲۸۶
۴۹۲	احکام شہدائت	۲۳۹	۲۸۷
۴۹۳	احکام شہدائت	۲۴۰	۲۸۸
۴۹۴	احکام شہدائت	۲۴۱	۲۸۹
۴۹۵	احکام شہدائت	۲۴۲	۲۹۰
۴۹۶	احکام شہدائت	۲۴۳	۲۹۱
۴۹۷	احکام شہدائت	۲۴۴	۲۹۲
۴۹۸	احکام شہدائت	۲۴۵	۲۹۳
۴۹۹	احکام شہدائت	۲۴۶	۲۹۴
۵۰۰	احکام شہدائت	۲۴۷	۲۹۵
۵۰۱	احکام شہدائت	۲۴۸	۲۹۶
۵۰۲	احکام شہدائت	۲۴۹	۲۹۷
۵۰۳	احکام شہدائت	۲۵۰	۲۹۸
۵۰۴	احکام شہدائت	۲۵۱	۲۹۹
۵۰۵	احکام شہدائت	۲۵۲	۳۰۰
۵۰۶	احکام شہدائت	۲۵۳	۳۰۱
۵۰۷	احکام شہدائت	۲۵۴	۳۰۲
۵۰۸	احکام شہدائت	۲۵۵	۳۰۳
۵۰۹	احکام شہدائت	۲۵۶	۳۰۴
۵۱۰	احکام شہدائت	۲۵۷	۳۰۵
۵۱۱	احکام شہدائت	۲۵۸	۳۰۶
۵۱۲	احکام شہدائت	۲۵۹	۳۰۷
۵۱۳	احکام شہدائت	۲۶۰	۳۰۸
۵۱۴	احکام شہدائت	۲۶۱	۳۰۹
۵۱۵	احکام شہدائت	۲۶۲	۳۱۰
۵۱۶	احکام شہدائت	۲۶۳	۳۱۱
۵۱۷	احکام شہدائت	۲۶۴	۳۱۲
۵۱۸	احکام شہدائت	۲۶۵	۳۱۳
۵۱۹	احکام شہدائت	۲۶۶	۳۱۴
۵۲۰	احکام شہدائت	۲۶۷	۳۱۵
۵۲۱	احکام شہدائت	۲۶۸	۳۱۶
۵۲۲	احکام شہدائت	۲۶۹	۳۱۷
۵۲۳	احکام شہدائت	۲۷۰	۳۱۸
۵۲۴	احکام شہدائت	۲۷۱	۳۱۹
۵۲۵	احکام شہدائت	۲۷۲	۳۲۰
۵۲۶	احکام شہدائت	۲۷۳	۳۲۱
۵۲۷	احکام شہدائت	۲۷۴	۳۲۲
۵۲۸	احکام شہدائت	۲۷۵	۳۲۳
۵۲۹	احکام شہدائت	۲۷۶	۳۲۴
۵۳۰	احکام شہدائت	۲۷۷	۳۲۵
۵۳۱	احکام شہدائت	۲۷۸	۳۲۶
۵۳۲	احکام شہدائت	۲۷۹	۳۲۷
۵۳۳	احکام شہد		



بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

## ابتدائیہ

یہ مقالہ دراصل ان قلبی کیفیات اور واردات کا منظر ہے، جن کا احساس محو کوشش انسانین حضرت شیخ الغفرین کی مکتوبی قیاس میں ہوتا تھا۔ قرآن فہمی کا وہاں ہند، احادیث مقدسہ کے صحیح اور اک کے منکلمات، دین مصطفوی کے جبرحق کی گرائیوں کے مقبول تک رسائی حاصل کرنے کی دیوانگی، طبیعت کے انوار اور نورغور کی پروردگار کی قدسی جھلکیں، مصالین کی پیروی کی اہمیت، برنظر اور بر خیال کو مصدقہ انصاف کے قیاس و میزان میں پرکھنا، برنظر تائیداری کا انتظار بر عمل حیات میں سنت نبوی اور خلفائے راشدین مہدیین کے تعامل برنظر میں رکھنا۔ انصر یہ ساری پیش افتادہ سرایہ، بر دینی انمول متاع، بر حاصل زندگی اور بر آخرت کی زادارہ میرے برنی حسن کی شفقناہ سمجھوتوں کا خیر ہے اور آج جبکہ مولائی و آٹائی کی رعلت کا چوبیسواں سال گذر رہا ہے اور میں اس پونجی کو حضرت لاہوری علیہ الرحمۃ کے متشکین اور طابین کے سامنے پیش کر رہا ہوں۔ تو خدا کے قدوس کی قسم! میرے دل کی کیفیت اس نوجوان تہی کی سی ہے۔ جس کی شادی آج ایک موزا کھر اٹھیں چلے والی ہے۔ گھر کو طرح کھنڈا لگ گیا ہے۔ ہر چہ نہایت قرینہ سے سمائی گئی ہے۔ اقر با و اجاب کی برادر خاندانست خاندانست کہ خوش آمدید کی مبارک ہیں تمام چہرے شمرت لگے ہیں، تو دل کو اپنے شفیق باپ کی یاد آتی ہے، وہ صاحب بار عروسی پہنچے ہوئے بھی موزا رہا ہوتا ہے، وہ اپنی آنکھوں کو اشکبار مچنے سے نہیں روک سکتا۔ کیونکہ اس کی ٹوٹ بانی ہوئی آنکھیں قرابت داروں کے جوہر میں اپنے بچھے ہوئے باپ کو مصدقہ قی ہیں۔ اس کے دل میں ایک بے پناہ جنابت کا بیجنا ہے۔ وہ دل کے اس اسٹوٹے ہونے سے بیلا بسک روکنے کی سعی لا حاصل

## حضرت لاہوری رحمۃ اللہ علیہ

مفتی محمد اسماعیل حضرت مولانا عبدالرحمن ندوی "مناظرکن مؤتمر عالم اسلامی" میری زندگی میں وہ بڑا مبارک دن اور بڑی سید گھڑی تھی جب مولانا اصحلی صاحب لاہوری رحمۃ اللہ علیہ سے نیاز حاصل ہوا میری زندگی کے دوشے موٹوں میں۔ جہاں سے رنگی نے نیاز ستارہاں تک خیال ہے بہتر اور مبارک راستہ اختیار کیا۔ پہلا موٹو صاحب مولانا اصحلی صاحب سے تعلق پیدا ہوا، دوسرا موٹو اس وقت پیش آیا جب مولانا نے مولانا محمد ابراہیم صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے پاس پہنچایا۔ مولانا کی صحبت میں کراڑم غلطی کا ذوق، خدا کے نام کی جلالت اور مردان خدا کی محبت، باہمی اور اصلاح و تکمیل کی ضرورت کا احساس پیدا ہوا۔

مولانا عبداللہ سندھی کے مہدوتان میں وہ دیناے نازشاگردتے اور ان کے کٹر تعلیم اور سکے تفسیر کے حامل و امین اور اس میں ان کے صحیح جانفین مولانا اصحلی صاحب لاہوری اور خواجہ عبدالحی صاحب نانوتی۔ مولانا سندھی ایک خاص طرز تفسیر کے اس دور میں بانی تھے۔ ان کو سارا قرآن مجید جو ان کی دلچسپی اور مطالعہ کا مرکز تھا۔ جبارہ حریث کی دعوت و تبلیغ نظر آنے لگا۔

مولانا لاہوری کے دس کے بھی جن اسم بڑے مرکزی مضمون تھے، عقیدہ توحید کی وضاحت۔ دوسرا مرکزی مضمون اہل اللہ کے مؤثر اور دلگیر واقعات، بالخصوص اپنے مسئلہ کے مشائخ کا دل نشین بکثرت تذکرہ جبکہ بیلبرگ کی مضمون جذبہ جہاد اور گنہ گری تھا۔ مجھ کو خیر تھا مولانا ہی کے دس سے اس نئی دنیا سے آٹائی پیدا ہوئی کہ طرہ مطالعہ نکرو نظر اور دب و شکر کے علاوہ بھی کچھ تمام صدق حقائق اور کچھ ذاتیں اور ذاتیں میں لڑائو کی کوئی ایسی سمجھی تھی جس کی طرف تفریب نہیں بلکہ بڑا دینا فیت میں بکرا فیت کا معاملہ ہے۔

متر دین مارا خیر اور نظر اور دون خانہ و مین و در پہنچا تھا مولانا حضرت مولانا علی میاں مظاہر قریشی نظر کتاب کے لیے اپنے ایک مکتوب میں فرماتے ہیں "میں کتاب کی مقبولیت کے لیے دعا کرتا ہوں اور اس کے مطالعہ کا مشاقق ہوں گا"

کرتا ہے۔ لیکن اس کی سرشت انور انکھیں، اس کے اندر دینی غم و اندوہ کی غماخی کرتی ہیں جب اس کے اعتراف و اقرار کی نظر اس کی اس حالت پر لگتی ہیں، تو گھر کا سارا نشاط انگیز ماحول آن واحد میں افسردگی سے بدل جاتا ہے حقیقت ہے کہ افسردہ دل افسردہ کندہ اسجمنے را

میں جب ان مصلو کو حوالہ دے کر رہا ہوں، تو سیدی و شدیدی کی دائمی رفعت کے مجروح احساسات میری قبول کو شل کر رہے ہیں۔ دل چاہتا ہے، نون کے آنسو بہاؤں، یہ وہی کتب ہے جن کا مسودہ میرے روحانی آئینہ فانی مبارک زبان سے میرے دوست باوجود سید صاحب کو لکھوا تھا اور آپ کے تیسرے حج تک کے حالات اس میں درج تھے۔ میں نے مسودہ جو لکھا اور اپنی کاپی میں نقل کر لیا اور اصل عبارات واپس کرتے ہوئے عرض کیا: حضور! یہ آپ کی زندگی کے واقعات ہیں۔ لیکن جس جاذبیت کی بنا پر خلق خدا کائنات میں آپ کی خدمت آنکس میں حاضر ہوتی ہے، اس کا تو اس میں ذکر نہیں ہے۔ پردہ زنجیر سے فرمانے لگے: جو کچھ ہے، آپ کو مل گیا ہے۔ آپ بفضل خدا اس کو اپنے اندر میں لے لیں۔

اس واقعہ کے چند ماہ بعد میں نے حضرت کے تمام سوانحی خاکے، آپ کی علمی اور دینی خدمات، مجاہدات اور مجاہدہ سرگرمیاں اور اعزازات کشف و کرامات کے شوق حوانات اپنی استعداد کے مطابق ترتیب دے کر آپ کے حضور میں پیش کئے۔ اس وقت آپ کے جانشین حضرت مولانا عبدالحق نور محمد بھی موجود تھے۔ انتہائی مرتبہ انتہات سے سماعت فرما کر آئندہ لکھنے کی اجازت دی اور ساتھ ہی فرمایا: ہم عصر علمائے ہوا اعلیٰ کے عنوان کا بھی اضافہ کریں۔

میں نے ۲۸ اگست کو حضرت کے دستِ اطہر پر بیعت کی اور آج ۸۵ ۱۹۸۰ تک تقریباً ۲۴ سال کے عرصے میں قرآن حکیم، احادیث، فقہ اور دیگر مضامین کی تصانیف سے پورے تندر و تفسیر کے بعد جو کچھ حاصل کیا، اس میں سے اپنے آمانے روحانی کی حیثیت طیبہ کے نقوش کی تلاش و تفسیر کی۔ صحابہ کرام اور

باقی اسلاف عظام کے سوانح و سیر پر جتنا غور و خوض کیا۔ میری طبیعت پر حضرت کی پاکیزہ سیرت کی تطبیق و تائید کے شواہد درشن ہوئے۔ بس یہی کچھ ہے، جو میں آج اپنے محضر تارین کی خدمت میں لکھنا چاہتا تھا۔ نام سے پیش کر رہا ہوں۔

واللہ! باللہ! میں نے اپنے ہر مدرسہ میں سے پرانندہ پرہیزگار عمل نہیں کیا بلکہ اپنی کم مائیگی کی بنا پر اپنی طبیعت کی کیفیتوں اور حضرت عالی مقام کے روحانی رفعت و رفیعہ کو احاطہ تحریر کرنے سے قاصر رہا ہوں۔

واضح رہا، واضح رہا! ان دنوں جب کتاب لغات کی کتابت چل رہی ہے اور گاہے گاہے جانشین حضرت شیخ التفسیر مولانا قاری عبدالحق نور صاحب سے اس کی تکمیل کی رعایت کر دینی جا رہی ہیں، تو اچانک صرف سات دن کی قلیل لیکن شدید علالت کے بعد ہمارے آقا مولانا ام المہدی حضرت مولانا عبدالحق نور صاحب کو فوتِ صبح داعی اجل کو لبیک کہہ کر وادی فردوس میں ہمیشہ ہمیشہ کے لیے جا لیے ہیں۔

یہ ناگہانی جانساکہ حادثہ، روحِ شریفِ خیر المیر، یہ زہرِ گدازِ سانحہِ احوال، پروردگارِ عالم کی قسم ہزاروں بلکہ لاکھوں ارواح و قلوب کو بھرج کر گیا ہے اور ادھر میرے دل کی امید دل کی کشتِ ناز بن کر رہ گئی ہے۔ اپنے افسوس! یہ اول زندہ مسرتوں سے بھر پور تھا۔ میں اس سید گھڑی کا منتظر تھا، جب میں خاندانِ سندھی کا تیسرا نائبِ کتب لغات حضرت امام المہدی کے حضور پیش کر کے عرض کرتا: حضور!

گر قبولِ افتد رہے عز و شرف

مگر..... دستِ قضا نے میری امیدوں کی چھتیاں کو باوجودِ بلکہ باوجودِ صدمہ کے ہوائے کاش! آج میرے مرنے و مہسن میرے مہول شہر، مولانا قاری عبدالحق نور صاحب نے انیس جامع مسجد ائینِ سماں خاں شیر نواز کے منبر پر رونق افروز ہونے اور اپنے پدر بزرگوار کی مبارک زندگی

## مجموعہ تصانیف

- ۱۔ مسلک کی حفاظت کا مسئلہ زیر بحث آیا تو حضرت لاہوری نے ارشاد فرمایا کہ کسی فرد کی زندگی کے حالات اور خصوصاً اس کے مسلک کی حفاظت اسی صورت میں ممکن ہے کہ ان کو ضبط و تحریک میں لایا جائے اور خلافات کی بجائے راہِ روی سے سلافت کرام کی روش کے داخلہ ہونے کے امکانات جڑتے ہیں یہی وجہ ہے کہ ہم نے حضرت لاہوری علیہ الرحمۃ کے حنفی مسلک ہونے کے باب کو فقہ شوافع اور برائین کا طالع سے مدلل بنانے کی کوشش کی ہے۔
- ۲۔ قرآن پاک اعلیٰ شہادت میں سے ہے۔ ارشاد نبوی سے ماہر قرآن حکیم کے فضائل امت پر واضح ہیں۔ چونکہ حضرت لاہوری شیعہ قرآن تھے۔ آپ اپنے ابتدائے زندگی سے یوم وفات تک خدمت قرآن میں ایک مثالی زندگی کے نقوش چھوڑے ہیں۔ لہذا اس مبارک حیات کے لیل و نہار کا احاطہ تحریر میں لامتناہی اسلامیہ برائیک احسانِ عظیم ہے۔ لہذا اس مقالہ میں آپ کی مغفرت و توبہ پر برپا حاصل تبصرہ کیا گیا ہے اور یہ حقیقت الحقائق ہے کہ آپ کا عہدہ و ذوق قرآنی کمالے کا مستحق ہے۔
- ۳۔ جہاں تک موجودہ دور کا تعلق ہے اس میں سینکڑوں نفع جنم لے رہے ہیں علوم اور انگریزی خوان طبقہ دینی اقدار سے بے بہرہ ہیں۔ تاہم انیت کے ہم رنگ انکار و حدیث کا فقہ اسلامیت کرام کے عقائد پر ایک بہت بڑا خطرناک حملہ ہے اس لیے آپ کی حقانیت حیات کو ہر طرح اجاگر کر کے پیش کرنا ضروری سمجھا گیا۔ آپ نے دیال سنگھ کالج کے ایک تارک ساز اجتماع میں فرمایا تھا:۔  
”منکر حدیث، منکر قرآن ہے اور منکر قرآن خارج از اسلام ہے“

کے اس علمی شاہکار کی رونمائی اپنے ارشادات سے کرتے۔ ع  
قیاس کن رنگستان من بہارِ مرا  
آج اس حیات مبارکہ کی رونمائی کی ادائیگی کا فریضہ خوش ولایت کے  
پروردہ میر سے عزیز بھائی حضرت مولانا میاں محمد جمیل قادری مدظلہ العالی کے ذمہ  
ہے۔

دعا ہے، مخالفین کو نرسکاں حضرت شیخ الغنیہ مولانا لاہوری کے گلشن  
علم و فضل کے ان دونوں جوان (مولانا محمد جمیل قادری اور ڈاکٹر محمد جمیل  
ایم۔ بی۔ بی۔ ایس) خوش بخت، ملک سیرت نگہانوں کو اپنے جتنا محمد اور  
والدہ شفیق کی طرح اپنے خونِ جگر سے اس سرمدی چمن کی آبیاری کرنے کی  
توفیق ارزان فرمائے۔  
آمین یا اولا العلیین

ناکارہ۔ انگر





کو کندن بناو اور پروردگار عالم نے اپنے مخصوص الطاف و عنایات سے آپ کو عرض کی حدود سے جوہر کے دائرہ میں قدم رکھنے کا شرف و مجد عطا فرمایا۔ جس سے آپ کا قلب اطہر مرکز تجلیات الہی بن گیا۔ یہ دو مقام ہے جہاں کوئی خود پرورشیت کی قوتیں الوہیت کے غلبہ سے مائل نہ ہوتی ہیں۔

فخر مومن حیثیت پر تفسیر جہات

بندہ الزما شیر او مولا صفات (اقبال)

مذکورہ صفات کی حامل ہستیوں کے مسلک اور کائناتوں کی تحریری مخالفت نہایت خودی ہوتی ہے۔ فرد کامل کی زندگی سے قوم کی قسمت کا رخ بدلتا ہے۔ سیدہ علیہ السلام ان ایمان افروز بابرک حالات کا دینی ذوق سے ملاحظہ کریں گی تو ان کو اسلام کی الہامی اور روحانی صداقت کا یقین حاصل ہوگا۔ لہذا معمول بالا نظر کر بلائے ان کے پیش نظر ہم نے اپنی استعداد کے مطابق حضرت شیخ الشیخ کی ہر نوع حیات طیبہ کو مسلمان عالم کے سامنے تفسیر و روایات سے رکھ دیا۔ اب قوم کا فرض ہے کہ وہ ان فکر پر گہرائی سے دولت فیضان حاصل کرے۔

انسان خطا و نسیان کا پتلا ہے۔ لہذا سمجھ کو اپنی بے بضاعتی اور کم انگلی کا پورا احساس و اعتراف ہے۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ ہم سب کی دینی بصیرت میں اضافہ فرمائے۔ آمین ثم یا اللہ العالین۔

حاجہ تسبیحہ، حضرت مولانا محمد غضب علیہ الرحمہ حضرت لاہوری کے خلیفہ نماز تھے۔ آپ نے جب موجودہ مقام کو دیکھا تو ائمہ اربعہ کو فرمایا کہ آپ نے بفضل خدا بہت بڑا ذوق و محنت دکھایا ہے۔ لہذا ہم تم کو ائمہ اربعہ کا راز گرائی کے پیش نظر سوانح حیات کا نام "کنز الہیات" رکھا ہے۔

نیکائے علامہ خیر

الحکر

بندے وہ ہیں، کہ انہیں دیکھ کر اللہ تعالیٰ یاد آتا ہے، آپ کے ہم نشین یقیناً دولت فیضان سے بہرہ ور ہوتے تھے۔ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے: فی الدین یجلسون للذکر اللہ ہم الغنم لا یشقی بہم و جلیسہم و ذکر اللہ تعالیٰ کے ذکر کے لیے بیٹھتے ہیں وہ لوگ ہیں کہ ان کے ہم صحبت بھی بے بہرہ نہیں رہتے۔

۱۰۔ آپ کی اعلیٰ عزت و مکرّم اور باقی افسردہ دنیا پر شریعت طامہ کا رنگ غالب تھا۔ اہل جان مرحومہ مغفورہ ہر بیٹھے میں قرآن پاک پڑھ کر تھیں علاوہ انہیں اور بودا اشغال کا انہماک ہر وقت کا روحانی مشغول تھا۔ آپ کے دو صاحبزادے اور ایک نواسہ (حضرت مولانا حبیب اللہ مرحوم صاحب کربلائی حضرت مولانا حافظ حمید اللہ مرحوم، جناب عبدالرحیم ایدہ و کیت، حافظ قرآن تھے۔ آپ کے بیٹوں صاحبزادے کا راجہ تفصیل علامہ خیر تھے۔ یہ اسی خاندان پر آفتاب است!

۱۱۔ لادیت اور استغناء عن الخلق اور امتیاج الی اللہ آپ کا خصوصی بہر تھا۔ آپ کی جلیبی سرگرمیاں شہیت الہی کا منظر تھیں۔ ان اُجڑی دنیا علی اللہ آپ کا عمل تھا۔ ائمہ و وزراء آپ کے مبارک پاؤں کے نیچے اپنی آنکھیں بچاتے تھے، لیکن آپ اپنی درویشانہ زندگی میں صحابہ کرام کے عقلمند تھے۔

۱۲۔ قیوں کی تقدیر وہ مرد درویش

جس نے نہ دھونڈی سلطان کی درگاہ

۱۳۔ حضرت لاہوری کے ضمیر کی تعمیر عصر حاضر کے دو بے باک خازن یا صفات حضرت مولانا محمود حسن مرحوم امیر اہل اہل اور امام انقلاب مولانا عبد اللہ سندھی، اور دو ائمہ روحانیات (علامہ وقت حضرت سید تاج محمود اسوٹی علیہ الرحمہ اور سراج الادب حضرت خلیفہ غلام محمد دین پوری) کی پاکیزہ نگاہوں میں ہوئی تھی۔ ان کی یادگاروں نے برسوں کی محنت پروردی سے آپ

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

## تحدیثِ نعمت

الحمد لله وكفى وسلا على عباده الذين اصطفى  
وَإِنْ لَعَنَهُ اللَّهُ لَفَنَعَ اللَّهُ لَا تُخْصَوْنَ هَـا۔ اور اگر تم اللہ تعالیٰ کی نعمتوں  
کا شمار کرنا چاہو، تو قسمت ان کا احاطہ نہیں ہو سکتا، کی حقیقت کے پیش نظر  
علامہ عظام اور انبیاء کرام کو بھی خالقِ دو جہاں کی نعمتوں کے شمار کا یا رہا نہیں  
ہے۔ تجمتِ انسانی سے فلک الافلاک تک تمام کائنات کے ذروں میں بھی نعمتیں  
اللہ کی فرسوس آباد ہیں۔

لیکن اللہ تعالیٰ نے جن وائس کو مکلف بنا کر اور انبیاء و رسولین کی قیادت  
میں حیاتِ عارضی کو سنوارنے کا موقع عطا فرما کر ان دونوں جہوں پر احسانِ عظیم فرمایا ہے۔  
لَقَدْ مَنَّ اللَّهُ عَلَى الْمُؤْمِنِينَ إِلَہ۔ کے ارشادِ خداوندی سے حضورِ اکرم ﷺ  
صلی اللہ علیہ وسلم کی نعمتِ تاقیستِ ارضی و سماوی مساوات کی جامع اور تمام  
فضائلِ انسانیت کا معدن ہے۔ مکتبِ نبویؐ کے تمام کرام رضوان اللہ علیہم  
اجمعین امتِ بریضہ میں قرآنی شہادت کی رو سے سابقہ نام پر سبقت رکھتے ہیں  
کیونکہ خیر القرونِ ثانی کی سرطادِ اعلان نے صحابہ کرام کی جماعت کو ایک  
ایسا امتیازی تمغہ عطا فرمایا ہے جس میں ماسوا انبیاء کرام اسی وجہِ خلوق میں کوئی  
بھی ان کا شریک و ہم پیر نہیں۔ بعد میں تابعین اور تبع تابعین کے ادوار آئے اور  
اب غلو و برقیامت تک ائمہ امت کا دور دورہ ہے۔ یہ شہادت و وطن کا زمانہ  
ہے لہذا

علماء امتی کا انبیاء و  
بنی اسرائیل۔  
میری امت کے علمہ غیر بنی اسرائیل کے  
انبیاء کرام کی طرح خدمتِ دین میں مجبور ہیں۔

کی نوبت نبویؐ کا استحقاق رکھنے والے علمائے امت لاکھوں برکتوں کے حامل ہیں۔

فَقَبِيْهَةٌ وَّ اِلٰہُ اَبَدٌ عَلٰی  
الشَّيْطَانِ عَنِ الْاَلْفِ عَابِدٌ  
محولِ الاکسیر کے پیش نظر حبیب میں اپنی زندگی پر غور کرنا ہوں تو میری  
نظر میرے صالح والدین خصوصاً والدہ مرحومہ پر پڑتی ہے اور ساتھ ساتھ ان سائنہ  
کے احسانات بھی یاد آتے ہیں۔ جن کی محبت میں ابتدائی دینی تعلیم حاصل کی، دورِ حجاب  
کی ساری اسلامی سرگرمیاں انہی بزرگوں کی پاکیزہ صحبتوں کی مرہونِ منت تھیں  
اور ان کی محبت نے ہی مجھ کو عصر حاضر کے ممتاز ترین شیخِ انصاریہ حضرت لاہوری  
علیہ الرحمۃ کی غلامی میں ساکنہ ازادت کا شرف بخشا۔ حضرت لاہوری کی ملکوتی  
صحبت کی کیفیتوں کا بیان خدا نے تھوڑے تھوڑے کلمات میں افضاحتِ طالبِ علم  
سے ہرگز ہرگز ممکن نہیں ہے۔ ان کی آدم گری سے اسالین کو کس قدر فائدہ پہنچا  
اور کس کس کے حصے میں کیا کیا آیا ہ اور مجھ کو غیر شعوری طور پر اس روحانی ماحول  
نے کیا کیا عطا کیا ہ والدہ! یہ حد بیان سے باہر ہے۔ ہاں آشنا جاننا ہوں کہ ان  
عارفانہ صحبت میں دو تبارِ مرقوتے، جن کی حفاظت کی توفیق خدا نے برتر سے  
برگھڑی مانگتا رہتا ہوں۔

و۔ ایک مرقوتی قرآن فہمی کا ذوق۔

ب۔ دوسرا مرقوتی اولیائے امت کے پاؤں کی خاک کو کبریتہ احمر سے زیادہ  
قیمتی یقین کرنا ہے

حاصلِ عمر شہار میرا رے کر دم  
شامِ از زندگی خوش کو رے کر دم

دعا ہے، خدا نے ان نعمتوں میرے محبتوں کو فروس برس میں انبیاء کرام  
کی ہم نشینی کا شرف عطا فرمائے۔

الغرض ارب العزیز کا لاکھ لاکھ شکر سے کہ اس نے مجھ جیسے ناچیز و بے کس

## انتساب

میں اپنے علمی و تحقیقی مجموعہ احساسات کو اپنے محسن و مربی والید روحانی، قطب الاقطاب، امام الشیخ شیخ لاہوری الحاج مولانا احمد علی نور اللہ رحمہ اللہ کی ہدایت و حیات طیبہ کے کیل و دھار کے ان فیوض و سعادت سے منسوب کرتا ہوں جو مکمل چودہ برس تک میرے نخل و جنان کی تربیت کے آب حیات سے آبشاری فرماتے رہے۔

حضرت والا مقام کی عارفانہ صحبت میں قرآن فہمی کا جذبہ اور فرائض و سنتیں سیکھ کا جوہر ملتا تھا۔

میری روح حضرت کی روح شریک سے یہی التجا کیا کرتی تھی۔

تو مری رات کو کتاب سے محروم نہ رہا

ترسے پریشان نہیں ہے، ماہِ مقام اسے ملاتی

دعا ہے بعد از تروا علیٰ حق ہمارے ہادی روشن ضمیر کو نت اہل و عیال مقام رضا کی رختوں سے ہم کنار کرے۔ آمین یا اللہ العلیین

احقر الزام  
اشکر

عالم علم کو ذوقِ علم و حکمت دے کر ایک ایسی نادرہ روزگارستی کی غلامی کے واقع فرام کیے۔ جس کے تمام رفیع کی نشاندہی صادق الباقی صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمان میں ملتی ہے۔  
الْمُحَاضِرُ بِالْقُرْآنِ مَعَ السَّفَرَةِ  
الْمَكْرَاهِ الْبَسْرَةِ  
لکھتا ہے: تیس دن ان بزرگ عالم کے ساتھ رہا۔  
جوانیار اکرام علیہ السلام کے پاس سفر بنا کر رجسٹرل علیہ السلام بھیجے جاتے ہیں۔

حضرت اقدس کی حیات طیبہ کی تکمیل جو سیاحہ کا کہ حق میں نعمتِ ظہری ہے دعا ہے۔ اللہ تعالیٰ مجھ کو شکر گزاری، نیاز مندی اور متواضعانہ فروتنی سے زندگی بسر کرنے کی توفیق ارزائ فرمائے اور ایمان کی دولت قبر میں ساتھ پہنچائے تو امان فرما معاؤمیں کرام کا شکر تیرے خدا سے تیری کا لاکھ لاکھ کرے کہ اتن با لغناٹ ہوں و توفیق ایزدی سورہ ۹، اگست ۵۹ء بروز جمعہ المبارک بخیر و حسن اختتام پذیر ہوئی۔ یا مَنافِیقِ اِنَّا بِاللّٰهِ عَلَیْہِ تَوَكَّلْتُ وَاللّٰہُ اَنْتَب۔

ناسیسی ہوگی، اگر میں اس موقع پر اپنے محضین نظام کا ذکر بغیر ذکر کروں، میرے سوا لایین مروجین اسنادہ کلام اور میرے روحانی آقا حضرت لایبوری کی غلصہ سے دعا میں بروقت میرے شامل حال رہیں، علاوہ ان میں اپنے مخلص مربی لاکھ شکر اربابو الحق صاحب صدہ شعبہ عربی و اسلامیات گورنمنٹ کالج لاہور کا جدول سے تمام پاپس نمونہ روز نگاہ جو مردِ صالح ہیں جن سے میری رہنمائی اور صلاح و نفع فرماتے رہے ہیں۔ دعا ہے اپنے رشتہ اہل ان کو کسٹ اہل عیال و دارین کی فروزندیوں سے ہم کنار کرے اعلیٰ امام الادب حضرت راجپور علی بن علیہ السلام سیدہ النور جمین لیس رقم بکلام اعلیٰ کی مرتبہ شدہ شفقت کو تازیت یاد رکھوں گا جنہوں نے اس مرحلہ میں کثرت اور طاعت کے سلسلے میں نہایت انخلاص و ولایت سے حسن معاونت کی ایک قابلِ ستائش مثالِ ناکم کی ہے۔ اللہ تعالیٰ ان کو اس ذقہ نوری کے صلے میں مسافرت کرام کی حیاتِ مرتبت سے نوازے۔ ۵

مسلمان کے مومن ہے، سلیقہ دل نوری کا۔ مروت میں عالمگیر ہے، مردانِ غازی کا  
احقر لال دین اشکر

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

## قرائت و تصدیق

اِنْزُجَّتْ اِلَيْهِمْ اِلَٰهًا لَّهْدًى حَضَرَتْ مَوْلَانَا عَسِيْدُ اللَّهِ اَنُوْرٌ قُوْرُ اللَّهِ كُحْلُهُ

حضرت مولانا کاظم رازی دین صاحب انگلہ نے حضرت آبا جان رحمۃ اللہ علیہ کے سوانح حیات لکھنے کی اعزازت حضرت کی زندگی میں ہی حاصل کر لی تھی۔ چنانچہ آبا جان کے ارشاد کے مطابق مولانا صاحب کو وہ مسودہ دیا گیا، جس کو حضرت نے باوجود غور و معینہ صاحب کو بخش نفیس لکھوایا تھا۔

علاوہ ازیں مولانا صاحب نے اپنی خداداد استعداد سے حضرت کی سیرت کے مناسب اور متوقع عنوانات تحریر کر کے تیری موجودگی میں حضرت کے حضور میں پیش کئے تھے۔ جن کی سماعت فرمائے گئے کہ بعد آپ نے ان کو اپنے انداز میں سوانح حیات کی ترتیب و تالیف کی اعزازت مرحمت فرمائی۔ لیکن ابھی یہ کام ابتدائی حالت میں ہی تھا، جبکہ حضرت عالم بقا کو رحلت فرما گئے۔ اِنَّا لِلّٰہِ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ مولانا صاحب نے توفیق الہی میں اس کام کو جاری رکھا اور جو کچھ اس ضمن میں تحریر فرمایا، مختلف وقتوں میں مجھ کو سنا تے رہے۔ اگرچہ آبا جان مرحوم کو مولانا صاحب موصوف کی مسلک شناسی اور اس کو سلالت دہی سے پیش کرنے کے متعلق مکمل یقین تھا اور ان کے اس اعتماد کی بنا پر مجھ کو بھی ان کی تحریرات پر اس بات کا کلی اعتبار تھا، تاہم میں نے مولانا صاحب کی تمام عبارت میں وجہ سنی ہیں۔ المختصر حضرت کی زیر نظر سیرت کا مسودہ اپنی صحت کے اعتبار سے خلوک و شبہات سے بالاتر ہے۔ لہذا اس تصنیف کی تکمیل پر حضرت کی تمام جامعیت کی طرف سے جواکفوں نفوس پر مشتمل ہے۔ میں مولانا صاحب کی خدمت میں بذریعہ یک پیش کرتا ہوں۔ دعا ہے اللہ تعالیٰ اس کتاب مستطاب کو ملت اسلامیہ کے لیے ذریعہ نجات بنائے۔

اس مقالے کے دوسرے حصے میں فاضل مصنف نے حضرت کی علمی اور دینی خدمات کو نہایت احسن طریقے سے پیش کیا ہے، جس سے واضح ہو جاتا ہے کہ حضرت شیخ التفسیر کا بحر علمی معصر ارباب علم و فضل کے نزدیک کس قدر بلند پایہ ہے اور آپ نے اس دور الحاضر و زندہ میں تحریری و تقریری طور پر کون سی اہم خدمات سر انجام دی ہیں۔ حقیقت یہ ہے کہ آپ کے طریق تبلیغ اور اشاعت دین کی حکیمانہ روش سے لوگوں کے غلو و افراط میں کتاب و سنت کی بالادستی کا احساس پیدا ہو گیا ہے لہذا آپ کے حلقہ رشد و ہدایت کو تہذیب مغرب کے منکس اثرات سے نجات مل گئی ہے۔ ہم آپ کے اس عرصہ حیات کو قہراً آئی دہر کہنے کا استحقاق رکھتے ہیں۔

آپ کی علمی اور دینی خدمات کے ساتھ ساتھ آپ کے روحانی مقامات اور کشف و کرامات بھی سامنے آ گئے ہیں۔ فاضل مصنف نے اس باب کے شروع میں بڑی عرق ریزی سے عالم اسلام کے قابلِ فقہار، مفسرین، نقباء، اور متصوفین کرام کی تصانیف کا عطر کشید کر کے رکھ دیا ہے اور کتاب و سنت کی روشنی میں ثابت کیا ہے کہ "اولیاء امت کے کشف و کرامات کمالِ نبوت کے شمرات ہیں۔" گویا حکمائے اسلام کی بلند پایہ تصانیف سے گزرنے والے نے اس کتاب کے اوراق میں ملا ناک دیے ہیں۔

اتباعِ شہادت کے زیر عنوان موصوف نے حضرت کی مبارک زندگی کا ہر عمل سنت رسول انس و جان صلی اللہ علیہ وسلم کے تابع دکھا یا ہے اور امر واقع بھی یہی ہے کہ آپ کی زندگی کا کوئی گوشہ بھی سنتِ نبوی سے چٹا ہوا نظر نہیں آتا ہے۔ جس کے نتیجے کے طور پر ارباب علم و کمال آپ کے ہر عمل حیات سے متاثر ہوتے بغیر نہیں رہ سکے اور اس پر غور ہے کہ وہ رفیق ہیں آپ کی زندگی کا ہر لمحہ حنفی مسلک کی موتی کا مٹا من بھی تھا۔

اس کتاب کے مطالعہ سے قارئین کرام پر حضرت عالی مقام کا جذبہ عبادت

”خدا مدین“ کا اجر فرمایا اور حضرت تمام مہج ہونے والے مضامین پڑھ کر شامت کی اجازت دیتے تھے، تو ان دنوں حضرت ڈاکٹر صاحب کے مضامین کو اس قدر پسند فرمایا کرتے ہیں کہ اپنی طرف سے عنوانات پیش کر کے ان سے مضامین لکھواتے تھے۔ اس سلسلے میں ڈاکٹر صاحب نے محنت کائنات کے عنوان سے مسلسل چھپیں قطعیں بھیجیں، تو ابابان مرحوم فرمایا کرتے تھے کہ میں تمہاری میں جب محنت کائنات کی کوئی قسط پڑھتا ہوں تو مجھ میں رقت طاری ہو جاتی ہے۔ لہذا کئی دفعہ نجی مجالس اور باقی اصحاب کے حلقوں میں ان کے مضامین کی تعریف و تحسین فرمایا کرتے تھے۔

میں قواس کو ڈاکٹر موصوف کی سعادت کا بہت بڑا نشان سمجھتا ہوں کہ ان کی دینی بصیرت کا تذکرہ زمانے کے ایک ممتاز ترین مفسر قرآن کی زبان مبارک پر ہو جاتا تھا۔ چنانچہ ڈاکٹر صاحب کے مضامین کا یہ سلسلہ صرف بہت روزہ خدام الدین کے صفحات پر ہی مقبول خاص عام ہوا بلکہ کتابی شکل میں چھپ کر سینکڑوں گھرانوں کی اصلاح کا باعث بنا اور اس کتاب پر سب سے پہلی تقریف حضرت انس نے اپنے دست مبارک سے تحریر فرمائی، جو ہر اعتبار سے بے بدل ہے۔ تقریف کے انہی الفاظ حنفیہ میں: ”مجھے یقین کا مل ہے“

کہ پھر دل انسان بھی ”محنت کائنات“ پڑھے، تو اس کا دل موم ہو جائے گا۔ اور اس کے پڑھنے کی برکت سے ماں کا فرما نبردار ہو جائے گا۔ پہلی حالت میں دوزخ کی طرف جارہا تھا تو محنت کائنات کے پڑھنے سے اپنی والدہ کی پاؤں کی خاک کو سرمہ جھڑپنا لگا گا اور بفضلہ تعالیٰ اس تبدیلی کے باعث رضائے کا منہ حاصل کرے گا اور سدا جنت میں پہنچ جائے گا۔

اس مختصر سی تحریر میں اس قابل قدر تصنیف پر بہ تمام و کمال تبصرہ ہرگز مطلوب نہیں ہے۔ صرف بعض اشارات سے چند حقائق کو بیان کیا

اور یادِ الہی کا ذوق و شوق سامنے نظر آئے گا۔ جس سے یہ بات واضح ہو گئی ہے کہ اس دورِ مادیت میں حضرت اعلیٰ کا وجود مسعود و معانیت کا یقیناً علم برقرار تھا اور آپ کے مدین کن فیوض و برکات سے بہرہ اندوز ہوتے رہے۔

یہاں اس حقیقت کی طرف اشارہ کرنا بھی ضروری ہے کہ قابلِ مصنف نے حقوق اللہ کے ساتھ ساتھ حقوق العباد پر بھی برصا حاصل تبصرہ کیا ہے۔ کتاب میں جہاں سنت نبوی کے نظائر سامنے آتے ہیں۔ وہاں حضرت کی زندگی کے تمام پہلو بھی نمایاں نظر آتے ہیں۔ کتاب کے آخر میں شمائل و فضائل نبوی کی روشنی میں حضرت کی زندگی کو نہایت شرف و اوقات اور قابلِ اعتماد روایات سے سنت نبوی کی ایک عملی تصویر ثابت کیا ہے اور فقہ انہی فضائل کا ذکر کیا ہے جن کا منبع و معدن اخلاق نبوی کا فیضان ثابت ہوتا ہے جو کتاب و سنت کی رو سے ہر طرح صحیح ہے۔

فاضل مصنف نے نہایت مختصراً انداز میں ثابت کیا ہے کہ حضرت شیخ التفسیر کی مبارک زندگی کے فیوض و برکات ساتوں بڑا عظموں کی وسعتوں تک محیط ہیں۔ آپ نے مقالے کے آخر میں دنیا کا نقشہ پیش کیا ہے، جس میں علامات اور نشاۃ سے یہ امر پایہ ثبوت تک پہنچایا ہے کہ حضرت کی دینی خدمات اور تجدیدی کارناموں کی وسعت ساری دنیا کو گھیرے ہوئے ہے اور آج بھی اولادِ آدم کی سیدہ و میں ان سے کسب فیض کر رہی ہیں۔

### مصنف کا تعارف

اس موقع پر میں ڈاکٹر موصوف کا مقولہ اس تعارف بھی کر دینا ضروری سمجھتا ہوں۔ ان کو طالبِ علمی کے زمانے (۱۹۴۸ء) سے حضرت کی ذاتِ گرانی سے وابستہ محبت چلی آتی ہے۔ ان کو پندرہ سال تک حضرت کے ساتھ جلوت و علوت میں نامزد حاضری کے حقائق نصیب ہوئے ہیں۔ چنانچہ جب حضرت نے بہت فائدہ

نہیں لکھیں

## تحسین

الحمد لله وحده والصلاة والسلام على من لا نبی بعده -

قطب ربانی حضرت مولانا احمد علی لاہوری رحمۃ اللہ علیہ کی ذات گرامی کسی تعارف کی محتاج نہیں، تقریباً نصف صدی تک یہ آفتابِ رشد و ہدایت آفتی لاہور پر جلوہ افروز رہا۔ مطبع پنجاب اس مہرِ نمیر کی نورانی کرنوں سے مطبع انوار بن گیا۔

حضرت لاہوریؒ کو اللہ تعالیٰ نے علم، عمل اور اخلاص کی نعمتوں سے نوازا تھا۔ اپنی سنی اپنی انہی خصوصیات کی بنا پر دین و ملت اور ملک و وطن کی بہترین خدمات انجام دیں۔ حضرت مولاناؒ نے سہ ماہی میں قطب البلاد لاہور کو چلنے قدم بیمنت لزوم سے شرف کیا اور چلنے انھیں مبارک سے شہر کی فضا کو شاداب و شگفتہ کر دیا۔

اللہ تعالیٰ نے شیر نوالہ دروازہ کی ایک چوٹی ہی مسجد کو آپ کے وعظ و تذکیر اور تعلیم مدرس کا مرکز بنایا۔ آہستہ آہستہ آپ کے فیوض و برکات کے سلسلے حدود و پنجاب کو عبور کر کے سندھ، بلوچستان اور صوبہ سرحد کی سرزمینوں میں داخل ہوئے۔ حضرت مولاناؒ جب لاہور میں نظر بند کیے گئے تو ان کی حیثیت بالکل ایک اجنبی کی سی تھی۔ دیکھیں ۱۹۳۷ء میں جب اللہ کے اس مقبول و محبوب بندے نے سفر آخرت اختیار کیا تو لاکھوں ہندوؤں خدا کا ایک چشمِ غیراس کے جلو میں تھا۔

حضرت مولاناؒ کو بچپن ہی سے امام انقلاب حضرت مولانا عبد اللہ سندھیؒ کے زیرِ تربیت رہے۔ چھراہی کی ہدایت و رہنمائی میں زبدۃ العارفین حضرت مولانا سید تاج محمد امر دینیؒ اور

گیا ہے۔ ورنہ اس کتاب کے کما حقہ تعارف کے لیے خود ایک دفتر درکار ہے۔ اور اس موقع پر زیادہ تفصیل کی ضرورت بھی نہیں ہے۔

مشاک آہستہ کر خود بیوید

آخر میں دوبارہ فاضل مصنف کو بدیر تبریک و تحمین پیش کرتا ہوں کیونکہ انہوں نے شبانہ روز اپنی سماجی، جمعیہ اور محنت پروری سے عصرِ حاضر کے ایک ممتاز ترین غیر قرآن اور محدث ملت کے سوانح حیات کو علمی شاہکار بنا کر پنجاب یونیورسٹی سے ڈاکٹریٹ کی ڈگری حاصل کی۔ اور بہارِ خاندان کے شجرِ رشید و ہدایت کو اپنے خونِ جگر سے سینچا ہے۔ دعا ہے کہ رب العزت اس زندہ جاوید کارنامے اور تصنیفِ لطیف کو دارین میں مصنف کی سرخوئی اور تارنیں کرام کی نجات کا زریعہ بنا سکے۔ آمین یا اللہ العلیین۔

امیں سعادت بزورِ نامیت

تا نہ بخشہ خدا کے بخشندہ

احقر

عبد اللہ اللہ اللہ

حق گوئی و بیباکی، سادہ مزاجی و صاف باطنی، ترکیبہ و احسان، اتباع شریعت و اشاعت سنت نبوی، جہاد فی سبیل اللہ، درس قرآن حکیم، مجالس ذکر و فکر، تعلق مع اللہ اور خدمت مخلوق، خدا غرض آپ کی زندگی کے گونا گوں پہلوؤں پر فاضل شریعت نے سیر حاصل روشنی ڈالی ہے۔ اللہ تعالیٰ اس کتاب کو قبول عام بخشے اور خلق خدا کے لئے ذریعہ رشد و ہدایت بنائے۔ آمین!

احقر نفیس لیبی  
۳ ذوالحجہ ۱۴۰۵ھ

۱۶/۶  
کریم پارک  
لاہور

امام العارفین حضرت خلیفۃ غلام محمد صاحب دین پوری قدس سرہما کی صحبت بابرکت میسر آئی، جس نے تمس خاتم کو گھنٹن بنا دیا۔

حضرت مدنی، آپ کو اپنے ساتھ دیوبند بھی لے گئے۔ ان دنوں ”تحریک ریشی رومال“ پرورش پاری تھی۔ حضرت شیخ الہند مولانا محمد حسن دیوبندی قدس سرہما کے قلب آتش نفس سے بھی آپ نے حرارت حاصل کی، سرفروشی و نال سپاری کا درس دیا، اور استغلاص وطن و استقرار دولت اسلام کے لئے سرگرم عمل ہوئے۔

حضرت مولانا کی ذات ستودہ صفات شریعت و طریقت کا فیض البحرین تھی۔ ایک طرف آپ نے درس قرآن حکیم کا سلسلہ جاری کر کے خلق کثیر کے عقائد و اعمال کی اصلاح کی تو دوسری طرف حلقہ ہائے ذکر و فکر قائم کر کے ہزاروں لاکھوں بندگان خدا کے قلوب و اذان کو نور معرفت و یقین سے منور کر دیا۔

الغرض حضرت مولانا کی جامع انکسائت شخصیت اللہ تعالیٰ کی ایک نعمت عظیم تھی آپ کے دلاویز حالات پر چند ایک کتابیں بھی شائع ہو چکی ہیں، لیکن ان سب کے باوجود بہت کچھ لکھنے کی ضرورت ابھی باقی ہے۔

محب غلام جناب ڈاکٹر مولانا آغا صاحب کو اللہ تعالیٰ جزا بہ خیر سے نوازے۔ کہ انہوں نے حضرت مولانا کی حیات مبارکہ کو اپنے قلم کا شاہکار بنایا۔ وہ کئی وجوہ سے اس استحقاق بھی رکھتے ہیں۔ انہیں حضرت مولانا کی بیٹی کے داماد ہونے کا شرف بھی حاصل ہے اور حضرت کو بہت قریب سے دیکھنے کا انہیں موقع ملے ہے۔ حضرت کے حلقہ درس اور مجلس ذکر و فکر کی کیفیتوں کے بھی وہ لذت آشنا ہیں۔

پیش نظر کتاب دراصل ڈاکٹر صاحب کو اپنی ایک ڈی کا تحقیقی مقالہ ہے جس پر نجیب یونور شی نے انہیں ڈاکٹریٹ کی ڈگری عطا کی ہے۔ ڈاکٹر صاحب نے اپنے اس مقالے میں تحقیق و تدوین کی خوب داد دی ہے۔ حضرت مولانا کے حالات و کمالات، آپ کی

## تقریظ

الحمد لله الذي هدانا لهذا الذي كنا لنهتدي لولا أن هدانا الله - سابق صدق عليه في إيمانه وإيمانيته - كونه من كماله -  
نحمدك ونصلي على رسولك الكريم -

زیر نظر مقالہ حضرت مولانا محمد علی لاہوری علیہ الرحمہ کی زندگی اور آپ کی دینی اور علمی خدمات، علمی کارنامہ دین انگلے کے علامہ علامہ الدین محمد بن مرحوم مدظلہ العالی کی سابق و سابق دانش چاند چناب بنو نور علی کی سرپرستی میں مرتب کیا ہے۔

ممتاز نگار کو مولانا مرحوم کے نواسہ داماد ہونے کا بھی شرف حاصل ہے۔ لہذا مولانا کی زندگی کے تمام واقعات بلا شک و شبہ پایہ ثبات کے حامل ہیں۔ مصنف موصوف نے مولانا کے صاحبزادگان مولانا حافظ حبیب اللہ مرحوم صاحب کی قاری مولانا عبدالمطلب اور مولانا حافظ حمید اللہ مرحوم، اور ان کے باقی اقربا و اقارب خصوصاً ان کی بیٹی صاحبزادی دجور ممتاز نگار کی ساس میں، سے بلا شک و شبہ آپ کی ہر نوع مبارک حیات کے تمام پہلوؤں پر واقعیت پر حاصل کیے قلم اٹھایا ہے۔

علامہ انیس طالب علمی کے زمانے سے ڈاکٹر صاحب کو مولانا لاہوری کی عارفانہ صحبت میں تقریباً چودہ سال علمی اور روحانی کسب فیضان کے سہری طریقہ میں تھے۔ حضرت مولانا لاہوری اپنے وقت کے مسلم شیخ و متفکر تھے۔ آپ کی زندگی کے تمام علمی و شمارا شہادت دین کے لیے وقت تھے۔ جہاں تک آپ کی دینی خدمات کا تعلق ہے آپ نے تمام ائمہ دینی لاہوری میں بطور کثرت صدی تک دورہ تفسیر کا انتظام کر کے گورنمنٹ ہائیڈرو گرافک رکارڈ کراؤم کونسل ترحمت فرمائی ہیں۔ جو دنیا کے تمام ممالک میں اپنی اپنی جگہ قرآن حکیم کی خدمت میں منجک ہیں۔

درس عمومی تہذیب و تمدن کے علاوہ عام ہونا جس سے لاکھوں افراد ایستہ تفسیر ہوتے رہے۔ مستورات کے لیے علیحدہ پارہ دس قرآن کا انتظام فرما، جو بعد

میں مدرسہ البانات میں تہذیب و تمدن اور وہ ایک کسب جاری ہے۔ حجۃ اللہ العظمیٰ کا خصوصی درس بھی دیتے رہے۔ قرآن حکیم کا با محاورہ ترجمہ، حاشیہ پر ربط آیات اور ہر رکوع کا خلاصہ اور تمام قرآن پاک کے تمام مضامین کی فہرست جو باقی قرآن حکیم کے کتبوں کے ساتھ شایع ہو باید۔ ہر صورت آپ نے جہاں طبقہ کو قرآن بھی کی دولت دی وہاں طبقہ لیسوں کو بھی اس ایسی سعادت میں شامل کرنے کی بھرپور کوشش کی۔ اگرچہ اسٹحضرات کے لیے نماز مغرب کے بعد درس کا انتظام کیا جس کے نتیجے میں بڑے بڑے سکالر پیدا ہوئے۔

آخری عیش ایک موقر جریدہ "ہفت روزہ خدام الدین" کے نام پر جاری کیا۔ جس کو دینی افادیت کے لحاظ سے باقیات الصالحات کی ایک نامور مثال کہا جاسکتا ہے۔

ممتاز نگار نے مولانا کی ہر گز شخصیت پر موزنا سیر حاصل تبصرہ کیا ہے ہم اس کتاب کے مطالعہ سے ایک ہی وقت میں مولانا علیہ الرحمہ کو فہرست قرآن، بلکہ پایہ محنت، ممتاز فقیہ، تجدیدی کا ناموں کا ایک مستقر عالم الحاد و زندہ کے خلافت ایک سرگرم جامہ دار و زندہ و تفسیر کے میدان کا ایک عاشق رسول اور روشن ضمیر پر طرقت دیکھ سکتے ہیں۔

ڈاکٹر صاحب نے اپنی سابقہ تصانیف "انوار ولایت مقامات ولایت اور محمل بالا" سے استفادہ کر کے کتاب الحیات کو ترتیب دیا ہے اس میں تاسعین موضوعات کے پیش نظر اہم تراجم اور مناسب اضافات کو شامل کیا ہے۔ گویا کتاب الحیات چناب بنو نور علی میں پیش کردہ مقالہ سے ضمیمہ اور صورتی حیثیت سے ایک بالکل مختلف شاہکار ہے۔

مصنف مذکور کو اللہ تعالیٰ نے بزرگان دین کے سوانحی خاکے، ان کے علمی کمالات اور روحانی مقامات کے تعارف کی تعمیر ترحمت فرمائی ہے۔ یہ تصنیف تدریس عالمات اور نفاذ انداز میں لکھی گئی ہے۔ کیونکہ ملی اکثریت



## تقریر

از مولانا قاضی نورالحق صاحب ندوی - جیمپا دمنٹ  
آف اسلامک سٹڈیز یونیورسٹی آف پشاور

حضرت مولانا احمد علی علیہ الرحمۃ کی زندگی اور آپ کی دینی اور علمی خدمات پر جو مقالہ ترتیب دیا گیا ہے اس کو عرفِ بچوں میں نے پڑھا اس میں شک نہیں کہ علمی مقالہ بڑی محنت و جانفشانی اور کاوش سے لکھا گیا ہے۔ مقالہ میں بعض عنوانات کے تحت نہایت نفیس اور علمی نکتہ نگاہ سے نہایت قیمتی معلومات جمع کیے گئے ہیں۔ مثلاً علم و فضل کی فضیلت، مولانا کی حیثیت مفسرِ قرآن و غیرہ مباحث۔ مولانا احمد علی رحمۃ اللہ علیہ کی تمام زندگی، ان کی علمی خدمات، دینی اور سیاسی تحریکیوں میں جدوجہد، عبادت و تقویٰ کی کمال اس مقالہ میں نہایت محققانہ پیرایہ میں بیان کیا گیا ہے۔

اس مقالہ کی بابت اظہارِ رائے سے قبل میں نے مولانا صاحب کی زندگی اور ان کی علمی، مذہبی اور سیاسی سرگرمیوں کے بارے میں جو کچھ لکھا گیا ہے وہ میری نظر سے گزرا۔ یقیناً اس مقالہ کا مقام ان سب میں درجہ اول ہے۔ مقالہ میں چھٹی و دہائی کی مباحث زیر بحث آئے ہیں، ان کی وضاحت میں کافی وقت و نظر سے کام لیا گیا ہے اور ماضی کا مطالعہ کیا گیا ہے۔ مقالہ میں وہ احوال و توازن دکھائی دیتا ہے جو ہم ایک سیدہ مقالہ نگار میں پہنچا چاہیے۔ مقالہ کی عبارت سلیس اور انداز بیان بڑی صاف و شگفتہ ہے۔

میری رائے میں مقالہ کا مرتب و مصنف بی۔ ایچ۔ ڈی کا اصل مفقار ہے۔  
(قاضی نورالحق ندوی)

کا مقالہ ہونے کی حیثیت سے ایسے ہی اسلوب نگارش کا اقتضار تھا اور پھر عصرِ حاضر کی ایک بلند پایہ شخصیت کا شخص اسی اندازِ تحریر کا مستحق تھا۔ تاہم صاحبِ ذوق حضرات اس کے مطالعہ سے ہر طرح محفوظ ہوں گے کیونکہ اس میں علماءِ خیر اور اولیاءِ امت سے عقیدت رکھنے والوں کے لیے نجات و ارشاد کا گراںمایہ سرمایہ ہے۔

المنصہ! میں اس کتاب کی تصنیف پر بڑا کڑا صاحبِ موصوف کو بدیدہ تبریک پیش کرتا ہوں۔ کیونکہ انہوں نے پیرائے زبانی میں بعض لدیت کے پیشِ نظر علمی دنیا میں ایک قابلِ قدر اضافہ فرمایا ہے اور عمدہ حاضر کے قرآنی وعدہ کی نشاندہی فرما کر نوجوان علماء کو کتاب و سنت کی خدمت کی دعوت دی ہے۔

محمد بہار الحق رانا

لاہوری کے شاگردوں میں شامل ہیں۔ وہ اپنے بیکہروں میں اکثر مولانا لاہوری کا ذکر بڑے فخر سے کیا کرتے تھے۔ اپنی نگرانی میں یہ علمی و تحقیقی کام مکمل کر کے انہوں نے اپنے استاد کا حق ادا کر دیا ہے اور ڈاکٹر لال دین انکار اہل علم کی طرف سے قدرتی اور محسوس افزائی کے مستحق ہیں۔ کیونکہ انہوں نے بڑی محنت و اندیش کے ساتھ اس کام کو پایہ تکمیل تک پہنچایا ہے اور ہماری علمی و دینی تاریخ کے ایک پیلو کو اجاگر اور ہمیشہ کے لیے محفوظ کر دیا ہے۔

ڈاکٹر ظہور احمد القہر

۱۹۸۵ء

## اقبالیات

موتی سمجھ کے شانِ کریمي نے چُن لیے  
قطرے جو تھے مرے عرقِ انصال کے  
میں نے پایا ہے، اسے آہِ سحر گاہی میں  
جس درِ تاب سے غالی ہے، صدف کی آغوش

## تقدیم

ڈاکٹر ظہور احمد القہر، صدر شعبہ عربی پنجاب یونیورسٹی

ڈاکٹر لال دین انکار صاحب کی تحقیقی کاوش "حضرت مولانا احمد علی علیہ الرحمۃ کی زندگی اور آپ کی دینی و علمی خدمات" بلاشبہ ایک اہم علمی خدمت تصور ہوگی۔ میں نے اس کے بعض ابواب و فصول پر غور کیا ہے اور یہ اندازہ ہوا ہے کہ مؤلف کی یہ کاوش علمی حلقوں میں ضرور قدر کی نظر سے دیکھی جائے گی۔

اقوام کی تاریخ میں ان کے افراد کی کوششوں کو بنیادی حیثیت حاصل ہوتی ہے۔ اس لیے افراد کی کوششوں اور خدمات کو محفوظ کرنا، دراصل اقوام کی تاریخ کے لیے ایک مواد کو ریکارڈ کرنے کی حیثیت رکھتا ہے۔ عظیم افراد کی محنت و عملی کارنامے اور قربانیاں نہ صرف یہ کہ اقوام کے لیے قابل تقلید نمونے ہوتے ہیں، بلکہ قابلِ فخر سرمایہ بھی۔ اس لحاظ سے جناب ڈاکٹر انکار نے ایک جید و مستند عالم دین کے سوانح حیات، دینی خدمات اور علمی کارناموں کو محفوظ کر کے ایک قوی خدمت انجام دی ہے۔ مولانا احمد علی علیہ الرحمۃ ایک نوسلو گھرانے کے چشمِ چراغ اور ہمارے مجاہد آزادی مولانا عبید اللہ سندھی سے قریبی نسبت رکھتے تھے۔ قربان بھی نہیں مولانا سندھی سے ورثے میں ملی اور دین اسلام کی بے لوث خدمت کا جذبہ بھی انہیں ان سے ملتا تھا۔ اس لحاظ سے قرآنِ فہمی اور خدمتِ دین کی جو تحریک مولانا سندھی کے مقدم میں تھی، اسے آگے بڑھانے والوں میں مولانا احمد علی لاہوری کو قیادت کا رتبہ حاصل ہے۔

ہمارے استاذِ گرامی پروفیسر علاؤ الدین صدیقی سابق صدرِ بانی شعبہ اسلامیات پنجاب یونیورسٹی اور سابق وائس چانسلر پنجاب یونیورسٹی مولانا احمد علی

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

## اَللّٰهُمَّ ارْزُقْنَا

حضرت میاں محمد جیل نخلہ اعلیٰ تیرہ حضرت لاہوری اور پاشین امام دینی حضرت مولانا عبدالحق نورانی

نحمدہ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم۔

خداوند عالم کا لاکھ لاکھ شکر امتنان سے کہ اس نے ہمارے خاندان کے مخلص قریبی عزیز اور بزرگ جناب لال دین اشگر ایم اے۔ پی ایچ ڈی کو الطاف کریمانہ سے یہ توفیق بخشی کہ انہوں نے ہمارے دادا جان سلطان احمد عین حضرت لاہوری رحمۃ اللہ علیہ کے سوانح حیات، علمی کمالات، دینی خدمات اور مجاہدہ کارناموں پر ایسے اسلوب نگارش سے مقالہ لکھا ہے کہ ان کو پنجاب یونیورسٹی کی طرف سے ڈاکٹریٹ کی ڈگری کا مستحق سمجھا گیا۔

حضرت دادا جان مرحوم درجہ حاضرہ کے نوابی میں سے ایک ممتاز علمی اور روحانی حیثیت کے حامل تھے۔ آپ پر تصنیف کی گئی مہاکام میں بھی شیخ متین کے لقب سے مشہور تھے۔ کیونکہ پروردگار عالم نے تقریباً نصف صدی تک ان کو اپنے دین کی خدمت کا موقع مرحمت فرمایا۔ ان کے تجربہ علمی، تجدید و احیاء دین کے سلسلے میں مجتہد اذکاوشین اور اشاعت اسلام کے میدان میں ساری جیل پر لحاظ سے صد ہزار تحسین و تفریق کے قابل ہیں۔ ان کی شبانہ روز زندگی اسلاف کرام کے عظیم القول کارناموں کی یادگارانہ کرنے کیلئے کافی ہے۔

بزرگوں نہیں مگر لاکھوں نفوس تدریس نے علم و عرفان کے اس بحر میں کمال اپنی پیاس بجھائی اور ان کی حکومتی صحبت سے بے شمار نفوس برکات حاصل کئے جناب خواجہ موصوف کو حضرت لاہوری کی عارفانہ صحبت میں چودہ سال تک ساکنانہ رشتہ کا موقع ملا اور یہی ان کی سعادت کا ایک قابل فخر اور تابعدار

خانہ باب ہے۔ مگر صاحب ایک کلمہ مستحق مضمون نگار اور ہمارے سعادت روزہ خادم الدین کے دادا جان مرحوم کے وقت سے نہایت مخلص معاون ہیں۔ حضرت آبا جان مرحوم کی زبان سیدک پلان کی علمی بصیرت کا اکثر تذکرہ جوتا تھا۔ اس شاندار کے علاوہ ان کی چند اور تصانیف بھی ہیں، جو علمی حلقوں میں بطرح تشبہیت حاصل کر چکی ہیں۔ سب سے زیادہ قابل تماشائش یہ امر ہے کہ فاضل مسند فاضل صلیف کما تم کتاب الحیات رکھا ہے، جو مضمونی لحاظ سے حضرت دادا جان مرحوم کی پاکیزہ زندگی کے تمام صلیب پھولوں پر روشنی ڈالتا ہے اور یہ حقیقت روز روشن کی طرح واضح اور مسلمہ ہے کہ حضرت لاموسی علیہ الرحمۃ کی زندگی حیات کا ایک حسین مجموعہ تھی۔ اسوۂ حسنہ کی مثل لبت قرآن پاک کی اشاعت کا دالما نہ جذبہ اور خلق خدا کی فلاح و بہبود کا دلولان کی جملہ شخصیات کا تخلص بن کر رہ گیا تھا۔

فاضل مسند نے فقہ اور واضح دلائل سے حضرت شیخ الماشح کی زندگی کے مندرجہ ذیل پانچ ابواب کو پورے عقائد امان میں نہایت محنت پرشوی سے پیش کیلئے۔ بحیثیت مسند قرآن، بحیثیت محدث، بحیثیت خطیب، بحیثیت پیر طریقت، بحیثیت مجدد ملت۔

میں بچہ بزرگ ناچار صاحب کی اس سنی مشکورہ کا تولد سے ممنون ہوں کہ انہوں نے ہمارے خاندان کی ایک زندہ جاوید تاریخ لکھ کر ہمارے لیے ایک علمی اور روحانی دستاویز مہیا کر دی ہے جو اس حقیقت کا ایک بین ثبوت ہے، کہ اس خاندان کے افسر کو علم و عرفان اور آزادی و حریت کے انوار ولی نقلی خانوادہ سے درخشیں ملے ہیں۔

الغرض میں ڈاکٹر صاحب اور ان کے اہل و عیال کی خیر و برکت کی دعا کرتا ہوں اور حضرت دادا جان مرحوم کے تمام متوسلین اور روحانی لواحقین کی طرف سے ان کا شکر ادا کرتا ہوں۔ دعا ہے، اللہ تعالیٰ ان کی اس دینی خدمت کو ثمر قبولیت سے نوازے۔

عبارت سے بخوبی ہوسکتا ہے۔

سر سیمک کوئیں بچ عدالت عالیہ دہلی کوٹ، مدراس اور بمبئی کونسل نے اپنے ایک رسالے میں لکھنؤ سے لکھا:-

”ہم نے ہندوستانیوں کی قانون کو ذمہ لیا۔ ان کے قانون وراثت کو منسوخ کیا۔ بیاہ شادی کے قاعدوں کو بدلا۔ مذہبی رسم و رواج کی توہین کی۔ جہاد قانون کی جاگیریں ضبط کر لیں۔ لوٹ گھسٹ سے ملک تباہ کیا انہیں تکلیف اور ذلت میں مبتلا کر کے ہاتھ پائی وصول کی۔ سب سے اونچے خاندانوں کو بریاد کرنے کے لیے انہیں آوارہ بنانے والے بندوبست کئے۔“

علیہذا انہیں تقسیم شہنشاہ، غریب پر نظام، جنگ طلب اور بیکان میں انگریزوں کی ستائیاں، عالمیائے اسلام کے دینی وقار پر ضرب لگانے اور ان کے قلوب کو بھروسہ کرنے کے لیے کافی تھیں۔

انہیں حالات حضرت شیخ احمد مولانا محمود حسن نورانی مدظلہ اور آپ کے جانا بڑا سپاہی امام انقلاب حضرت مولانا عبداللہ سندھی بن سلام علیہ الرحمۃ پر ان اندوہناک سانحات نے دن کا بین اور لڑائی کی نیند حرام کر رکھی تھی۔ وہ مسلم ممالک کی مدد کرنا اور ہندوستان کو فوجی لغت سے آزاد کرانا اپنا فرض سمجھتے تھے۔ لہذا وہ تاج و عواقب کی گلین سے بے نیاز ہو کر میدان جہاد میں کود پڑے۔

بے خطر کو دھڑا آتش نمرود میں عشق عقل ہے، موج تماشا نے لب بام اچھی

## ہندوستان کا مذہبی، سیاسی اور معاشرتی ماحول

سولہویں اور سترہویں صدی میں یورپین اقوام درگتیز، فرانسیسی، ڈچ اور انگریز تجارت کی غرض سے ہندوستان میں آئیں۔ ان میں تیشیا و شکش کا ہونا ایک فطری اور نفسیاتی امر تھا۔ پہلے یہ لوگ آپس میں نیرو آزما رہتے اور ایک دوسرے پر برتری حاصل کرنے میں رات دن کوشاں رہتے۔ آخر کار برکش اندیا کمپنی کو ان سب پر بلا دستی حاصل ہو گئی۔ اس نے اب ہندوستانی حکمرانوں کے داخلی اور خارجی اقتراک و انتشار سے ناکہ اٹھ کر آجہنہ آجہنہ ان کے داخلی امور میں مداخلت شروع کر دی اور بعد ازاں جب خلیہ خاندان، ہندو اور برہمنوں کی طاقت میں انحطاط کے پھار پیدا ہونے لگے تو انہوں نے اپنی ریشہ دوانیوں سے ملکی اقتدار پر قبضہ کر لیا۔

۱۸۵۷ء و جنگ آزادی میں ہندوستانیوں نے باہمی اتحاد کر کے برہمنی ظالم حکمرانوں سے نجات حاصل کرنے کی آخری کوشش کی۔ لیکن خود مختاریت اور اپنی شہادت و اعمال سے ناکام رہتے اور تقریباً پوری ایک صدی (۱۹۴۷ء) تک خلائی اور ذلت کے جنم زار میں جا پڑے۔ ۱۸۵۷ء کو انگریز نیشنل کانگریس ایک آئینی انقلاب پیدا کرنے کے لیے معرض وجود میں آئی اور اسی بام میں حضرت شیخ الغنیہ مولانا احمد علی نورانی مدظلہ کی ولادت با سعادت ہوئی۔

فرنگی غلبہ و استیلا کو آفتاب اس وقت نصف النہار پر تھا۔ وہ اپنی سطوت و جبروت کے نشے میں بدمست ہو کر کتھن کا نہیں سمجھ رہا تھا۔ بیرونی مدد و ملکت میں کبھی سوچ غروب نہیں ہوتا۔ چھر پر اگر آسمان ٹوٹ پڑے گا تو میں سنگینوں پر اعظا ہوں گا۔

ہندوستانیوں کی مذہبی، سیاسی اور معاشرتی زبوں حالی کا اندازہ درج ذیل

طہارح ہونے والا یہ نیز عمر و عثمانؓ غریب کی وادیوں میں بھی ضیاء پاشیاں کرے گا۔

## مولانا کے والدین

حضرت مولانا کے والدین بہن سیرت سے ستریں اور افضل ایزد تھے شریعت کا پورے کے پابند تھے۔ والد مکرم کا اسم گرامی شیخ حبیب اللہ صاحب تھا۔ آپ طریقت میں چشتیہ خاندان کے متوسل تھے۔ یہ یقیناً الحقائق ہے کہ نیک باپیں اور نیکو فطرت باپ جن بچوں کی پودش پانی عارفانہ نگاہوں میں کرتے ہیں، ان کی زندگی اپنے گرد و پیش میں ایک روحانی انقلاب بپا کر سکتی ہے۔ ان کے بہن عمل میں قوموں کے لیے درس حیات

تھے۔ حزم القام پر بغیر مولانا الدین صاحب سابق وائس چانسلر پنجاب یونیورسٹی لاہور کی شہادت ہے کہ میں نے مغربی ممالک کی بیرونی سیاست کے دوران اس حقیقت کا مشاہدہ کر کے انتہائی شہرت محسوس کی کہ عالم ربانی حضرت مولانا احمد علی علیہ الرحمہ کا جہد نگاروں میں سے کسی نہ کسی مرد حق نے قرآن پاک کی درس و تدریس اور نشر و اشاعت کو اپنا نوحہ عمل بنا رکھا ہے۔

(انوارِ ولایت حضرت مولانا دین مہدی پنجاب پریس لاہور) تھے: اللہ تعالیٰ نے پنجاب جیسے انگریز پرست صوبے کے مدح و ستائش (گوہر انوار اور سیاح گوشت) کے ایک ہی خاندان کے دو غیر مسلم رکھنے والوں کو دولت اسلام سے نوازا کہ اپنے دین کی خدمت ان کی اولاد سے لی۔ میری مراد امام ابوہریرہ حضرت مولانا احمد علیؒ تھے ان کے والد ماجد شیخ حبیب اللہ و اس کے صاحبزادے شیخ محمد علیؒ تھے اور حضرت مولانا عبداللطیف صاحب قصبہ چٹانوالہ، نقادانہ تعلیم سے تھے۔

مولانا احمد دین صاحب نے وہاں کے غریبوں کو دینی تعلیم دینے کے لیے عہدہ لائے جن میں مرحوم کی خدمت انہی میں انسان مہاجرین حضرت لاہور کی کار خیر کاروں میں شہرہ آفاق مولانا عبداللطیف صاحب نے اپنے شغل میں نہایت تہجد سے محکم تھے۔ ہم میں کئی شہداء ہیں جو بڑے عارفانہ انداز میں تھے لگے وادہ کے سکھ دیتے تھے انہی میں سے کئی تھے جو دارالعلوم دہلی کے مفتی تھے مولانا دین

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ  
نَحْمَدُہٗ وَنُصَلِّیْ عَلٰی رَسُوْلِہِ الْکَرِیْمِ

## ولادت باسعادت

شیخ کوثر انوار کے قصبہ جلال آبادی میں ۱۲ رمضان المبارک ۱۳۴۳ھ جمعة الاولیٰ کے دن ایک خوش نصیب گھرانے میں ایک بچے کی ولادت باسعادت کا ظہور ہوا جس کے والدین ماجدین نے اس کا نام احمد علی رکھا۔ ربوے ایشیائی لکھنؤ سے یہ قصبہ چار سیل مشرق میں واقع ہے۔ خداوند عالم ہی جانتا ہے کہ اس غیر معروف قریہ میں پیدا ہونے والا بچہ اس کے فضل و کرم سے ایک دن علوم قرآنیہ اور معارف قدسیہ کا مفتخر بنے گا۔ اس کے فیوض و سعادت کی ستونیں زمزم و کوثر کی آئینہ دار ہوں گی۔ اور مشرق سے

تھے۔ بابونظر سعید صاحب حضرت مولانا احمد علی مرحوم کے مخلص خدام میں سے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے ان کو یہ شرف و عطا فرمایا کہ وہ حضرت شیخ انصاری نورانیہ مرقہ کے سوانح حیات خود حضرت موصوف کی زبان مبارک سے سن کر منبجہ تحریر میں لائیں۔ وہ اپنے اتفاق میں یوں نظر آتے ہیں۔ تین نے مولانا کی زندگی کے مبارک حالات تبدیل کرنے کا صہم ادا کر دیا اور خدا تعالیٰ سے اس امر پر حیرت کی تکمیل اس فرشتہ مقدس کی خوش آوازی کی توفیق طلب کرنے کے لیے مہم جو دوچار ہو گئی۔ چنانچہ مولانا احمد علیؒ ۱۴ سالہ کو اس کا بھتیجا عبد مولانا کے حجرے میں بیٹھ کر صبح کے آٹھ بجے کی گنجی۔ مختلف نشستوں میں کام جاری رہا۔ ایک دن مولانا نے فرمایا کہ اس سے پیشتر ہی بعض احباب نے میرے سوانح حیات لکھنے کا ارادہ کیا ہے۔ مگر وہ کامیاب نہ ہو سکے۔ اب میرے کہ مولانا کے سوانح حیات مستحق بنوا دیو لائے حضرت باشر لال دین اور مرصوم صاحب فیروز سنہ کا خاندان ہے۔ حضرت تحریر سے پورا بنو منظور سعید صاحب نے مولانا موصوف کی زبان مبارک سے سعادت کی اور اساطیر تحریر میں لائی گئی۔

دکھائی دے رہا ہے منظور سعید خدام خاص حضرت مولانا احمد علیؒ

## ابتدائی حالات زندگی

مولانا احمد علی کے والدین کے مخصوص میں ایک الہامی جبکہ اور ایک تقدیر الہی اصل  
دولت موجود ہے۔ وہ آپ کی پرورش میں مصروف عمل رہے۔ لیکن ان کو کیا خبر تھی کہ بھارا  
یہ نونال ایک دن منہ و جانیاں بنے گا۔ یہ امر سلسلہ کے بعد اللہ کی بیدارش جلالت  
عام انسانوں سے جدا گانہ ہوتی ہے اور باکمال حضرات کی زندگی کا ہر لمحہ سیات سعادت  
سے معمور ہوتا ہے۔ شیر خوار کے کھلوانی آیام ہوں یا جوانی کی مبارک ساعتیں ہوں  
یہ لوگ دنیا میں سعادتوں کے ساتھ آتے ہیں اور سعادتوں کے بغیر میں ہی عالم جاودانی  
کی راہ لیتے ہیں۔ قرآن حکیم نے سیدنا عیسیٰ علیہ السلام کی زبان مبارک سے ہر صدمہ و تفرقہ  
کی آغوش عاطفت میں پیٹے دن ہی کھلوا یا تھا۔ **لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ عَلَىٰ قَوْلٍ بَلَدٌ لِّدُنِّكَ دَائِمٌ**  
**أَمُوتُ وَبِقَوْلٍ بَلَدٌ لِّدُنِّكَ خَيَّامٌ**

المختصر: احباب آپ یا بچہ برس کے ہوئے تو آپ کی والدہ محترمہ نے گھر پر ہی  
آپ کو قرآن حکیم پڑھنا شروع کر دیا۔ فی الواقع انہیں ہی انبیاء اور اولیاء کو تہتم  
دینی میں اودان کی دینی تربیت کا اجتماع دور ہی ملاں کی سہی پاکیزہ قطرہ کارہونہ تہیت  
ہوتا ہے۔ کسی نے کجا کہا ہے اگر فاطمہ الزہراء رضی اللہ عنہا کی گود نہ ہوتی تو حضرت  
حسین علیہ السلام نہ ہوتے۔ یا باقر علیہ السلام کی والدہ ماجدہ کا بیان ہے کہ میں نے اپنے  
فرید کو دو سال دو دو پلا یا لیکن باؤنورہ کو پلا یا۔ اللہ تعالیٰ نے بچے کو بلوغت  
کے بعد دلی زہاں بنوایا۔

علامہ اقبال مرحوم خطاب بجاوید نظم کے جملہ اشعار میں اس حقیقت کو  
اجاگر کرتے ہیں:

ملاوت دس نختیں باقوداد - غنچہ تو از نسیم او کشاد  
از نسیم او ترا میں رنگ بدو - اسے سارے ماہبانے تو ازو  
دولت ما دید ازو اندوختی - از لب او لا الہ الا حق

لے۔ سورہ میرا آیت ۲۲ لے جاوید نارسا قاسی لاہور ص ۱۲۳ علامہ اقبال علیہ السلام

ہوتا ہے۔ اور اگر کچھ بیا طور پر ان کی غفلت کو زار پر غور کرتی ہے۔  
لے آگ میں کی چھونک دیتی ہے برنا دیر کو  
لاکھوں میں ایک بھی ہو اگر صاحب نہیں  
ہوتا ہے کہ وہ دشت میں پیدا کہیں کبھی  
وہ مرد جس کا خضر خرف کو کرے نہیں

حضرت لاہوری کے والدین کی طبیعت اور حق تعالیٰ کی رضا جوئی کا جذبہ آپ کی  
پیدائش سے پہلے اس امر کا متقن ہوا کہ انہوں نے حضرت مریم علیہا السلام کے والدین  
کی طرح آپ کو دین اسلام کی خدمت کے لیے وقف و فخر کر کے کی نذر عافی ہوتی تھی۔  
ان کی دلی تمناؤں نے جب بچے کی صورت میں نمودار کیا تو انہوں نے اپنے نومولود کی  
دینی تربیت کے کام کو نہایت صدق و اخلاص سے سر انجام دیا۔ شہناز نور نبیہ و تمیل  
کا استغراق اور زرقی حلال کی مساعی جمیل بچے کی پرورش کے آیام میں مخصوصیت  
سے ایک دوسرے سے ہم کنار رہیں۔ تب کہیں جا کر سیدہ امارتین حضرت لاہوری کے  
والدین اپنے مرتبہ تہمت قدس فریاد کی ادائیگی سے عہدہ رہے۔

حضرت مولانا احمد علی کے علاوہ اللہ تعالیٰ نے شیخ حبیب اللہ گھمٹین اور بچوں  
کی ولادت سے نوازا۔ حافظ محمد علی مرحوم مولانا احمد علی سے چھوٹے تھے اور افغان  
میں قیام پذیر رہے۔ عزیز احمد مرحوم ہمیشہ کراچی میں رہے اور کچھ عرصہ ہوا کہ وہیں  
فوت ہوئے۔ سب سے چھوٹے زبدا علی حکیم عمار رشید میں اور لاہور میں رہتے  
ہیں اور کافی عرصہ تک طبیب کالج لاہور میں پروفیسر کے فرائض انجام دیتے رہے ہیں۔

لے۔ ضرب کلیم ۱۹۹ لاہور علامہ اقبال علیہ السلام کو پڑھنا پڑھنا دس سیرٹ ڈیڈا  
لے۔ کانی بابو منظور سید صاحب لے افقالت اسراک عمران رب الفی نذر  
لے صفائی بطنی محمد آراختعلیل مؤلفہ آشتی استیع العلیہ دوسرے آل عمران آیت ۵۵  
لے مائرا لال دین صفت ہوا۔ دلایت، علامہ مطہر پنجاب پریس لاہور

دش سالہ مولانا احمد علی امام انقلاب حضرت مولانا عبداللہ سندھی کے حضور میں

حضرت مولانا احمد علی امامی چند ماہ ہی مولانا جلال علی شاگردی میں گزارے تھے کہ حضرت مولانا عبداللہ سندھی مرحوم آپ کے والد محترم شیخ حبیب اللہ آپ کے قریبی رشتہ دار کو ملنے کے لیے تشریف لائے۔ آپ کے والد مرحوم نے آپ کو مولانا عبداللہ سندھی کے حضور میں پیش کرتے ہوئے فرمایا: ”ہم نے یہ بچہ دین اسلام کی خدمت کے لیے وقف کر رکھا ہے۔“

چنانچہ حضرت سندھی نے نہایت بردارہ شفقت سے آپ کو اپنی محبت میں لے لیا۔ قبول فرمایا۔ یا یوں کہنے کو بردارہ عالم کی مشیت کا یہ اقصا رہتا کہ حضرت لاہوری

آپ کو اب سکول میں داخل کرایا۔ یہ مدرسہ کٹ سعدا میں تھا جو کہ قصبہ جلال سے ایک میل دور ہے۔ تیسری جماعت تک آپ اہل تعلیم حاصل کرتے رہے۔ آپ کے والد محترم کا کادبار جب باپوں میں تقسیم ہوا تو وہ بھی قصبہ جلال کو جوڑ کر یکایک باپوں میں بانٹ پڑے۔ چوتھے بچے مولانا کو قصبہ کے ایک قصبہ نمونڈی کچھ دورانی کے ایک سکول میں داخل کرایا گیا۔ آپ نے اس مدرسے میں پانچویں جماعت تک تعلیم حاصل کی۔ بعد ازاں آپ کے والد کا یہ نام آپ کو شکرگو جرنالوار کی ایک جامع مسجد میں مولانا عبدالحق مرحوم کے پاس فارسی پڑھنے کے لیے بھیج دیا۔

### مولانا عبدالحق مرحوم کی پندرہ شفقت

مولانا عبدالحق مرحوم مولانا احمد علی کے والد محترم کے مخلص ترین احباب میں سے تھے۔ مولانا احمد علی صغیر سن ہی کے باوجود خدا اور فرزند اسلام و انقلاب کے ایک حسین پیکر تھے۔ آپ کو اپنا استاد سے بڑی محبت اور عقیدت تھی اور ابھی مولانا عبدالحق بھی آپ کو اپنے صاحبزادوں مولوی محمد اسحاق اور مولوی محمد ابراہیم کی طرح حیرت خیزاں فرماتے تھے۔ مولانا لاہوری کا اپنا بیان ہے: ”میرے ضعیف استاد کو اپنے بچوں کی طرح اپنے گھر پر رکھا کرتے تھے۔“ آپ اپنے والدین کو ملنے کے لیے آٹھ دن کے بعد اپنے گاؤں واپس جاتے تھے۔ یہ مولانا احمد علی مرحوم کے عبدغفوریت کا ایک معصوم باب ہے۔ آپ ایک عالم ربانی کی درگاہ میں شاگردا زاد حاضر ہوتے تھے۔ ان دنوں آپ کے دل درویش کی دینی قوتوں کو دینی تربیت کی جلائی جا رہی تھی۔

۱۔ مرد مومن ع۔ مولف عبدالحمد خاں صاحب۔ فیروز سنٹر لاہور  
۲۔ حضرت مولانا عبداللہ سندھی مرحوم ضعیف سیکوٹ کے ایک گائے چانولی میں پیدا ہوئے والدین کا پیشہ زندگی و دین کے امور اور بیض مایہ کا دھبہ کرتے تھے۔ آپ کی خود نوشت داستان حیات سے پتہ چلتا ہے کہ آپ بچپن میں قبل مسیح ۱۲۹۹ھ ۱۸۸۲ء میں پیدا ہوئے۔ آپ کے آباؤ اجداد کو ملنے کے بعد ۱۸۸۷ء میں آپ تیسری جماعت میں پڑھتے تھے کہ آپ نے افسار اسلام کے لیے گھر چھوڑ دیا۔ آپ نے تحفہ المبتدئ کے مطالعے سے بالذریعہ اسلام کی صداقت پر آپ کا یقین مضبوط کیا۔ ”تقویٰ ایمان کے مطالعے سے اسلامی توحید اور ربانیت شریک بھی طرح سمجھ میں آگیا۔“ ۱۹۰۱ء میں آپ ۱۳۰۰ھ میں آپ شریف ہاسٹل کے اس کے بعد آپ حضرت حافظ محمد علی صاحب دہر چلڈی، جو اپنے وقت کے سید عالم تھے، کی صحبت میں پہنچ گئے۔ خود حضرت سندھی کا اشارہ ہے کہ میں نے ابتدائی طریق میں حضرت حافظ سے سیت کی ایک کتب خانہ میں جو کہ چھوٹے سے بڑے مسلمان سے میں بہت کم روپ بچا تھا تھا۔ مولانا سندھی کی مذہبی مہاسی زندگی کے اشارات مولانا احمد علی مرحوم کے سوانح حیات میں شفقت مقامات پر نظر آئیں گے کہ یہ مولانا احمد علی مرحوم کی زندگی کا بڑا پہلو مولانا سندھی کی تعلیم و تربیت کا مرحوم منت ہے۔ وہیں مرحلہ لان گیا کہ شہید عالم بزرگ

۳۔ مرد مومن ع۔ مولف عبدالحمد خاں صاحب۔ فیروز سنٹر لاہور  
۴۔ مآخذ و کتابانی بانظور رسید صاحب۔ ”ذخائر ولایت خلاصہ مسطورہ صاحب  
۵۔ کابانی بانظور رسید صاحب۔ ”مرد مومن ع۔ اجماع تعلیم۔ مولف عبدالحق  
فیروز سنٹر لاہور





حضرت امروٹی علیہ الرحمۃ کے شیخ طریقت حضرت حافظ محمد صدیق مرحوم و مغفور تھے۔ جو بھرچوٹھی دلاچی لائن ریلوے اسٹیشن خیر پور دھڑکی سے تقریباً دو میل سے شعلق تھے۔ حضرت سندھی نے ہمیں میں ان کے دست اقدس پر بیعت کی تھی اور انہی کے ہاتھوں پر اسلام قبول کیا تھا۔

مولانا سندھی دین پور شریف میں مختصر قیام کے بعد مولانا احمد علی کو لے کر امروٹ شریف چلے گئے اور یہاں اگر انہیں عربی تاریکی کی ابتدائی دھند (دھند) کا میں پڑھا تا شروع کر دیں۔ سید تاج محمد مرحوم نے مولانا سندھی کی علمی قابلیت، انعام اور خدمت اسلام کے فضاں جذبہ کو دیکھ کر آپ کو امروٹ میں ہی رہنے کی دعوت دی۔ آپ نے اس پیش کش کو بہرہ و مستحق قبول کیا اور وہاں مستقل رہائش اختیار کر لی۔

مولانا تاج محمد علیہ الرحمۃ کی مرتبہ اور قوت ہاتھ نے مولانا سندھی کو اپنی داناوی کا شرف عطا فرمایا اور آپ کی زندگی کے تمام مصارف کی کفالت بھی اپنے ذمہ لے لی اور اسے حضرت امروٹی کے لنگر کے منتظم اور مرحوم کی خادمہ کو تاکیدا فرمایا کہ ہمارے عزیز احمد علی کو جس چیز کی ضرورت ہو مطلب پر فوراً پیش کی جائے۔

شاہانظر کرم کی جس قدر پوری ہو

وہ آسمان پہ جا کر خود شہید خاوری ہو (قدق)

حضرت مولانا سندھ امروٹی جیسے مستحق اور مدرسہ دارالارشاد کا اجلاس قنای فی اللہ جریگ تھے۔ اگر روزی کا کوئی سبب خود

مولانا امروٹیاں پیشا کے مشائخ حافظ محمد صدیق مرحوم اپنے وقت کے قطب الاقطاب تھے آپ کے محبوب ترین خلفاء حضرت دین پوری اور حضرت امروٹی تھے۔ اچھا دونوں خلفاء کی موجودگی میں حافظ مرحوم نے فرمایا "عبداللہ نے جو کہ خدا کے لیے والدین کو چھوڑا ہے اب اس کے والدین کے قمار پر نفس میں اس کا رول گا۔" (درومیں مولف عبدالحی علی خان، فیروز سنٹر، سکے - مردوسن صف - مطبوعہ لاہور - فیروز سنٹر، مولف عبدالحی علی خان۔

موجودہ اللہ تعالیٰ کے ذکر کی تلقین کی؟

ترنی غلامی کے صدقہ ہزار آرازی  
(امروٹ شریف میں حضرت سندھی کا قیام)

امروٹ شریف ضلع سکھ صاحبہ میں ان دنوں عالم اعلیٰ عابد کل، مجاہد تاجا بدلات حضرت مولانا ابوالحسن شہ تاج محمد المعروف حضرت امروٹی مولانا وز تھے۔ آپ ہر وقت جذبہ جہاد سے سرشار رہتے تھے۔ آپ امام اولادیا بھی تھے اور غازی جانبازی بھی۔ آپ کا تعارف گو یا کہ علامہ اقبال کے ان اشعار میں موجود ہے۔

آنکد بخشد بے یقینان را یقین - آنکد لرزد از سہود او زمین

آنکد زیر تیغ گوید لا الہ - آنکد از غوفش برید لا الہ

خاک واز نوریان پاکیزہ تر - از مقام فقر و شاهی باختر

بندۂ حق وارث پیغمبران - او نگنجد در جہان دیگران

مولانا سندھ تاج محمد قدس سرہ امروٹ ضلع سکھ کے باشندے تھے۔ اور سید ابوالحسن حافظ محمد صدیق بھرچوٹھی کے دوسرے خلیفہ تھے، مولانا عبداللہ سندھی کو ان سے بڑی واسطی تھی۔ انہوں نے ہی مولانا سندھی کا کالج، مدرسہ مظہر العلوم پر مشتمل کی ہوگی سے کرایا تھا۔ موصوت نہایت خوشیے، خدا رسیدہ اور متقی بزرگ تھے۔ لاکھوں مرلے تھے۔ ان کی کرامات کا ان اطراف میں پڑا چا تھا۔ مولانا سندھی نے ان کا تمام حضرت شیخ الحدیث سے کرایا۔ متعدد دفعہ وہ بند قشر لیتا تھا اور حضرت شیخ صبی کی ملاقات کیلئے امروٹ شریف جاتے بلکہ ان کا مقام سندھ کے اس علاقے میں حریت کے مشن کا مرکز تھا۔ گرفتار ہونے اور چند دن بعد رکو لے گئے۔ قیام تحریک خلافت میں انتقال فرمایا۔

(میں بڑے مسلمان، مطبوعہ کٹر شہید، ۲۴، عبدالرشید، مارشد)

تھے۔ غازی پس چہ باید کرد اسے اقوام شرق مشرق ۱۳۰۶ء علامہ اقبال علیہ الرحمۃ۔



اور ان میں ایک کھنڈ پوش، جلال و جمال کا مانت بکر بقول سید عطا اللہ شاہ بخاری طبراز حجت صاحب کرامت کے تعلق میں سے ایک پیچھے رہ جانے والا مسیحی نبی کا علمدار بھی موجود تھا جس کو مستقبل زکیب میں شیخ اتھیریہ ہونے کے علاوہ قطبیت کے فرائض بھی انجام دینے تھے۔ دوسرے حضرت مولانا انساریا رائیں تھے، جو کہ اپنے والد محترم کے ایک گھوڑے پر چڑھا میں مندر رشد پر جلوہ فرما ہوئے۔ ان کے علاوہ جن اور خوش نصیب علماء کرام تھے۔ دیکھو کہ یہ بچوں علماء کرام نے امام انقلاب حضرت سندھوی جیسے کتنا بے دوزگہ رہا ہاد کی نگاہ میں تعلیم و تربیت حاصل کی تھی۔

چونکہ حضرت پیر رشد اللہ اس وقت گوشت پر چڑھا میں گدی نشین تھے اور ان کے صاحبزادہ مولانا ضیاء الدین اس ندرت بولے والی جماعت میں شامل تھے۔ لہذا ایک عظیم الشان جلسے کا انتظام کیا گیا۔ مقصد یہ تھا کہ اصحاب غیر دین کی شمولیت اور باقی سعید لڑکوں کے درود و اجتماع سے دستار بندہ کی تقریب کو ہر لحاظ سے بابرکت بنایا جائے۔ لہذا جلسے کی صمدت کے لیے ریاست جھوپال سے حضرت شیخ المشائخ حسین ابن حسن انصاری بمبئی مرحوم کو بلا لیا گیا۔ آپ نہایت محرم سید تھے۔ اس لیے آپ کو پاکی میں جھلکا کر گوشت پر چڑھا میں لایا گیا۔ حضرت لاہوری کی سیدک باورداشت کے مطابق یہ تقریب سید ۱۳۴۷ھ کے آخر یا اس سن کے شروع میں واقع پذیر ہوئی۔

### معلیٰ کے فرائض

حضرت لاہوری کی زندگی کے واقعات پر اگر بتدریج نظر ڈال جائے تو یہ حقیقت روز روشن کی طرح واضح ہو جاتی ہے کہ قدرت کا دست کرم آپ کے فرقہ فراقی اقدس پر ہر موقعہ سائے گلن رہا۔ اب مولانا، حضرت سندھوی کے ارشاد کے مطابق مدظلہ اللہ شاہ میں معلیٰ کے منصب جلیل پر فائز ہوئے۔ آپ نے جس انہماک اور علمی ہمت سے طالب معلیٰ کے ایام دشواریاں کئے تھے، اسی استغراق و محنت پر وہی سے معلیٰ کے اوقات گزرنے شروع کر دیے کیونکہ آپ کے قاصد و نظر پر امام انقلاب کی

حسرت نوازی کی حجاب، حضرت مولانا غلام محمد رحمۃ اللہ علیہ ایسے مک سیرت و مقصد رکی صحبت کے انوار اور وجد اکبر مولانا سید مامونی کی صداقت و حیات طیبہ کے اثرات و نقوش موجود تھے۔ یہاں طالب معلیٰ کو بدیر تہر کیس پیش کرتے ہیں، جن کو نہایت الہی سے حضرت شیخ اتھیریہ جیسے فرض شناس، خدا پرست، محبت رسول اور قادیب نوی کے صلیح معلم شیرائیں اور اپنی صحبت میں لکھ کر ستائیں کو ادب زندگی سکھا دیں۔ شیخ وہی تہرے زمانے کا امام برحق۔ جو تجھے حاضر و موجود سے ہزار کرے ہے کے احساس نیاں تیرا لہو گراویں۔ فقر کی سان چڑھا کر تجھے تلو کرے دراصل اب شیخ واسائدہ کرام سے حاصل کردہ فیوض و برکات تھری کو خلق خدا میں تقسیم کرنے کے دن شروع ہو گئے تھے۔ آپ وہاں تین سال تک درس نظامیہ کے مطابق پڑھاتے رہے۔

تھے حقائق ابدی پر اساس ہے اس کی۔ یہ زندگی ہے نہیں ہے علم افلاکوں غلطیوں کے ہیں، روح القدس کی نقیذ جمال۔ عجم حسن طبعیت، عرب کا نور و دل

### حضرت سندھوی کی دامادی کا شرف

جب آپ مدرسہ معلیٰ کے فرائض سرانجام دے رہے تو حضرت سندھوی نے آپ کو شرف دامادی بخشا، گوہر اپنی صاحبزادی مریم بی بی کا عقد آپ سے کر دیا۔ سال کے بعد پروردگار عالم نے آپ کو ایک بچہ عطا فرمایا، اس کا نام حسن رکھا گیا۔ اس بچے کے نام کی وجہ سے آپ کی کنیت ابو الحسن ہے۔ مگر طہیت ازبوی کا یہی فیصلہ تھا کہ نور و نور حسن صفت سات دن آخر شاد ماریں بنے اور پھر اپنی اہل گشتی کے

۱۔ علامہ اقبالؒ، مغرب عظیم ص ۱۵۰، مطبوعہ لاہور۔

۲۔ علامہ اقبالؒ، مغرب عظیم ص ۱۵۰، مطبوعہ لاہور۔

۳۔ ریاض البیاض منظور سید صاحب، مرد مومن ص ۱۷۱، اخیر عبدالحی خلیل فیروز سنہ ۱۳۸۵ھ لاہور۔

بروسے کا دلانے کی سعی جمیل شروع کر دی۔ مگر مدرسہ مذکور کے بعض فہرہ دار حضرات کو آپ کی تجویز کے بعض پہلوؤں سے اختلاف تھا اس لیے آخر کار آپ کو دیوبند کو تشریف لے کر پڑا۔ اس موقع پر یہ حقیقت ناقابل فراموش ہے کہ انوار جا سمیت کے منظر آفرم مولانا محمود حسن حضرت سیدی کے بہ طرح ہمنوا تھے۔ حضرت سیدی کے اپنے الفاظ ملاحظہ ہوں۔ ۱۳۶۷ھ میں حضرت شیخ الحدیث نے محمد کو دیوبند طلب فرمایا مفصل حالات سن کر دیوبندہ کر کام کرنے کا حکم دیا اور فرمایا کہ اس کے ساتھ سندھ کا بھی تعلق نا کر ہے گا۔ میں چار سال تک جمعیتہ الانصار میں کام کرتا رہا۔ اس جمعیت کی

ذبیحہ سادہ (مسافر) ان کی زندگی لاکھوں انقلاب کی آئینہ دار تھی۔ وہ انقلاب آفریں فطرت کی جولا نیوں کے لیے پندار سازگار ماحول کے محتاج تھے۔ وہ ہر میدانِ عمل میں وادہ شجاعت دیتے رہتے تھے۔

مراد کی تخلیق ہے، ذوقِ زمانے کیلئے۔ گزشتہ مرکزِ حوادث کی حیکانے کیلئے مروجہ، پہلاپ کے اندر اکٹھے کیلئے، برکری پھری ہوئی مچوں سے اڑنے کیلئے دوڑتا ہوا، شعلہ خور کبھی کا دامن تھلنے سکھاتا ہو، گرجتے باروں کے سامنے

(انوارِ دلالت، قلم: پنجاب پریس لاہور، مظلومین)

۱۔ میں بڑے مسلمان تھا۔ مطبوعہ مکتبہ رشیدیہ لاہور

۲۔ شیخ الحدیث مولانا محمود حسن مرحوم دارالعلوم دیوبند کے سیدھا معلم تھے مولانا مفتاح نامہ لکھنؤ کی نگارگری میں صحاح شریف اور دیگر کتب پر مبنی ۱۹۰۹ء میں دستا بندی کا شرف حاصل ہوا پھر دارالعلوم میں بطور مدرس کام کرنے لگے۔ ۱۹۴۳ء میں اکابر کی سمیت میں جاکر شاہ عبدالغنی دیوبندی سے اجازت حدیث اور سیدنا ابیہ حاجی امداد اللہ مرحوم سے بیعت چمکے۔ ۱۹۵۰ء سے لیکر ۱۹۶۹ء تک عبدالمجید کے فرائض ادا کئے۔ آزاد لکھی ہندو تحریک میں پیشوائی کے اقدامات، مصائب، ارضی غلو کی سازش، اگر قادیان، عام غیوریت، شیخ الحدیث کا لقب (دیں بڑے مسلمان ۲۳) مطبوعہ مکتبہ رشیدیہ لاہور، جیدارشید ارشد

داس میں زندگی کی تمام مصائب بہاروں کو بیٹھ ہوئے راسی ملک عدم ہو اور لگے دن نئے حسن کی غمخور، مہرہ والدہ اپنے خستہ جگر کی تلاش میں وادیِ نردوس باپ نہیں انا اللہ وانا الیہ راجعون  
نصفے حسن اور اس کی والدہ کو حضرت لاہوری کی والدہ چاندہ کی بڑی آغوش میں دفن کیا گیا۔

## جمعیتہ الانصار کا قیام

مولانا سید محمد گوشت پیر جیٹا سے دوبارہ دارالعلوم دیوبند تشریف لے گئے۔ وہاں پہنچ کر آپ نے جمعیتہ الانصار کی بنیاد ڈالی یہ تصدیق تھا کہ دارالعلوم کے فارغ التحصیل علماء کی ہرگز غفلت کی جائے اور ان میں "بہادر ناموس و عدت مکرری" پیدا کی جائے۔ وہ جہاں بھی ہوں سرکڑ کی آواز کے مطابق اپنی زندگی کا رخ بدلتے رہیں۔ علماء دیگر کا یہ سوا و اعظم کتاب و سنت کی اشاعت کے ساتھ ساتھ مغربی سماج کی بے رحمی میں ہر وقت کو شان رہے اس عالمگیر تحریک کی وسعت سر زمین ہند سے آگے شہر افغانستان، ایران، ترکستان، پنجاب، عرب و قسطنطنیہ کی حدود تک پہنچی ہوئی تھی۔

ایک ہوں مسلم حرم کی پاسبانی کے لیے  
نیل کے ساحل سے لے کر تاجیک کا شہر

(جامگہ دارالعلوم نظر دینا سے اسلام علیہ اقبال رحمہ اللہ)  
یہی وہ بہتر باشند اور محدث آفریں اسکیم تھی جس کی تکمیل کے لیے حضرت سید محمد ہر وقت بے قرار رہتے تھے۔ آپ نے مدرسہ دیوبند میں قدم قدم پر ہی اس تجویز کو

۱۔ امام انقلاب حضرت سید محمد اپنے وقت کے منصور معالج تھے جن کی زبان پر عین حقیت مار رہی انا الحق کی پکار تادمِ حاضریں گرجتی رہی۔ ان کی گہر میں انقلاب تھا وادیِ کابل





کرتے تھے گویا حاضرین آپ کے ارشادات کی سماعت کر رہے ہیں زمانہ تعلیم میں یہ سلسلہ متواتر جاری رہا۔

”اللہ اعلم الاشیاء کو فطرت کے پُر ذوق دھمات، ایک نئی راہ پر لے جا رہے تھے۔ خداوند عالم کو منظور تھا کہ جس شخص کو لاہور جیسے تہذیب بنوی کے مرکز میں بیٹھ کر دین متعلقہ کسی اشاعت کا کام کرنا تھا۔ وہ اپنی زندگی کے لمحات کسی تنہا گوشے میں جا کر دکر دکر سے آراستہ کرتے تاکہ جب وہ روحانیت کا علمبردار بن کر مسند اُرداؤ پر جلوہ گری کرے تو اس کی چترن میں دُریا نہ اُڑا کر تباہی ہو۔ اس کی زبان کے الفاظ دُریا میں راہ پائیں۔ اس کی صحبت کے فیوض دیر کات کا دائرہ عرب و عجم تک وسیع ہو۔ الغرض! اس مبارک زندگی میں دماغی کاوش، محنت، شہدہی، دگر و بگر کی ہمیشگی، قنوی و دوری کی تمام مودوں کی پاسداری اور مضبوطی کے مجاہدانہ اصول و آئین کی حفاظت رات دن کا معمول بن چکا تھا۔ بارک اللہ! ایک روح تھی جو قرآن مجید کی الہامی اقدار سے مالا مال ہو رہی تھی۔ ایک دل تھا جو کلہاڑی کے قدسی انوار سے کسب فیضان کرتا تھا۔ ایک دماغ تھا جو معتقدانہ تدبیر و تفکر کے ابواب میں مغموم تھا یقیناً مصلیٰ دُریا کی تعمیر فطرت کے اصولوں کے مطابق ہو رہی تھی۔“ ایتنا مستحقِ تکریم نہ زندگی کی تعمیر فیضان نہ کر کے والے ہیں؟“ سوئے مژدہ ۵۲:۵

اب نگاہِ المعارف انٹرنیٹ کی جماعت کے استیصال کا حقت آیا۔ لہذا حضرت ندوی مرحوم نے اپنی مدد کے لیے قاضی ضیاء الدین ایم ۱۰ سے کو بلا یا۔ استیصال کا نتیجہ نکلا تو حضرت

لے۔ انوارِ ولایت ۵۲:۵۵ مطبوعہ پنجاب پریس لاہور و انکسبیت زندگی مولانا احمد علی مرحوم۔ تھے۔ قاضی ضیاء الدین ایم اسے نگاہِ المعارف انٹرنیٹ دہلی کے طلبہ کو بروفا گریزی چڑھاتے تھے۔ لہذا ان کو سعادت کے لیے استیصال کے مقتدر بھی حضرت سندھی نے طلب فرمایا۔

”انوارِ ولایت“ ۵۲:۵۵ پنجاب پریس لاہور۔ کاپی و اینٹرنیٹ مصاحب

## تحدیثِ نعمت

نگاہِ المعارف انٹرنیٹ دہلی کی جماعت میں حضرت لاہوری بھی شامل تھے۔ اپنی گریڈ پٹ اور پلہ کلام سے علاوہ آپ میں دو خصوصی امتیازات پائے جاتے تھے۔ ابتدا میں حضرت سندھی کی خدمت اقدس میں عرض کیا تھا کہ وہ ان کو درسِ قرآن کے تفسیری نکات و ریزہ نقل کرنے کی اجازت دیں، لہذا حضرت لاہوری دس قرآن کے موقع پر نہایت میلہ خیزی اور سرعت سے مدد دیتے ہیں۔ اور بعض اوقات چالیس چالیس صفحات کا ملاحظہ فرماتے جن کی تصحیح بعد میں حضرت سندھی کے حضور میں بیٹھ کر کی جاتی تھی اس وقت حضرت سندھی فرمایا کرتے تھے کہ آپ سیری تقریر کا اٹھا تو نے فیصد حصہ نقل کرنے میں کامیاب ہیں۔ یہ کامیاب تعداد میں سورتیں۔ مولانا عبید اللہ سندھی حبیب ہندوستان سے ہجرت کر کے دہلی کا ذکر آئندہ اوراق میں کیا جانے گا، افغانستان جانے لگے تو آپ نے ارادہ فرمایا کہ مذکورہ سورت تفسیر کرنا چاہئے ہمراہ لے جائیں۔ اب حضرت مولانا لاہوری نے نہایت فروزندہ سخن طلب اور مسکندہ تواضع سے عرض کیا کہ حضور! یہ تجارت آپ کے دل و دماغ کا حاصل ہیں۔ آپ حبیب چاہیں گے، بفضلِ خدا تعالیٰ اس سے بہت عبادات تیار کر لیں گے۔ مگر مجھ بے ابتاعت کے پاس تو ان کے سوا کوئی بھی ملے اور تفسیری سر پایہ نہیں ہے۔ یہ سن کر حضرت سندھی نے ازار کا مٹھت ان کا پیوں کو حضرت لاہوری کے پاس ہی رہنے دیا۔

یہ قرآن کلیم کے تیرہ پاروں کے تفسیری و توضیحی نکات کا مجموعہ تھا۔ ان دنوں مولانا لاہوری کا معمول تھا کہ آپ نماز عصر کے بعد حضرت باقی باللہ والے قبرستان میں تشریف لے جاتے، جبکہ باقی طلبہ شہر میں گھومتے چلے جاتے تھے۔ آپ کسی غیر آباد مسجد کے مہر پر بیٹھ جاتے اور حضرت ندوی سے حاصل کردہ اسباق کو اس طرح اذہر





## روحانی خلافت کا خلعت

ایک طرف مولانا مصلح مروج کے سامنے امام انقلاب حضرت منہاجی اور شیخ امجد علیہ الرحمۃ کے مشابہت سرور و شانہ کا زمانہ تھے جن میں وہ برابر کے شریک تھے تو دوسری طرف حضرت امویؒ اور حضرت دین پوری جیسے نادرہ درگاہ حضرات کی حاکمانہ رعایت کے انوار تھے جو کہ آپ کے قلب سلیم و منیب کو توحید و توحید کے فیوض سے مالا مال کرتے رہتے تھے کیونکہ آپ کچھ کم علمی اور سیاسی مشاغل کے باوجود روحانیت کے مذکورہ بالا پروردگاروں پر اپنی سالکانہ پیاس بجھانے کے لیے وقتاً فوقتاً حاضری دیتے رہتے تھے۔ آپ کی چشموں پر اپنی سالکانہ پیاس بجھانے کے لیے وقتاً فوقتاً حاضری دیتے رہتے تھے۔ آپ کی توجیر سے کائنات کی یہ کچھ ڈال دیتے اور جب مجھ کو اپنے آقا میں پوری کی کوئی صحبت میں جالے کاسٹری موقوف میرا تو وہ بھی بڑی سا کلاؤں احتیاج و اشتیاق کا خیال کر کے اپنی مرتبہ داد و دوش سے محروم نہیں رکھتے تھے۔ آپ سبب ارشاد پر بیٹھ کر نہایت عقیدت بھرے ان ظاہر و باطنی علوم و علوم کو اپنے روحانی شیخ کو کافر فرما دیتے تھے۔

ذکر حبیب کم نہیں وصل حبیب سے

اقتدار آپ کو اپنے ہر دو خزانہ طریقت کی بارگاہ ولایت سے یکے بعد دیگرے غور و خلافت علیہ برا۔ حضرت دین پوری قدس سرہ کی خلافت اس اقتدار سے بہت اونچا مقام کو کہ ہے کہ حضرت دین پوری نے حضرت لاہوری کے سوا کسی کو ہی اپنا خلیفہ تیار نہیں بنایا۔

صفت پیر دوم سے ہم ہوا رہا نشان  
لاکھ حکیم سوا حبیب ایک حکیم سرکشت  
دعا دہاں۔ اہل جہل ملت۔ کچھ راہ پر شکست۔ ایک بیٹ۔ دلا ہوا۔  
مہم و من۔ جہلہ نفس۔ زلف زلف۔ لای۔ سنا۔ نجا۔ امای۔ صاحبزادہ حضرت دین پوری۔

چمن اور رات کی زیند حرام کردی تھی۔ آپ حضرت مولانا محمود حسن علیہ الرحمۃ کے مشورہ سے ہجرت کر کے کابل جاتے ہوئے مدرسہ مذکور کے تمام انتظامات کی ذمہ داری حضرت لاہوری کے کندھوں پر ڈال گئے۔ آپ نے تقریباً دو سال تک درس و تدریس کا کام نہایت دل جمعی سے نبھایا۔

## سیک صاحبہ والی بھوپال کا وظیفہ

مدرسہ سیک صاحبہ والی بھوپال نے مولانا سندھی کا دو سو روپے ہوا وظیفہ مقرر کر رکھا تھا۔ ان کی ہجرت کے بعد سیکر موصوف نے مولانا مفتی انوار الحق اور حضرت مولانا عبد اللہ ٹوکی کو دینی بیجا ناگرہ حضرت سندھی کے ناظم تمام کی علمی حیثیت اور علمی قوت کا پورا پورا پائزہ دیا۔ یہ دونوں حضرات عین درس کے موقع پر تشریف لائے۔ درس سنتے رہے۔ لہذا ان کو حضرت لاہوری کی علمی استعداد اور انتظامی قابلیت کا ہر طرح سے اعتراف کرنا پڑا۔ اور اب وہ دو سو روپے ہوا وظیفہ حضرت لاہوری کے نام منتقل کر دیا۔

والفہدہ بھوپال (مولا سندھی) مولانا سندھی آپ انگریزوں کے خلاف ترکوں کی مدد کرنا چاہتے تھے۔ اس سلسلہ میں مجاہد کبیر حضرت شیخ امجد نے آپ کو ملکا فرمایا۔ آپ کابل میں ہجرت کر کے چلے جائیں۔ چنانچہ آپ جیسے بدل کر صورہ سندھ سے ہوتے ہوئے کوئٹہ پہنچے۔ مولانا نے تمام سفر دل کے ذریعے لے کر لیا۔ آئی۔ ٹوٹی ساری کی طرح آپ کے تاقیب میں تھی۔ لیکن اہل اللہ کی عقل دنیا داروں سے تیز ہوتی ہے۔ القصد مولانا بفضل خدا کو کوئٹہ سے کابل پہنچ ہی گئے۔

مفتی کامل ہوا، تو نا کامی نہ ہوا، اسے دل تھے  
طوہرے سے ساحل تھے، آواز سے منزل تھے  
”انار ولایت“ ۱۹۶۵ء مطبعہ پنجاب پریس حالات زندگی مولانا مصلح مروج  
لے۔ کاپی بابو منظور سعید صاحب۔

## سیاسی زندگی کی ایک جھلک

جیتے الہٰی صابر و بندہ، نظارۃ المعارف، انفرادیہ دینی اور ریشمی خطوط کی تجویز اصل اس عظیم انقلابی پروگرام کی تین، بہترین باتیں تھیں جسے حضرت شیخ الحدیث نے آج کے عالم اسلامی اور آزادی پسند کے لیے تجویز فرمایا تھا۔

اگست ۱۹۱۳ء کو اس تجویز کا انکشاف ہوا جو گورنمنٹ کے کاغذات میں ریشمی خطوط والی سازش کہلاتی ہے۔ اس کو رولٹ ایکٹ کے الفاظ میں اس مگر دیکھ کر نا ضروری ہے مگر ہندوستان کی آزادی کے حقیقی علمبرداروں کی سرفروشیوں اور جہاں سپاریاں تاریخ عالم کا سطلہ کرنے والوں پر واضح چٹکیں اور یہی معلوم ہو جانے کے وہ دشمن جو اپنی سطوت و طاقت کے نقصان میں بدست ہو کر کھٹکتا کرسمندوں کا خلد ہوں، میری حدود و مملکت میں کبھی آفتاب غروب نہیں ہوتا۔ مجھ پر اگر آسمان ٹوٹ پڑے تو میں سنگینوں پر اٹھانوں گا اس منور اور جاہل طاقت کے اس تحریک سے کیا اثر لیا۔ اس

لے۔ ترمو سن مٹا۔ مطبوعہ لاہور۔ عبداللہ غاں۔ فیروز نذر لاہور۔

لے۔ رولٹ ایکٹ کی روٹ کے سحر انگ ۱۹۱۳ء میں ریشمی خطوط کے واقعات کا انکشاف ہوا اور حکومت کو اس سازش کا پتہ چلا۔ یہ ایک منصوبہ تھا جس خیال سے ہندوستان میں تجویز کیا گیا تھا کہ ایک سطوت خاں مغربی سرحدات پر کوڑے باریک جانے کے اور دوسری طرف ہندوستانی مسلمانوں کی غوروش سے اسے تقویت دے کر کہ برطانوی راج کو ختم کر دیا جائے۔

اس منصوبہ کو مضبوط کرنے اور عمل میں لانے کے لیے سرسوی عید اور نائی ایک شخص نے اپنے ساتھیوں عید اللہ، فتح محمد اور محمد علی کے ساتھ اگست ۱۹۱۵ء میں شمال مغربی سرحد کو بارکاجیہ پہنچے تھے، انھیں میں سلطان ہوا اور وہیں ضلع سادہ بور کے مذہبی مدرسہ میں تعلیم حاصل کر کے مولوی بنا۔ وہاں اس نے اپنے بھائی اور برطانیہ کے حکومت خیالات کا زہر چند تہید اور ظلم میں پھیلا دیا جن لوگوں پر اس نے اثر ڈالا ان میں سب سے بڑی شخصیت مولانا محمد حسن صاحب کی تھی

کی نظر میں اس تحریک کی کیا حیثیت تھی؟ اس کی بنیاد کی مشنی مضبوط تھیں یا اور اس تحریک نے ملک کی کیا خدمت سر انجام دی؟ اور اس کے کارکنوں کے کس طرح جان

دعا خیر صوفی گزشتہ جو مدتوں تک در سگاہ دیوبند کے صدر مدرس رہے عید اللہ چاہتا تھا کہ وہ اپنے مشنوں و صرفت خارجہ تحصیل مرہووں کے ذریعے ہندوستان میں برطانیہ کے خلاف ایک عالمگیر اسلامی دہان اسلامک، تحریک چلائے۔ مگر تھم صاحب اور باپ غوروش نے اس کو اور اس کے پیوند والہ سنگان کو نکال کر اس تجربہ کو دہان میں ہی ختم کر دیا۔ مولانا محمد حسن جہاں میں دیوبند میں رہے اور عید اللہ ستان کی علاقہ میں جاتی رہیں، مولانا کے مکان پر غرضیہ جاس نامہ نہیں اور کہا جاتا ہے کہ سحر کے کچھ ایسی باتیں ان میں شریک ہو کر ۱۹۱۵ء ستمبر ۱۹۱۵ء کو مولانا محمد حسن نے بھی ایک شخص محمد حسن ولد دوسرے دوستوں کے ساتھ عید اللہ کی مثال کی پیروی کی اور مثال کی طرف جانے کے لیے نہیں مگر وہ بکھرے جہان میں مقیم ہوئے کیونکہ ہندوستان چھوڑ دیا۔

دوا نہ ہونے سے پہلے عید اللہ نے دہان میں ایک دوسرا دستاویز کیا اور دہان میں اس کو معجزات میں لایا جن میں ہندوستان کی مسلمانوں کو جنگی اور مذہبی غوروش کی ترغیب دی گئی اور ان کو جہاد کے فریق اولیٰ کے کارکنوں کے پرکارہ کیا گیا تھا اس شخص کا اور اس کے دوستوں کا جن میں مولانا محمد حسن صاحب بھی شامل ہیں عام مقدمہ تھا کہ مسلمانوں کا ایک بہت بڑا اہل ہندوستان رہا اور ہندی مسلمانوں کی بغاوت کے س کو تقویت پہنچے۔ اب ہم بڑی بین ان کو کششوں کا ذکر کریں گے جو ان لوگوں نے اپنے مقاصد میں کامیاب ہونے کے لیے کیے۔

عید اللہ اور اس کے دوست پہلے ہندوستانی مجتہدان مذہبی کے پاس گئے اور اس کے لیے کابل پہنچے۔ وہاں وہ ترکی جہان کے کھجوں سے لٹا اور ان سے تیار لڑ خیالات کیا اور تھوڑے عرصے کے بعد ان کا دیوبند میں دوست مولوی محمد حسن انصاری بھی آئے۔ آئی۔ لا۔ رادی مولانا محمد حسن کے ساتھ عرب گیا تھا اور ۱۹۱۶ء میں وہاں عید اللہ جہاد ساتھ لے کر یا تھا جو ہمارے ترکی فوجی حاکم غالب پاشا نے محمد حسن کو دیا تھا۔ انہما راہ میں محمد حسن اس تحریر و غالب نامہ کی انھیں ہندوستان اور دہان میں مقیم تھے یہ سحر کر ہوا آیا۔ (باقی اگلے صفحہ)

جسٹس پر کھڑے کر کے کیا۔ الفضل ما شہدات بلہ الاعداء۔

واقعہ، عید الشہاداس کے سادھی ساتھیوں نے ایک تجویز تیار کی تھی کہ حبس سلطنت کو بٹا دیا جائے۔  
قزندہستان میں ایک عادی حکومت قائم کی جائے۔

ایک شخص مندرپستاپ اس کا پرنسپل بن گئے اور لاہور کے شخص ایک چھٹان کا بندہ اور خولہ نے دبی میرٹ کا آدمی ہے۔ ۱۹۱۴ء میں اسے سوشلسٹ لبرلزم اور فرانس میں سڑک کے کاربانہ لادہ لڑی دیا گیا۔ وہی صاحب جنوگیا، وہاں ہریال سے ملا اور ہریال نے اس کا جرنل کونسل سے تعینت کر لیا اس کے بعد وہ جرنل بن گیا۔

ایک شخص عید الشہاد کا طرح طرح جاتا ہے۔ اس کی نسبت لکھتا ہے: "وہ شخص تجویز میں تیار کرنے میں بہت عجیب و غریب اور غیر معمولی آدمی تھا اور اس اسلام پر تھا کہ وہ کسی بی بی سلطنت کا حکمران ہے۔ وہاں سے کسی خاص مشن کے لیے بھیج دیا گیا۔ کیونکہ اس نے جرنلوں پر اپنی اہمیت کا اثر مبالغہ آمیز طریقے سے لگایا۔"

خود عید الشہاد ہندوستان کا وزیر ہوئے والا تھا اور کشتی اور کامرسٹ اور مین قدر پانڈی کا مہر کوکتا لڑیں۔ نے برلن کے رائے کا بل کا سفر کیا تھا، وزیر اعلیٰ ہوئے والا تھا، فیض ریاست بہرپال کے ایک لاکھ کاشتکار اور لکھستان امریکہ اور جاپان پر آ گیا تھا، فیض کو کیونکہ ہندوستان کا پرنسپل مقرر ہوا تھا اور اس کے لیے ایک کمیٹیوں (Islamic Fraternity) کے نام سے جاری کیا تھا اس میں ہندو کو لید میں جاپانی حکام نے ہندو کو اس کے بعد اپنے عہدے سے ہٹ کر دیا گیا اور پھر وہ امریکہ کا پرنسپل ہندوستان سے لگا گیا۔

وہ جرنل چلے متقاعد کے لیے افغانستان میں آئے تھے، جب کامر بہت ۱۹۱۲ء میں اس چلے گئے کہ قزندہستانی دہلی رہے اور (Provisional Government) عادی حکومت داریوں نے وہی لیکن ان کے حکام اسلام آباد میں اس عہد کے خلیفہ کو رخصت کر دیا یہی کہہ دیا کہ ان کے اتحاد کو غیر آباد کردہ ہندوستان سے مسقطین بلانے کے ساتھ ان کے کوٹش میں ملا دے ان عہدہ ہندوستان پر آپ کے خطوط تھے۔ آفریدہ بلانے کے ہاتھ آگئے بلشتا اور اس کے نام پر خط تھا۔ (داری، گوالمر)

وہ سونے کے پتھر رکھا گیا تھا جس کی ایک تصویر کو رکھا گیا تھی حکومت عادی نے تری گورنٹ کے ساتھ اتحاد کیا کہ تری جرنل میں اس کی اور اس مقصد کے حصول کیلئے عید الشہاد نے اپنے ہاتھ میں جرنل کو رکھا تھا۔ ۱۹۱۴ء میں اور پھر ۱۹۱۵ء میں اور پھر ۱۹۱۶ء میں اس کے ساتھ جو عہدہ اس عادی نے رکھا تھا، ہندوستان کے لیے عید الشہاد اور ہندوستان کے لیے عید الشہاد کے نام کوٹ لکھ کر بیچ دیا۔ یہ شخص اس وقت معقولہ طور پر تیار تھا، بیچ میں عید الشہاد نے اس میں ایک عادی کو رکھی تھی کہ وہ عید الشہاد کے ساتھ عادی کو رکھ کر بیچ دے۔ وہ عید الشہاد کوٹش پر بہت عادت اور عادی کے ہوتے ہیں۔

عہدہ اس کے خط میں، بائیں گھی ہوئی تھیں

"جرنل اور تری گورنٹ کا واپس جانا، جرنلوں کا لبرلزم کی کام کے رہا تھا، غالب نامہ کی اشاعت، حکومت کی تجویز، غلامی کی فروغ کی تجویز، اس طرح کے لیے یہ تجویز تھی اس کے لیے ہندوستان سے دنگو بری کے جہاں میں اسلام کا کوٹش کے دربان اتحاد کیا گیا ہے، جو حسن ان تمام حالات کو حکومت کی تری گورنٹ کے پتہ پہنچا، عید الشہاد کے خط میں غلامی کی فروغ کا ایک نقشہ تھا اس کوٹش کا پتہ کارٹر دینا اور اس کا جرنل انجیت محمود بننے والا تھا۔ وہ عید الشہاد کے ساتھ جرنلوں کے طاقت سلطنت، ایران اور بل میں قائم ہوئے تھے۔ کا بل میں محمود عید الشہاد جرنل عہدہ بننے والا تھا، اس نقشہ میں جرنل سرپرستوں، ۱۹۱۵ء میں عید الشہاد اور بیت علی فیضیوں کے نام تھے۔ لاہور کے بیگم کے ساتھ ملاوٹوں میں اس کے ساتھ جرنل اور تری گورنٹ کے کوٹش کے نام تھے۔ جرنل عہدہ کے لیے غلامیوں کے لیے غلامی کے لیے ان میں کٹاریے تھے جن سے ان کے قور کے متعلق شروع میں دیا گیا تھا لیکن جرنل عہدہ کے جرنل عہدہ میں ان میں عہدہ کارک فوری تھے، وہ دے گئے، ۱۹۱۶ء میں عہدہ محمود اور ان کے چار ہفتہ ہفتہ کے ہاتھ آگئے۔ وہ اس وقت جنگی قیدی ہیں اور ہندوستان کی سلطنت کے ایک حصہ میں نظر بند ہیں۔

غالب نامہ کی تشریح

غالب پاشا میں نے غالب نامہ پر متحدہ کئے تھے، وہ ایک جنگی قیدی ہے اور وہ اس امر کا اقبال کرتا ہے کہ اس نے اس کا قید پر متحدہ کئے تھے، جو محمود بن ہادی نے اس کے دربار میں کیا تھا اس کے ضروری حصہ کا ترجمہ عرب فیل ہے۔ (داری ہے۔ انکا صفی)

کیا ہیں؟

شیخ انصاری مولانا پوری اسی سازش کے سلسلے میں گرفتار ہوئے۔

### مولانا احمد علی گزنفاری

سابقہ اوراق میں جن ریشی خطوط کا ذکر آیا ہے وہ خطوط مولانا کو دہلی پہنچائے گئے۔ آپ نے حضرت سید محمد علی بدست کے مطابق مکتوب الہیم کو پہنچانے کا خفیہ انتظام فرمایا۔ اب ان خطوط کی تقسیم کے چھوڑا بعد اس نوعیت کے اور خطوط حضرت سید محمد علی کی طرف سے تقسیم کی غرض سے آئے۔ سو وہ اتفاق سے وہ خطوط پکڑے گئے اور ساتھ ہی خطوط کا راز بھی افشا ہو گیا اور کچھ اس طرح سے معلوم ہوتا ہے کہ ان نئے فرستادہ خطوط میں مولانا سندھ کی خاص مشعلین کا ذکر تھا۔ خطوط کے پکڑے جانے کے بعد گورنمنٹ آف انڈیا نے ایک ہی دن اور ایک ہی وقت پر مولانا کو صوف کے تمام اجاب لکھ کر گرفتار کر لیا۔

ایک دن حضرت مولانا احمد علی نور اللہ مرتدہ مدرسہ فکارۃ المعارف اٹارنی دہلی میں درس قرآن مجید میں مصروف تھے۔ جبکہ آپ کو ایک پیر ٹیڈنٹ پولیس اور دکانڈیز کی جھڑپوں نے وارنٹ گرفتاری دکھا کر جلاست میں لے لیا۔

اسی سعادت بہرہ شہباز نوشا میں ردہ اند

اب انہوں نے درس گاہ کے کمرے کو متقلل کر دیا۔ آپ کا مکان کٹھنہ پڑیا میں تھا۔ یہ فتح پوری مسجد سے قاضی حوض جانے والی رشک پر واقع تھا۔ مکان پر جا کر آپ کاہل و عیال کو غارتگاشی سے پہلے کمرے کی چھت پر جانے کا حکم دیا گیا۔ مولانا کی تعلیمی تحریرات، تفسیری شکات کا مجموعہ، اور باقی کتب کو ان لوگوں نے فونک میں بھر لیا اس کو قہر پرسی آئی۔ ڈی کے ایک ملازم کے اشارے سے چھت کی کاس میں مین کی

سلن۔ بیاض باوجود منظور سید صاحب! مصدقہ حالات حضرت لاہوری۔

مولانا بالا اقتباسات کا مقصد یہ ہے کہ حضرت شیخ انصاری مولانا احمد علی مرحوم کی حیثیت ولایت آثار کا مظلوم کرنے والوں پر حقیقت تاریخی شواہد سے واضح ہو جائے کہ آپ مجاہدین کی جماعت سے تعلق رکھتے تھے۔ رولٹ ایکٹ کی پٹی کی پورٹ میں مولانا سنی کی سرفروشانہ کوششوں کا تذکرہ پڑھ کر انسان ان کو فائق الفطرت شخصیت تسلیم کرنے پر مجبور ہو جاتا ہے۔ ایک دور میں صفت انسان میں عالمگیر انقلاب کے دہلے موجود ہوں۔ برطانیہ جیسے فحش وقت، نظام اور جاگیر حکومت کا تختہ الٹنے کے خصوصیے رات دن تیار کئے جاتیں۔ تمام اسلامی سلطنتوں اور غیر مسلم طاقتوں کو ہندوستان کی آزادی کے لیے ہلکے کرنے کی دعوت دی جائے۔ اگر یہ سامی جیک کیلبر الہی تائیلر کی جا ریل نہیں ہیں تو اور

بقیہ حاشیہ، ایشیا، یورپ اور افریقہ کے مسلمان قہم کے سلسلے سے آواز سے ہر گھڑا کی راہ میں جہاد کے لیے اٹھ کھڑے ہوئے ہیں۔ خدا کے قادر و قہم کا عہد ہے کہ رتی فوج اور مجاہدین دشمنان اسلام پر غالب آگئے ہیں بس لیے اسے سلاٹو! اس کی تمام عیسائی حکومت پر چکر کر دے جس کی قید میں قہم ہے۔ محبت جلد ہر مہم سے اپنی تمام کوششوں کو فونک کو مار ڈالنے کے لیے وقف کر دے اور ان سے نفرت اور نفی ظاہر کر دے۔

تھیں یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ مولوی محمد حسن آفندی جو پچھلے چند صتان کے مدیر دینیہ میں تھے، چاہے پاس ان کے لائے جو ہم سے شعور لیا ہے جس میں ان کی تائید کی اور انہیں ضروری ہدایت دے دی ہیں۔ اگر وہ ہمارے پاس نہیں تو ہم ان پر احمق اور دانا دیوں، بدچلن اور ہر چیز سے جو وہ طلب کریں ان کی انکار کر دے۔

رولٹ ایکٹ کی پٹی کے کارکنان کا یہ عمل نہ ہر کسکین گزشتہ تحریر سے حضرت شیخ اندر مرحوم کی غازیانہ نصیحت اور آپ کی جوڑی عظمت کا کافی تمنا نہ کیا جاسکتا ہے۔

حضرت شیخ کی تجویز چاہئے کہ کیا یہ سنی۔ اگر افسوس عربوں کی بناوت اور ہر سنی کی اچانک گھٹت نے اس کو نا کام کر دیا۔

لے سنی فی سنی رزق، رولٹ ایکٹ کی پٹی کی پورٹ، بنفول رزق، پڑے پڑے ۳۳ مسند جہاد شہیدانہ



قرآن مجید اور حدیث نبوی کریم صلی اللہ علیہ وسلم میں سرگرم عمل رہے جس کو اللہ تعالیٰ نے جبری برکت اور ایشیے شرف قرار دیا۔ اگر کچھ عرصہ کے بعد کسی دوسرے (مناظرین) نے مکر مکر کی ملاقات ۱۳۴۳ھ پر انہوں نے مجھ سے دوبارہ اجازت طلب کی چنانچہ میں آپ ہی مولوی اسماعیل صاحب بن حبیب اللہ بن اسلام کو اجازت دیتا ہوں کہ موصوف کو میری طرف سے اجازت ہے کہ تمام علوم شرعیہ ادبیہ عقیدہ خصوصاً قرآن عزیز، مؤطا مصیحا سنن ابی داؤد و ترمذی، نسائی حافظ کی فتح الباری بحکم الامام شیخ اعظم ولی اللہ الدہلوی مثلاً فتح الرحمن بالغزالی لکیر المصطفیٰ حمید اللہ البانی وغیرہ اور آپ کے تلامذہ اور پیروان یا فقہار شیخ اجل عبد العزیز دہلوی، شیخ محمد اسماعیل دہلوی شیخ اعظم نانوتوی کی تصانیف کی اجازت دیتا ہوں تاکہ آپ بوقت ضرورت ان بزرگوں کے سکات سے بہرہ ور نہ کیس میری اپنی اجازت شیخ اعظم تہجد کے مرجع العلماء شیخ محمد حسن دہلوی سے ہے۔ پھر حضرت موصوف کو شیخ محمد تاج ناموتوی سے، ان کو حضرت شیخ مدنی دہلوی سے ان کو شیخ محمد اسحاق دہلوی سے

ان اکتبہ الہ الاجازۃ و اشافہہ بها  
 نا قول فی اجازت للعلوی علی  
 بن حبیب اللہ بن اسلام ان  
 یدوی عنی جمیع ما اجاز فی  
 بلہ مشائخی العظام علیہم  
 اللہ تحیہ والسلام من العلوم  
 الشرعیۃ والادبیۃ والعقلیۃ  
 عمومًا والکتاب العزیز ودوین  
 السنۃ المستند الطحا والصحیحین  
 و سنن ابی داؤد و الترمذی  
 والنسائی و فتح الباری للحافظ  
 و مصنفات حکیم الامۃ الشیخ  
 الاجل ولی اللہ الدہلوی مثل  
 فتح الرحمن والغزالی البکیر و المصنف  
 و حجة اللہ البانیۃ وغیرہا و مصنفات  
 اشباہ مثل الشیخ الاجل عبد العزیز  
 الدہلوی و الشیخ الشہید  
 محمد اسماعیل الدہلوی و الشیخ  
 الاجل محمد قاسم النانوتوی  
 خصوصاً مثلاً بقاؤ فی التاویل  
 عند الحاجة عن مسلك حواہ  
 الاحبار و فیعلو فی ادوی الشیخ  
 الاجل الذی انہت الیہ دیا سۃ

حبیب اللہ بن اسلام کے بیٹے ہیں۔  
 جو میری تربیت میں اس قدر کی وجہ  
 سے رہے جو ان کے والدین نے  
 مانی تھی۔ یہ میرے پاس اس  
 وقت سے قیام پذیر رہے جب کہ  
 آپ کی عمر صرف آٹھ سال کی تھی۔  
 یہ میرے نزدیک میری عزیز ترین اولاد  
 جیسے ہیں۔ انہوں نے مجھ سے علوم آریہ  
 صرف و نحو وغیرہ سیکھے اور علوم طاریہ صحت  
 تفسیر و فقہ حاصل کیے اور یہ میری  
 زیر تربیت رہے۔ درس کی تکمیل پر ان کو  
 میں نے قرآن عظیم اور حدیث وغیرہ علوم کی  
 روایت کی اجازت دی۔ ۱۳۲۶ھ میں جبکہ  
 میں دارالارشاد میں تھا اور ان کے لیے میں نے  
 شیخ حسین بن حسین انصاری سے بھی اجازت  
 لے لی۔ جس کے بعد مولانا قلیچ اور تہذیب  
 میں مشغول ہو گئے۔ مگر پھر دوسری بار  
 ترجمہ قرآن عظیم اور حجة اللہ البانیۃ  
 اور اس کے مناسبات مجھ سے  
 حاصل کر لئے، جبکہ میں دہلی چلا  
 آیا۔ میں نے بعد مولانا احمد علی صاحب  
 پوری محنت کے ساتھ مسلم  
 نوہائوں اور بڑھوں میں اشاعت

بن الاسلام ان الصالح السعید  
 المولوی احمد علی اللہ پوری  
 ہو۔ ابن اخی حبیب اللہ بن اسلام  
 کفایتہ شرف و ذریعہ اہواء فکان  
 عنہی منذ کان ابن ثمانیہ  
 سنین یمنونۃ اعز اولادی  
 فاخذنی علوم الالہیۃ والدالیۃ  
 و تربی بعد اذی منی و مسمی حتی اجزئہ  
 لہ وایۃ القرآن العظیم و الحدیث  
 وغیرہما من العلوم سنۃ ۱۳۲۶ھ  
 اذ کنت بداد الارشاد و مستعجزت  
 لہ عن شیعۃ شیخ حسین بن محسن  
 الانصاری فاشتغل بالتحلیہ  
 و التدریس ثم مکث و اخذہ  
 القرآن العظیم عنی و حجة اللہ  
 و لبا لکۃ و ما یناسب ذلک اذ  
 کنت بدہلی و اشتغل بتعلیم  
 الکتاب و السنۃ و نشرہما فی  
 شبان المسلمین و شیخو خفہ  
 فاناد بالک اللہ فیہ و اجادہا  
 کانت لک حاجۃ الی تجدید  
 الاجازت لکن امدہا سانی بعد  
 ما تعلقت بمکۃ سنۃ ۱۳۲۶ھ

شاملۃ لجميع ما اودیه وجملۃ  
وکیلا ان یحییٰ حسن من واد اھلا  
لذلک ممن ادرك جیاتی وادیه  
وینشی بتقدی اللہ واللہ بر فی  
کتاب اللہ والاعتماد بسند مسند  
المسلمین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم  
وسندۃ الشیخین من خلفہما الراشدین  
والاجتناب عن الافراط والتفريط  
وارجو منه ان یشیر کئی ویشافھی  
الکلام فی صالح دعوائہ ولفردعونا  
ان الحمد للہ رب العلمین

اینا وکیل مقرر کرتا ہوں کہ وہ جس کو  
اہل جمہیں اس کو اجازت دیں جن کو  
نہ میرا زمانہ پایا جو میں اپنے آپ کو  
اور ان کو وصیت کرتا ہوں کہ تقویٰ  
کو اپنا شعار بنائیں اور کتاب اللہ میں  
مذہب رسالت نبوی سے اعتقاد مختلفاً  
راشدین کے طریق کو مشعل راہ بنائیں  
اور اسراط و تعریط سے بختنب  
رہیں اور میں امید کرتا ہوں کہ مجھے  
بھی اور میرے معزز اساتذہ کو اپنی  
دعاؤں میں یاد فرمادیں۔

عبد اللہ بن اسلام

آخر ایام تشریق

یکہ منظر ۱۳۳۶ھ

عبد اللہ بن الاسلام غفرلہ مکتہ

کتبہ فی آخر ایام تشریق۔ جبکتہ سنہ ۱۳۳۶ھ

بعد ازاں آپ کو دبی کو توالی میں لے گئے۔ وہاں آپ کی جامع تلاشی ہوئی۔ لہذا  
اس باطنی انوار کے یوسف پر و حق من الصادقین کی آسمانی تجت تا کم ہوئی  
اور حکومت برطانیہ پر فکک پٹ کا لفظ صادق آیا حضرت مولانا کا کوٹ آمار لیا  
گیا اور اس کو مختلف جگہوں سے اوجھڑ کر دیکھا گیا۔ تاکہ اس کی تتوں میں گراشی  
خطوط ہوں تو نکالے جا سکیں۔ یہ کوٹ راجپوت ضلع جالندھر میں تقریباً ۱۵ فرسوخہ واہ  
بعد آپ کو واپس دیا گیا۔ آپ کو کچھ کچھ دنوں غمزدگی میں غمگین رہ کر دیکھا گیا۔

لے۔ سورۃ یوسف ۱۲۔ آیت ۲۵۔

الدین بالہند الشیخ محمد حسن  
الدین مندی عن الشیخ محمد قاسم  
ان افرقی عن الشیخ محمد اسحق  
الدھلوی ح و شیخنا شیخ الہند  
بروی عن الشیخ عبد الغنی  
بلاد اسطیة ایضاً و شیخنا یروی  
عن حافظ المدین الشیخ احمد علی  
السہارنوی عن الشیخ محمد  
اسحق و شیخنا بروی عن الشیخ  
عبد الرحمن البانی بنی عن الشیخ  
محمد اسحق ح و اجازتی  
الشیخ حسین بن محسن  
الانصاری الیمانی عن الشیخ  
محمد بن ناصر الحاذقی  
عن الشیخ محمد اسحق و  
اخذت عن جماعت من الشیوخ  
اسیندھو متتھی الی الشیخ  
محمد اسحاق الدھلوی عن  
الشیخ عبد العزیز الدھلوی  
عن ولی اللہ الدھلوی بالتفصیل  
موکول الی ازادشا دیالغ الجسی  
و غیرہا من الاثبات ثانی اجازتی  
المولوی احمد علی اجازۃ عامتہ

و توبل، اولی طرح حضرت شیخ الہند کو  
جلا اسطر شیخ عبد الغنی سے بھی اجازت حاصل  
ہے اور ہمارے شیخ حافظ المدینہ شیخ  
احمد علی سہارنوی سے بھی روایت  
کرتے ہیں جو کہ حضرت شیخ محمد اسحاق  
سے روایت فرماتے ہیں و توبل، اولی  
طرح شیخ عبد الرحمن بانی بنی سے بھی  
روایت کرتے ہیں جو کہ شیخ محمد اسحاق  
سے روایت فرماتے ہیں و توبل، اسی  
طرح محمد سے شیخ حسین بن محسن  
انصاری نے اجازت فرمائی جن  
کو شیخ محمد بن ناصر حامزی سے اور ان  
کو شیخ محمد اسحاق سے حاصل ہے  
علیٰ ہذا القیاس میں چند دوسرے اصحاب  
سے بھی روایت کرتا ہوں، جن کی سند  
شیخ محمد اسحق دہلوی تک پہنچتی ہے  
حضرت شیخ محمد اسحق، حضرت شیخ  
عبد العزیز دہلوی سے روایت کرتے  
ہیں، جس کی تفصیل کتاب الازادشا  
اور دیالغ الجسی وغیرہ میں موجود  
ہے۔ پس میں مولوی احمد علی صاحب  
کو ایسی عام اجازت دیتا ہوں جو میری  
تمام روایات کو شامل ہے اور میں ان کو

### ۱۔ شملہ سے لاہور

کچھ دنوں تک شملہ جیل میں رکھ کر آپ کو جھکڑی لگا کر لاہور لے آئے۔ آپ کو ریلوے اسٹیشن سے امرت دہارا روڈ تک بیدل میاں جہاڑ پریسوں کے افسر کے مکان پر لائے۔ اب حکم دیا گیا کہ آپ کو نوکھائی حالات میں رکھا جائے۔

### لاہور سے جالندھر

لاہور سے اب جھکڑی لگا کر آپ کو جالندھر لے گئے۔ وہاں ریلوے اسٹیشن کی جیل میں آپ کو بند کر دیا گیا۔ پچیس دن کے بعد آپ کو جالندھر کی جیل میں منتقل کر دیا گیا۔ نماز عصر کے وقت جب آپ اپنی کوٹھڑی سے باہر آئے تو آپ کی نظر آپ کے والد روحانی حضرت مولانا غلام محمد دین پوری نورانیہ مقدمہ پڑھی۔ اُس وقت آپ پر شکست ہو کر حضرت دین پوری بھی اس مقدمہ میں گرفتار ہیں۔ فرزند روحانی نے اپنے مرنے کا حکم کو دور سے بڑا رحمت دیکھا۔ کیونکہ اس ماحول میں قدم بوسی کی توقع کب ہو سکتی تھی؟ ۵۰

جیل جوں جیمن باغ سے دور اور شکست پر

پرواز جوں چراغ سے دور اور شکست پر (دُفق)

حضرت دین پوری کے بعد آپ نے مولانا عبدالغنی لاہوری رفقاء عام شمیم پریس کے مالک کو دیکھا۔ معلوم ہوا کہ وہ بھی اس مسئلے میں ملوث ہیں۔

### راہوں ضلع جالندھر میں اسیری کے ایام

اب آپ کو پہلے کی طرح جھکڑی لگا کر راہوں ضلع جالندھر کی جیل میں لے گئے۔

۱۔ بیاض باؤنٹور سید: یہ واقعات مولانا مرحوم نے باؤنٹور سید کو خود نقل کروائے اور اس بیاض کی نقل مرد مرحوم اور انور ولایت کے صفحات پر ثبت ہے۔ راقم الحروف انگریز

بعد میں باہر ایک اور جیل میں بھیجا گیا۔

بہت دن چاہیں یوسف کو تپنے زینہ پاک  
نکل کر چاہ کنال سے بھی رہتا ہے زندان میں (دُفق)

### دہلی سے شملہ کو روانگی

چند دن کے بعد دوبارہ آپ کو دہلی لایا گیا اور پھر وہاں سے شملہ لے گئے شملہ پہنچ کر آپ کو جھکڑی لگا کر ایک افسر کے سامنے پیش کیا۔ اس کے حکم سے آپ کو شملہ حالات میں بھیجا گیا۔

### صیانت و تائید ریزوی کا ظہور

شملہ حالات کا نگہبان اعلیٰ انسپکٹر آف پولیس نہایت شریف النفس اور فطرتاً نیک نوا انسان تھا۔ اس نے حضرت لاہوری کی بزرگداشت وضع قطع سے متاثر ہو کر اپنے ماتحت عملہ کو حکم دیا اگلی مٹھی داس کو عزت و آبرو سے رکھیے، لہذا آپ کو ہر طرح کی خصوصی مراعات حاصل تھیں۔ آپ جھکڑی کے بغیر وضو کرنے کے لیے جا سکتے تھے۔ انسپکٹر موصوف آپ کو اپنے پاس سے کالے کی اچھی اچھی چڑیا پیش کرتا تھا۔ تیندیوں کے کبڈوں کی بجائے انکے صاحب نے آپ کو اپنے گھر سے کبیل بھجوا دئے اور پھر نہایت محبت مند سی سے آپ کو ایک دن اپنے گھر لے گیا۔ نہایت انظیم و فکریم سے پیش آیا اور آپ کی سبکدستی ضیافت کی۔ یہ انکے فطرتی افسر نہیں تھا کہ حضرت مولانا کے دل کو ہلا کر کچھ راز کی باتیں معلوم کرنا چاہتا ہو بلکہ یہ کاروائی خداوند عالم کی رحمت و واسعہ کا ظہور تھا اور اس میں واقعتاً علیہ السلام علیہ السلام کی شان باقی جاتی تھی۔



سلسلہ منقطع کر دیا۔ آپ نے پولیس انسپکٹر کو اطلاع دے دی۔ لیکن اس نے کوئی متبادل انتظام نہ کیا۔ ۵

اسے طاہر لاہوتی اس رزق سے موت بھی

جس رزق سے آتی ہو پرواز میں کوتاہی (اقبال)

جب آپ کے کھانے کو کوئی انتظام نہ رہا تو آپ اللہ تعالیٰ پر توکل کر کے فاقہ کشی کے لیے تیار ہو گئے۔ اب کارساز عالم کے ذمہ انتظام تھا۔ وَمِنْ مِثْقِ اللَّهِ يُعْجِلُ اللَّهُ مَضْرَجًا يَرْزُقُهُ مِنْ حَيْثُ لَا يَحْتَسِبُ وَمَنْ يَتَوَكَّلْ عَلَى اللَّهِ فَهُوَ حَسْبُهُ۔ إِنَّ اللَّهَ بَالِغُ أَمْرِهِ۔ قَدْ جَعَلَ اللَّهُ لِكُلِّ شَيْءٍ ثَلَاثًا اس نے اپنی رحمت عظیمہ کے ایک اجنبی ضعیفہ کے دل میں احساس پیدا کر دیا وہ ہر روز نماز عصر کے بعد مکی کے بچے ہوتے دانتے اور کچھ گڑبھد سے باہر کھڑی ہو کر روتے جاتی۔ آپ ان دانوں پر پی شام و صبح گزارہ کرتے۔ ۵

تھے غمخوئی کے نگہبان کو جب زہر ناب

وہ ناں جس سے جاتی رہے اس کی آب

وہی ناں ہے، اس کے لیے ارجند

رہے۔ جس سے دنیا میں گردن بلند

راہوں میں آپ نے نومبر اور دسمبر کے دن گزارے۔ اس وقت آپ کے بدن پر مسلسل کا ایک کرتہ اور اوپر ایک عربی عبا تھی۔ سردی شدت کی تھی۔ ایک شخص نے متعدد دفعہ سوال کیا کہ اگر آپ فراموش تو ہیں آپ کے لیے بستر لے آؤں مگر آپ نے ہر بار انکار فرمایا۔ کیونکہ آپ فرمایا کرتے تھے کہ اگر میں اس کے سوال پر ہاں کہہ دیتا تو یہی ایک طرح کا سوال ہوتا اور اس سے تعلق باطن میں خود واقع ہوتا ۶

۵۔ سورہ طلاق ۹۵ آیت ۴ پارہ ۲۸

۶۔ علامہ اقبالؒ۔

وہاں تقریباً چوبیس گھنٹے کے بعد ٹی بی گشتر آیا۔ آپ کو اس کے سامنے پیش کیا گیا۔ اس نے حکم سنایا کہ گورنمنٹ آپ کو راہوں کے قصبے میں منتقل نہ کر دے۔ آپ اس کے حدود سے باہر نہیں جا سکتے۔ یہ کہہ کر آپ کو حالات سے باہر نکال دیا۔ راہوں کے پولیس ایشین کے پاس شاہی زمانے کی ایک مسجد تھی، آپ سارا دن وہاں رہتے۔

خلوت کی خاموشی نے آپ کے دل و دماغ میں ایک روحانی جلا پیدا کر دیا۔ آپ کا دل عبادت الہی کے جذبہ سے ہمیشہ سرشار و پیدا رہتا تھا۔

۵۔ جلوت اور روشن از نور صفات۔ خلوت اور ستیز از نور ذات

عشق در خلوت کلمہ اتمی است۔ چوں جلوت سے خلاء شاہی است

خلوت و جلوت کمال سوز و ساز۔ ہر دو حالات و مقامات نیاز ۵

آپ تمام دن پورے سال کا دن انہماک سے اس مسجد میں اشغال و اوراد و مسنونہ میں مشغول رہتے۔ آپ کو قرآن میگو میں تمبر و تفکر اور فرائض کے علاوہ لفظی عبارت میں استغراق کا ایک سنہری موقع مل گیا۔ ایک دنیا پرست انسان کے لیے ایسا ماحول بزرگوار نہ پاس انگیز ہوتا ہے۔ مگر ایک عارف باللہ کے لیے یہ تنہائیاں راہ معرفت میں فاریح و اکی عزت نشینی کے فریض و برکات کی جلو گاہ بن جاتی ہیں۔ ۵

۵۔ طے خورد جاوہ صد سالہ باہتہ گاہے (اقبال)

رات کے وقت آپ تھکے تھکے میں چلے جاتے۔ آپ کو چندہ روپے مہاجر راشن ملتا۔ سب انسپکٹر پولیس سمجھتے تھے۔ مولانا نے کھانے کا انتظام مسلمان سپاہیوں کے ساتھ تھا۔ مگر جب آپ نے دیکھا کہ سپاہی دیوانی چوکیداروں سے اُنہلے ادبائی قسم کا ایندھن ممکن نہ لگو اتے ہیں، تو آپ نے ان کے ساتھ کھانے کا

۵۔ ہادیہ نامہ ص ۴۲، علامہ اقبال مرحومؒ۔ لاہور

۶۔ عیاض بابونگور صاحب، مریدوں کا مطبوعہ فیروز سنٹر، جہلم، جہلمی۔

مشیت ایزدی نے ہر عہد کے خلیفوں اور کھیلوں کو اپنی رحمت کے سایہ میں پناہ دی ہے۔ لہذا تمام حضرات جو اس مقدمے میں گرفتار رہے، رہا کر دئے گئے۔

نور خدا ہے کفر کی حرکت پر خندہ زن  
پھونکوں سے یہ چراغ بجھایا نہ جائے گا (ملاحظہ فرمائیے)

### راہبوں سے لاہور

لاہور میں آپ کو ایک انگریز افسر کے سامنے پیش کیا گیا اور آپ کو حکم سنایا گیا کہ آپ سندھ اور دہلی میں واپس نہیں جاسکتے۔ آپ کو اب لاہور میں رہنا ہوگا۔ مزید برآں آپ کو دو مہینے پیش کرنے کی ہدایت کی گئی۔ جو کہ صوبہ پنجاب سے تعلق رکھتے ہوں۔ لہذا آپ حافظ ضیاء الدین صاحب ایم۔ اے کو حاصل دیوبند کے پاس بھیجے۔ وہ بڑے شوق سے ضمانت کے لئے آمادہ ہو گئے اور قاضی صاحب نے دوسرے ضامن کا خود ہی انتظام کر لیا۔

حضرت مولانا احمد علی اعظمیؒ خود فرمایا کرتے تھے ۴

”مقدوس ہے براگینرو کہ خیر باداں باشد“

مولانا کو پابند کیا گیا۔ وہ لاہور میں رہیں۔ لیکن کون کر سکتا تھا کہ اسے راوی کی پاکیزہ گراہیوں سے لے کر شاہی مسجد کے بلند میناروں تک تمام فضاؤں نے ہر ہزار سرت و عقیدت نہیں کہا ہوگا؟ ۵

آمد آں یار سے کہ مائے خواستیم!

۱۔ سورہ ۲۱ آیت ۸۔ مے قاضی ضیاء الدین صاحب حضرت مولانا احمد علی مرحوم کی اخیر عمر کے چچا زبوسانی تھے اور ان دنوں گرفتار نہ تھے۔ مگر ان کی کھلی گرجاؤں میں بطور ریٹ مارٹر کام کرتے تھے۔ دوسرا نفاذہ العافیت میں بھی انگریزی پڑھتے رہے۔ انہوں نے ایک جملہ غیر روز سنز۔ تھے۔ دوسرے ضامن تک لال خاں صاحب سیف الرحمن اسلامیہ گورنمنٹ لائبر۔ ”مرد مومن“ ۲۴

نے توحید تو یہ ہے، کہ خدا حشر میں کمر دے  
یہ بندہ دو عالم سے خفا میرے لئے ہے

آٹھ کار ارحم الراحمین کو اپنے غیور و سبور بندے پر حرم آبا اور اس نے اپنے ایک مخلص بندے کے دل میں مولانا کی ضرورت کا احساس پیدا فرمایا۔ اسی رات کے وقت ایک مختصر اور شفیق بزرگ جس کو اس سے پہلے آپ نے بھی نہیں دیکھا تھا۔ ایک نسا لحاف اور تو شک لے کر حاضر ہوا اور کہا ”حضرت! یہ بستر صرف آپ کے لیے بنوایا گیا ہے، ازراہ کرم قبول فرمائیے۔ یہ کہہ کر وہ بزرگ چلتے چلے۔ مولانا نے یہ بستر عطیہ الہی سمجھ کر قبول فرمایا۔ ذالک فضل اللہ علیہنا۔ اللہ یورق من یشاء بنید حساب؟

اسی طرح ایک دن کوئی بزرگ مسجد میں تشریف لائے۔ انہوں نے اپنا نام سلطان الاذکار بتایا اور حضرت مولانا کو ایک وظیفہ تعین کرتے ہوئے فرمایا۔ ”اسے سات دن تک مسلسل بعد نماز عشاء باقاعدگی سے پڑھئے۔ انشاء اللہ آپ رہا ہو جائیں گے۔ چنانچہ ساتویں دن آپ نے وظیفہ ختم کیا، تو رات آپ کو رہائی کی خبر مل گئی اور دوسرے دن آپ کو راہبوں سے لاہور لایا گیا۔

یہ سب کہہ کر اٹھ گئے اسان ظہیر کا کوشہ ہے۔ ورنہ یہ مقدمہ اپنی نوعیت کے اعتبار سے بڑا سنگین تھا۔ حکومت برطانوی کے خلاف ایک کھلی سازش تھی۔ جس کا انجام تحق و داریا کا لے پانی کی سزا ہو سکتی تھی۔ مگر خداوند قدس کو کوشہ جان مٹوان کی حفاظت و بقا منظور تھی، جس میں کوئی اثر نہ نہیں آ سکتا۔

لے مَا يَفْتِخُ اللَّهُ لِلنَّاسِ مِنْ دَرَجَةٍ فَلَا مَسْلَ لَهَا۔ وَمَا يَعْصِي لَهَا مَشِئَةً۔

۱۔ مولانا احمد علی مرحومؒ میں بڑے مسلمان، صبر، جلال و شرافت، مجتہد شہید بہ۔ لاہور کے بیاض، بابونگور سید، ”مرد مومن“ ۵۱۔ جملہ خاں، مطبوعہ عرفی و سنز۔ لاہور ۲۔ ”مرد مومن“ ۵۱۔ جملہ خاں، مطبوعہ عرفی و سنز۔ لاہور ۳۔ سورہ ۲۵ آیت ۵۱

## روحِ لاہور استقبال کرتی ہے

میری باتوں کو سن کر اک ندا اٹھی فضاؤں سے  
صدائے جہذا و مرجبا گونجی ہواؤں سے  
صدائے آنی کر جان و دل سے استقبال کرتی ہوں  
میں ان کی راہ میں اپنے چین پامال کرتی ہوں  
میرے دامن میں لاکھوں گرجے ناہنجار بستے ہیں  
بہت قزاق بستے ہیں، بہت میخوار بستے ہیں  
فحاشی کے مراکز ہیں، سنیاؤں کی بستی ہے  
مری قسمت! کہ برسوں سے یہاں نصرت برتی ہے  
شیاطین کا قسطنطین ہے، یہاں کی درگاہوں پر  
منازع دیں بھی قرباں ہے فرنگی پیشواؤں پر  
کتاب اللہ پر طعنہ زنی کی یاں اجازت ہے  
تماشا کھیل ان کے دین میں عین عبادت ہے  
گو فضل خداوندی سے اب صورت بدلتی ہے  
شب تاریک جاتی ہے مری قسمت چمکتی ہے  
حمد اللہ مری بستی میں فخر اولیاء آئے  
مثیل بایزید آئے، امام الاعقاب آئے  
مجھے تمہیل کے نفحات کا سننا مبارک ہو  
کتاب اللہ کی آیات کا سننا مبارک ہو

ہزاروں اس جگہ حسن عبادت آکے سیکھیں گے  
ہزاروں اس جگہ دین صداقت آکے سیکھیں گے  
یہ مرکز زیر گردوں عظمت قسطنطنیہ کا ضامن  
بفضل حق تعالیٰ دولہا، ایمان کا ضامن  
مکر شکر ہے وہ عالمی دین مبین آئے  
میرے عظمت کے میں مرشد روشن جہین آئے  
یہ مہمان منعم صاحب اسرار ہے گویا  
مراہول جوش استقبال سے سرشار ہے گویا  
مری آواز سن لو دل کے کانوں سے جہاں دلو  
مراہین غم پہنچا دو، نکلا دلو، زمان دلو

دیر فیض مستند واسے، آئے جس کا جی چاہے  
خدا نے دو جہاں سے لو لگائے جس کا جی چاہے

میر کا دعان

نگہ بلند، سخن دل نواز، جاں پر سوز  
یہی ہے، رخصت سفر میر کا رواں کے لیے

(اقبال)



خبر مولانا روزانہ مختلف جگہ دوس قراں جمید دیتے تھے۔ مگر ان اجری  
اَلْحَقُّ عَلٰی الْغَلْبٰی قطعتی۔ پر بڑی پنگی سے عمل پیرا رہے۔ ہم نے اپنے کانوں سے  
بار بار مصرو آپ کو کڑھتے ہوئے سنا۔ ع  
خدا خود میر سماں است ارباب توکل را

## رہائش گاہ

حضرت مولانا کا اپنا بیان ملاحظہ فرمائیے!

”مولوی امام الدین صاحب پرائمری سکول کے مدرس تھے لکبری مثنوی  
کے قریب ان کے تین مکان تھے۔ ایک دن میرے پاس آئے اور کہنے  
لگے کہ مجھے خواب میں حکم ہوا ہے کہ ایک مکان آپ کو دے دوں میں  
نے بہت اچھا کام اور وہ ملے گئے۔ کچھ عرصے بعد پھر آئے اور کہنے لگے کہ  
مجھے حکم ہوا ہے کہ مکان آپ کو دے دوں۔ میں نے بہت اچھا کام اور عالم  
ختم ہو گیا۔ کچھ وقت کے بعد پھر آئے کہ توجہ کو ڈانٹا گیا ہے کہ میں  
اپنی زندگی پر معروضہ ہے، جو حکم کی تعمیل نہیں کرتے پڑا اب چلتے اور  
مکان چل کر پسند کر لیجئے۔ چنانچہ ان کے اصرار پر میں نے جا کر ایک  
مکان پسند کر لیا۔ مولوی صاحب نے اس کی حربی میرے نام  
کردادی اور میں نے اس مکان میں رہائش اختیار کر لی میں عام طور پر  
وقت دیکھ کر نماز کے لیے آیا کرتا تھا۔ جب گھر سے نکلتا تو راستے میں

۷۔ بیاض بابو منظور سعید صاحب۔

۸۔ سورہ ۱۲۔ آیت ۵۱۔

توموں کی تقدیر معروضہ درویش۔ جس نے نزدیک ہی سلطان کی دگاہ اقبال مرحوم

۹۔ بیاض بابو منظور سعید صاحب۔

بلکہ میر دن ہند تمام خوش اختر افراد کے لیے نصف صدی تک ملہا وادی اپنی بی بی باغناظ  
و دیگر حضرت مولانا کی زندگی میں یہ سجد محبت و محبت و انوارات و مسادات و صداقت اور  
درویشی و شہازی کے آداب دیکھنے کا ایک بے بدل مرکز بن گئی۔ مولانا نور اللہ قادہ تحریر  
نعت کے طور پر فرمایا کرتے تھے میں نے لاہور میں وہ کرکڑا شکار کیا ہے۔ آپ کی سجد  
میں اہل سنت و الجماعت (دوبہندی، بریلوی، اہل حدیث، شیعوں اور مغربی تہذیب  
کے متوالے تھے رجبہ اور دعائی اور ملی ہماروں سے متبع ہو کر جاتے رہے۔

۱۰۔ ہجوم کیوں ہے۔ زیادہ شراب خانے میں

فقط یہ بات کہ پیر مٹاں ہے سر و خلق (اقبال مرحوم)

سجد میں در سبب عمومی و در سبب خصوصی کے دوران اور جہر کے دن خلق خدا کی  
گروہ کی کا منتظر دیکھنے کے قابل ہوتا تھا۔ بلکہ اللہ بے لحدان سبحان خاں عہد نبوتی  
کے نمودات کا عکس لئے ہوئے معلوم ہوتی تھی۔ مولانا کو فطرت کی عطا کوں نے  
صاحب یقین بنا رکھا تھا اور اس یقین کی برکت سے سعید و معین کشاں کشاں آپ  
کے دروازے پر چلی آتی تھیں۔ ۱۱۔

یقین پیدا کر اسے نادان یقین سے ہاتھ آتی ہے

وہ درویشی کر جس کے سامنے جھکتی ہے منفور و اقبال۔ جلال پرین

جہاں کشت ذریعہ معاش کا تعلق ہے۔ آپ نے ابتداء میں طبع ہونے والی کیوں  
کی قیص کا لام شروع کیا۔ چونکہ آپ کے خسر حضرت مولانا ابو محمد لاہور میں اکثر  
ناشران کتب سے اس سلسلے میں بڑے اچھے تعلقات رکھتے تھے، لہذا آپ نے  
بھی اسی کام کو ذریعہ معیشت بنایا۔ بعد ازاں قرآن حکیم کی اشاعت اور باقی دینی  
مشاغل کی مصروفیت کی بنا پر صحیح کلام چھوڑ دیا۔ اب اللہ تعالیٰ نے نعمات غیبیہ  
سے رزق پہنچانا شروع کر دیا۔

۱۲۔ مرد مومن مدد، مطبوعہ لاہور، فیروز سنز لمیٹڈ۔ لاہور

## استخارہ

مولانا نے سنت نبوی کی متابعت میں ہجرت سے پہلے استخارہ کیا۔ گویا اللہ تعالیٰ سے التجا کی

”اے اللہ! اگر میرا ہجرت کر کے مکہ مجاز میں جانا دین و دنیا کے لحاظ سے میرے حق میں مفید ہے تو مجھ پر عہد مضبوط کیے ہو، مدد فرما اور اگر میرے مفید نہیں ہے، تو اپنے ارشاد سے مجھے منع فرما دے۔“

ادھر آپ کو پاسپورٹ ملا۔ ادھر آپ نے تیسری شروع کر دی مناسب اور ضروری سامان بوردی میں بھر لیا۔ غیر ضروری سامان کچھ فروخت کر دیا اور کچھ قربان میں تقسیم کر دیا۔ لیکن اللہ تعالیٰ کے منفی فیصلے کو کون سمجھ سکتا ہے؟ اسی دن آپ کی اہلیہ محترمہ بیمار ہو گئیں۔ ان کی بیماری کی شدت کی وجہ سے تمام مہوش و آثار جمع ہو گئے حضرت مولانا کے مشر مولانا ابو محمد احمد بھی تشریف لائے۔ اپنی صاحبزادی کی حالت دیکھ کر فرماتے تھے کہ ابن کا بس حالت میں سفر چر جائے تا تک نہیں۔ لہذا مولانا احمد علی اپنے بال بچوں کو اللہ تعالیٰ کی حفاظت میں چھوڑ کر خود حج کے لیے تشریف لے گئے۔ اور ہجرت کا ارادہ کر رکھا جس کی تکمیل کار ساز عالم نے اپنے فضل و کرم سے ایک عجیب اور احسن طریقہ سے فرمادی۔ آپ کے فرزند اکبر حافظ حبیب اللہ فاضل دیوبند ۱۹۴۴ء کے شروع میں ہجرت کر کے مجاز پاک میں جا بسے اور تقریباً چھبیس سال تک وہیں رہے اور ایک دفعہ بھی واپس لاہور نہ آئے۔ سچی لائی تھی تمنا کے مطابق دین مہربان ہوئے۔ ان کے حالات نہایت اختصار کے ساتھ کسی مناسب موقع پر شامل مقرر کئے جائیں گے۔

حضرت شکار دار انداز میں فساد پایا کرتے تھے، مگر اللہ تعالیٰ نے مجھے مجاہد مرتبہ زیارت قرین شریفین سے مشرف فرمایا۔

کبھی کوئی مل جاتا اور کبھی کوئی۔ اس طرح میری کبھی ایک اور کبھی دو کہیں چھوٹ جاتیں۔ میں نے مولوی صاحب کو بلا کر کہا کہ آپ نے شاعت دین کے لیے مکان دیا ہے، مگر میرے دینی پروگرام میں خلل پیدا ہو رہا ہے۔ آپ یا تو مجھے مکان چھڑک لائیں، بساں میں دوسرا مکان خریدنے کی اجازت دیں یا اپنا مکان واپس لے لیں مولوی صاحب نے بڑی خوشی سے مکان فروخت کر کے کی اجازت دے دی، لہذا میں نے وہ مکان فروخت کر کے اپنے موجودہ مکان کا ایک حصہ بنالیا۔

## قرین الشریفین کی طرف ہجرت کا ارادہ اور پہلا حج

۱۹۴۴ء تک جب آپ لاہور میں مستقل قیام پذیر ہو گئے تو اسی سال کے اخیر کے شروع میں آپ نے مجاز مقدس کو ہجرت کر کے چلے جانے کا مستحکم ارادہ کر لیا۔ یہ دن حج کی تیاری کے تھے۔ پاسپورٹ میں آپ نے اپنے تمام اہل و عیال کا نام بھی درج کر دیا۔ آپ کے مفصل درست خواہ مخواہ رشید صاحب بھی آپ کے مسافر بننے والے تھے۔ آپ نے خواہر صاحب کو تاکید فرمادی کہ وہ ان کے ہجرت کے ارادے کو کسی پریشانی نہ کریں۔

## تائید غیبی

بعد کے دن آپ نے حج کی درخواست دی۔ آپ کے بیان کے مطابق اس دن آپ کے گھر میں صرف دس روپے تھے۔ لیکن ایک ہفتے کے اندر اندر پورے گاہ عالم نے آپ کے پاس انیس صد روپے پہنچا دیا۔ بعض آدمی آتے۔ دووانہ پر دستک دیتے دوسوا دو کوئی چار سو روپہ دے کر چلے جاتے۔

لہ۔ انوار ولایت علیہ مطہر پنجاب پریس۔ لاہور۔ معتقد ماسٹر لال دین۔  
نہ۔ مردومن۔ حجاز۔ عبدالعید ناں، بیاض باہر منظور سید صاحب۔

کیا گیا۔ اس کا مقصد یہ تھا کہ ماجرین کی طرف سے امیر امان اللہ خاں کے حضور میں یہ رقم بطور پیشگی کی جائے، لہذا یہ رقم بھی مولانا کو ہی گئی۔ آپ نے پشاور جاکر اس رقم کا سونپنا لیا اور عوام سب اس میں امیر امان اللہ خاں صاحب کے حضور میں پیش کر دیا۔

### مہاجرین پنجاب کا پشاور میں ورود

مہاجرین کے ربوے میں پیش پشاور پہنچنے سے پہلے ہی ایمان پشاور نے اطلاع پاران کے استقبال، رہائش اور غور و خوض کا مکمل انتظام کیا ہوا تھا۔ حضرت مولانا کی گاڑی جب پیش پشاور پہنچی تو حسب انتظام آپ کو اور آپ کے ساتھیوں کو ٹھکانوں میں بٹھا کر جو رقم قیام کا پر لے گئے اور ساتھ ہی رضا کاروں نے مہاجرین کا سامان بھی وہاں پہنچایا۔ رضا کارانہ خدمت کی پیشکش پر انہوں نے قابل تحسین تھی۔ اس وقت یہاں سے مہاجرین اپنے مخصوص انصار کو دل سے دعائیں دے رہے تھے۔

### کابل میں داخلہ

دو تین روز پشاور میں قیام کیا۔ اس کے بعد اہل پشاور نے ماجرین کو پہلی ٹرلوں میں سوار کر کے کابل کی طرف روانہ ہونے میں پوری پوری اعانت کی۔ اہل قافلہ سفر کی (لطیفہ بھلا سٹو) پر اس واقعہ کو پیش کرتے ہوئے پانچ ہزار کی بجائے دس ہزار کا ذکر کیا ہے اور دوسری جگہ یہ کہ ہے کہ حضرت مولانا نے اس رقم کا سونپنا پشاور میں جاکر خریدنا سنا اور انہوں نے لکھا ہے کہ مولانا نے فرما دیا کہ سونپنا لاہور ہی میں خرید کر لیا تھا حالانکہ بابو منظور سید صاحب کی بیٹی حضرت مولانا نے خود تہہ کوئی تھی۔ اس میں رقم کی تعداد پانچ ہزار اور سونے کی خرید پشاور میں ثابت ہے (راقم الحروف انگریز) لے۔ کاپی اب منظور سید صاحب، مردومین وکھ، مبلغہ فیروز زہرا اور عبدالحیہ خاں سے یہ واقعات آپ کے سوانح نگار اب منظور سید اور عبدالحیہ خاں صفت مردومین نے بھی لکھے ہیں لیکن علاوہ انہیں نے پہلی ساس حضرت مولانا احمد علی کی بیٹی صاحبزادی سے ان واقعات کی تصدیق بھی کر دئی ہے۔ کیونکہ وہ اپنے والدین کے برابر موجود تھیں (راقم الحروف انگریز)

### تحریک خلافت اور ہجرت کابل

مولانا جب حج بیت اللہ سے واپس آئے تو آپ کو معلوم ہوا کہ تحریک خلافت کا پورے نعرے سے آغاز ہو چکا ہے۔ تمام شہروں میں خلافت کی کھیاں بن چکی ہیں خلافت اسلامیہ (تحریک عثمانیہ) کے حق میں انگریزوں کے خلاف ہندو مسلمانوں میں ایک بے پناہ ہوش فشا۔

اس وقت میں امیر امان اللہ خاں نے انگریزوں کے خلاف اعلان ہما کر دیا۔ ادھر قسطنطنیہ پر فرانسیسی اور انگریزی افواج کا قبضہ ہو چکا تھا اور علیحدہ مسلمانوں کو انگریزوں نے قید کر لیا تھا۔ ان واقعات نے ہندوستان کے مسلمانوں کو حکومت برطانیہ کے خلاف بہت غضب تک کر دیا تھا۔ اب امیر امان اللہ خاں نے مسلمانان ہند کو دعوت دی کہ وہ ہندوستان سے ہجرت کر کے افغانستان میں آجائیں۔ لہذا مسلمان نہایت قیامی کے عالم میں ہجرت کر کے قافلوں کی صورت میں کابل جانے لگے۔

مولانا احمد علی نورانیہ مرتد نے دیکھا کہ ہندوستان کے خفت صوبوں سے مہاجرین جوق در جوق کابل کی طرف کا سفر شروع ہو گئے۔ تو آپ بھی ہجرت کے لیے تیار ہو گئے۔ مولانا ہندوستان سے ہجرت دھماکے جہاز کی طرف، کرنے کا فیصلہ تو پہلے ہی کر چکے تھے۔ اب تمام مسلمانان ہند کو کابل کی طرف ہجرت کرنا آپ کی دیرینہ تمنا کے برائے کا باعث ہوا۔ علاوہ انہیں آپ کے دو بھائی و محافظ محمد علی صاحب اور موسوی حضرت احمد صاحب حضرت سید محمد کی معیت میں، پیش انہیں کابل میں رہائش پزیر تھے۔ ہجرت کے لیے مولانا کے اعتراف کے ملاقات کی کشش بھی ترغیب و تشویق کا سبب بنی۔ پنجاب سے ہجرت کرنے والے مسلمانوں نے لاہور میں آپ کو امیر قافلہ منتخب کر لیا۔ پنجاب کے چند بڑے شہروں سے پانچ ہزار مرد و بچہ ملازم

لے۔ مردومین کے صفت عبدالحیہ خاں نے مولانا کے حالات میں وکھ (بقیہ انکشاف)

## حکومت افغانستان کا فیصلہ

حکومت افغانستان نے مہاجرین کو ملک کے مختلف صوبوں میں آباد کرنے کا فیصلہ کر لیا۔ اس فیصلے پر فردی طور پر عمل درآمد ہوا اور کاشتکاری کے لیے قطعات اراضی مہاجرین کے سپرد کرنے گئے۔ لیکن یہ بچاؤ اسے ایسی محنت شاقہ کے کھیلوں کی جیسے اودھ بھر دی کی شدت نے ان کے عزائم کو بالکل شل کر دیا۔ کپڑوں کی نایابی کی وجہ سے لوگ شیشہ ٹھونکنے کی مصیبت نے اس قدر غوناہ صورت اختیار کر لی کہ مژدے چھوڑ دیں۔ مگر بے گورکن پڑے رہتے۔

ٹھاک اور باقی رسل و رسائل کا انتظام بالکل غیر یقینی تھا جس سے شکلات میں اور بھی اضافہ ہو گیا اور آخر کار لوگ تھکی تھکے کی صورت میں واپس پر مجبور ہو گئے۔ ان دنوں حکومت افغانستان اور حکومت برطانیہ کے درمیان معاہدہ ہو گیا۔ جس کی شرطوں میں تھی کہ مہاجرین کو واپس ہندوستان بھیجا جائے۔ مہاجرین نے اس غزوہ کا فتنہ باز ہنر و سرت سے اپنے وطن واپس جانا منظور کر لیا۔

مولانا احمد علی اگرچہ اس موقع پر کابل میں ہی رہ سکتے تھے لیکن مولانا سنبھلی نے افغانستان کی حکومت کے رویہ کا جائزہ لے کر مولانا کو واپس چلے جانے کا مشورہ دیا۔

یہ حکومت افغانستان نے اگرچہ مہاجرین کے درمیان اراضی کی تقسیم برائے کاشت کا فیصلہ حسن نیت سے کیا، ان کا مقصد یہ تھا کہ یہ لوگ خود کفیل ہو کر زندگی بسر کریں اور حکومت افغانیہ پر بوجھ نہ بنیں۔ لیکن ماحول کی چھوڑ دیوں کی وجہ سے مہاجرین کو یہ فیصلہ پس نہ آیا۔ وہ لوگ جو کاشتکاری کے پیشے سے نا آشنا تھے وہ جیسا کہ پہلے بتا دیا وہ مہاجرین کو کھیتی باڑی کے عادی تھے ان کو بھی افغانستان کی برائیوں سے بچاؤ لینے کی محنت کرنے سے عاجز کر دیا۔ علاوہ ان کے حکام اسی مہاجرین کے کام کو چنل دیانت اور سہمدی سے بچانے کیلئے تیار نہ تھے (انوار اویسیہ مقام)

صوبوں کو برداشت کرتے ہوئے "بساو" چیتھے۔ بعد ازاں "بیسٹی کوٹ" کی منزل آئی۔ اسی طرح مختلف درمیانی منازل اور مقامات پر شرب ہسری کرتے ہوئے تیسرے دن جلال آباد اور وہاں سے چوتھے روز کابل میں جا کر رہ گیا۔

جیسا کہ ہم پہلے ذکر کر چکے ہیں کہ مولانا سنبھلی کی وجہ سے مولانا احمد علی کے دو گئے بھائی و محافظ محمد علی اور مولوی عزیز احمد صاحب، پہلے ہی سے کابل میں موجود تھے۔ یہ مولانا سنبھلی کے ساتھ امیرانہ خان صاحب کی کوٹھی عین ارمادہ میں قلمباز تھے۔ مولانا کے کابل تشریف لے جانے سے پہلے آپ کے بھائیوں کو آپ کی آمد کا علم ہو چکا تھا۔ لہذا انہوں نے آپ کی رہائش کے لیے ایک مکان کرایہ پر لے لیا تھا۔ مکان میں بڑی گنجائش تھی۔ آپ نے مکان کی باقی منزل میں خود رہنا شروع کر دیا اور پختی منزل میں شیخ میرزا بخش امیرانہ صاحب کو تن اپنے اہل و عیال رہنے کی اجازت مرحمت فرمائی۔ وہ لوگ جو آپ سے پہلے کابل پہنچے تھے۔ انہوں نے آپ کو بتایا کہ افغانستان کے حکام مہاجرین کے معاملے میں بڑی بے اعتنائی سے کام لے رہے ہیں اور تمام لوگوں کی حالت ناگفتہ بہ ہے۔ مہاجرین جو نان و نفقہ اپنے ہمراہ لاتے تھے وہ ختم ہو چکا ہے اور اب ان کے پاس واپس جانے کا کرایہ بھی نہیں ہے۔ یہ لوگ اب مولانا لاہوری سے واپس جانے کی اجازت مانگنے لگے۔ مگر آپ ان کو سمجھا بھگا کر باز رکھنے کی کوشش کر رہے تھے۔





۲۔ مولانا سندھی جو سیاسیات عالم کے نباض تھے، ان کی رائے بھی یہی تھی کہ ان حالات میں مسلمانانِ ہندوستان کو ہجرت کرنا اولیٰ ہے۔

۳۔ مولانا کے دو صحابیوں اور مولانا سندھی کا ہجرت کی تحریک سے پیشتر افغانستان کے دارالامارت میں نہایت عزت و احترام سے رہائش پذیر ہونا غیر شعوری طور پر ایک دعوت تھی جس پر لبیک کہنا، ایک طبعی تقاضا کی ہر نالی تھی۔

۵۔ مولانا اپنے علاقے کے باشندوں کے ہمراہ ہجرت کرنا مسافر سے پہلے انتخاب امیر پر عمل کرنا اسلامی شعار کا احساس اور اس کا عملی نمود تھا۔

۶۔ ابتداء ہجرت سے لے کر واپسی کے لمبی مدت تک اپنے فرائض کی لاپرواہی نہ تھا، سفر کی دیکھ بھال اور مال و کامسئلہ یقیناً آپ کے حق میں ذمہ اور اخروی ثمرات کا موجب تھا۔

۷۔ دارالخبرہ سے دارالسلام کی ہجرت کا جذبہ برسوں سے مولانا کو لے قرار کر رہا تھا۔ یہی وہ حالات تھے، جن میں ہجرت کرنے کی سعادت حاصل ہو سکتی تھی۔ لہذا آپ نے نبوی سنت کی روشنی میں مناسبہ اقدام فرمایا، جو بریلوئے سے قابلِ ستائش تھا۔

دفعہ چھ (۱۸) اکثر مایوسوں کے گھر میں آگے دکان کا قریب نہیں جوتا، نادانِ الہی دینی وہ خدا جو جالوں کو کھینچ دیتا ہے کیا وہ اپنے مفاد و مصلحتوں کو نہیں دیکھتا؟ موضعِ انظرانِ حرمِ قرآن مجید حاشیہ بروہی بشیر احمد عثمانی رحمہ اللہ علیہ قرآنِ معبود کراچی،

عقدۃ قریب مسلمان کفر و۔ از وطن آتائے ہجرت نمود  
مازہ شمسائے آن سلطانِ یقین۔ مسجدِ ماشد جموئے زمین  
ہجرت آئینِ حیاتِ مسلم است۔ اس زماں بابتِ شہادتِ مسلم است  
صحفی آواز تنگ آبِ زم زم است۔ ترکیبِ شہرِ تبرکِ تبرک است  
ہرگز اتقدیرِ جراتِ آزاد شد۔ چوں تنگ و دشوارِ جہتِ ہوا شد  
ہوئے گلِ اندر گلِ جلا کر است۔ در فراخ جہتِ خوگر است

تمل و دیو۔ پاکستان ٹائمز پریس لاہور ۱۳۵۸ھ بمطابق ۱۹۴۰ء درمیں کی کہیں قسٹ محمد یونس  
برق وید و رسالت است۔ پس نہایت کافی ندارد

۸۔ کابل سے واپسی کا پروگرام متعلقہ حکومتوں کے مابین کے مطابق عمل میں لایا گیا۔ جس میں رعایا کے کسی آدمی کو مداخلت کی کب اجازت تھی۔ ہجرت کی دعوت بھی حکومتِ افغانیہ کی طرف سے دی گئی اور واپسی کا حکم بھی انہی کی طرف سے صادر ہوا، جس پر عمل کرنا ہر لاپرواہی تھا۔

۹۔ تیس چار تباہی کے مشیتِ بزدلی کے سربستہ مقتضیات کو یہی منظور تھا، کہ وہ شخصیت جس کو سبدا رشا پر چڑھ کر برسوں مسطوفی حاکم کی ترجیحات کی بنا تھا ہجرت کے ثمرات سے بھی لالامال ہو جائے اور جامعیت کا جادو برحق خدای کریم کی دہائی کے فرائض ادا کرے۔ لہذا ہم آپ کی ہجرت اور واپسی کو آپ کی زندگی کا ایک سبق آموز اور عمداً فرض واقعہ سمجھنے پر مجبور ہیں۔

### واپسی پر مولانا کا پیشاوری میں داخلہ

پشاور سے دو تین میل کے فاصلے پر گورنمنٹ ہسپتال نے ایک فوجی افسر مقرر کیا ہوا تھا۔ یہ افسر واپس آنے والے کی سرسری دیکھ بھال کے کہ پشاور پہنچنے کی اجازت دیتا تھا۔ جب مولانا ہندوستان کی حدود میں داخل ہوئے تو حکم ملا کہ مرد و بیچہ تین اور عورتیں تا نگوں پر بیٹھی رہیں۔ تمام کے نام باری باری پوچھ گئے۔ جب مولانا کی باری آئی تو آپ سے مزید یہی سوال ہوا کیا آپ مولانا سندھی کے رشتہ دار ہیں؟ آپ نے اثبات میں جواب دیا اور آپ کو پشاور بھیج دیا۔ آپ وہاں باقی مہاجرین کے ہمراہ ایک سرانے میں ٹھہرے۔ اگلے دن صبح ایک انگریز کے سامنے حضرت مولانا کو پیش کیا گیا۔ اس نے بغور آپ کو دیکھا اور پوچھا: آپ مولانا سندھی کے عزیز ہیں؟ آپ نے جواب میں فرمایا: ہاں میں مولانا سندھی کا عزیز ہوں۔ اب آپ سرانے میں دو تین دن رہے اور پھر باقی مہاجرین کے ساتھ آپ کو بھی لاہور کا گھٹ دیا گیا۔ آپ تقریباً ۱۹۴۰ء کی ابتداء میں لاہور میں داخل و دیالِ شریف لے آئے۔ آتے آتے ہی درجِ قرآن مجید شروع کر دیا اور انجیلِ خدامِ الدین کی بنیاد ڈالی۔

کامیاب رہی۔ ناسا امداد حالات اور انقلابات دہرنے ان کو سرپرست کر دیا اور حکومت کی اس سازش و چبکی نے ان کو برسوں تک خستہ شانِ خلافت میں سلائے رکھا۔ علامہ اقبال مرحوم جن کو اللہ نے اقوامِ عالم کا نبی بنا دیا ہے وہ ساری ہی کی زبان سے اس شاطراۃ سیاست کو بے نقاب کرتے ہیں۔

مشرعے سودائے ملکیت کو ٹھکراتے ہو تم  
تم ٹھیکا توڑے نہیں، مگر دھوکوں کے بیجا  
تم نے ٹوٹے بے نوا صورتِ انشیں کو خیاں  
تم نے لٹی شہتِ دجال تم نے ٹوٹے تختِ تاج  
پردہٴ تمذیب میں غارت گری۔ آدم کشی  
کلا دعا کی تھی تم نے، میں راکھتا ہوں کوچ

دونوں حکومتوں نے اپنے مفاد کے پیشِ نظر اپنے متنازعہ فیہ مسائل حل کرنے اور بحارے ہندی مسلمان ان کی شطرنج کے مظلوم مرے بے رہے بنائے۔  
وَأَنفِثْنَا فِيهِمُ الرِّيحَ مَغْمُورًا

اگر تحریکِ جہت کامیاب ہو جاتی تو اس کے نتائج انگریزوں کے حق میں بڑے ملک ثابت ہوتے۔ مگر مظلوم ہوتا ہے کہ امیرِ امان اللہ خان کی یہ ایک سیاسی چال تھی۔ انہوں نے جہت کا جوہر خاندان سے لے استعمال کیا تھا کہ انگریز اس کے نتائج سے خوفزدہ ہو کر ان کی شرائط مان لیں۔

۷۔ شہناظینِ ملکیت کی آنکھوں میں ہے وہ باد

کہ خود خنجر کے دل میں جو پیدا دوجی خنجر ہی

(غزلبگیم ص ۳۵)۔ مطبوعہ پاکستان ٹائمز پریس، لاہور۔ علامہ اقبال مرحوم

۸۔ مردِ موسیٰ وہ مطہر فیروز سنہر۔ عبدالمید خاں۔ لاہور۔

۹۔ غزلبگیم ص ۳۵۔ موسیٰ اپنے مشرقی اور مغربی حریفوں سے۔ علامہ اقبال مرحوم

## حکومتِ برطانیہ کی حکمتِ عملی پر ایک نظر

پیشتر اس کے کہ ہم انجمنِ خدامِ الدین دوازہ شیرِ افواہ کا تعارف کرائیں۔ ہم کو حکومتِ برطانیہ کی شاطراۃ حکمتِ عملی پر روشنی ڈالنے ضروری معلوم ہوتا ہے۔

مہاجرین، افغانستان میں جا کر آباد ہونے کا عزم کر چکے تھے۔ ان کو اپنے عمل میں شکتِ نبوی کا پرتو نظر آتا تھا۔ وہ دارالحرب سے نکل کر افغانستان کی اسلامی سلطنت میں پناہ و تحفظ کی تلاش میں گئے تھے۔ ان پیادوں نے اپنے وطن عزیز کو ترک کیا۔ اپنی منتقلی و غیر منتقلہ جائیداد کو خدا کے نام پر چھوڑا۔ لیکن افغانستان پہنچ کر ان کو معلوم ہوا کہ اس حکومت کے حکام ان کے معاملے میں بے اعتنائی سے کام لے رہے تھے۔ لہذا ان کی امیدوں پر پانی پھر گیا۔ وہ مختلف طرح کی بیماریوں کا شکار ہوئے۔ وہ برناتی علاقے کی شدت کا مقابلہ کر کے کسبِ معاش کے لیے ان کو کہتی باڑی کا کام سپرد کیا گیا جس سے وہ مایوسی کی حد تک دل برداشتہ ہو گئے۔ ہندوستان میں برطانیہ کی حکومت تھی۔ ان کی رعایا کا اپنے وطن کو چھوڑنا حکومت کے علم و چراغ اسلام دشمنی کا بہت بڑا ثبوت تھا۔ ان باتوں سے عالمی سیاست میں ان کی ناک کشی تھی۔ اور حکومتِ افغانستان مہاجرین کو واپس بھیج کر شرائطِ صلح میں اپنی من مانی کاروائی چمک کرانا چاہتی تھی۔ جب حکومتِ افغانستان اور حکومتِ ہند کی صلح ہو گئی۔ تو مہاجرین کی واپسی ضروری شرط قرار پائی۔ اب حکومتِ انگلشہ کو کوہِ ہتھ آیا۔ کہ وہ مسلمانوں کو اپنے ظاہری خیمین سلوک سے محروم اور زیرِ احمقان کریں۔

انہوں نے مہاجرین کو واپسی پر پشادہ کی سڑاؤں میں غت جگہ دی۔ ان کے لیے غور و خوش کا خاطر خواہ انتظام کیا۔ ان کی واپسی کے سارے اخراجات اپنے ذمہ لیے۔ ان میں ریلوے ٹکٹ مفت تقسیم کئے۔ ان کی ہر قسم کی مراعات کو ملحوظِ خاطر رکھا۔ حکومت کی یہ پالیسی مسلمانانِ ہند کے دلوں سے بھڑبھڑا کر تھک چکے اور خلافت میں احساسِ عافیت پیدا کرنے میں بڑی حد تک

آباد ہو گیا۔ لہذا آپ نے امتثال امر کے لحاظ سے اس عہدہ کو قبول فرمایا۔ حضرت مولانا فضل حق ناظم، خواجہ محمد رشید صاحب دوہا، آغا علیا والے خواجہ محمد ہوسے۔ انجمن کا نصب اعلیٰ اشاعت قرآن حکیم اور احیائے سنت نبوی قرار پایا۔ اور اجلاس ہر ہفتہ راتیں وساعات پڑھا سنت ہوا۔

### حُسن انتخاب پر ایک نظر

خالق انفس و انفاق کی مشیت اگر انسان کی گردنوں پر راضی ہو۔ تو ان کو حُسن انتخاب کی توفیق عطا فرماتی ہے۔ حُسن انتخاب اتوار کی تمام فکری اور علمی کاوشوں کو بار آور کرنے کا ضامن ہے۔ قوموں کے ارتقاء و انکسار کی تاریخ میں ہی عمل بنیادی حیثیت رکھتا ہے۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰہ کہ لاہور کی بستی میں چند مخلص نفوس کے اجتماع میں ایک ایسی جامع الصفات شخصیت کا ایک دینی انجمن کی امارت کے سلسلے میں انتخاب ہوا جس کی زندگی کے تمام تر حیل و تدبیر مصطفویٰ کی خدمت کیلئے وقف تھے۔ جس کو ایک آنکھ نے نہیں، بلکہ نصف صدی کے طویل عرصے میں لاکھوں آنکھوں نے سفر میں، حضر میں، بیماری میں، تندرستی میں، مسجد میں، جیل میں، جوانی میں اور عالم کولت کی نقابوں میں غرضیکہ ہر وقت خدمت اسلام میں متہمک دیکھا۔ وہ داعی اجل کو لبیک کہنے والے دن بھی اصلاح قوم کا تحریری پروگرام و خطبہ جمعہ اپنے ضمیمہ ہاتھوں میں لے کر گھر سے مسجد میں تشریف لایا اور اسی دن نماز عشا کے بعد جب قزوین کی لڑائی لڑا۔ اطلاب اللہ شاہ و جعفر العفرا دوس مشاوارہ۔

خوشا وہ قافلہ جس کے امیر کی ہے اتباع  
تخیلِ ملکوتی و جذبہ ہائے بلند

### انجمن خدام الدین کا قیام

ایک شیخ درس عمومی کے بعد یکم فروردین مرحوم نے حاضرین مجلس کے گھر سے برکھ فرمایا کہ حضرت مولانا ہمیشہ ارشاد فرماتے رہتے ہیں کہ اشاعت دین کا کام باقاعدہ کسی خطا کے تحت ہونا چاہیے۔ لہذا آپ تمام حضرات اتفاق رائے سے ایک انجمن کو تشکیل دیں، تاکہ اس کے اغراض و مقاصد کے پیش نظر قواعد و ضوابط تجویز کر کے منظم طریق سے کام شروع کیا جائے۔ تمام سامعین نے اس مبارک رائے کی تائید فرمائی۔ مولانا احمد علی علیا رحمتی کی زبان سے اس انجمن کا نام خدام الدین رکھا گیا، اس پر بھی سب احباب نے صلہ کیا، اس کے تقریباً چھ دن بعد مولانا نے ان تمام حضرات کو بلایا جنہوں نے انجمن کا کام کرنے کے لیے اپنی خدمات پیش کی تھیں۔ علاوہ ازیں چند کارکنوں کو اس اجلاس میں مدعو کیا گیا۔ چنانچہ حضرت مولانا ابو محمد احمد سکوانی مرحوم، مولانا محمد الدین مرحوم، جو حضرت مولانا احمد علی مرحوم کے استاد و مکرّم تھے اور مولانا فضل حق علیہ الرحمہ جو کربلا و نادر حسین و صولی کے شاگرد تھے، ان سب حضرات نے اس اجلاس کو اپنی شمولیت سمیت لازم سے سعادت بخشی۔ اس موقع پر مولانا لاہوری نے فرمایا کہ انجمن کے عہدہ داران کا انتخاب نہایت ضروری ہے اور پھر آپ نے امیر اور صدر کے اختیارات کے لحاظ امتیازی وضاحت فرمائی۔ سب نے آپ کی صاحب رائے کی تائید کی، امیر انجمن کا سہ ماہی چھوڑا، تو سب کی نظر انتخاب آپ پر پڑی۔ آپ نے انکار فرمایا لیکن حاضرین باہر اس تجویز کو پیش کرتے رہے اور کاربائے مجبوراً آپ کو اس امارت کے لیے

لے حضرت مولانا ابو محمد سکوانی جو مولانا احمد علی مرحوم کے غرضیوں کا قیام سابقہ اوراق میں کیا گیا ہے۔ حضرت مولانا محمد الدین صاحب کا قیام یہی کافی ہے کہ آپ حضرت شیخ تقیہ مولانا احمد علی کلاست و کرم تھے اور داد شیل کالج کے پروفیسر تھے۔ دینی نفع آپ کی زندگی کا لازمہ عمل تھا۔ لہذا افضل جن صاحب مولانا ندیم دہلوی کا ارشاد غلط نہیں، شامی و رفیعہ تفصیل عالم دین

اللہ! اللہ!

ایس جینس دل خود گنگر اللہ مست - جز بدرویشی نے آید بدست

## قرآن حکیم کے دورس

حضرت مولانا نے درس عمومی تو نماز فجر کے بعد شروع کر ہی رکھا تھا اور یہ ۱۹۱۷ء سے شروع تھا۔ یہ درس تا حیات آپ ہی دیتے رہے۔ مسنورات کے لیے پرنس کا ہاتھ دانا ختام ہوتا تھا۔ درس کا پہلا دور آٹھ سال میں مکمل ہوا۔ دوسرا ۱۵ سال میں اور تیسرا اور ۱۹۲۹ء سے حضرت کی وفات تک جاری رہا۔

دوسرا درس آپ نے نماز مغرب کے بعد شروع کر دیا۔ اس میں کالج کے طلبہ مختار کے ملازمین اور باقی گریجویٹ نوجوان شامل ہوتے تھے۔ آپ نے پچیس سال تک اس درس کو بخیر و خوبی نہایا۔ بعد ازاں دوسرے درس کا کام آپ کے کھاجڑاے حافظ حبیب اللہ مرحوم ملک حجاز کی جہت تک بطریق احسن انجام دیتے رہے۔

## تفسیر قرآن

۱۹۲۵ء میں حضرت کے بعض متقین نے عرض کیا کہ درس قرآن کریم کو تحریر کی شکل میں لا کر طبع کرایا جائے تو یہ ابھی فائدہ کا حامل ہوگا۔ چنانچہ یہ طے ہوا کہ لاہور میں غربت اشغال اس کام میں مانع ہوگی۔ اس لیے حضرت لاہور سے کسی پیکرین جگر قریشی لے جائیں۔ جس کے لیے کیمپور کی بستی واہ کا انتخاب ہوا۔ لہذا مئی سال

لے۔ مشنری "پس چر باید کر اسے اتمام شرق ۱۳۵۰ء۔ علامہ اقبال

کے۔ "مرحومین" علامہ۔ محمد حمید خان۔ خیر و ستر۔ لاہور

کے

ایک ماہ کے لیے حضرت واہ قریشی لے گئے اور وہاں آپ نے ترجیحاً قرآن کا کام شروع کر دیا۔ اس طرح ۱۹۲۷ء میں بہتر جم اور محسنی قرآن حکیم شائع ہو گیا۔

## مدرسہ قاسم العلوم کا اجراء

انجمن خدام الدین کے ایک مجلس منعقدہ ۱۹۲۳ء میں مولانا نے تجویز پیش کی کہ ایک عربی مدرسے کا اجراء کیا جائے۔ حاضرین نے متفقہ طور پر آپ کی تائید کی۔ مدرسے کا نام بھی آپ کے ارشاد پر قاسم العلوم رکھا گیا۔ پہلے طلبہ اور علماء کرام کی رہائش کے لیے ایک مکان کرایہ پر لیا جاتا تھا۔ اب اندرون شیرانوار دروازہ ایک قلعہ اراضی خرید کر مدرسہ کی تعمیر کی گئی جو کہ ۱۵ کمروں پر مشتمل ہے۔ ہال ان کے علاوہ ہے۔ مدرسہ قاسم العلوم میں دورہ تفسیر میں شامل ہونے والے علماء کی رہائش کا انتظام کیا جاتا ہے۔ آپ کے اعلان کے مطابق صرف فارغ التحصیل علماء اس درس میں شامل ہو سکتے ہیں۔ انجمن ان کے تمام مصارف کی کفالت کی ذمہ دار ہوتی ہے۔ قرآن پاک میں ماہ میں ختم کیا جاتا ہے۔ ہر سال رمضان المبارک میں داخلہ ہوتا ہے۔ لہذا دارالعلوم دیوبند، مظاہر العلوم، سہارنپور دارالعلوم ٹو اجمیل، مدرسہ شاہی مراد آباد اور مدرسہ عربیہ دہلی کے سند یافتہ علماء کو کرام شریک درس ہوتے رہے۔ قیام پاکستان سے پہلے علماء کی تعداد دوسو اور آٹھائی سو کے درمیان ہوتی۔ بعد ازاں جن طلبہ کو پاسپورٹ مل جاتا وہ شریک ہوتے۔ مشرقی پاکستان، خیرالمدارس ملتان، جامو و کشمیر لاہور، دارالعلوم حقانیہ کوٹہ، ٹھک کے علماء بھی شامل ہوتے رہے۔ اس کے علاوہ طلباء، انڈونیشیا، ایران، افغانستان، اردو ترکستان اور دیگر اسلامی ممالک کے علماء بھی شرکت کرتے رہے۔

سندرات جو نازع التحصیل علماء کو دورہ تفسیر کے انتظام پر دی جاتی ہیں،

لے۔ کافی بابو منظور سعید صاحب، انوار و لایت ۱۳۵۰ء، مطبوعہ پنجاب پریس۔ لاہور

## تاریخی سعادت

اس موقع پر ایک تاریخی سعادت کا ذکر بھی ضروری ہے۔ ہر سراسر قاسم العلوم کی عمارت کی تعمیر و تکمیل کے بعد حضرت مولانا احمد علی علیہ الرحمۃ نے حضرت مولانا اشید احمد عثمانی رئیس مدرسین کو مدرسہ کے افتتاح کے لیے دعوت دی۔ مولانا ممدوح توفیق لائے۔ ہر مدرسہ کی تمام منزلوں میں قرآن مجید کے نسخہ رکھے گئے۔ تمام حضرات نے مل کر قرآن پاک کی تلاوت کی۔ حضرت عثمانی بھی بڑی دیر تک تلاوت فرماتے رہے۔ اس طرح سے اس اسلامی جامعہ کا آغاز ہوا۔

## نقل شدہ

جو علامہ کرام کو قرآن مجید میں کامیاب ہونے پر دی جاتی ہے اور یہ اعلیٰ حضرت سید انور شاہ رحمۃ اللہ نے اپنے مبارک ہاتھوں سے لکھی

بسم اللہ الرحمن الرحیم  
سند تفسیر القرآن العزیز من ہر سراسر قاسم العلوم المتعلقہ بحیثیت خدمت الدین  
بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد لله الذي خلق الانسان وعلمه البيان ثم جعله خليفته في الارض حاكما على الطول والعرض والذي وضع الميزان وامنزل القرآن ليحيي من حيي عن بينته ويهلك من هلك عن بينته واليفرق بين الاولياء والرحمة والايام الغد لان الذين عدوا عن سنة الله وتنكبا عن الفرض والصلاة والسلام على خير خلقه وخير خلقه خليفته عبده ورسوله الهادي بطريقته نبي الانبياء

سے۔ از دفتر انجمن خدمت الدین۔ شہداء والہ لاہور

ان پر حضرت مولانا حسین احمد مدنی، حضرت انور شاہ کاشمیری مرحوم اور مولانا اشید احمد عثمانی کے دستخط ثبت ہوتے ہیں۔

۱۶۹۶ء مطابق ۱۱ اکتوبر ۱۹۰۷ء اور شہنشاہ شہنشاہ کی ریاست شب بوقت ۱۱ بجے تمام باگڑ شہنشاہ انہوں نے جوئی آپ بنشہا حنفی سہرتے آپ کے والد ماجد صاحب کشف و کرامت عالم باقی تھے اور والدہ محترمہ بانہ شہنشاہت مبارکہ و کارہ خاں غور گیارہ روزہ تھیں آپ بلا کے زمین تھے۔ ۱۳۱۶ھ میں والدہ محترمہ کی حاجت میں دیار رسول اللہ میں چلے گئے وہاں رہ کر تمام علوم مظاہر و باطنی کی تکمیل کی۔ مولانا اشید احمد گلوٹی نے آپ کو سلاسل اربعہ میں بیت فرمایا مگر سال مسجد نبوی میں رہے۔ دس حدیث دیتے رہے حضرت شیخ الحدیث کے ساتھ ہاں کی اسارت میں رہے۔ قید بندیں قرن مجید صنف کیا۔ ۱۳۱۰ سال تک و العلوم میں درس حدیث دیا۔ آپ جنگ آزادی کے محارب کیر تھے یہ پیکر حضرت رفیع علم و عرفان ۱۳۱۰ء مطابق ۱۹۰۵ء منہاج نبوت پر چلنا چلتا عالم تھکی منزل جنت فیوض پر نہایت کامیابی سے جا پہنچا۔ ۱۳۱۵ھ میں شہسلمان کبیر رشیدیہ جہاد شہداء شہد کے حضرت مولانا سید انور شاہ کاشمیری قدس سرہ ۱۳۱۵ھ میں خوالا کرم ہدف شہادت پر جمع ہوا بعد ازاں آپ کا کفریہ پانچوے والدہ سے قرآن پاک اور کلامی کی کتب چند چار سال کی عمر میں پڑھ کر سیکر ایک صاحب فرست لے آپ کو دیکھ کر فرمایا یہ تجا پنے وقت کا لڑی اور اپنے زمانے کا لڑی پنے گا؟ آپ نے خود فرمایا کہ باہ سال کی عمر میں توفیق دینے لگا تھا۔ آپ کے اس اندہ شیخ الحدیث مولانا خلیل احمد اور مولانا طوسی رحمۃ اللہ علیہ میں حضرت شاہی جہاد اور حضرت قاضی نے فرمایا تھانیت اسلام کی دلیل میں ایک دلیل حضرت مولانا انور شاہ صاحب کرامت مدرسین و روحانیہ تمام علوم اسلام کے کمال و فضائل و کمال تھیں تھیں انھما اور تھیں ان کی تھیں ان کی رب اللہ ان میں۔ ۱۳۱۵ھ میں شہسلمان۔ ۱۳۱۶ھ میں پیدائش حضرت مولانا اشید احمد عثمانی مرحوم شیخ الاسلام علامہ عثمانی مدظلہ و مرحوم ۱۳۱۵ھ میں پیدائش حضرت شیخ الحدیث کے شاگرد ۱۳۲۲ھ میں شاہ حجاز کی دعوت پر گئے وہاں عربی میں تقریریں کیں تقریری نکات میں آپ کا شہل شہداء و باہ آپ کا تہذیب کردہ حاشیہ قرآن حکیم تھیں اولی سے لیکر اب تک تمام تفصیلات کا جامع مجموعہ (دیں شہسلمان ۱۳۲۲ھ۔ جہاد شہداء شہد)



درج کرتے ہیں۔ کتا ہیں چھ جلدوں میں محفوظ ہیں۔ راقم الحروف نے خود کتب خانہ میں حاضر ہو کر درج ذیل فہرست تیار کی ہے۔

نمبر شمار	شعبہ	تعداد کتب	نمبر شمار	شعبہ	تعداد کتب
۱	تصوف	۱۶۳	۸	فن تاریخ	۱۸۵
۲	حدیث	۳۰۵	۹	اصول حدیث	۷
۳	تفسیر، فن تفسیر	۳۷۱	۱۰	فن طب و ریاضی	۲۰
۴	کتب فنی، بلاغت و بدایاں	۲۹۸	۱۱	فن اقبالیہ فقہ	۲۹
۵	فن ادب و لغت	۵۳	۱۲	منطق، منطق فلسفہ	۵۷
۶	سوانح حیات	۵۴	۱۳	دیگر کتب	
۷	فقہ	۱۱۶			

### شعبہ اشاعت

حضرت مولانا محمد علی علیہ الرحمہ اپنے مترجم اور محشی قرآن کے پہلے صنوبر پر تحریر فرماتے ہیں: "انجمن خدام الدین بفضلہ تعالیٰ مسلمانوں کی ایک چھوٹی سی جماعت ہے ۱۳۴۰ھ میں یہ قائم ہوئی۔ اس کا مقصد اشاعت کتاب و سنت ہے۔" رسائل کے متعلق حسب ذیل عبارت ہے: "رسائل اور کتابوں کے ذریعے تبلیغ کرنے کا شعبہ الگ ہے۔" ایسے رسائل جات بفضلہ تعالیٰ ۱۳۴۰ھ سے ۱۳۶۹ھ تک ۳۳ کی تعداد میں شائع ہو چکے ہیں۔ جن کی مجموعی تعداد اس وقت آٹھ لاکھ دس ہزار کم ہے پہنچ چکی ہے۔ یہ رسائل جات مفت تقسیم ہوتے ہیں۔ پاکستان اور بیرون پاکستان ان کی انادیت کی وسعت سے علاوہ ان میں پانچ چھوٹی سورتوں کی تفسیر ۲۵۰۰۰ (۲۵ سو ہزار) کی تعداد تک شائع ہو چکی ہے۔ عمومی دوسرے کتب مضامین

کر رہی ہیں۔ جن میں چند ایک حضرت مولانا کی شاگرد ہیں۔ یہ استانی دس روپے ماہانہ سے بیس روپے ماہانہ پرمعا کا راد کام کرتی ہیں۔ صرف خطاطی کی ان پانچ نمبر کا مشاہیر چالیس روپے ہے۔ مدرسہ البناات پر کل تین ہزار روپے خرچ کیا تھا اور اس سلسلے میں کبھی کوئی چندہ نہیں مانگا گیا۔ مدرسہ کا خرچ انجمن کی غیر مشغول جاہلاد کے کرایہ سے پورا ہو جاتا ہے۔ الحمد للہ۔

**مینڈانہ اور جانداد** اہل کی جاتی ہے۔ حضرت کے علاقہ ارادت کے عزیز حضرت ازغودا عانت کرتے ہیں۔ حضرت خود انجمن سے تنخواہ یا سفر خرچ وغیرہ وصول نہیں کرتے تھے۔ مدرسہ پر کل پچاس ہزار روپے خرچ ہوا تھا۔ ریاست بہاول پور کے ایک متول آدمی میرا ورتہ صاحب نے اپنی نوعمری کو بی بی زینا منزل، انجمن خدام الدین کے نام وقف کر دی تھی جس کی قیمت ایک لاکھ بیس ہزار روپے ہے۔ اس کی صرف چھل منزل کا کرایہ دوسو روپے ماہوار ہے۔ اس سے مدرسہ البناات کا خرچ پورا ہو جاتا ہے۔ کل غیر مشغول جاہلاد دو لاکھ پچاس ہزار روپے سے زائد ہے۔

**کتب خانہ** مدرسہ قاسم العلوم کے ایک وسیع و عریض کمرے کو کتب خانہ کی حیثیت دے رکھی ہے۔ یہ کتب خانہ تمام متداولہ علوم و فنون درسیہ کی کتابوں سے بھر پڑا ہے۔ یہ حضرت کی تحریر علی کا ایک قیمتی ثبوت ہے۔ نہایت حفاظتی انتظامات سے شیشہ دار الماریوں کا استعمال کیا گیا ہے۔ چونکہ کتب مشغولہ شعبہ کے علم سے متعلق ہیں، لہذا الماریاں بھی اسی لحاظ سے تقسیم کی گئی ہیں اور ہر شعبہ کا جلی حکم سے نام لکھا گیا ہے۔ ہم کتب کی تعداد شعبہ دار

لے: "مردمن" ۱۳۵۰ھ مؤلفہ عبدالحید نقان۔ فیروز سنہ۔ لاہور۔

لے: "مدرسہ قاسم العلوم" (لاہور پری۔ دفتر لاہور)۔



کو بھی کیا کر کے شائع کرنے کا اہتمام کیا گیا ہے جن میں ہر سوسہ کا عنوان ہر  
کتاب کا خلاصہ، اس کا ماخذ، آیات کا رابطہ، واقعات جزیرے سے قواعد کلیہ کا  
استنباط وغیرہ وغیرہ۔

رسائل کی فہرست حسب ذیل ہے۔

- ۱۔ تذکرۃ الرسوم الاسلامیہ۔ ۲۔ اسلام میں نکاح بیگانہ۔
- ۳۔ ضرورۃ القرآن۔ ۴۔ خلق محمدی۔
- ۵۔ خلاصۃ اسلام۔ ۶۔ توحید مقبول۔
- ۷۔ پیغام رسول۔ ۸۔ فلسفہ سعید قرآن۔
- ۹۔ اسلام ہندو خطہ میں۔ ۱۰۔ فلسفہ روزہ۔
- ۱۱۔ اسلام کا فوجی نظام۔ ۱۲۔ خدا کی نیکی بنیادیں۔
- ۱۳۔ بیرونیہ کے فسادات۔ ۱۴۔ فلسفہ زکوٰۃ۔
- ۱۵۔ علماء اسلام اور علماء مشرق۔ ۱۶۔ خدا کی مرضی۔
- ۱۷۔ شہادۃ الخاریہ علی حرمۃ المزیمر۔ ۱۸۔ احکام شب براءت۔
- ۱۹۔ اصلی تنقید۔ ۲۰۔ وظیفہ۔
- ۲۱۔ مالی بیراث میں حکم شریعت۔ ۲۲۔ فوٹو کا شرعی فیصلہ۔
- ۲۳۔ تحفہ میلاد النبیؐ۔ ۲۴۔ معراج النبیؐ۔
- ۲۵۔ شرح اسماء الحسنیٰ۔ ۲۶۔ فلسفہ نماز۔
- ۲۷۔ ہشتی اور روزی کی پہچان۔ ۲۸۔ مسلمان عورت کے فسادات۔
- ۲۹۔ گلدستہ صد احادیث۔ ۳۰۔ اسلام اور بیتار۔
- ۳۱۔ مقصد قرآن۔ ۳۲۔ نجات داریں کا پروگرام۔
- ۳۳۔ مزاریت سے نفرت کے اسباب۔ ۳۴۔ استحکام پاکستان۔
- ان رسائل کے علاوہ مندرجہ ذیل کتب بھی شائع ہو چکی ہیں۔
- ۱۔ خلاصہ مشکوٰۃ شریف از مولانا احمد علی۔

۲۔ خطبات جمعہ (۸ جلدیں)۔

۳۔ مجلس ذکر و عواظ (۸ جلدیں)۔

۴۔ مجموعہ تفاسیر (سورہ معوذتین، کوثر، قریش، عصر، حلق)۔

۵۔ ترجمہ قرآن مجید مصدقہ دیوبندی۔ بریلوی، اہل حدیث اور شیعہ حضرات

۶۔ قرآن مجید مع حاشیہ۔

انگریزی رسائل حسب ذیل شائع ہو چکے ہیں۔

1. Islam and Ahmadism.
2. Wisdom of the Quran.
3. Wisdom of the Quran. (II)
4. Quranic conceptions of National Solidarity & International Peace.
5. Quran and Science.
6. Preaching of Islam.
7. Reforms of Muslim Society.
8. Spirit of Islamic Culture.
9. The Quranic origin of the Islamic Polity.
10. The Secrete of inviolable of the five prayers.
11. Islam's solution of the Basis Economic Problems.

مذکورہ بالا موضوع کی اشاعت کے متعلق ہم انشاء اللہ کسی مناسب موقع پر پرمیائل  
تبصرہ کریں گے تاکہ ان کے افادات عام نظروں کے سامنے آسکیں۔

عربی پڑھنے والے طلبہ

دورہ تفسیریں شامل ہونے والے علماء کرام کے علاوہ مدرسہ قائم المسلمین میں  
عربی پڑھنے والے طلبہ کو بھی داخل کیا جاتا تھا۔ ۱۹۲۰ء میں مولانا جب دوسرے بار

دروس، ملکی و غیرہ کی سیاحت کے بعد مکہ معظمہ پہنچ گئے تھے۔ اس موقع پر ہندوستان کی چند مشہور شخصیتیں حج بیت اللہ کے لیے مکہ مکرمہ میں حاضر تھیں۔ ان میں خواجہ عبدالغنی صاحب دہلوی، مولانا خلف علی مرحوم بھی شامل تھے۔ یہ حضرات ضروری عبادات کے بعد آپس میں بیٹھ کر تبادلہ خیالات فرماتے اور حضرت لاہوری علیہ الرحمہ بھی ان کے حرت نواز سیاحت اور پاکیزہ خیالات سے مستفیض ہوتے۔ چونکہ آپ آیام حج سے پہلے ہی مدینہ منورہ کی زیارت سے مانع ہو چکے تھے۔ لہذا آپ کو حج کے بعد مکہ معظمہ رہنے کا صرف چند دن ہی موقع ملا۔ اس قلیل مدت میں حضرت اپنے زیر سر کی وجہ کی صحبت سے پوری طرح سیری حاصل کر کے رہے۔

حیث و چشم زدن صحبت یار آخر شد  
روئے گل سیر زندیم و ہمارا آخر شد

## میدان عمل

یعنی  
مذہبی اور سیاسی تحریکات

زمانہ باتو نسا زد تو بازمانہ ستیز

آج ہمارے سامنے حضرت مولانا احمد علی رحمۃ اللہ کی اس مثالی زندگی کا نظیر ملتا ہے۔ جس کی دستوں میں عالمانہ تجربہ، فقہیانہ تفکر، مفسرانہ تدبر، خطیبانہ جرس، نظم

ملے۔ پیشتر اڑیس بابو منظور سعید صاحب کی بیاض کا تہاد کر لیا جا چکا ہے۔ حضرت مولانا احمد علی نور اللہ رحمۃ اللہ کی پیدائش سے لے کر آپ کے تیسرے حج تک کے تمام واقعات زندگی حضرت نے خود اپنی فرصت میں بابو منظور سعید صاحب کو نقل کروائے۔ لہذا سابقہ حالات کی ثقافت میں شک و شبہ کی گنجائش نہیں ہے اس کے بعد یہ بات تمام واقعات کے مختلف ماضی میں ضرورت پر واضح کرنا ضروری نہیں کہ پوری حزم و اعتدال سے کام لیا جائے گا۔ راقم القلم کو

تشریف لے گئے تو صوفی چھری سفت ایم۔ اے۔ پر وفیسر اسلامیکہ کالج لاہور کو اپنا نام تمام بنا گئے۔ مولانا کی عدم موجودگی میں طلبہ نے چند بے ضابطگی کی گئیں اور صوفی صاحب کی انتہائی کوشش کے باوجود طلبہ اپنی بیٹ دھری پر قائم رہے۔ حضرت مولانا جب بغیر و خوبی حج سے واپس آئے تو آپ نے جو فیصلہ کیا۔ یہ لوگ اس پر بھی مطمئن نہ ہوئے لہذا طلبہ کی اس بے لادہ روی سے اراکین انجمن سخت دل برداشتہ ہوئے اور آخر کار اس شخص کو بند کرنا پڑا۔

انجمن کے اراکین نے ایک نئی تجویز پر عمل کرنے کا صاحب ذیل فیصلہ کیا:  
”مقامی حضرات کے پرائمری پاس بچوں کو داخل کیا جائے اور ان کو چھ سال کے اندر قرآن حکیم، مکمل ترجمہ مشکوٰۃ شریف، کتب اللغات اور منطق میں قطعی وغیرہ تک تعلیم دی جائے۔ اس دینی تعلیم کے علاوہ کھڑی، نو ہا، کتابت اور تجارت کے فنون کھینے کا بھی انتظام کیا جائے۔“

اب اس تجویز پر عمل شروع ہو گیا۔ دو تین سال کے بعد جب بچے دو تین روپے پر یونے کمانے کے قابل ہو جاتے تو والدین بچوں کو مدرسے سے ہٹا کر کاروبار پر لگا لیتے اور باوجود سمجھانے بھانے کے اپنی دوش پر تان کر لے جاتے۔ والدین کے اس دنیاوی رویہ کو دیکھ کر انجمن کے اراکین جمل و عقد کو نہایت مجبورگی کے عالم میں یہ شعبہ بھی بند کرنا پڑا۔

## مولانا کا تیسرا حج

۱۹۲۸ء کو مولانا بفضل رب کریم میرے حج کو تیار ہو گئے۔ آپ کے رفیق مسافر سرتی جی کرشن مرحوم تھے مسرتی مرحوم آپ کے کیا رفیق تھے۔ لہذا یہ بار کہ مسرتی بھی ہماری ہی مہمانیت کا شرف گزارا۔

## حضرت سندھی سے ملاقات

حضرت سندھی اپنی ہجرت اور جلا وطنی کے دوران یورپ کے مختلف ممالک



"Secondly, there is Muhammad's wisdom as a statesman. The conceptual structure found in the Quran was merely a framework. The framework had to support a building of concrete policies and concrete institutions in the course of this book much has been said about. Muhammad's farsighted political strategy and his social reforms. His wisdom in these matters is shown by the rapid expansion of his small state to a world-empire and by the adaptation of his social institutions to many different environments and their continuance for thirteen centuries."

اسی کتاب کے کسی صفحہ کے آخری پر کی چند سطروں کا خلاصہ یہ ہے کہ "اس کتاب کا مقصد یہ ہے کہ

The more one reflects on the history of Muhammad and of early Islam, the more one is amazed at the vastness of his achievements. Circumstances Presented him with an opportunity such as few men have had, but the man was fully matched with the hour. Had it not been for his gifts as seer, statesman, and administrator and behind these, his trust in God and a firm belief that God has sent him, a notable chapter in the history of mankind would have remained unwritten. It is my hope that this study of his life may contribute to a fresh appraisal and appreciation of one of the greatest of the sons of Aden."

Muhammad is a moral exemplar: 334.

۱۱

## دین و سیاست

وہ لوگ جو اپنی کوتاہ بینی، غلط فہمی اور سفاقت سے علحدہ رہ کر میدان سیاست میں سست کام اور ناکام سمجھنے کے تو بہات میں پھنسے ہوئے ہیں۔ واقعات کی روشنی میں یقین کر لیں کہ تمام ادوار و حیات میں علما و خیر نے مذہب و سیاست کو ایک ہی چٹختے کے دو دھارے اور ایک ہی تنے کی دو شاخیں سمجھا ہے۔

سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم ایک ایسی جامع شرعیت نے کر دینا میں جلوہ افروز ہوئے جس میں خاکروبی سے لے کر خلافت راشدہ تک کے تمام شعبے اسلام ہی اسلام ہیں۔ حضرت عاکشہ رضی اللہ عنہ کے حبر کے تصور اسلام کی تمام حقیقتوں کی حکامی پیش کر رہا ہے۔ اس رشک پر عرش حبر کے فرش پر جہاں عبودیت و نیاز مندی کے اظہار کے لیے صلی اللہ علیہ وسلم بچھا رہتا تھا وہاں اس کی سبک دلواریوں پر بھڑت شمشیر و سنان، جبر و تشنگ اور زر میں گھٹی ہوئی نظر آتی تھیں۔ مدینہ الرسول وہ مقدس مرکز تھا۔ جہاں سے دنیا بھر کے فقہاء محدثین و معرین، متکلمین و مردان پاکباز، اتقیا نے آہستہ و تہہ مجاہدین اسلام اور فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور امیر معاویہ رضی اللہ عنہ جیسے سیاست دان پیغامِ حدیث لے کر جاتے تھے اور باقائہ قیامت کائنات ارضی کے باشندوں کی فلاح و اصلاح کا نظام ہی جبرہ نشین صلی اللہ علیہ وسلم کے مبارک پاؤں کے تھے سے بندھا ہوا ہے۔ یہ جو فلسفہ و شوق سے مل نہ ہوا اور عقیدہ و دین سے کھل نہ سکا

وہ راز نگ کھلی دوائے نے بتلا دیا پتہ اشاروں میں

ہم اس مقام پر غیر مسلم دانشوروں کے ایک دو اقوال پیش کرتے ہیں، جن سے سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم کے دین کے اوصاف منظر عام نظر آتے ہیں

۱۱۔ حضرت مولانا خلیفہ علی مرتضیٰ اعظمیؒ اخبار "زمیندار"

جمعیت علماء ہند کا قیام

۱۹۱۹ء پہلا سال ہے جس میں پرامن جدوجہد کا آغاز ہوا۔ انقلاب و حریت کے شعور کے خفیہ ہمارے تھے اب ان کے اجلاس منعقد ہونے لگے۔ وطنی مطالبات کے لیے انڈین نیشنل کانگریس تھی، جس میں عبدالحلیم بندہ نے شرکت کی۔ خلافت اسلامیہ سے متعلق اس سال خلافت کمیٹی قائم کی گئی تحفظ اور سیاسیات میں مذہبی حیثیت سے مسلمانوں کی رہنمائی کے لیے جمعیۃ علماء ہند قائم کی گئی جس کا پہلا اجلاس ۲۸ دسمبر ۱۹۱۹ء زیرِ صدارت مولانا عبدالباقی صاحب فاضل دیوبند ہوا۔

ہندوستان کی سیاست محض چار چوسری، اظہار و افلاطونی نمک محدود ہو چکی تھی۔ ۱۸۵۷ء میں علماء، حق کے ساتھ جو بہادر سلوک کیا گیا اور جس بے دردی کے ساتھ علماء، ہندکو بھانسی اور جلا وطنی کی وحشتناک آزمائشیں دی گئیں تھیں اس کا قدیم تاریخی ارتقا، بقا کا اثر کثیر عظیم اور گونشیں کی زندگی دیکر نہ گئے۔ چونکہ مسلمانوں کی سیاست نے ۱۹۱۹ء میں برپا کیا۔ خوشامد و تعلق کی پالیسی تبدیل ہوئی۔ علماء ہمت نے دیا اور سیاسی میدان میں قدم رکھا اور جیتے علماء، ہند کا قیام کیا گیا۔

حضرت حاجی مولانا محمد علی نورانی دوسرا جمعیۃ علما ہند کی ورک کنگ کمیٹی کے  
ازاد تیار تاج فہم حکم ممبر رہے۔ اور سابق صوبہ پنجاب کی جمعیۃ علما ہند کے پیش  
ہی صدر رہے۔ المختصر آپ ہمیشہ وقت کے انگریزیت کی آغوش میں  
بروز ہاتھ رہے۔

۱۳۰۱ء۔ کتاب علماء حق: عبارت نقل از انوار ولایت ص ۱۳۰، سوانح حیات مولانا احمد علی سرخس۔

۴۹۹۔ کتاب "روشن مستقبل" ۴۹۹۔ عبارت نقل از انوار ولایت ص ۱۱۳۹

Muhammad set a shining example to his people. His character was pure and stainless. His house, his dress, his food they were characterized by a rare simplicity. So unpretentious was he that he would receive from his companions no special mark of reverence, nor would he accept any service from his slave which he could himself. He was accessible to all and at all times. He visited the sick and was full of sympathy for all. Unlimited was his benevolence and generosity, as also was his anxious care for the welfare of the community."

اقبال نے دین و سیاست کے عنوان سے اپنی موعزۃ اللہ اعظم میں فرمایا،  
 ۱۴۰  
 ہوئی دین و دولت میں جس دم جدائی  
 ہو کسی کی ایمانی، ہو کسی کی فیزی  
 آخری شہر میں اسلام کی مامیت کو نہایت خفیہ حق جو حضرت افاضلیں بیان فرمایا۔  
 ۱۴۱  
 یہ اجماع ہے ایک صحرائش میں کا  
 بشری ہے، آئینہ دار غدیری  
 اسلام نے قرآن پاک اور تلوار کو ایک دوسرے کا محافظ قرار دیا ہے۔  
 ۱۴۲  
 اس وقت حافظ یک دیگر اند  
 کائنات زندگی را محور اند

1. Muhammad and Teachings of Quran.P.119.  
by John Davenport(Above mentioned lines  
have been written by Gustav Weil.)

۴۵۔ - بالِ جبریل ص ۱۶۶۔ علامہ اقبال مرحوم

۱۳۴. نظم قصید اثر شرت الفار۔

فاسکاترکیک نے جناب کے تمام شہروں میں نور پکڑا تو گورنمنٹ نے اس کی مکرپی کے لئے قدم اٹھایا۔ ان کے جلسوں اور جلسوں پر پابندیاں عائد کی گئیں۔ فاسکادوں نے حکومت کی خلاف ورزی میں حبس لاسوں میں جلوس نکالا تو حکومت نے ان کو روکا۔ (نوگڑے) کی قبر کے پاس فاسکاترک کا روضا رکھا اور پولیس کے درمیان تصادم ہوا۔ لاہور شہر کی انگریز سپرنٹنڈنٹ پولیس اس حادثے میں زخمی ہوا۔ فاسکادوں پر گولی چلائی گئی اور کئی ایک فاسکاترک شہید ہوئے۔

حکومت کے رویہ میں تشدد پیدا ہوا۔ عام گرفتاریاں شروع ہوئیں۔ فاسکادوں نے گرفتاری سے بچنے کے لئے شہر کی مساجد میں پناہ لی۔ حضرت لاچوری کی مسجد ہنن جہان خاں میں بھی فاسکاترک آگئے۔

وزیر اعظم جناب سر سکندر حیات خاں نے شہر کے علما کو بلا کر یہ وفد حضرت مولانا کی قیادت میں وزیر اعظم کو بلا کر سر سکندر حیات خاں نے مولانا کو حاکم نہ انداز میں کہا کہ آپ نے ہماری سرکار کے باغیوں کو اپنی مسجد میں پناہ دے رکھی ہے۔ حضرت نے نہایت بلے باکی سے فرمایا: "فاسکاترک آپ کی سرکار کے باغی ہوں گے میری سرکار مدینہ کے باغی تو نہیں ہیں، آپ ناراضگی کی صورت میں وہاں سے اٹھ کھڑے ہوتے۔ وزیر اعظم کی چاسے کی دعوت میں شرکت و فرماؤ تو فرکار واپسی پر وزیر اعظم کی طرف سے سواہی کے بلے کا رک میٹھ لے لی گئی تو آپ نے اسلامی غیرت سے فرمایا: "آپ کی کار میں پاؤں رکھنا میرے جوتے کی توہین ہے" حکومت نے اگلے دن آپ کو نظر بند کر کے لاہور، سی پی کی طرف بھیج دیا۔ لیکن علی الصبح لاہور سے شائع ہونے والی تمام اخبارات میں مولانا کا فتویٰ علی حروف میں چھپا گیا: "مسلمان مصیبت کے وقت مساجد کو بطور قلعہ کے استعمال کر سکتے ہیں"۔

لے۔ فاسکاترک کے لاہور حضرت مولانا جید اللہ صاحب الزور میں ہاتھوں نے تمام حالات اپنے والد محترم کی زبان سے اور اکثر واقعات میں خود شریک رہے۔

## فاسکاترک کی تحریک

حق و صداقت کی تائید اسلاموں کا فرض ہے۔ ان کی زندگی حق امینؑ یا تعالیٰ شہد آذینؑ کی عملی تصویر بننا چاہیے۔ صداقت کی جھلکیں خواہ مخالف لوگوں کے کردار میں نظر آئیں۔ عدل و انصاف کا اقتضایہ یہ ہے کہ ان کی تائید کی جائے اور تعصیب بلے جا اور فرقہ پرستی کے جذبات کو منصفانہ دروشن حیات میں عاکس نہ ہونے دیں۔

مندرجہ ذیل واقعہ مولانا لاہوری کی حق فرازی اور قائم بالسطر رہنے کی ایک زندہ مثال ہے اور آپ کے کردار کی عظمت کا بہت بڑا شاہکار ہے۔

فاسکاترک کے بانی علامہ عنایت اللہ مشرقی دماغی قوتوں کے اعتبار سے ایک غیر معمولی ذہانت کے حامل تھے۔ ان کی طالب علمی کا عمدہ پیش نامہ امر کی وجہ ازہریت لکھتا ہے۔ انہوں نے چند اصلاحی کتب و تذکرہ، اشارات وغیرہ لکھیں۔ علماء حق نے علامہ کے نظریات و توجہات کو اسلامی روایات کی روشنی میں پکھا۔ اخبارات، رسائل اور عام جلسوں میں علامہ موصوف کی قابل اعتراض باتوں پر تنقیدیں ہوئیں۔ حضرت مولانا نے بھی اس قیادت کی کوتاہیوں سے حوام کو آگاہ کیا اور ایک چھوٹا سا رسالہ اس سلسلے میں چھپوایا۔

لے حضرت مولانا جید اللہ الزور، قلعہ العالی، حضرت مولانا احمد علی موم کے قلعہ ہاجرہ میں قید تھے۔ جبکہ علامہ اسلام و جناب کے صدر اور مولانا کے عائشہ ہیں۔ فاسکاترک کے لاہور میں لے گیا اللہ عن المؤمنین کوئی حق میں، یا تعالیٰ شہد آذینؑ بلکہ رسول علیؑ اللہ عن المؤمنین والذین قتلوا فی سبیل اللہ

۴۰۰۰ ۳۰۰۰ ۱۰۰۰

لے وَلَیْ تَعْبُدُ مَعَهُ شَآءَ نَفْسٍ مِّنْ قَوْمٍ اَنْ تَسُدَّ وَكُنْ مِنَ الْمُتَحِدِّ اَلْحَمَامِ

۱۰۰۰ ۲۰۰۰ ۳۰۰۰ ۴۰۰۰ ۵۰۰۰ ۶۰۰۰ ۷۰۰۰ ۸۰۰۰ ۹۰۰۰ ۱۰۰۰۰

اَنْ تَعْبُدُ مَعَهُ

وَاَحْسَنُ مِنْكَ - كَوْنُ قَدْ عَمِيَ  
وَاَجْمَلُ مِنْكَ - كَوْنُ تَكَلُّبِ الْمَسَاءِ  
خُلِقْتَ مَبْنُوءَةً مِّنْ مَّحَلٍّ عَنِيبٍ  
كَأَنَّكَ قَدْ خُلِقْتَ كَمَا تَشَاءُ

ابن ہادی صدیقی کے حکیم الاثر کا الہامی کلام ہے!  
وہ دانائے قبل، نعم الرسل، مولائے کل جس نے  
عجب براہ کو بخشا۔ خسرو بخ وادی سینا  
نگاہ عشق و مستی میں وہی اقول وہی آخر  
وہی قرآن وہی دستار، وہی یسین وہی اللہ

لہذا یہ کیسے ممکن ہے کہ کوئی شقی الازل ناموس مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم پر  
ہاتھ ڈالے اور توہ کے قدر نشانیان پر ہند اس کے پرچے اڑانے کے لیے فہمائے عالم  
میں نہ لڑیں اور کوئی زبان آپ کی شان رسالت کے خلاف کھے، تو اس کو حلق سے  
کاٹ کر باہر پھینکا جائے۔

تھ ۱۹۳۱ء کے شروع میں سیکیگن انجیزنگ کالج لاہور کے انگریز پرنسپل نے  
رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی شان اقدس میں گستاخانہ اظہار خیال کیا یہ مسلمان  
علیہ نے اس نازیبا حرکت پر فوری طور پر سخت احتجاج کیا۔ مگر ان کے احتجاج کا  
ظاہر خواہ جواب نہ ملا۔ انہوں نے پھر تال کر دی۔ لیکن ہندو اسکول اور عیسائی بھنگان  
جنہوستان نے پرنسپل کی حمایت کی۔

اس واقعہ کی خبر جب حضرت لاہوری نے سنی، تو آپ نور علی محمد بن مکی پڑے  
اور طبع کی اعلانیہ پشت پناہی کی۔ علامہ اقبال بھی اس مبارک تحریک میں پوری

علامہ شرقی کی عبارات سے اختلاف کے باوجود مولانا کی یہ غیر متعصبانہ روش  
اسلام دوستی اور صداقت نوازی کی بہت بڑی دلیل ہے۔ اس ضمن میں ایک واقعہ بھی  
یقیناً قابل ذکر ہے کہ مولانا غلام غوث ہزاروی نے ان دنوں سرحد میں ایک جیسے کا  
اظہار کروایا۔ علامہ شرقی کی مخالفت نہ دیکھ کر تردید کا مسئلہ پیش تھا۔ علامہ کی مجلس  
مشاورت نے فیصلہ کیا کہ حضرت مولانا احمد علی کے بغیر اس جرات مندانہ کام کو سرانجام  
نہیں دیا جاسکتا۔ لہذا آپ نے ایسیج پر اگر دلائل ہاتھ میں قرآن مجید اور دلائل ہاتھ میں  
”تذکرہ“ پکڑ کر حاضرین سے مخاطب ہو کر فرمایا کہ ”آپ ان دونوں میں سے کس کی  
پیروی کریں گے؟ حاضرین نے بیک زبان پکار کر کہا کہ ہم قرآن پاک کی پیروی کریں  
گے۔ اب آپ نے تذکرہ کی چند عبارات پڑھ کر ان کی تردید کی۔ حاضرین پھر ایمان  
افزونہ تقریر کا یہ اثر ہوا کہ اکثر لوگ غاکسا قرعہ سے نکل گئے۔ حضرت مولانا کے  
صاحبزادہ حضرت قاری عید اللہ انور صاحب کا بیان ہے کہ ”علامہ شرقی کئی دفعہ  
مجھے اچھرو کی مسجد میں ملے ہیں۔ فرمایا کرتے تھے کہ مولانا میں آپ کے والد محمد رحمہ کا  
کافرانہ نہیں ہوں۔“

### ناموس مصطفوی کا تحفظ

ہم حضرت حقائق بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ کی ایک رباعی اس واقعہ کی تمثیلی  
سطور پیش کرتے ہیں۔ یہ اشعار عدد رسالت کے محبوب ترین شاعر کی روح کی گزرتوں  
سے نکلے۔ انہوں نے آفتاب نبوت کو فدا نہایت کی نگاہوں سے ساری زندگی دیکھا  
تو یہ اشعار کھلے۔ اب قیامت تک یہ رباعی نور ایمان بن کر مسلمانان عالم کے  
سینے میں جھپکتی رہے گی۔

لے تصادم حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضرت حسان بن ثابت  
رسالت صلی اللہ علیہ وسلم کے شاعر تھے جن کا کلام ان کے اشارین کا گوشہ اور دعائیں دیتے تھے۔

لے بال جبریل ملے۔ علامہ اقبال  
کے ”مرد مومن“ ص ۹۹۔ عبدالحی عابدی، فیروز سنٹر پبلشرز، لاہور

ہمارے مسلمان نوجوان بھی تمام اداروں میں دھکی دیے گئے، پر صاحب اختیار ہوں۔ آپ عرصے سے انجمن حمایت اسلام کے رکن تھے۔ مگر ۱۹۶۴ء کو کھیت عالم دین انجمن کی جنرل کونسل کے رکن مقرر ہوئے اور ۱۹۶۵ء کو مکہ مکرمہ انجمن کے وائس پریذیڈنٹ منتخب ہوئے۔ آپ اپنے مفوضہ فرائض کو احسن طریق سے سرانجام دیتے تھے۔ دینی مشاغل کی کثرت کی بنا پر آپ نے چند دفعہ استعفا بھی پیش کیا لیکن آپ کے رفقاء کا ر آپ کے وجہ مسعود اور حکیمانہ مشوروں سے مخروم ہونا نہیں چاہتے تھے۔ الحمد للہ مسلمان بڑی حد تک بیدار ہوئے۔ علامہ اقبال بھی انجمن کے اجلاس میں اپنا حکم میں کرتے تھے۔ آپ نے عصر نو کے افسانوں کو ملحوظ خاطر رکھتے ہوئے فرمایا تھا۔

لے تھا اگر تو شریک محفل قصور تیرا تھا یا کدیر  
میرا طریقہ نہیں، کہ رکھ لوں کسی کی خاطر شے شانہ

مولانا کی وفات پر سیکرٹری انجمن حمایت اسلام ہوں انصار تقریر کرتے ہیں۔ مولانا مرحوم دینغور ضعیف العمری اور ناتوانی کے باوجود انجمن کے اجلاسوں میں شرکت فرما کر اپنے قیمتی مشوروں سے انجمن کو مستفید فرماتے تھے۔ بالخصوص ان مشاغلوں میں جو دوسری دنیا کی جنگ کے سلسلے میں مسند پر ہوئیں۔ مرحوم نہایت ہی انہماک کے ساتھ دیگر علماء کرام کے ساتھ صلاح مشوروں میں حصہ لیتے۔ آپ انجمن کے سالانہ جلسوں میں بھی شریک ہوتے اور اپنے موافقہ سے مساعین کو فضا بک کرتے تھے۔

جمعیت علماء اسلام پاکستان کا قیام،

قسم ملک کے بعد جمعیت علماء مجنہ نے فیصلہ کیا کہ جمعیت کے جوائن کان پاکستان

قندور سے شامل ہو گئے۔

آپ کی قائدانہ صلاحیتوں اور بے پناہ قوت عمل نفاس واقعہ کو جسے حکومت درخورد اقتدار نہیں سمجھتی تھی، ایک تحریک کی صورت میں تبدیل کر دیا۔ آپ نے جون جولائی اور اگست میں متعدد بار تقاریف وائیں جس سے مسلمان پنجاب میں جوش و خروش پھیل گیا۔ حکومت نے مولانا کو گرفتار کر لیا لیکن عوام کا بے پناہ سبیل محرم سکا۔ بالآخر حکومت کو جھکنا پڑا اور ۲۶ ستمبر ۱۹۶۳ء میں ایک تحقیقاتی کمیٹی مقرر کر دی گئی۔ طلباء کو باعزت واپس بلا لیا گیا اور حضرت مولانا اور دیگر ایوان قید فرنگ سے رہا کر دیے گئے۔

## انجمن حمایت اسلام کی سرپرستی

مغربی تہذیب و تمدن نے ہندوستان کے باشندوں پر اثر ڈالا۔ ۱۹۵۴ء کے صدر کے بعد سرسید نے مسلمانوں کو غلامی سے نجات دلانے کا لازمی نقطہ کاجوئی کی تعلیم کو قرار دیا۔ اور انہوں نے علی گڑھ یونیورسٹی کی تاسیس و اجراء کے لیے تین من رصن کی بازی لگادی۔ وہ اپنی تقاریر و محرمات میں مسلمانوں کو ہندوؤں کے عدش بدوش کھڑا ہونے کی ترغیب دلاتے رہتے تھے۔ لہذا بڑی حد تک عصر جدید کا یہ اقتضا مسلمانوں کی اکثریت کو بھی تسلیم کرنا پڑا۔ انجمن حمایت اسلام کا مقصد بھی مسلم نوجوانوں کو جدید تعلیم سے آراستہ کرنا تھا۔ حضرت مولانا مرحوم ہی حکومت کے تمام اداروں میں ہندوؤں کی بالادستی کو مشقت سے محسوس کر رہے تھے۔ آپ فرنگی تہذیب کے کلیتہ مخالفت تھے۔ لیکن حالات کے پیش نظر فرمایا کرتے تھے: ”میں چاہتے ہیں۔ جہاں ہندو، سکھ، عیسائی، ڈاکٹر، وکیل اور جٹ بیٹ موجود ہیں۔ وہاں

۱۔ علامہ اقبالؒ - بانی جہیل نظم بعنوان ”مناذ“ ص ۱۴۵ -

۲۔ ”مرد مومن“ ص ۳۹۔ مطبوعہ فیروز سنسر لاپور از عبدالحمد خاں

۳۔ انوار ولایت ص ۱۵۰۔ مستند ماطر لال دین۔ پنجاب پریس۔ لاہور

۴۔ انوار ولایت۔ پنجاب پریس لاہور۔ سوانح حیات مولانا مرحوم



میں رہتے ہیں۔ وہ اپنی الگ جماعت بنائیں۔ ان کا اب جمیہ علماء ہند سے کوئی تعلق نہیں۔ اس وقت حضرت مولانا لاہوری رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت مدنی فاضلہ رحمہ اللہ کی خدمت میں ایک مکتوب بھیجا کہ جن حضرات کے دامن سے وابستہ ہو کر ہیں قیامت کے دن نجات کا پھر درپنا۔ انہوں نے یہی سہی الگ کر دیا۔ یہ عرفیہ "مکتوبات شیخ الاسلام" میں چھپ چکا ہے اور حضرت مدنی مرحوم کا مندرجہ ذیل اس کا جواب بھی شائع ہو چکا ہے۔ آپ نے یہ مکتوب گرامی شیخ کے فرم میں نہایت حفاظت سے اپنے گھر کے ساتھ والی الماری میں رکھا ہوا تھا اور ایک دفعہ ازراہ شفقت مجھ احقر الایام کو دکھایا تھا اس وقت حضرت مولانا فرط حدیثیت سے جہوم رہے تھے اور مکتوب کے لفظ متاثرہ کی تشریح فرما رہے تھے۔

۷۔ سیدنا الحرم زید محمد!

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ والانا مر باحث سرفرازی ہوا۔ مندرجہ مضامین سے سخت متاثر ہوا۔ مولا! کیا آپ سے ملا تو کسی انجن کے وجود عدم اور اس کی ممبری پر موقوف ہے، جس پر آپ متاثر ہوئے ہیں۔ کھوا اللہ ہو اور آپ حضرت شیخ الحدیث سرور اعزیر کے دبار کے درویش گراور اس بنا پر خراج تاش ہیں۔ یہ روحانی تعلق کسی طرح ٹوٹ نہیں سکتا۔ اگر ہادی اسباب حاکم بھی چھو جائیں تو یہ کیا ہے۔ ہماری ادراج ایک ہی دربار دربار کی حاضر تاش ہیں۔ مگر کے لوگوں! صاحبزادوں اور دیگر احباب پر سان حال سے سلام سنوں عرض کر دیں۔ وحوات صالحہ سے فراموش نہ فرمائیں۔ والسلام

منگب اسلاف جمین احمد غفرلہ

ازوالاعلام دیوبند۔ ۳۔ ربیع الثانی ۱۳۶۷ھ

مولانا محفل مرحوم فوتے تھے جبیں شہرہ لکھا تو اس وقت مجھ پر وقت طاری تھی جب تکریہ کا ذکر سے دل کی کیفیت نے حب الفاظ کا ہر بہنا تو حضرت مدنی اپنی بصیرت سے سری جلدی کیفیت سے مطلع ہو گئے۔ (ذوالربیع الاول ۱۳۶۷ھ) مطبوعہ پنجاب پریس لاہور۔ ماسٹر لال دین

پاکستانی علما بحق کی تنظیم کے لیے ۹۔۸۔۱۹۵۶ء کو سندھ، سرحد، بلوچستان، کراچی، پنجاب، بہاولپور وغیرہ اطراف ملک سے ۷۰ جلیل القدر علماء کی مجلس مشاورت منعقد ہوئی جس میں اتفاق رائے سے حضرت مولانا لاہوری مرکزی جمیہ العلماء اسلام مغربی پاکستان کے صدر منتخب ہوئے اور آخر تک اس عہدے پر فائز رہے۔ مجددہ تعالیٰ حضرت کی رہنمائی میں صرف ایک سال کے فکیل حصے میں مغربی پاکستان میں تقریباً ۲۵۰ سوشل سوسائٹیاں جمیہ کی قائم ہو گئیں اور علماء اسلام نے جون ۱۹۵۷ء سے اپنا ترجمان اسلام رسالہ شائع کرنا شروع کیا جو آج تک جاری ہے۔ جمیہ علماء اسلام نے حضرت کی سرپرستی میں جو منشور مرتب کیا تھا، جس کا خلاصہ درج ذیل ہے۔

پاکستان میں اسلامی نظام کا قیام (۱) پاکستان میں اسلامی عادلانہ پاکستان میں عادلانہ اسلامی نظام کا قیام (۲) نظام کو قائم کرنا، جس سے باشندگان ملک ایک طرف انسانیت کش سرمایہ داری اور دوسری طرف الحاد و کفرین اشراکیت کے مضراثرات سے محفوظ رہ کر فطری معاشی نظام کی برکتوں سے مستفید ہو سکیں (۳) صوبائی اور قومی اسمبلیوں کو خالص اسلامی اصولوں پر بنانے کی جدوجہد کرنا۔

دستور پاکستان (۴) موجودہ دستور شدہ ملکی دستور کو صحیح معنوں میں اسلامی دستور بنانا اور اس سے مخالفت اسلام اصول و فہمات کو خوار کر کے قوانین اسلام کے مطابق کرنا۔ مثلاً اس دستور میں غیر مسلم و مرتد کو تمام تعلیمی اسمبلیوں حتیٰ کہ وزارت تعلیم تک کے لئے فائز ہونے کا حق دیا گیا ہے۔ مگر علماء میں سب سے بڑے کے کہ حضرت علیؑ کے اہم اور مذہدار عہدوں پر غیر مسلم و مرتد کو فائز ہونے کا حق تسلیم کر لیا گیا ہے اور ہر پاکستانی کو کافر و مرتد بنانے کی اجازت دی گئی ہے۔

۵۔ ۱۳۵۷ھ۔ جلد چہارم۔ فیروز سنز لاہور

**صدر جمہوریہ** | صدر جمہوریہ کے مرزائی نہ ہونے کی تصریح نہیں کی گئی اس طرح تمام غلط اور غیر اسلامی دفعات کو بدل کر دستور کو قرآن و سنت کے مطابق بنانا۔

**پاکستان کی خارجہ پالیسی** | ۱۔ پاکستان کی خارجہ پالیسی کو مکمل طور پر آزاد رکھنا۔

۲۔ مسلم ممالک کے ساتھ اسلامی دوستانہ تعلقات کو مستحکم بنانا۔

۳۔ غیر مسلم ممالک کے ساتھ سیاسی و اقتصادی اور دیگر تعلقات کو اس حد تک قائم کرنا جس سے پاکستان کی آزاد خارجہ پالیسی قطعاً متاثر نہ ہو۔

۴۔ دنیا کے دو مختار بلکوں کی جگہ سے پاکستان کو علیحدہ رکھنا۔ اور ملکی دفاع، استحکام اور سالمیت کے لیے زیادہ سے زیادہ ملک کو تیار کرنا۔

۵۔ عدالت! ملک میں اسلام کا عائد نظام قائم کرنا۔

**امور داخلہ** | ۱۔ عدلیہ کو اختلاص سے الگ رکھنا۔

۲۔ انصاف بلا معاوضہ کو عمل میں لانا اور کورٹس میں کوئٹہ کرنا۔

۳۔ کم سے کم وقت میں مقدمات کا فیصلہ کرنا۔

۴۔ انصاف کی راہ کی تمام رکاوٹوں و مشغلات رشوت ستانی، اسٹاف وغیرہ کو دور کرنا۔

۵۔ تحفظ ختم نبوت اور مخالفت سنت، نیز فتنہ مرزائیہ کیلئے قانون بنانا۔

۶۔ تحفظ ناموس صحابہؓ کے لیے قانون وضع کرنا اور شدید سزا مستعمل کرنے کے لیے مؤثر اقدامات۔

۷۔ جہان دین اور مسلمہ مذہبی جماعتوں اور فرقوں کے اکابر کی توجہ کے انسداد کی کوشش کرنا۔

**تعلیم اور زبان** | ۱۔ ایسا انصاف تعلیم مرتب کرنا جو کہ ہماری دینی اور فیزیکی ضروریات کا تعین مواد و قوم میں غلامانہ ذہنیت کی بجائے خود واری کا جوہر پیدا کرے۔

۲۔ تعلیم مفت اور عام کرنا۔

۳۔ طلباء کی صلاحیتوں کے مطابق بلا تخصیص ان کے لیے ترقی کے مواقع مہیا کرنا۔

۴۔ طلبہ کی اخلاقی تربیت اور ان میں صحیح اسلامی روح پیدا کرنے کا خاص اہتمام کرنا۔

۵۔ ابتدائی اور ثانوی تعلیم ہر علاقے کے عوام کی پسندیدہ زبانوں میں اور باقی تعلیم ملک کی مشترکہ زبان (اردو) میں دینا۔

۶۔ دور غلامی کی یادگار انگریزی زبان کی سرکاری حیثیت کو عدالتوں اور اسمبلیوں وغیرہ سے ختم کرنا اور اس کی جگہ پاکستان کی قومی زبان کو نافذ کرنا۔

۷۔ علوم مشرقی کی ترویج۔

۸۔ ملک کے مختلف حصوں میں وسیع پیمانہ پر خفا خانے قائم کرنا اور ان میں دعاوی کی فزائی کا ازالہ کرنا۔

۹۔ دیسی یونانی طریق علاج کی حوصلہ افزائی کرنا۔

۱۰۔ علاج و دوا سازی میں ملک کو اپنی ضروریات میں خود کفیل بنانا۔

**قیام امن** | قیام امن، حفظ جان و مال اور حفاظت ملک و ناموس کے لیے ایسی تدابیر عمل میں لانا جس سے ملک کا ہر باشندہ باطمینان زندگی بسر کر سکے اور آئے دن کے حادثات و واقعات کا خاتمہ ہو سکے۔

۱۔ ایسی تدابیر کو عمل میں لانا جن سے ہر پاکستانی ضروریات معاشیات

حیات کو کم از کم قیمت پر خرید سکے اور ہر شخص کے لیے کفایت رزق کے مواقع فراہم کرنا۔

۲۔ ملک میں جہاں کہیں کسان اور مزدور پر مخالفت انسانیت منظم ہو رہے ہوں ان کا مکمل سد باب کرنا اور مالک و مزدور، مزدور اور کارخانہ دار کے مزاہات کو شرعی روشنی میں ختم کرنا۔ نیز برطانوی عدالت کی جاگیر داری کا خاتمہ کرنا۔

۳۔ تمام بے جا سرکاری مصارف کو ختم کرنا اور ملکی کاروبار سے زیادہ حصہ ملک کے غریبوں کو صرف کرنا۔

پاکستان میں شرعی روشنی کے تحت غیر مسلم اقلیت کی جان و مال، عزت و اقلیت آزادی کی حفاظت اور ان کی مذہبی رسوم کی آزادی اور معاہدہ کا تحفظ۔ تاہم ان کی گریزوں سے مملکت اور مسلم حقوق کو خطرہ لاحق نہ ہو۔

### انسداد ارتداد

یہ جوہر نکاتی، انجمنی منشور باعقانی آرائے ارکان مجلس عاملہ مرکزی جمعیۃ علماء اسلام مغربی پاکستان میں منظور ہوا۔  
نوٹ ۱۔ بنظر اختصار منشور کی تفصیل سے گزر گیا ہے۔

### جہاد کشمیر میں مولانا کی شرکت

قیام پاکستان کے فوراً بعد بعض وجوہات کی بنا پر کشمیر میں جگ چٹ گئی۔ تمام مکاتیب جگ کے رہنماؤں نے اس جگ کو جہاد کا نام دیا اور حضرت مولانا احمد علی نورانی رحمہ اللہ نے نہایت مجاہدانہ مستعدی سے اس میں حصہ لیا۔  
حضرت اس جہاد میں حصہ لینے کی خاطر ہزاروں روپے کی وہ رقم جو شہر انوار مرکز میں جمع ہوئی خود لے کر کشمیر روانہ ہوئے اور اس وقت کی زبردستی کے پیر کو دیتے اور اس کا واسطی پر ہاتھ اعلان کر دیتے۔ شب و روز اہمیت جہاد کا ذکر ہوتا۔

آپ بار بار فرماتے ہیں میرے دل کی تمنا یہ ہے کہ ڈوگروں کے مقابلے میں فرسٹ پرنسپل کھٹ اول میں شریک ہو جاؤں۔ سینے میں گولی لگے اور شہادت نصیب ہو جائے ۵

کئی دفعہ روپے، پکڑے اور باقی ضروریات کی فراہمی ہوئی اور حضرت خود لے۔ مرہم منہا۔ جمعا لحدیثاں۔ فیروز سنز۔ لاہور۔

۵۔ الفار ولایت ۱۵۱۵۔ مطبوعہ پنجاب پریس لاہور۔ مولانا عبداللہ چوہدری

۵۔ ملک کے وسائل، معاش و زراعت، صنعت و حرفت، تجارت کو ترقی دینا۔  
۶۔ پس منہ علاقوں کی آبادی کی طرف خصوصی توجہ مبذول کرنا۔  
۷۔ شرعی احکام کے مطابق ان لوگوں کی ضروریات زندگی کو سرکاری نواز سے منت

میں کرنا، جو اکتاپ بذوق برتاؤ نہ ہوں۔  
۸۔ محنت پیشہ طبقہ کے حقوق کا تحفظ کرنا۔

۹۔ ملازموں کی تنخواہوں میں ایسا صحیح تناسب قائم کرنا، جس سے تیسرے درجہ کے ملازمین کی تنخواہ ان کی ضروریات زندگی کی تکمیل ہو سکے۔

۱۰۔ ملک میں بے حیائی، عریانی، فحاشی، رقص و سرود اور فحش طرچہ قرار دینا اور ملک کے نوجوانوں میں مردانہ صفات، بہادری، نہایت اور اعلیٰ اسلامی اخلاق پیدا کرنے کے لیے تمام تدابیر کو عمل میں لانا۔

ب۔ سکرات کے تمام اقسام کے استعمال کو جرم قرار دینا۔  
ج۔ قمار بازی اور سود کی تمام صورتوں کو جرم قرار دینا۔

د۔ پاکستان کی مسلم رعایا کو مسلح کرنا، کشمیر اور نہری بانی کے مسائل حل کرنے کے لیے قوم کی مختلف سیاسی اور غیر سیاسی پارٹیوں کے شریک ہونے کا حکم ملے کرنا۔

مواصلات میں تمام موجودہ مشکلات اور تکلیف کو حل کرنا۔ دیہاتی اور تنصاتی باشندگان ملک کے لیے نقل و حرکت کی ہر طرح سہولت بہ پہنچانا۔

ملک میں یک جمعی و علاقائی حقوق صوبائی اور نسلی تعصب کو ختم کرنا۔

علاقائی حقوق کا تحفظ اور مساجد کی بجائی اور متروک جائیداد کے معاونہ کا اہتمام اور ان کی جملہ تکلیف کا اہتمام۔

پاکستان میں ہر شہری کی حق و تحریر اور اجتماعات و دیگر شہری آزادی حقوق شہریت کی شرعی حدود کے اندر ضمانت دینا۔

محمد مرزا محمد مبارک صاحب جو حضرت شیخ الغصیر علیہ السلام کے ساتھ سفر و حضر میں حاضر رہتے تھے، فرماتے ہیں کہ آزاد کشمیر کے صدر جناب علی احمد شاہ صاحب نے حضرت مولانا کو کھیر آئے کی دعوت دی، حضرت نے محمد امجد الاسلام کو ساتھ لیا اور کھیر پہنچ گئے۔ صدر موصوف نہایت اعزاز و اکرام سے پیش آئے اور حضرت کی خدمت اندس میں یوں عرض پر داز ہوئے کہ آپ قرآن پاک کا الیا ترجمہ کریں جو چند مشہور اسلامی جاحثوں (مفتوں) کے نزدیک مصدق ہو۔ تاکہ ان کے اختلافی مسائل کی شدت کو دور کیا جاسکے۔ حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے اس کارنامے کی تکمیل کا وعدہ فرمایا اور قیام مطلق کی عطا کردہ توفیق سے پوری محنت پر شوقی اور عزم سے اس بہت مشکل کام کو بطریق احسن پورا کر دکھایا۔ اب یہ مترجم قرآن مجید درلودندی، بریلوی، اہل حدیث اور شیخہ حضرات کا عمدہ ترجمہ خدام الدین سے مل سکتا ہے۔

### صدر مقرر کی دینی خواہش اور مولانا کا گراں قدر شاہکار

حضرت شیخ الغصیر رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت عالیہ میں صدر آزاد کشمیر کی طرف سے حسب ذیل عمداً فریق اور تاریخ ساز استدعا کی گئی: میرا ارادہ ہے کہ میں اپنی ریاست میں علماء کرام کو جو طریقوں کے اختیارات سونپ دوں، حضرت نے صدر مقرر کی تجویز کو بڑا سراہا۔ مگر ساتھ ہی یہ بھی فرمایا کہ ہر تاریخ الحاصل عالم دین میں یہ استعداد نہیں ہوتی کہ قدمات کی جزئیات پر ناقدانہ غور و خوض کر سکے اور پھر فقہی نقطہ نگاہ سے صحیح فیصلہ پہنچ سکے۔ اگر تمام علماء کو بھی کے ذرائع توفیق کئے جائیں تو یہ موجودہ ٹرینڈ رجحان کے مقابلے میں ممکن ہے، ہاں کام نہایت ہوں کیونکہ مدارس عربیہ میں درس و تدریس کے علاوہ ان بچاروں کو کلیات سے

لاؤنڈری تشریف لے گئے۔ دس ہزار روپے کی رقم خطیہ صدر سردار محمد امجد مبارک صاحب کے سپرد کی گئی، اس سفر میں آپ کے ہمراہ آپ کے جانشین حضرت قاری مولانا عبد اللہ انور صاحب بھی تھے۔

کشمیر میں جب جنگ زوروں پر تھی، مسلمان قبائل ہندو ڈوگروں سے برہنہ پکار تھے اور قریب تھا کہ مسلمان مجاہدین سرسنگ اور جوں پر قابض ہو جائیں، بس قوت نہایت منہروں سے مونٹ بیٹن اور باقی بدترین برطانیہ کی وساطت سے یو۔ این۔ او سے پاکستان پر زور ڈھکوا یا۔ پنڈت جی نے تعین دلایا کہ حالات کے پرسکون ہونے کے بعد کشمیر میں استصواب رائے کا کیا جائے گا۔ لہذا ہمارے محبوب وزیر اعظم یاقوت علی شہیدان کی پرفریب سیاست کے جھانسنے میں آگئے۔

آزاد کشمیر میں میر فاضل محمد یوسف اور کرنل سید علی احمد شاہ کی کوششوں سے افترا کا کام جاری ہو چکا مگر تحصیل میں مفتی اور ضلع میں مفتی اور اوپر صوبائی مفتی جو۔ اس طرح موجود نظام کو اسلامی نظام کے قریب تر لایا جاسکے۔ حضرت کو علماء و مفتیین کی فلاح و بہبود کے لیے منظر آباد دعوت دی گئی، حضرت پہنچے تو وہاں آپ حکومت آزاد کشمیر کے اہمان تھے۔ لیکن اپنے دیرینہ عقیدت مند غازی خدا بخش صاحب کے بیٹے کو اڑ پڑ بھی تشریف لائے جو وہاں اس وقت آنریری کمیشن بطور آفیسر کام کر رہے تھے۔

آزاد کشمیر میں مفتیین کو القدر کے طریق کو حکومت کشمیر نے آپ کی صوابدید پر چھوڑا۔ آپ نے امیدواروں کا تحریری امتحان لیا اور ان کا انتخاب فرمایا۔ ان کو گزشتہ آئینہ کی حیثیت دی، اس میں آپ کے ساتھ کرنل علی احمد شاہ صاحب بھی شریک تھے۔

### صدر آزاد کشمیر جناب علی احمد شاہ صاحب کی مولانا کو دعوت

۱۔ حضرت مولانا محمد مبارک صاحب حضرت لاہوری کی خدمت میں برسوں رہے۔ حضرت ان کی خدمت مخلصانہ پر دل و جان سے خوش تھے۔ ہر وقت اپنے ساتھ رکھتے جک اپنا چہ تھا پیشاں کر دیتے۔ ان کی تعلیم اداوری باقی مصارف حضرت کے ذمہ پڑتے تھے۔

۲۔ مرد مومن ص ۱۳۰۔ عبدالحیہ غازی۔ فیروز سنز لاہور

اُن کو اپنی حاجت کے حق میں آہِ رخصت اور اپنے آپ کو ان کے حق میں پناہ کی بشارت دینا شروع کر دیں۔ خاندانی قدم قدم و فاداری کے حوالے دے سکتے اور اس ضمنی نبوت نے نیز سلم حکام سے بغیر عنایت و حفاظت کی خوب دیر پزیر گری کی بجائے

باقی بچھلا صوم اوریں کہہ سکتا ہوں کہ میں ان تائیدات میں بجا نہ ہوں اور میں کر سکتا ہوں کہ میں اس گورنٹ کے لیے ایک قویہ ہوں اور پور پناہ و فلاح کے ہوں۔ جو آفتوں سے بچا سکتا ہوں اور غلے بچھو کر بشارت دی کہ خدا ایسا نہیں ہے کہ ان کو کھینچا دے اور تو ان میں جو پس اس گورنٹ کی غیر غلامی اور میں کوئی دوسرا شخص میری نظیر اور شیل نہیں اور حضرت پیر گورنٹ جان لے گی کہ اگر وہ ختمی اس میں ۱۰۰۰ ہوتا

دور واقع۔ حصول۔ ممتعات ۳۳، ۳۴۔ حضرت مرزا غلام احمد قادیانی (علیہ السلام) کو بتایا ہے۔ اس میں جو اس سلطنت کے زیرِ سرِ پادشاهی حاصل ہے۔ زیرین کو مظلوم مل سکتا ہے اور وہ زمین اور سلطان دم کے پائنت کے قلعہ میں۔ درباری عقوبت مرزا غلام احمد ملے۔ یا شمس کے کہ سرکار دولت دارا پے خاندان کی نسبت میں کو اس مل کے صدر تجربے سے ایک وفادار جاں نثاریت کی بجلی ہے اور جس کی نسبت گورنٹ حاکم کے مرکز حکام نے یہی مستحکم رکھنے اپنی پیشانی میں لگائی ہے۔ یہ کہ وہ قدیم سے سرکار انگریزی کا غیر خود خدمت گزار ہے۔ اس خود شکر ہو کہ نسبت خرم و احتیاط سے اور تحقیق و توجہ سے کام لے کر اپنے تحت حکام کو اشارہ فرماتے ہو کہ ہمیں اس خاندان کے ثابت شدہ وفاداری اور اخلاص کا لحاظ رکھ کر مجھے اور میری جماعت کو عنایت و مراہی کی نظر سے دیکھیں۔ (تبلیغ رسالت ص ۱۷۱ جلد ۲ مرزا صاحب)

۱۔ اب چھڑو جو مارا کہ دوست خیال۔ دین کیے حرام ہے۔ اب جنگ اور قتال۔ اب آسام سے نور خدا کا نزول ہے۔ اب جنگ اور جہاد کا فتویٰ فیض ہے دشمن ہے وہ خدا کا کتا ہے اب جہاد۔ منکرشی کا ہے۔ جو یہ رکھتا ہے اعتقاد (ضمیمہ جلد ۱ ص ۲۰۰)۔ (مرزا صاحب)

مسائل مندر کے استخراج اور استنباط کی شوق نہیں لڑائی جاتی۔ لیکن اگر آپ چند مخصوص علماء کرام کو میرے پاس بھیجیں گے انھیں فہم و فہم تو میں انشاء اللہ تعالیٰ آپ کے منشاء کی تکمیل کے لیے پوری پوری کوشش کر دوں گا۔ لہذا یہ موصوف نے علماء کی ایک منتخب جماعت حضرت کے پاس لاہور بھیج دی۔ آپ نے ان کی تربیت میں جسے انھماک اور یکسوئی سے سعی فرمائی اور ان علماء کرام کو مطلوب علمی مہارتیں پہنچایا اور غرض ہوئے پرسندت بھی دیں۔ الحمد للہ عملی ناکام۔

### مرزا غایت اور حضرت لاہوری

انگریز حکومت ہندوستانیوں کو ظاہر امرعات دے رہے تھے لیکن حقیقت میں ان کے رگ و پے سے جذبہ حقیقت اور احساس حریت نکال رہے تھے۔ ہندوؤں کو تعلیم اور اعلیٰ ملازمتوں کی شہکیوں سے سلا کر مسلمانوں کی ناک میں بٹھے ہوئے تھے۔ ان میں انتشار و افتراق پیدا کرنے کے لیے ہر قسم کے حربے استعمال کئے جا رہے تھے۔ ان قریب کا یوں میں مسلمان ہند کی جمیعت میں بگاڑ پیدا کرنے کے لیے مرزا غلام احمد قادیانی کے ذریعے نبی نبوت کا رد و انھماکوں دیا گیا۔ ختم نبوت کا عقیدہ اسلامیات عالم کی مرکزیت کا ضامن ہے اور چودہ سو برس سے تمام ملکہ گورخاؤ اس پر متفق ہیں۔ مرزا غلام احمد کی زبان سے اجراتے نبوت کا اعلان کرنا نسبت سلسلہ کو پناہ پارہ کرنے کی ناپاک کوشش کی گئی۔ مرزا غلام احمد نے جہاں اپنے نبی، مجدد، مسیح موعود، کرشن اور اوتار ہوئے کا دعویٰ کیا، وہاں غیر احمدیوں کو سوتوں اور کشتوں کی اولاد بھی کہا

مرزا صاحب نے غیر احمدیوں پر زبان تبرکات کوٹنے کے علاوہ حکومت انگلیش قادیانی

۱۔ انوار ولایت ص ۱۹۔ سوانح حیات مولانا احمد علی مرحوم مہجور پنجاب پریس لاہور ۱۔ پس میں دھڑی کر سکتا ہوں کہ میں ان خدمات میں یکتا ہوں (دجاری ناگامضی)

مرزا صاحب کی مخالفت میں آپ کا آغاز خطابت نہایت مضبوط اور شین ہوتا تھا۔  
مرزا صاحب کے متشدد اقوال، پمفلٹ شائع کر دیا اور اس میں آپ نے مرزا صاحب  
کی کتب کے حوالے پیش کر کے اتمام حجت پر اکتفا فرمایا۔

### جماعت اسلامی اور حضرت مولانا

جماعت اسلامی کے بانی مولانا ابوالاعلیٰ مودودی صاحب کثیر الانصاف باہل  
قلم ہیں اور ان کا تمام رویہ سچا اسلامی تعلیمات کی تفسیرات اور توضیحات کے متعلق  
ہے۔ ان کی بعض تحریرات کے سلسلے میں بعض علماء کو مجتہدانہ اختلاف ہے، اسی  
طرح حضرت لاہوری علیہ الرحمہ کو بھی ان کے نظریات سے اختلاف تھا خصوصیت  
سے ان کی کتاب تجدید و احیائے دین کی بعض عبارتوں اور خطبات میں "عالمگیر

لے۔ از مرزا کے متشدد اقوال" مصنف حضرت مولانا احمد علی مرحوم۔

محسند دیکھنے جوں میں نے اکمل۔ غلام احمد کو دیکھے تھوڑا ہی میں

اخبار بدرملا جلد ۲۵۔ اکتوبر ۱۹۰۹ء

میں نے خواب میں دیکھا کہ میں خدا ہوں اور یقین کیا کہ میں ہی ہوں دکن بابر یہ عہد  
مرزا غلام احمد

"ان تمام کتابوں کو ہر مسلمان محبت کی آنکھ سے دیکھتا ہے اور ان کے معارف  
سے ناگوار ٹھانتا ہے اور چرچہ قبول کرتا ہے۔ مگر زندگیوں کی اولاد جن کے دلوں پر  
عدائے مرگ گادی۔ وہ مجھے قبول نہیں کرتے۔" دیکھ کر کمال اب اسلام۔ مرزا غلام احمد  
لے۔ "میرا اندازہ ہے کہ آٹھ دلا دھم و کلاں، الامام احمدی، اپنے زمانہ میں بالکل  
جدید ترین طرز کا لیٹر رہوگا۔ وقت کے تمام علوم جدیدہ پراس کو مجتہدہ اندامیرت  
حاصل ہوگی۔ زندگی کے سارے مسائل میں کہ وہ خوب سمجھا ہوگا۔

(تجدید و احیائے دین مولانا مودودی صاحب)

(جاری۔ اگلا صفحہ)

کو حرام قرار دیا اور مخالفوں کو بدکار، حوامی، شرار اور بد ذات کے القاب دئے۔  
افرض مسلمانوں نے اس فرقہ باطلہ کے عقائد فاسدہ کی روک تھام کے لیے  
غیر اول ہی سے جدوجہد شروع کر دی، منتظم تحریکین چلائی۔ متعدد دفعہ ہزاروں ہٹاکار  
اور علماء کرام جیل خانوں میں گئے، لیکن کچھ امریکائی سی کے اس ناموس سے اسلام کے  
پاکیزہ وجود کو نجات دہلی، مجلس احرار اسلام، مجلس تحفظ ختم نبوت کے زعمائے مزاحمت  
کی محنت کے خلاف سب مسلمانوں کو بیدار کیا اور بیٹوں یکم قرآن یکم اور احادیث غیر  
کے ذریعے اس سرکاری نبوت کی طبع سازی لوگوں پر واضح کرتے رہے۔ حضرت مولانا  
احمد علی مرحوم باقی علماء جمہور کے ساتھ اس سلسلے میں صفت اول میں کام کرتے رہے  
بلکہ دین مصطفویٰ کی حفاظت کے لیے جس قدر قربانیاں قربان کیں، ان کا سرچشمہ  
حضرت لاہوری کا مبارک چہرہ ہی ہوتا تھا۔ ۱۹۵۳ء میں تحفظ ختم نبوت کی پاکستان گیر  
تحریک کے وقت آپ گرفتار ہوئے۔ کسی صاحب دل نے لاہور کے ریلوے اسٹیشن  
پر آپ کو مچکاڑی لگے ہوئے دیکھا تو بے ساختہ پکار اٹھا۔

"یہ پر از سالی میں اپنے ہاتھوں میں محسن ہائے ہونے مولانا احمد علی  
تو نہیں ہیں، بلکہ عصر حاضر کے امام احمد بن منیل ہیں"

لے۔ میں کھتا ہوں کہ حسن دگر منٹ بھائیہ، حکومت کی بدخواہی کرنا ایک حوالیہ  
بدکاروں کا کام ہے۔ (مرزا غلام احمد۔ خدمات القرآن ص ۱۱)

لے۔ "سَاكَاَنَ عَسَتْ اَنَا اَحَدُ مَنِ دَعَا يُكْفَرُ وَ لَكِنَّ رَسُولَ اللّٰهِ وَ خَاتَمِ  
النَّبِيِّينَ وَ كَانَ اللّٰهُ يَكْفِي شَيْئًا عَلِيَهَا۔ سورہ ۳۳ آیت ۴  
لے۔ احادیث نبوی۔ لَا تَقُومُ الْمَسَاعِلُ حَتّٰى يَبْعَثَ دَعَاؤُنَ كَذَّابُونَ  
قَرِيبًا مِّنْ ثَلَاثِينَ كَمَا هُوَ مَرْغُوبٌ اِنَّهُ دَعَا رَسُولِ اللّٰهِ وَ اَنَا خَاتَمُ النَّبِيِّينَ لَا يَحِي  
بعدی و ترمذی شریف ابواب الفتن، انا اخر الانبياء و انتوا اخر الامم و ابن ماجہ  
باب لا تقوم الساعة حتّٰى يخرج كذابون ص ۲۰ مطبوعہ مکتبہ دار الفکر بیروت  
لے۔ سَاكَاَنَ عَسَتْ، ابن الخطاب و ترمذی شریف۔ ابواب النفاق ص ۵۵

کے ارادے سے احکام دین کا استنباط حکمت کی بجائے تشابہات سے کرتے ہیں۔ اسلام جیسے پاکیزہ اور خاتم الانبیاء مذہب میں بھی بہت سے فُرقی بالظہر جزم یا ہے۔ کل ضرب ببا لندیمہ فہو حون کی حقیقت کے پیش نظر فرقہ پرانی آپ کو ناجی اور قرب الہی سمجھتا ہے۔ ہمارے اس عہد میں انکار حدیث کے علمبرداروں کا ایک نیا فرقہ وجود میں آیا ہے جس کے بانی عبداللہ چکڑاوی تھے۔

حضرت لاہوریؒ کو ہم نے بار بار یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا تھا کہ مولوی محمد عبداللہ چکڑاوی میرے درس قرآن مجید میں آتا تھا۔ میں اس کو اپنے قریب جگہ دیتا تھا تاکہ وہ قیامت کے دن خدا تعالیٰ کے حضور میں اپنی لاعلمی کا عندر پیش کر سکے۔ میں نے مولوی عبداللہ صاحب کو احادیث نبویؐ کی روشنی میں قرآن حکیم کے متاثرہ مطالب سمجھانے کی کھنکھ کو کشش کی اگر وہ راہ راست پر نہ آئے۔ ان کے مقام بلکہ کاروبار اس چیز پر ہے کہ قرآن پاک چونکہ دین اسلام کے تمام کلیات و درجات کو اجاگر اور تفصیلاً بیان کرنے کے لیے کافی ہے۔ لہذا دینی امور کی افہام و تفہیم کے لیے احادیث کی ضرورت نہیں۔

اس کے ایک چیلے نے جس کا نام غلام احمد بریلویؒ ہے وہ بھی یہی عقاب الہی کا نشاۃ بنا چاہے، مذکورہ گفتگو اس قدر مواد سے لگی ہے کہ مسلمان پاک و ہند کی جان کے لالے چرگئے ہیں۔ جی کٹر غلام جیلانی بریلی نے جو بریلوی کا ہم نوا ہے۔ غلام کے نام سے ایک کتاب لکھی ہے، جس میں اس نے احادیث مقدسہ و مسلم روایت اصول ولایت اور ثقہ و اقرہ پر نہایت بے باکی سے حملے کئے ہیں۔ امام بناریؒ جیسے امام فہم پر پڑھتیاں کئے سے بھی باز نہیں رہا۔ (الدیانہ بلانہ)

اجتماع کے عنوان کے بعض حصوں پر مولانا جہنوی کے اعتراضات تھے۔ آپ نے اس حقیقت کا اظہار تحریریں طور پر کیا۔ آپ کا مقصد مولوی صاحب کی تنقیص و تہقیر۔ بلکہ آپ کے دل و دماغ میں اصلاحی پروگرام تھا۔

### پروفرزیت

نفس قرآنی سے ثابت ہے کہ اہلس رجب لاخوفینہ اجمعین کے دعویٰ پر ٹوٹا ہوا ہے اور انسانی گروہ میں وہ افسر اور بھی موجود ہیں جو واسخون فی الحسم سے ملقب ہیں اور وہ کسی قسم بھی پائے جاتے ہیں جو منصف پرواوی (بقیہ حاشیہ) جزوی مجددین کی فہرست۔ عمر بن عبدالعزیزؒ، آخر ارباب، امام غزالیؒ، ابن تیمیہؒ، شیخ احمد سرہندیؒ و تجمید وایحیائے دین وغ۔ درست متناہین۔ محض فرقہ پرستی و متعصبانہ ابجد کا کام نئی اجتہادی قوت کا طالب ہے بعض وہ اجتہادی بعیرت جوشاہ و صاحب یان سے پہلے کے مجتہدین و مجددین کے کان میں مل پائی جاتی ہے۔ اس وقت کے کام سے عہدہ برآ ہونے کیلئے کافی نہیں۔ (تجمید وایحیائے دین وغ) اس وقت کے حالات میں شاہ راہ عمل تعمیر کرنے کیلئے ایسی قوت اجتہادی درکار ہے جو مجتہدین سلف میں کسی ایک کے علاوہ امتناع کی پابند نہیں اگرچہ استفادہ ہر ایک سے کرے اور ہرگز کسی سے بھی نہ کرے۔ (تجمید وایحیائے دین وغ) قرآن کے لیے کسی تفسیر کی حاجت نہیں۔ ایک اعلیٰ درجہ کا پروفیسر کوئی ہے جس نے قرآن بظرف غارتھا لکھا جو نہ تنبیحات و ترمیمات اور نہ انشاوی سیکرٹری جنرل وی ورلڈ لکچرک مشن انگلینڈ۔ کتاب (وجہت اسلامی) ص ۲۲

لے۔ سورہ ص ۲۸۔ آیت ۸۶۔

لے۔ ہُوَلَاذِی اَنْفَلَّ عَنِکَ اَلْکِتَابُ عِنْدَ اَیْتِ مَحْکَمَتِکَ مِنْ اَمِّ الْکِتَابِ  
فَاَوْحَرْتُ مَشْرِیْہُ لَکَ طَائِفَاتِ الدِّیْنِ فِی شُکُوْکِ مِعْشُوْرَہِ فِیْ فِیْہِ تَعَوْنُ مَا شَآءَہُ  
مِنْہُ اِبْتِغَاۃَ الْعِشْقَۃِ وَ اِبْتِغَاۃَ تَاوِیْلَہُ وَ مَا یَعْلَمُہُ تَاوِیْلُہُ اِلَّا اللّٰہُ  
(ہادی الموصوف)

(بقیہ) بھلا صفر و انساب سخون فی الٰہیو لِقَوْلِکُمْ اَمْتَابَہُ کُلِّ قَبْلِ عِنْدِ وَ تَبْنِ  
وَمَا یَعْلَمُہُ اِلَّا اَدْوٰہِی الْاَنْبِیَاۡتِ۔ سورہ ۲۸ آیت ۷

لے۔ انوار ولایت ص ۲۵۔ مطبوعہ پنجاب پریس لاہور۔ مصنف۔ بشر لال دین۔

ہوا ہے۔ گو تندرست لیکن چراغ اپنا جلا رہا ہے  
وہ مرد درویش جس کو حق نے دے ہیں انداز خسروانہ (اقبال، ص ۴۷)

## ہفت روزہ خدام الدین

حضرت لاہوری نورانیہ مرحومہ نے شیعہ نشر و اشاعت کے اجراء کے بعد لاگوں  
دینی رسائل شائع کر کر بندہ پاک کے شہروں، تصبیوں اور دیہاتوں میں مفت  
تقسیم کرانے تھے۔ صرف چند ایک قلیل قیمت پر فروخت ہوتے تھے۔ آپ کے  
پیش نظر ہمیشہ اشاعت دین کا پہلو رہتا تھا۔ نفع اندوزی کا خیال آپ کے دماغ  
میں کبھی بھی پیدا نہ ہوا۔

ہفت روزہ خدام الدین کے نام سے آپ کی سرپرستی میں ایک رسالہ جاری  
ہوا۔ تو آپ بے حد سرور و جوش فرمایا کرتے تھے۔ ”پروہر دگار عالم نے انجمن خدام الدین  
سے یہ رسالہ جاری کر کر دین کا وہ بہتم باشند کا کام لیا ہے، جو پیشہ واز میں نہیں لیا تھا۔“  
آپ کی یہ دیرینہ خواہش تھی جو دوائے دوا لمن نے پوری فرمائی۔ لہذا آپ کے تمام  
اوقات اس رسالہ کی تیاری میں صرف ہوتے رہتے تھے۔

آمدہ مضامین کی تصحیح کا کام شروع ہوا۔ لیکن آپ درس عمومی کے بعد نہایت  
دل جمعی سے چلے جاتے تھے۔ مگر برداشت حک و اصلاح فرماتے جاتے۔ پہلے سنی پر احادیث  
نبوی کے عنوان سے چند ایک احادیث مقدسہ کا انتخاب اور ان کی تشریح بھی آپ  
کے ذمہ ہوتی تھی۔ خطبہ جمعہ کی تحریر بھی تیاری کی جاتی اور ہر جمعہ آپ کے ارشادات حسنہ  
نہایت آب و تاب سے خطبہ جمعہ کے عنوان سے نوبہ قرطاس ہوتے۔ ہر جمعہ نوبہ  
کونماز مغرب کے بعد مجلس ذکر جہرا کا انعقاد ہوتا۔ حقیقت مندوں کا ایک مجموعہ  
ہوتا۔ ذکر کے اختتام پر ایک مختصر سی تقریر فرماتے جس میں روحانی امراض کی  
تشخیص، علاج اور پریز تیا جاتا۔ جو کہ تصفیہ کا یہ عارفانہ نظام بلحاظ حق کے  
لیے بڑی جاویدیت رکھتا تھا۔ مجلس ذکر کے فضائل و فوائد ادا شدہ کسی موقع پر

حضرت مولانا لاہوری باقی حلال حق کی طرح اس فن کے استاد میں تازہ است کو شال  
رہے۔ آپ کی وفات سے ۲۵ دن پہلے ۲۹ جنوری ۱۹۶۲ء کو دیال سنگھ کالج لاہور  
میں ایک جلسہ منعقد ہوا، جس میں اکابر وقت کو تقاریر کے لیے مدعو کیا گیا۔ انہوں نے  
دلائل و براہین سے منکرین حدیث کی سنا لانا اور غلاب اسلام روش کی مذمت کی۔  
اس جلسے کی صدارت کے فرائض حضرت مولانا سرانجام دے رہے تھے۔ آپ  
جلسے کے اختتام پر اپنی جگہ سے اٹھے اور فرمایا: ”مٹا کی محبت سی تقریریں ہوتی ہیں۔  
لیکن کسی محقر نے وہ بات نہیں کہی، جو میں کہتا ہوں کہ منکر حدیث منکر قرآن ہے۔  
منکر قرآن خارج از اسلام ہے۔ یہ وہ پہلی طرف تھی جو پرویزیت کے خلاف زور پر  
لگی۔ اس کے بعد تمام علمی اور دینی حلقوں نے اس فیصلے پر صدارت کرتے ہوئے پرویزیت  
کی مخالفت کی۔“

۱۔ کر ہی صدارت پر مولانا احمد علی افروز تھے۔ کچھ ہی گنگ کا بدنی کا لبا کوٹ زیب تن  
تھا۔ سر پر سفید گنجی فلاٹن کی چیچی پٹری کی طرح بندھی ہوئی تھی۔ مین سفید دائی سینے کو ڈانچے  
ہوتے تھے۔ ہاتھ میں عصا اور انھوں میں خاص قسم کی چمک تھی۔ ایچ کے دائیں بائیں حلال کلم  
تشریف فرما تھے۔ طلباء اور مختلف خیال اور مختلف عادات کے اس کثیر الجموعہ میں سے  
اڑھائی تین گھنٹے کسی کو سرگٹ سٹو نے کی جرات نہیں ہوئی۔ کوئی مجلس میں سے اٹھ کر  
باہر نہیں گیا۔ سب پر توجہ اور انتہا کے ساتھ علماء کے ارشادات سنتے رہے۔ نماز عصر  
کے لیے بل بوتہ پر کرایا گیا۔ کالج کے لان میں درمی بچہ کر نماز کا اختتام کیا گیا۔ اذان دی گئی۔  
کالج کے دوسرے کمروں میں بھی نمازیوں کا سبب تھا۔ جو ہم جگہ جگہ تھا۔ طلباء، نوجوان، جوق و جوق  
چشمہ خصوص و شریع کے ساتھ نماز میں شامل ہو کر کئی نہیں کر سکتا تھا۔ اس قسم نے اپنے شہساز کو  
حرک کر دیا۔ (۲۹- جنوری ۱۹۶۲ء۔ روزنامہ ”مستبان“، احسان بی اسے)

۲۔ محرم المقام پرفیضہ خدام الدین صدیقی سابق وائس چانسلر پنجاب یونیورسٹی لاہور کا اپنا  
بیان ہے کہ چونکہ وہ اس جلسے کی کاروائی کے شاپر میں تھے۔



نہیں کہتے کہ خالق اکبر نے مولانا کی حیاتِ مرتدہ کے انوار کو چاروں گنبدِ عالم میں  
چمکنے کا ایک سنہری موقعہ اتران فرمایا ہوا تھا۔ یہ سلامت نبوی اور اس دورِ نقیض  
میں دینِ حنیف کی یہ لازوال خدمت خداوندِ عالم کی غائبانہ تائید سے منور تھی۔  
ورنہ اس رسالے میں دو ٹوک گراف کا فیاض جذبِ نظر طلسم تھا۔ نہ ملک کے بڑے بڑے  
ادباء و شعراء کا کلام مہترما تھا۔ ہاں! اس کی قبولیتِ عامہ کی دلیل درج ذیل  
شعریں کہتے ہیں۔

دہادہ ہے، ذراچی، نہ دورِ پیمانہ

فقط نگاہ سے رنگیں ہے، بزمِ پیمانہ

ہم انشاء اللہ مولانا کی تبلیغی سرگرمیوں کے ضمن میں قریب بحثِ رسالہ کی اصلاحی  
اور روحانی افادیت کو واقعات کی روشنی میں پیش کریں گے۔

الحمد للہ۔ حضرت مولانا کا یہ > یا ہوا شجرِ طیبہ اس وقت سے سرسبز و  
شاداب ہے اور اس کے پاکیزہ ثمرات آج بھی خوش نصیب انسانِ علمی اور روحانی  
برکات حاصل کر رہے ہیں۔

### حضرت مولانا کی رحلت اور چھپشکوئیوں

حضرت مولانا نمازِ تہجد کے لیے تقریباً تین بجے پر شرب کو بہار ہو جاتے  
اور پھر دن بھر کے دینِ مشاغل کے انہماک کے بعد نمازِ عشاء پڑھ کر قسریہ یا  
دس بجے گھر تشریف لے جاتے۔ ساری زندگی درس و تدریس، تہذیبی اقتدار  
عبادتِ مسنونہ، تبلیغ و اشاعت، توحید و اصلاح اور خالقِ دو جہاں کی شناخت  
اور خلقِ خدا کی خدمت میں گذری۔ آپ کے جمیع تحفے میں پیرِ اداسی کے ایام  
میں شکر کا پڑا اثر ہوتا تھا، جو کہ آجستہ آجستہ ناسخ کی صورت اختیار کر گیا۔ عین  
گرمیوں میں گاہے آپ کو گرم جراب کی ضرورت محسوس ہوتی۔ فاج کا اثر کبھی آدھے  
سر مبارک پر، کبھی کان اور نسا پر اور کندھے اور پاؤں پر ہوتا لیکن ان تمام

بیان کئے جائیں گے، یہ تقریر دلپذیر بھی عدمِ الدین کے صفات کی زینت بنتی علاوہ  
ازیں اصلاحی، معاشرتی، تاریخی، ملکی، ملی، مجلس اور سماجی اقدار پر مشتمل مضامین  
سبقت روزہ خدامِ الدین میں چھپتے تھے۔ بچوں کا صفحہ مستورات کی اصلاح احوال  
کے موضوعات اور جنگل کی مظلوم کلام کو بھی بڑی اہمیت دی جاتی تھی۔

اگرچہ یہ موقر جریدہ اپنی سویری حیثیت سے پاکستان کے باقی رسائل و جرائد  
سے چنداں امتیازی شان کا حامل نہیں تھا۔ لیکن اپنی سنوئی افادیت و عظمت  
کے لحاظ سے ملک بھر کا کوئی رسالہ بھی اس کا رنگ نہیں کھا سکتا تھا۔

اس کو امرِ نگاہی سے تعبیر کیجئے یا دورِ حاضر کی شقاوت کئے مسلمانوں میں  
اختلافی مسائل پر آنے والے سرچھوڑ ہوتی رہتی ہے۔ علماءِ مشوجہ جب مسائلِ حملہ  
میں جوتی پیراز نہیں کر دیتے، اپنی پارٹی کو ناکام سمجھتے ہیں۔

دینِ مولا فی سبیلِ اللہ فساد

لیکن حضرت کے رسالہ میں کسی اختلافی مسئلہ کی اشاعت کی ہرگز اجازت  
نہیں تھی۔ شیعہ، سنّی، اہل حدیث حضرات اور عہدِ طبقہ کے دل وادگان بڑے  
شوق سے اس اصلاحی مجلہ کے خریدار بنتے تھے۔ یہی وجہ تھی کہ اس کی اشاعت  
چار سو سے پندرہ ہزار تک پہنچ گئی تھی۔ پاکستان کے بڑے بڑے شعروں،  
قصبوں، دیہاتوں، سکولوں اور کالجوں کے علاوہ بیرون ملک مثلاً لندن،  
مغربی جرمنی، امریکہ، انڈونیزیا، کویت، بحرِ معطر، مدینہ منورہ میں بھی اس آوازِ حق  
پرست پر لبیک کہنے والے موجود تھے۔ حقیقت یہ تھی کہ شجرِ طیبہ اپنی دستوں اور  
رفتوں میں مثلاً کلمۃ طیبۃ کشفۃ طیبۃ اصلہا ثابت  
ذکرہ فی المسماۃ کا مصداق بنا ہوا تھا۔ ہر تیرے کہتے بھی پاک محسوس

لے۔ "خرد مومن" عہدِ الحمد، فروری سنہ ۱۳۸۰ھ لاہور

لے۔ سورہ ابراہیم ۱۴، آیت ۲۲۔

جسمانی عوارض کے باوجود دینی معمولات میں ہرگز کوئی فرق نہ آتا چہرہ ولایت ہتھار پر کبھی لدی چھا جاتی۔ بعض اوقات دس عموئی کے لیے صبح تا ننگے پر مسجد میں شریف لاتے۔ سہارا دینے کے لیے خدام ہوا کرتے۔ آخری ایام میں عصا کا استعمال عام ہو گیا تھا۔ زندگی کی پچھتہ بہائیں غم ہو رہی تھیں۔ دس قرآن میں گاہ گاہے فرماتے ۱۰ اسے میرے اللہ! میں تجھ سے راضی ہوں۔ جب تیری مرضی ہو، مجھ کو اپنے پاس بلا لے۔ اللہ! مجھے کسی کام محتاج نہ کرنا۔ پھر فرمایا کرتے: "میں اللہ تعالیٰ سے دعا کرتا ہوں کہ مجھ کو اللہ کا محتاج نہ کرنا، بلکہ میری اولاد میری محتاج رہے۔ یا اللہ! مجھ کو موت اس حالت میں آئے کہ میری کوئی نماز نہ چھوڑے۔"

۸۰۰ھ میں ہمارے گاؤں خٹروالا چک ۱۰۰۰ کا جامع مسجد کے خطیب مفتی ابوالشفا کنڈیاں شریف سے واپس آئے تو فرمایا: وہاں ایک مہذب عالم جذبِ محبت میں کچھ باتیں کر رہا تھا، جو کہ میرے لفظ سے صبح تھیں باسی استغراق کی حالت میں پکا راطھا لوگو! تمہارا خیال ہے کہ لاہور میں صرف ایک حضرت علی جوہری ہیں۔ آؤ، اگر زندہ علی جوہری دیکھنا چہا تو شیراز اور دہراڑہ میں حضرت مولانا احمد علی صاحب کو دیکھو لیکن ان کا وقت بہت متوڑا ہے بہت متوڑا ہے۔"

ایک دن نمازِ غشاء کے بعد ہم کچھ خدام آپ کی معیت میں آپ کے دروازے تک گئے۔ وہاں جا کر لوگوں سے مصافحہ کیا اور میرے بچے امین الدین کے کمر شفیقت سے ہاتھ پیر کر فرمایا: "بیٹا! ہم غمیں ہوں گے، مگر تجھ کو یاد ہے کہ اگر میں یہاں آیا کرتا تھا۔ اس وقت میں بچہ کی سماعت پر مسرور ہوا تھا، مگر تجھ کو یاد ہے کہ کیا خبر تھی کہ ہمارے مرنے پر تقریباً چھ ماہ کے بعد فردوسِ بریں میں جا لیں گے۔"

۱۔ "انوارِ ولایت"۔ ۲۵۰ء مطبوعہ پنجاب پریس۔ لاہور۔ ترموہن ۲۵۰ء پاس واقعہ کو خٹروا کی بجائے بہا کیلے گاؤں کی طرف منسوب کیا گیا ہے، جو سراسر غلط ہے کیونکہ اس واقعہ کا خود میں راوی ہوں۔ (دراfter لحوت لال دین آٹھ)

میری المیہ کا بیان ہے کہ حضرت بابا جی مرحوم اپنی وفات سے چند دن پہلے اپنے پوتوں کا نام لے کر فرمانے لگے کہ اجمل ہم کو یاد رکھے گا، مگر اکمل ہم کو بھول جائے گا۔ اس وقت صاحبزادوں کی عمر تقریباً چھ سال اور چار سال تھی۔

نمبر ۱۰ از ستر بنی گمبزد نصیب

ہم بہ چہرہ امیل گردو قریب  
مولانا محمد صابر صاحب کا بیان ہے کہ حضرت قطب الاقطاب حاجی دین محمد صاحب کے کارخانے میں خطبہ جوہر کی تحریر و ترتیب کے لیے تشریف لے جاتے تھے حاجی صاحب کو وفات سے دو تین دن پہلے فرمایا: اب میں اس جوہر کے بعد یہاں نہیں آؤں گا۔"

مولانا محمد صابر صاحب فرماتے ہیں کہ میں نے وفات والے جوہر کی چٹھی مانگی کیونکہ میں اپنے سسرال کے گاؤں چائنا چاہتا تھا۔ آپ صبح سلامت تھے لیکن آپ نے اپنی عادت غریبہ مستویہ کے خلاف مجھے جانے کی اجازت نہ دی مولانا محمد صابر آبدیدہ ہو کر فرمانے لگے کہ مجھ کو کیا خبر تھی کہ اس انکار میں بھی میرے آقا، میرے مرنے کی شفتیں نہیں مٹا سکتیں۔

کئی سالوں سے کھنڈر کا کفن سلوار کا تھا۔ اس پر کھسا ہوا ہتھوڑا تھا۔ احمد علی کا کفن: مینیائی شریف میں جا کر صاحبزادہ حمید اللہ مرحوم اور حاجی دین محمد صاحب کو اپنی قبر کی جگہ بتادی تھی۔"

۱۔ میری موجودہ المیہ کی زندگی کا شعوری وقت اکثر حضرت مولانا احمد علی نورانی مدظلہ کی صحبت میں گزارا کیونکہ وہ آپ کی حقیقی فرامی ہیں۔

۲۔ مشنری سپس چہ بیکہ روئے اقوام شرق ۲۵۰ء۔ علامہ اقبالؒ۔  
۳۔ انوارِ ولایت ۲۵۰ء۔ حالات وفات حضرت مولانا احمد علی مرحوم۔ راوی حضرت مولانا محمد صابر صاحب۔

## یوم وفات حسرت آیات

حضرت مولانا عبد اللہ انور صاحب فرماتے تھے کہ ۱۷ رمضان المبارک بروز جمعہ عظمیٰ انجان مرحوم گھر سے جمعہ کا تحریری خطبہ لے کر مسجد میں تشریف لے گئے۔ میں نے پھر سے میں حاضر ہو کر عرض کیا کہ میں آپ کے غسل کے لیے پانی گرم کروں گا۔ آپ نے فرمایا: میں آج تندرست ہوں، خود ہی گرم کروں گا، لہذا آپ نے غسل کا خود ہی انتظام فرمایا۔ گیارہ بجے کے بعد طبیعت خواب ہو گئی۔ اب حافظ حمید اللہ صاحب لباس تبدیل کرانے کے لیے حاضر ہوئے تو آپ کی طبیعت نامناسب تھی؛ بیٹھ میں درد تھا اور دہلی کی بڑی شدت تھی۔ لہذا حافظ حمید اللہ مرحوم نے خطبہ جمعہ پڑھا۔ ڈاکٹر کیپٹن چودھری صاحب کو بلا گیا۔ انہوں نے شام تک اپنی پوری کوشش سے علاج جاری رکھا۔ ڈاکٹر محمد ریست صاحب بھی تشریف لائے لیکن کوئی افادہ نہ ہوا۔ مغرب تک کی تمام نمازیں اسی حالت میں پڑھیں۔

منارِ عشاء کے وقت آپ پر مسکرات طاری ہو گئے۔ جب ہوش آتا تو فرماتے: "مولوی انور میں نے نماز نہیں پڑھی۔" مولانا فرماتے ہیں کہ میں یحیٰی کے لیے مٹی کا ٹوٹھلا پیچ کر تائیتم فرماتے۔ نماز کی نیت بائندہ لیتے، پھر غرض طاری ہو جاتا اور چار پانی پر گر جاتے پھر ہوش آتا تو فرماتے: مولوی انور! میں نے نماز نہیں پڑھی، میں پھر یحیٰی کو دانا تو نماز کی نیت بائندہ لیتے۔ کبھی آگے ہاتھ بڑھاتے۔ جیسے کسی سے مصافحہ کر رہے ہوں۔ چنانچہ اسی محویت کے عالم میں جان عزیز جانِ آخری کے سپرد کر دی۔ اِنَّ اللّٰہَ کَرّٰمًا عَلِیْمًا رَّحِیْمًا۔

حضرت مولانا مرحوم کے صاحبزادگان نے رات کے بارہ بجے آپ کو

۱۔ حضرت مولانا عبد اللہ انور مدظلہ العالی حضرت مولانا لاہوری کے موجودہ جانشین زید علیہ السلام کے جانشین قاری عبد اللہ صاحب انور راوی ہیں۔

## سراپے حضرت شیخ التفسیر علیہ الرحمۃ

قد مبارک متوسل، کشادہ پیشانی پر سین انوار کی جھلکیاں، دامن اثرِ محمود، فرقہ اقدس موزوں، نازک جھوس، غورِ بصورت آنکھوں میں عارفانہ چمک، مناسب مٹی، مردانہ پروجا بہت، رخسار سپید گندمی رنگت، لب مبارک نہایت موزوں، دندان مبارک ہوں میں پوشیدہ، آبدار تھنوں کے شباب، ریش مبارک دراز اور متقی، چہرہ انوار کی کیفیت نقشہ فیصو کی آئینہ دار گردن نہایت متوسط، شانے کشادہ، چھاتی مبارک پر بالوں کی لکیر باز اور کھانیاں پر لاندہ سالی میں قدرے کمزور ہاتھوں کی ہتھیلیاں اور انگلیاں نہایت نرم و نازک، پاؤں مبارک قد و قامت کے عین مطابق، آواز میں حسن و شائستگی، اکثر چہرہ مبارک پر مشکلاز و مدبرانہ سنجیدگی اور گاہے مگھوٹی مشفقانہ بیخود پور و پھرہ برس میں نے آپ کو آواز دے کر کسی کو جانتے نہیں دیکھا۔ نشست و برخاست پر وقار، بقول علامہ اقبال:

بہ بیت مرد خدا از لالائے

گزینوں اور سرور یوں میں کھنڈ کی مگھوٹی سے اوپر شلوار کھنڈ کر کے، کھنڈ کی ٹوپی اور اس پر کھنڈ کی چار پچ والی دستار فضیلت، سرور یوں میں نسواری رنگ اور کسی سیاہ رنگ کا جھڑ مٹھلیں چڑھیں، سرخ چڑھے کے پاپوش مبارک، آخری سالوں میں صفا مبارک زونامیں منکدار و تقارص معصوم بچے کی لہجہ کر لیتے ہیں سلام کرتے، آپ سکڑا کر جواب دیتے، بعض کے سرور پر درست مشقت پھرتے، بیخود سلام کرنے میں تقدم کرتے۔ درود لایب پر پہنچ کر تمام متوسلین کو مصافحہ کا موقع مرحمت فرماتے۔ برسائل کے لیے دعا کرنے کے لیے ہاتھ اٹھاتے، مطلق دعا کی دلجوئی کا جذبہ جنوں کی حد تک موجود تھا۔ اسوۂ حسنہ کی متابعت کا رنگ ہر عمل پر غالب تھا۔

آخری غسل دیا۔ کھن پینایا اور مکاں (حضرتی محلہ اندرون شیرالوار گریٹ) کی بجلی مندر کے صحن میں حضرت کے وجودِ اقدس کو زیارت کے لیے رکھ دیا۔

حضرت کی وصیت کے مطابق ۱۰ رمضان المبارک کی صبح کو قرآن پاک کا درس عمومی پانچواں جامع مسجد میں مولانا عبداللہ صاحب نے دیا۔ حالانکہ گھر میں قطبِ روڈی والد کا جنازہ پڑھتا۔

صبح تک حضرت کی وفات حسرت آیات کی خبر تمام شہر اور بیرون لاہور  
بندوبہ اخبارات پہنچ گئی۔ زائرین حضرات ہوائی جہازوں، ریل گاڑیوں اور موٹر  
کے ذریعہ شیر نوالہ پہنچ گئے۔ لوگ باری باری اپنے محبوب روحانی باپ کی زیارت  
کر کے گندے ہاتھ تھے۔ آپ کے چہرہ انور پر نصرتِ اعلیٰ کی جھلکی تھی۔  
ہجوم کی کثرت کی وجہ سے ٹرینی ہینڈلڈ ٹوپس اربابِ صاحب نے آپ کے  
صاحبزادوں کی اجازت سے آپ کی چارپائی کو بارہر لگی رکھوا دیا اور پورے شامیانے  
کا انتظام کیا گیا۔

نماز ظہر کے بعد آپ کا جنازہ اٹھا۔ رجم کی کثرت کے باعث لمحے لمبے نہ ہوسکتے تھے اور آپ کی چادر پانی سے باندھ کر لپیٹی گئی اور اس طرح بانسوں کا اضافہ ہوتا رہا۔ آپ کا چہرہ مبارک کھلا ہوا تھا، تاکہ کوئی شگاہ محروم زیارت ترسے جبکہ سرکلر روڈ سے براست دہلی گیٹ، اکبری سڑکی، شاہ عالمی گیٹ اور انارکلی سے ہوتا ہوا یونیورسٹی گراؤنڈ کی طرف جا رہا تھا۔ ہم اس موقع پر شیخ ابراہیم ڈوٹی پی ٹی وی چینل پر پولیس کی حشون کارکردگی کی داد دینے بغیر نہیں رہ سکتے۔ ان کے حکم سے پولیس کی جیب جنازے کے آگے آگے جلا دی گئی، تاکہ جنازہ کو آگے بڑھنے میں دقت نہ ہو۔ مکانوں کی چیتوں پر درودِ مردوزن اپنے ائمہ اقرنی کے ہادی کے آخری دیدار کے لیے جمع ہو گئے۔ ادھر آپ کی چادر پانی پر مچولی برس رہی تھی۔ بازار گوگوالوں کے سروں

سے سیل رواں بہے ہوئے تھے۔ اللہ۔ اللہ انسانی نفوس کے اس تلاء کی عکاسی میں ممکن ارض و سما کی شرکت بھی معلوم ہوتی تھی قریب انارکلیٹ سے لے کر سیانی صاحب کے قبرستان تک فضائوں میں لایسوں ضیعا شمساً ذکا زھیر میوا کا مقصد سالانہ نظر آتا تھا۔ چند دفعہ جو اسے سرواڑ میں بحیر اسلابی طرح بادل نے بھی عقیدت کے آنسو بہائے۔ گویا جنازے کے انتہام میں قدرت کے مہر خدام ہمد و معاون ہمت چہنئے۔ دیکھو کہ بادل کا سایہ جنازہ کو قنارت سے بچا رہا تھا اور گاہے گاہے بولندا باندی ہوئی لیکن آپ کا جنازہ جھینگے سے محفوظ ہی رہا، پرینورجی کرڈمکی بنیادیں اس وقت تنگ نظر آئے تھیں جب اسلامیان پاکستان نے اپنے روحانی باپ کے وجود مسعود کو دلوں دار رکھا۔ لاکھوں انسانوں کا جرم خفیہ تھا جس میں سیٹی ہوئیں لافڈ سپیکر پر آواز و خطیب پاکستان حضرت تاحضی احسان احمد شجاع آبادی مرحوم، بلند ہوئی۔ کومفری پاکستان کے تمام علمہ کرام حاضر ہو چکے ہیں اور ان کا مشفق فیصلہ ہے کہ حضرت مولانا عبداللہ نور صاحب نماز جنازہ کی امامت کریں۔ نماز جنازہ چڑھی گئی، عشا ثقی نے اپنے محبوب مرشد روشن ضمیر کے جید اطہر کو شرمساری صاحب کے قبرستان تک پہنچا دیا۔ افطاری کے وقت مولانا عبداللہ نور صاحب مولانا عبداللہ نور صاحب، حافظ حمید اللہ صاحب اور دیگر متقدمین نے مسلمانان ہند و پاک کی یہ شکر کہ دینی متاع گرانہ لایہ عیناک میں رکھ دی۔ گویا آفتاب دنیا کے ساتھ مہر ولایت بھی جنت کی غلو توں میں یورش ہو گیا۔ یقیناً فرشتگان قضا و قدر نے آواز بلند حضرت لایورجی کی روح پاک کو یہ دعوت خداوندی دی ہوگی۔

يَا أَيُّهَا النَّفْسُ الْمُطَهَّرَةُ اذْهَبِي إِلَى دِيَارِكِ رَاضِيَةً قَاضِيَةً خَائِفَةً خَافِئَةً فِي عِلْبِيٍّ وَآخِرَتِي جَنَّتِي نَضَائِي سَكِينَتِي، آمِينَ

میں آفتابے روحانی کی داعی فرقت پر زہرہ گماز عزن و ذمہ کا ایک تلاء مرحوم عزن تھا۔

اللہ تعالیٰ نے اپنے مقبول بندوں کی یہ علامت ذکر فرمائی ہے۔ ولما دئی المؤمنون الاخراج قالوا هذا ما وعدنا الله ورسوله وصدق الله ورسوله وما زادهم الا ايماناً وتسلماً۔ اللہ تعالیٰ کا وعدہ ہے کہ اگر وہ واپس آئے تو ان کی مصیبت کا صدر تم کو دنیا میں ضرور پہنچے گا۔ جو اس پر مبرک لکھ لکھ اللہ تعالیٰ کی خصوصی اور عمومی رحمتیں ان پر نازل ہوں گی۔ اگر مبرک کرے گا تو اللہ تبارک و تعالیٰ سے ابر پائے گا۔ اگر بندہ عاجز مبرک کرے تو تقدیر الہی کے آگے انسان کبھی کیا کسکتا ہے؟ اگر مبرک کرے تو انبیاء و الصابروں اجر و ہول بغیر حساب بہت سی بڑی مصیبت پیش آئی لیکن شریعت کی طرف سے بشارت ظہری ہے ان عظماء المؤمنین مع عظیمیہ اہل اللہ۔ جتنی بڑی مصیبت ہوگی ابر بھی پاتا بڑا لے گا۔ اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے ہم سب کو ابر عظیم عطا فرمائے۔ فی الدنيا والاخرۃ۔ آمین۔

میں نے خواب میں دیکھا کہ میں لاہور مسجد لائن سبحان خاں میں گیا ہوں۔ نماز عصر کا وقت ہے۔ لوگ جمع ہو رہے ہیں۔ دن خوب سفید ہے۔ سوچ اپنی پوری تابانی پر ہے کہ کیا ایک سوچ کو گرجن کے اور ایک سوچوں میں تمام عالم سیاہ و تاریک ہو گیا۔ اندھیرا گھپ اندھیرا۔ سورج غروب ہوتا ہے تو آسمان آسمان دن کا نور کم ہوتا ہے۔ لیکن یہ تو کیا یک عالم تاریک ہو گیا۔ مجھے خواب میں بھی سخت گھبراہٹ ہوئی۔ نہایت قلق و اضطراب میں اٹھا۔ خواب کی تعبیر اسی وقت میں نے یہ بھی کر اشارہ ہے۔ اے حضرت اباجان کے وصال کی طرف۔ اِنَّ اللہَ مَا اعْزَ وَکَلَّہُ مَا اعْطٰی وَکَلَّ شَیْءٌ عِنْدَہُ اَجَلٌ مُّسَمًّى۔

سہ۔ سورہ احزاب ۳۳ آیت ۲۲

لَہُ۔ وَکَلَّ شَیْءٌ لَّکُمْ بَیْشِیْ مِنْ الْغُفْرِ وَالْجُوعِ وَنَقَصَ مِنْ اَیْمَانِکُمْ وَوَالَیْکُمْ اَنْفُسُکُمْ وَالْمُفْرَاتُ ط وَبَقِیْرُ الصَّابِرِیْنَ الَّذِیْنَ اِذَا اَصَابَتْھُمْ مُّصِیْبَةٌ۔ قَالَوْا اِنَّا لِلّٰہِ وَاَنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُونَ۔ اَوْفَکَ عَلَیْھِمْ صُلُوفٌ مِّنْ رِّجْعِہُمْ وَرَجْعِہُ۔ وَوَفَّکَ ھُمُ الْمُهْتَدُونَ۔ پارہ ۲۔ سورہ ۲۷ آیت ۱۵۵۔

حضرت والہ کی وفات کے ضمن میں آپ کے فرزند کبیر صاحب مدنی دینی و دنیوی حافظ حبیب اللہ قدس سرہ قدس سرہ کا خواب درج ملاحظہ کیا جاتا ہے۔ حافظ مرحوم کا مکتوب گرامی محبت روزہ خدائے الدین میں چھاپا اور انوار ولایت کے صفحات (۱۸۰-۱۸۳) پر بھی بعد میں شائع ہوا۔

مکتوب گرامی حضرت حافظ حبیب اللہ صاحب مدنی قدس سرہ

۲۲ رمضان المبارک ۱۳۸۱ھ

بمطابق ۲۴ فروری ۱۹۶۲ء اور ۱۸ شوال

از حبیب اللہ المدینہ المنورہ

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

الحمد للہ وکفی ورسلاً علی عبادہ الذین اصطفوا۔ اما بعد  
پریش گاہ علیا حضرت مہدومۃ الملکہ والدہ ماجدہ صاحبہ صدق ظلتہا  
وہر و ہر عزیز بوی جید اللہ فی سبیلہ و ہر و ہر عزیز مولوی حبیب اللہ سلمہ

سلام مسنون۔ دفتر نظام الدین لاہور سے فرستادہ برقیہ موصول ہوا۔ اپنی ناقص استعداد کے مطابق صرف آدھا پڑھ سکا ہوں۔ آدھا نہیں سمجھ سکا بہت تلاش کیا کوئی انگریزی خاں مل جائے تو پورا برقیہ سمجھ سکوں۔ لیکن تادم قرینیں ملا۔ جو سمجھ سکا ہوں۔ اس کا مفہوم یہ ہے کہ حضرت مولانا علی صاحب کی کج خلق قلب بند ہونے سے وفات ہو گئی ہے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُونَ۔

اللھُمَّ اجْعَلْہِ فِیْ مَصِیْبَتِیْ! العین تد مع والقلب یحزن۔  
وَمَا نَفْعُ لَیْ اِلَّا مَا یرْضٰی بِہُ رِیْثًا۔ صدق اللہ العلی العظیم۔ ما  
احباب من مصیبتہ فی الارض ولا فی الْاٰفَاقِ لَآ فِیْ کِتَابٍ مِنْ قَبْلِ۔

کیسی تاسو علی ما ناکو ما شاء اللہ کا کتب  
اَنَّمَا اَشْکُو بَیْتِیْ وَحِزْنِیْ اَلْحَبُّ اللّٰہُ  
اللہ تعالیٰ اپنے فضل و کرم سے ہم سب کو اپنے مقبول بندوں میں بنائے۔

سے ان کے ساتھ بھی مصافحہ کیا اور پھر مصافحہ کیا۔ اس کے بعد خلیل الرحمن حضرت ابراہیم علیہ السلام نے فرمایا کہ آج ہمارے ایک دوست کی مجلس ہے۔ لہذا ہم آج شراروں کی تعداد میں آئے ہوئے ہیں۔

غواب بیان کرنے کے بعد حافظ صاحب فرماتے گئے کہ میں نماز فجر کے بعد جب لاری کے اٹھ پر گیا، تو اخبار میں حضرت مولانا احمد علی مرحوم کی وفات کے متعلق پڑھا تو اس وقت مجھ کو یقین ہو گیا کہ میرے خواب کی تعبیر کیا ہے۔ اختر راقم الحروف نے یہ خواب سن کر حافظ صاحب سے پوچھا کہ کیا آپ حضرت مولانا کے مریدوں میں سے ہیں، تو حافظ صاحب نے فرمایا: نہیں! لیکن میرے دل میں یہ عقیدت ضرور ہے کہ وہ اتنے عظیم المرتبت بزرگ ہیں کہ اولیاء کرام ان کی صحبت میں پرورش پاتے تھے۔ مرنے کے نام بخاری کی وفات پر کسی نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب میں دیکھا کہ آپ جلدی جلدی کسی طرف تشریف لے جا رہے ہیں عرض کیا گیا: کہ حضور! آپ کدھر تشریف لے جا رہے ہیں، تو فرمایا کہ اب ہم زماں فوت ہو گئے ہیں، اُن کے جنازے کے لیے جا رہے ہوں؟

آئیں پھر یہ عرض کرتا ہوں۔ اَللّٰهُمَّ اشْكُوْكَ يَتٰى وَصَلْتِىْ اِلٰى اللّٰهِ! رَبَّنَا اَنْتَ تَعْلَمُ مَا نَخْفِىْ وَمَا تَعْلَمُنَّ۔ وَمَا يَخْفٰى عَلٰى اللّٰهِ مِنْ شَيْءٍ فِى الْاَرْضِ وَلَا فِى السَّمَاءِ۔ ہمیشہ و صاحب کو سلام سنوں کے بعد خط بھی سنا دیتا۔ اس مصیبت میں ہم سب برابر کے شریک ہیں۔ سب کو سلام سنوں۔ والسلام معہ الاولیاء

### مخبریم حافظ عبدالغنی صاحب کا خواب

جمو کے دن نماز عشرہ کے ساتھ تراویح پڑھی گئیں۔ بعد ازاں میں تلاوت قرآن مجید میں مشغول رہا۔ خلافت معمول قدر سے دیر سے سویا بجی سے پیشتر بفضل الیزد متعال بیدار ہوا۔ تو مندرجہ ذیل خواب اپنی نمایاں اور روشن کیفیات کے ساتھ میرے قلب و روح کو فرحت و انبساط بخش رہا تھا۔

”میں نے مولانا والا جاہ کی وفات کی رات لاکھوں انسانوں کا ایک مجمع دیکھا میں نے ایک بزرگ سے پوچھا کہ اس مجمع کے بیچ میں جو بزرگ صورت انسان نظر آئے ہیں، ان کی تعریف کیا ہے؟ ابھی اس شخص نے جواب نہیں دیا تھا، تو وہ بزرگ خود میرے پاس آکر فرماتے گئے کہ آپ مجھ کو جانتے نہیں ہیں؟ میں نے عرض کیا ”حضور! میں آپ کو نہیں جانتا ہوں۔“ تب انہوں نے فرمایا کہ میں اللہ تعالیٰ کا پیغمبر ابراہیم ہوں۔ میں نے حضرت ابراہیم علیہ السلام سے نہایت ادب سے مصافحہ کیا اور پھر مصافحہ بھی کیا۔ بعد ازاں سیدنا ابراہیم علیہ السلام نے فرمایا: آئیے۔ آپ کو ایک اور پیغمبر کی زیارت بھی کروا دیتے ہیں۔ آگے گئے تو ایک سفید ریش، سفید پوش فرشتہ شامل بزرگ نظر آئے۔ اس وقت حضرت ابراہیم علیہ السلام نے فرمایا کہ یہ حضرت موسیٰ علیہ السلام ہیں۔ میں نے فرط عقیدت

سے۔ جب حافظ عبدالغنی صاحب فرجوان آدھی ہیں۔ رزقی سال کے لیے برحق کا کام کرتے ہیں۔ ان کی طبیعت میں غامضی اور شرافت کا جو بظاہر طور پر جوہر ہے۔ تھیں، کوٹ۔ ضلع شیخوپورہ میں عرصے سے رہائش پذیر ہیں۔ راقم الحروف نے ان کی بانی بن کر یہ خواب نقل کیا۔ (لال دین اللہ)



کے ممتاز علمائے دین سے تھے۔ ان کے ساتھ ارتحال سے قبلت اسلامیہ کو ناقابل تلافی نقصان پہنچا ہے۔ مولانا نے توحید و سنت کی اشاعت اور بدعات کو مٹانے کے لیے جو تکالیف برداشت کی ہیں، آج کے نوجوان علماء ان کا قصور بھی نہیں کھینچ سکتے۔ جب تک انگریز رہا، مرحوم نے انگریزی استعمار کے خلاف جہاد جاری رکھا اور اس کی راہ میں تمام مصائب کو خندہ بدشتانی سے برداشت کیا۔ میں نے انہیں ہر مرحلے پر خلص و مہمذور رفیق پایا۔ آج قبلت اسلامیہ ایک عالم باہل، مجاہد فی سبیل اللہ عابد و زاہد اور علوم قرآن کے مہر و مبلغ سے محروم ہو گئی ہے۔ دعا ہے کہ جی مہاشادہ تعالیٰ مرحوم کو اپنے جوار رحمت میں جگہ دے۔

۲۵ فروری ۱۹۹۲ء دفن نامہ کو بہتان کے ٹیڈ ٹوریل کے اختتام پر

### ایک عالم باہل کی موت

انجمن خدام الدین کے امیر شیخ التفسیر مولانا احمد علی کا انتقال قبلت اسلامیہ کے لیے ایک عظیم سانحہ ہے۔ مرحوم ایک جتنی عالم، انتہک مجاہد و عظیم المرتبت مبلغ تھے۔ آپ کی زندگی فقر و درویشی، تبلیغ و اشاعت دین اور ملت اسلامیہ کی خدمت کے فطرت و ارادوں میں گزری۔ یہ شرف انہی کو حاصل ہے کہ پاکستان اور دوسرے اسلامی ممالک کے ساتھ جہاد پر استند علمائے آپ سے قرآن پاک کی تفسیر طبعی۔ تیرہ مرتبہ عربین شریفین کی زبانت کی اور سات مرتبہ جبکہ آزادی کے سلسلہ میں قید و بند کی صعوبتیں برداشت کیں۔ ان کی ذات سے بلاشبہ اشاعت و تبلیغ دین کا ایک طویل دور عبارت ہے اور ان کی موت سے ملک کے دینی اور تبلیغی حلقوں میں ایک ایسا خلا پیدا ہو گیا ہے، جو کبھی پُر نہیں ہو سکے گا۔

دفن نامہ دہرائے وقت ۲۰ فروری ۱۹۹۲ء نے حضرت کی علالت، جنازے کی سوگوار کیفیت اور باقی حالات نقل فرمائے۔

دفن نامہ زمیندار ۱۶ اپریل ۱۹۹۲ء عنوان دہرائے کرام اگر شیخ المشائخ

ایک مجاہد، ایک عالم اور ایک مفسر کے عنوان سے مولانا منظور حسن صاحب نے حضرت رحمۃ اللہ علیہ کے متعلق ۱۹ اپریل ۱۹۹۲ء روزنامہ کوہستان میں ایک مفصل مضمون لکھا ہے۔

### ایک اور اخباری اقتباس

مولانا احمد علی مرحوم کی وفات پر شکر کے کونے کونے میں رنج و غم کا اظہار کیا گیا۔ اس سلسلے میں شعبہ علوم اسلامیہ پنجاب یونیورسٹی لاہور کے اساتذہ کرام اور طلباء کا ایک توجہ جی اجلاس زیر صدارت علامہ علاء الدین صدیقی صدر شعبہ منعقد ہوا جس میں مولانا مرحوم کی وفات پر گہرے افسوس اور رنج و غم کا اظہار کیا گیا۔ اجلاس میں گمان کیا کہ مولانا مرحوم کی وفات سے علم و روحانیت کی دنیا میں جو خلا پیدا ہوا ہے وہ پورا نہیں ہو سکتا۔ اس سانحہ سے پاکستان ایک عظیم روحانی شخصیت اور کتاب و سنت کے ایک جہاں فروش خادم سے محروم ہو گیا ہے۔ اجلاس میں مرحوم کے لیے جاتے مغفرت بھی کی گئی۔

### حکیم شمس الحق خاں

پاکستان یونانی طبیہ کالج لاہور کے پرنسپل حکیم شمس الحق خاں نے مولانا مرحوم کی رحلت پر بیان دیتے ہوئے فرمایا: آپ کی موت ایک جہاں کی موت ہے۔ آپ بلاشبہ ایک چشمہ فیض تھے۔ آپ نے اپنی تمام زندگی دین شہین کی خدمت و اشاعت میں صرف کی، مخالفین اسلام کے سامنے آپ اپنی دیوار تھے۔ مرحوم صحیح مضمون میں بطل حریت اور ایک باہل مجاہد تھے۔

مولانا داؤد غزنوی صدر جمعیت اہل حدیث مغربی پاکستان

مولانا احمد علی کی وفات میرے لیے انتہائی صدمہ کا باعث ہے۔ مرحوم ملک



## ایک تعزیتی جلسے کی کاروائی کے چند اشارات

لاہور کے تمام کاتب عکسے تعلق رکھنے والے علماء کرام نے ۱۱ مارچ ۱۹۶۲ء بروز منی دوازہ باغ میں دس بجے صبح یہ صدارت حضرت مولانا عبداللہ انور صاحب ایک تعزیتی جلسہ منعقد کیا۔ چونکہ راقم المحررت اس جلسے میں حاضر تھا، لہذا چند اکابر کا عقیدہ تھا کہ خراج تحسین جو انہوں نے حضرت لاہوری کی روح پر فتوح کو پیش کیا عرض کیا جاتا ہے۔

حضرت مولانا عبداللہ انور صاحب خطیب جامع مسجد راولپنڈی  
پر حضرت شیخ التفسیر رحمۃ اللہ علیہ کے کاناموں کو جاگ کرنے کے لئے اٹھتے ہوئے ہیں، مگر افسوس ہے کہ ہم اپنے بڑوں کے مناقب تو بیان کرتے ہیں مگر جرات حاصل نہیں کرتے۔ حضرت رحمۃ اللہ علیہ کا جو وسوسہ حین حیات میں بھی جرات تھا اور ان کی رخصت بھی ہمارے لیے دعوت عمل ہے۔ یہ خدا کے قدوس کی طرف سے تعقیب بن کر آئے تھے۔ اللہ! اللہ! لاہور کے سارے قیام میں قرآن حکیم کا نسخہ پیش نظر رہا۔ معہ روزے رکھے، علماء کرام کی جماعت کو درس دیتے رہے۔ اس جماعت کو بھی درس دیا، جب دنیائے ثانی کو ابوداع کہا۔ ہماری عقیدت ان کی بادشاہ میں بالکل ناچیز ہے۔ حضرت کے فراق میں یقیناً درس قرآن کی جگہ بھی رہتی ہے۔ اللہ والے کسی قبرستان میں دفن ہوتے ہیں تو مرہ بھی خوش چہرہ نہ سیدنا شاہ عبدالقادر درویشی رحمۃ اللہ علیہ نے چالیس سال میں ایک جگہ بیٹھ

مولانا احمد علی مرحوم کی کتاب زندگی پر طعن، تو قوم کی بگڑی ہو سکتی ہے؟  
رسالہ "اندام" ۴ مارچ ۱۹۶۲ء اور روزنامہ "اناق" ۲۴ فروری ۱۹۶۲ء نے حضرت لاہوری کے دینی کارنامے اور پاکیزہ زندگی پر تبصرو اور آپ کو دینی زبان علامہ اور جنگ آزادی کا مجاہد کہا۔

۱۵ اپریل ۱۹۶۲ء دشوکت بیٹے دپور میں قطب انقلاب شیخ رشید خان حضرت مولانا احمد علی کے نقشب قدم پر چل کر علماء قوم کی بگڑی بنا سکتے ہیں۔  
نیک نیت نبیاض، صابر، تحمل، بردبار، راست باز، خلق سے محبت کرنے والے صلح جو اور مضامین الہی پر توکل رکھنے والے تھے۔ مخالفوں سے صلح جوئی اور دوستوں سے مہربانی کا سبق دیتے رہے۔ مسجد کو انہوں نے دینی، ثقافتی اور معاشرتی مرکز بنایا۔

ملاک عبدالحمید دارفی صاحب۔ آپ ان مشائخ میں سے تھے جس کے متعلق رسول خداؐ نے فرمایا ہے۔ "جس شخص نے میری سنت کو زندہ کیا۔ اس نے مجھے زندہ کیا۔ آپ بیک وقت عالم بھی تھے، فقیہ بھی تھے، مفسر بھی تھے۔ محدث بھی تھے۔ امام بھی تھے، مجاہد بھی تھے، درویش بھی تھے، صوفی بھی تھے اور ایک سیاسی رہنما بھی۔ انہوں نے جس استقامت سے دین کی خدمت کی اس کی نظیر صریحاً کتب کے بعد خال خال ملتی ہے۔

"میسور صدی کی ایک مثالی شخصیت" کے ممتون پر شیخ عبدالغفار  
دروز نامہ زیندار لاہور ۶-۷ اپریل ۱۹۶۲ء اور اسی اخبار کے دوسرے صفحے پر آغا خورشید کاشمیری نے "مرد درویش کا جنازہ" حضرت کی خدمت میں خراج تحسین پیش کیا۔

قرآن مجید کا ترجمہ مکمل کیا۔ جب انتقال ہوا تو شاہ عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ شاہ عبدالقادر مرحوم جس قبرستان میں دفن کیا گیا ہے اس کے ارد گرد بارہ بارہ میل کے مژدوں سے اللہ تعالیٰ نے عذاب اٹھایا ہے؛ لہذا ہمارے شیخ التفسیر کا وجود مسعود میان صاحب میں انشاء اللہ تعالیٰ آرام کرنے والوں کے لیے رحمت کا باعث ہے۔ مولانا عبداللہ خان نے دعا کے بعد فرمایا کہ اگر آج ہمیں شاہ جی مرحوم، حضرت مدنی مرحوم یا امام الاولیاء حضرت امروٹی مرحوم ہوتے تو وہ حضرت شیخ التفسیر رحمۃ اللہ علیہ کے کلمات بیان فرماتے؟

حضرت قاضی احسان احمد صاحب شجاع آبادیؒ فیوض و برکات کلیمانہ جن حکم سے بیان فرماتے ہوئے ارشاد فرمایا کہ حضرت کے فرزند ملیل حافظہ حبیب اللہ مسجد نبوی کے باپ صدیقیؒ میں بیٹہ کر اسلامی ممالک کے علماء و فضلاء کو درس قرآن مجید دیتے ہیں، مجھے تو ان کو دیاں دیکھ کر اس مصرعہ کا مغموم بھیجیں آیا ہے۔

پاس بان مل گئے تھے کو منور خانے سے!

۱۹۵۳ء میں نے حضرت گو جیل کی کوٹھڑی میں دیکھا ساری ساری رات عبادت میں کھڑے ہیں۔ پھر قاضی صاحب نے انہیں چھوٹے ہوئے کہا۔ میں نے انھیں دیکھ کر حضرت زمین پر بیٹھ ہوئے تھے اور آپ کی ڈاڑھی مبارک کو کھینچی مٹی تھی۔ حضرت کو قرآن کا عشق تھا۔ مگر تم کسی بھی غلام کے پیچھے اور کبھی کسی غلام کے پیچھے دینا غلام احمدؒ اور غلام احمد پورنہ پھر فرمایا اور غلیبہ ان عقلیت سے فرمایا کروں گے مرنے ہیں، تو لوگ روئے ہیں۔ عجز تو مرنے کا، تو تجھ کو اسلام روئے گا؟

حضرت امام حجت کے طور پر سامعین سے اپنے ماسٹر حاج الدین انصاریؒ وعظ کا اقرار کرواتے تھے۔ ہم نے بزرگوں سے سنا ہے کہ لاہور پر کئی دفعہ عذاب الہی آیا مگر حضرت مولانا احمد علی رحمۃ اللہ علیہ نے ہاتھ پھیلا دیئے تو عذاب ٹل گیا۔

اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں سے اپنے دین مولانا عبدالکرم صاحب راولپنڈیؒ کی حفاظت کے لیے ایک صاحب قنوی صاحب علم و فضل کو بھیج دیا اور باطنی کمالات سے مزین کر کے ایک مثالی زندگی عطا فرمائی، ایک موقر حضرت نے حکومت کو مخاطب کر کے فرمایا کہ تم علمائے دین کی برکت اٹھاؤ۔ پھر دیکھو کیا ہوتا ہے؟

حضرت عبدالقادرؒ اسے پوری مرحوم نے اپنے مریدوں سے فرمایا کہ آپ کو میرے پاس آنے کی ضرورت نہیں۔ آپ کے پاس حضرت مولانا احمد علی صاحب موجود ہیں۔

حضرت مدنی مرحوم نے اپنے لواحقین کو کئی بار فرمایا۔ اگر تم کو میرے پاس آنے کا موقع نہ ہو، تو شیوا ناکار کر دو۔

اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں کو جن کر بلا رہے، جو رگستا شیخ حامد الدین مرحومؒ ہے کاب ہم عذاب کی لپیٹ میں نہ جائیں۔ کیونکہ،

”تم بھی آجاؤ۔ تم بھی آجاؤ۔“ کا پروگرام نہ دیا ہو سکتا ہے۔

مولانا عبدالستار نیازی صاحبؒ مبلغ دیتے رہے۔ ان میں حضرت فرختم تھے۔ حضرت نے ہر تحریک میں اپنی قوم کی قلندرانہ ترجمانی کی۔ وہ ایک فرد نہ تھے۔ ان کی ذات کا کام کرنے والوں کے لیے پناہ تھی۔ ان کے اشاروں میں سہارا ہوتا تھا۔ آپ کا طریقہ کار سے لیے مشعل راہ ہے۔ آپ کی زندگی میں تسلسل تھا۔ وہ آج سے پچاس سال پہلے جس منہاج صداقت پر تھے، آخر دم تک اسی پر قائم رہے۔ میری رہائی کے بعد میرے غریب خانہ پر اطلاع دے کر تشریف لائے۔ آپ کی نشست کا بیچہ انضام کیا ہوا تھا۔ جب واپس جانے لگے تو فرمایا مولانا پور کے کمرے میں مجھ کو اپنی چارپائی تک بھی لے چلو تاکہ مجھے قدم قدم کا ثواب ملے۔ میں ایک مجاہد ہونے کے لیے آیا ہوں۔ مولانا نیازی صاحب یکدم حاضرین

ارشاد ربانی اس سلسلے میں ملاحظہ ہو: قَامَاوْنُ كَانَ مِنَ الْمُظْلِمِينَ فَسَوَّغَ ذُنُوبَهُ وَرَحِمَتْهُ رَبُّهُ وَأَمَّا أَنْ كَانَ مِنَ الْكَافِرِينَ - مُعْتَدِلٌ بَيْنَ حَيْثُمَا .  
 رسول! جس جان مصلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان سنئے، الغیور وضعت من ریاض  
 الجنة أو حفره من حوض النيران (مکتوۃ شریف)  
 دراصل حضرت مولانا ندوۃ مولا صفات بزرگ تھے اور قرآن سے فروری خوشبو  
 کا طیارہ ہوتا تھا۔ جس کی شان کریں کا ظہور تھا۔ اللہ پاک مولانا کی روح پاک کو  
 وَلَوْ عَجَزْتَ لَخَبَّرْتُكَ مِنْ أَوْفَى كَاثِرِهِ مَنْ سَأَلَ أَوْ اسْأَلْتَ نِعْمَتِ بَرِيٍّ مِنْ آبٍ  
 کو سہم و شریک بنائے۔

### حضرت مولانا کے ایک خلیفہ مجاز کا مراقبہ

حضرت مولانا کی وفات کے تیسرے دن بعد آپ کے ایک خلیفہ مجاز آپ  
 کی قبر مبارک کے پاس - اقبیٰ کی حالت میں بیٹھے سبحان اللہ - اللہ والوں کی صحبت  
 میں طالبان حق کو کتنے مقامات رفیع عطا کئے جاتے ہیں یہی وہ عطائے عالیہ  
 جس کو فضل ایزدہ تعالیٰ سے تعبیر کیا جاسکتا ہے۔ ۱۰  
 قوت جبریل از مطبخ نبوہ  
 بود از درگاہ غصلاقی دودو

صاحب مراقبہ کا ارشاد ہے: میں حضرت آقاؐ کی وسعتی کی ارشاد کردہ  
 طریقہ کے مطابق آپ کی قبر اقدس کے پاس مراقبہ کی حالت میں بیٹھا ہوا  
 تھا۔ حضرت والا مقام کی زیارت نصیب ہوئی۔ آپ کے چہرہ انور پر برکت

۱۰۔ سورہ واقحہ ۵۶ آیہ ۱۰۰ کے حدیث شریف (مکتوۃ شریف)

۱۱۔ سورہ الضحیٰ ۹۳۔ پارہ ۲۰۔ آیت ۱۰۰۔

۱۲۔ انوار ولایت ص ۲۔ سوانح حیات حضرت مولانا احمد علی مطہور پنجاب پریس لاہور

کو نبی طلب ہو کر فرمانے لگے حضرت! آپ بھی اپنے آپ کو اس تلواریں دعا پر لائے  
 اور دل سے کہئے۔ اِنْ صَلَاتِي وَهَيْبَتِي وَمَسَاجِدِي فَلَهُ رَبِّ الْعَالَمِينَ۔

مولانا کی وفات صدیوں کے دین و عمل  
 علامہ انور صابری صاحب دیوبندی کی تاریخ کی موت ہے حضرت اقدس  
 اس دور کے شاہ ولی اللہ، مجاہدین میں سید احمد شہید اور تصوف میں امام ربانی  
 مجدد الف ثانی تھے

### ترتیب اقدس سے فروری خوشبو

امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کی مرتبہ انور و قصہ خاتنگاہ علاقہ سمرقند سے  
 خوشبو کا آنا متواتر ہے۔ بارہ سو سال سے وہاں کی معطر فضائیں زائرین کے  
 ایمان کو تازہ کر رہی ہیں۔

لاہور کے باشندوں نے بیک زبان ہو کر پکارنا شروع کر دیا کہ حضرت  
 مولانا سید الامام دارالافتاء کی تربت پاک سے فروری خوشبو گئی آئے گی ہیں۔  
 نہایت محتہ افرو نے وہاں جا کر پتہ لگایا۔ حضرت کی مرتد کی مٹی کا معائنہ اور  
 تجزیہ کیا گیا۔ لیکن یہ معلوم نہ ہوا کہ اس عظیم جانور کو کس چیز کی طرف منسوب  
 کیا جائے۔ لہذا یہ بات زبان زد خاص و عام ہو گئی کہ حضرت مولانا احمد علی علیہ  
 الرحمہ کی لحد پاک دووضعت من ریاض الجنة بن گئی ہے جس طرح آپ کی  
 زندگی آیۃ من آیات اللہ تھی۔ خدا نے قدوس کی عنایات ازلیہ و ابدیہ سے کچھ  
 بعد نہیں ہے۔ حضرت شیخ الحدیث امام زماں امام بخاریؒ کی رفیع المنصب میں  
 عالم ربانی حضرت شیخ التفسیر مولانا احمد علی نور اللہ دھوکشا رکبت منوی کا  
 سنہری موقع مرحمت فرماوے۔

۱۳۔ مرہومین علیہ مطہور غیر دوسر۔ شیخ عبدالحیہ غلام فرید مسٹر لاہور۔



عنایت فرمائی۔ اس کا نام عائشہ بی بی رکھا گیا۔ اس خوش اختر نطفہ کی نے اپنی مرصفت والدہ محترمہ کا دل دھیرا دھیرا اور اپنے جید دوزان باپ کی شفقت بھری نگاہوں میں نگہ پرورش پائی۔ وہ اب تک زندہ ہیں چونکہ وہ بچہ اولاد کا نام کی سببی والدہ (ماس) ہیں، لہذا جب میں ان کی مادرِ خدمت میں حاضر ہوتا ہوں تو مجھ کو اس بقولِ ولایت کی سیرت میں اس کے باپ (ستید الاولیاء حضرت لاہوروی) کے فردوسی کردار کے نقوش نظر آتے ہیں۔ گویا کہ یہ جاوید پاکدامنی کا مرقع اور سرائیت کے شرف و جہد کی جیتی جاگتی تصویرِ بظاہر خودِ حال اور معنوی اعتبارات سے اپنے مکہ سیرت باپ سے بڑی حد تک شارب میں۔ حضرت مولانا نے اپنی اس بیٹی کی رسمِ مناکحت کی ادائیگی میں بھی اچانکے مسند نبوی کا ایک نمایاں ثبوت پیش کیا۔ مولانا نور اللہ جو اس وقت ایک درویش مسقت طالب علم تھے۔ آپ نے ان سے حسبِ واسب اور بڑے معاش اور دانش مکان تک کا سوال کئے بغیر اپنی بیٹی کا عقد ان سے رضامندی لے کر کر دیا۔ یہ مسند نبوی کا ندرتِ بخشہ ہے، جو آپ کے عمل میں نظر آتا ہے۔

### حافظ حبیب اللہ مہاجر کی ودی

مذکورہ عائشہ بی بی کے بعد حضرت کے گھر میں وہ بچہ پیدا ہوا۔ جس کو کسی حد تک عصرِ حاضر میں دُرُفَعَةُ ابْنَةُ النَّاسِ وَ دُرُجَةُ بَنَاتِهَا کا مصداق مانا جائے تو سب سے پہلے وہ بچہ کی گود میں پرورش پا رہا تھا۔ جس زاکرہ و شافعہ کو رب العزت نے فراموشی کی ادائیگی میں جس عبودیت اور نوافل میں تمام احسان کی نعمتوں سے نوازا ہوا تھا۔ وہ شب بیدار سوئے کے علاوہ روزانہ قرآنِ حکیم کی ایک منزل تلاوت فرماتیں اس گھر کا محلِ قرآنی نغمات اور تمجیدِ تسبیح کی صداؤں سے معمور رہتا تھا۔ کچھ کے سر پرست کا شیوہ رزقِ حلال اور صدقِ مقال تھا۔ بچہ اپنی پاک دامن

مابدین نے آپ کی ولادت سے پہلے ہی آپ کو گھر کر رکھا تھا تو آپ کی اہلیہ صیفی بی بی کے والدین و حضرت مولانا ابو محمد احمد مرحوم جو مولانا کے خسر تھے، ان کا ذکر خیر سابقہ اولاد میں آچکا ہے، نے بھی حضرت کو کیا علیہ السلام کے نقش قدم پر چل کر اپنی بیٹی کو مریم زانی بنانے کا جہد کیا ہوا تھا۔ لہذا جب قدرت کے فیصلے کے مطابق حضرت مولانا علیہ الرحمۃ نے اپنی ازواجِ زندگی شریعت کی تہذیب و دگر عالم کی فیاضیوں نے اس گھر کو اپنی رحمتوں کا نشیمن بنایا۔

### نصفِ حسن کی پیدائش اور وفات

حضرت سندھوٹی نے مولانا احمد علی مرحوم کی بچپن سے تعلیم و تربیت کا ذمہ لے رکھا تھا جس کو بتوقیر ایزدی آپ نے بطریقِ احسن سرانجام دیا اور ساتھ ہی آپ کو دامادی کا شرف بھی عطا فرمایا۔ شادی کے دوسرے سال آپ کے گھر اٹھ بچے لائے بچہ دیا اس کا نام حسن رکھا گیا۔ اور اس بچے کی وجہ سے حضرت لاہوروی کی کنیت ابو الحسن بنے۔ بچہ اپنی ولادت کے ساتویں دن داہی مکاب لیا ہوا اور ذرۃِ علمان میں داخل ہوا اور اگلے دن اس کی حضور اور صحابہ والدہ ماجدہ اپنے لختِ جگر کی تلاش میں وادیِ فردوس میں جا پہنچیں۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُونَ۔

پھول تو کھل کر بہارِ جافقہ زار کھلا گئے  
حسرت ان غمخوار پر ہے، جو بن کھلے مرجانے

### محترمہ عائشہ بی بی کی ولادت

حضرت لاہوروی کی دوسری اہلیہ سے آپ کے گھر پروردگارِ عالم نے پہلے بچے

ادب گاہ بیت زیر آسمان ازعرش نازک تر  
فنس گم کردہ سے آید جنید و بایزید اس جا

(ایضہ عارضہ پھیلا سفر) کے جس کے جواب میں آپ نے بھی اعتراض نام کو مندرجہ ذیل نامی نام تحریر فرمایا تھا تاہن کو پھر کہہ رہے ہیں جو بے گمان پاکیزہ سببوں کا قیام و مغفرت ملی کے تابع ہوتا ہے۔

بسم الله الرحمن الرحيم

الحمد لله الذي وسع سمعه الاشياء والدين اصطفى! ۱۔ البعد  
عزيم المقام خباب اشرف الالدين صاحب انكر زبد كرم  
سلام مسنون۔ مزاج اقدس۔ حبیب اللہ ازکرم بزم الفوائد

گوست نامہ باعث سرفروزی ہوا اس بار ادبی کرم فرمائی کہ لیا بسیار بیکار ہو گیا  
عزیم! جو کہ آپ نے فرمائی ہے اس سے قبل دوسری قسمی تحریر حضرت مرحوم بنو  
قبلہ ابان رحمہ اللہ علیہ درجہ واسطہ پہنچائی حیات طیبہ میں فرمائی تھی پہلی مرتبہ اپنی وفات سے  
غائب اس برس پیشتر اور دوسری مرتبہ اپنی وفات سے ٹھیک دو برس پیشتر جو جواب ان کی خدمت  
طیبہ میں جس نے تحریر کیا تھا وہی جواب آپ کی خدمت مبارک میں عرض کرنا چاہوں۔ رحمت الہی سے  
یقیناً توقع ہے کہ جس طرح وہ میرے جواب سے مطمئن ہو گئے تھے۔ جواب والا بھی اسی طرح  
مطمئن ہو جائیں گے۔

شریعت مطہرہ کا حکم ہے کہ ہر نام کرم کرنے سے پہلے استخارہ کر لینا چاہیے۔ استخارہ میں  
اللہ علیہ السلام کی طرف سے جو نذرہ کو رہنمائی ہو، اس کے مطابق عمل کرنا چاہیے۔ میں نے  
ہر دو مرتبہ استخارہ کیا۔ ہر مرتبہ اللہ تبارک و تعالیٰ سے صریح طور پر سرفراہستان کی ممانعت  
ظاہر ہوتی رہی۔ دوسری مرتبہ چونکہ حضرت قبلہ ابان رحمہ اللہ علیہ کا اصرار بہت شدید تھا  
اور بار بار یہی فرماتے رہے کہ تمہارے تمام مصائب سفر کی گنت میں سے دوسرے اور  
بندہ یہ سوائے جہان آبادی تو میں نے نہایت ہی ادب سے عرض کیا کہ مجھ کو تو جہاد جاری رکھا

عابدہ وزائدہ والدہ کے سینے سے جھپٹ کر منصوصاً غذا حاصل کرتا تھا۔ اب جہاد  
اس کا اسلاف کرام کا مشیل بننا یقینی تھا اور اس کا وجود موجود ہیں حق کے لیے  
جنت و برہان بننے والا تھا۔ لہذا وہ اپنے وقت میں الہامی ساداتوں کا تعقیب اسلامی  
اقدار کا محافظ بن کر زندگی بسر کرنے والا تھا۔ صابرانہ توکل و غنا کی جھلکی اس کی  
جبین نیا کر تا بندہ و درخشندہ رکھنے کی ضمانت دیتی تھیں۔ لے

جوان مردے کو خود را فاش بیند۔ جہان کمر را باز آفریند

ہزاراں انجمن اندر طوفان فش۔ کرو باخویشتن و خلوت گریند

صاحبزادہ حبیب اللہ کو سب سے پہلے قرآن پاک حفظ کروایا گیا، پھر ابتدائی  
کتب ختم کر کے دارالعلوم دیوبند بھیجا اس وقت کسی مرتبہ اخبار مدرسہ میں سید ابوالشامہ  
کاشمیری آجیسے مکتبے مدرسہ کار عیالار۔ حضرت مدنی جیسے جہادگیر اور شارح حدیث  
مرد حق آگاہ اور حضرت شبیر احمد عثمانی ایسے دانائے رموز قرآنید موجود تھے حافظ  
حبیب اللہ نے مذکورہ پادریان دین متین کی صحبت میں دل کھول کر کتب مذاہب کیا۔  
آخر جامعیت کا خلعت فاخرہ دربر کئے لاہور واپس آئے۔ اپنے والد بزرگوار کی  
سنت کے مطابق خدمت قرآن کا کام نہایت تہذیب سے شروع کروا۔ ۱۹۴۰ء  
کو حج بیت اللہ کے لیے مکہ معظمہ تشریف لے گئے۔ تقریباً ۲۰ سال مدینہ منورہ اور  
مکہ معظمہ کی قدسی فضاؤں میں رہے۔ حضرت مولانا لاہوری نے بھی علیا اور علیہ علیہ السلام  
مرحوم کی والدہ محترمہ و صدیقہ نے بھی دلیس کے لیے لکھا۔ لیکن ان سب کو قیامت کی  
ملاقات پر راضی کر لیا اور مدافعت لے کی مشیت کے مطابق عید الفطر رسول کو درجہ ملا۔

لے۔ علامہ اقبال مرحوم، ارشدان حجاز رحمۃ اللہ علیہ پاکستان کا بزرگ پیرس۔ لاہور

لے۔ حضرت مولانا احمد علی ابراہیم کی وفات کے بعد اتر قحطوں نے حافظہ حبیب اللہ  
نور اللہ مرحومہ کو ایک طویل عرصہ لکھا تھا، جس میں پروردگار تعالیٰ کی قہر کہ آپ  
پاکستان واپس آجائیں گا کہ لاہور کا مرکز اپنی سابقہ دینی روایات کو زندہ و تابندہ رکھ

کرام آپ کے دس سے ستغنیض ہوتے۔ ۱۹۵۲ء میں راقم الحروف نے آپ کو بیت الخرام میں درس دیتے سنا۔ آپ کا حجرہ بیت اللہ کی باہر کی چار دیواری کے اندر تھا۔ آپ کے ساتھ عقیدت مندوں کاجوم تھا۔ باقی نوادہ سید نبویؐ میں قرآن یکیم کا درس دیتے۔ گویا اس عرصے میں آپ کو اسلامی ممالک کے اس عظیم ارشاد نقض مرکز میں بیٹھ کر خدمت اسلام کا خوب موقع ملا۔ بالفاظ دیگر یہ حضرت لاہوری کے

حافظ آسمان سے فرشتے اترتے ہیں، یا عالم غیب کی کوئی مخلوق ہوتی ہے۔ ان عابدین سے رات بھر جزم الشریف نمودر رہتا ہے۔ پرنس اور برہر کے حافظ۔ ترکی، شامی، مصری، مدنی، بخاری، افغانی، ہندی۔ یا شام اللہ، لاقرۃ الا باللہ، عجیب رونق ہوتی ہے۔

الحمد للہ! یہ انما فی خبر والا درس و رضوان المبارک میں بھی جاری ہے۔ بعد نماز مغرب رمضان کی وجہ سے موقوف ہے۔ انشاء اللہ بعد رمضان جاری ہو جائے گا۔ جب میں درس دیتا ہوں اور شائق سامعین کے منور چہرے چاروں طرف دیکھتا ہوں اور رحمت الہی جو حقائق ذکر پر کمال ہوتی ہے۔ جس کے نزول کا ذکر احادیث صحیحہ میں بکثرت ہے۔ جب روحانی طور پر سب محفوظ ہوتے ہیں تو میرے دل سے آپ حضرات والدین ماجدین دامت برکاتکم کے لیے اتنی بے شمار بے ساختہ دعائیں نکلتی ہیں، جنہوں نے اس نیک راہ کی رہنمائی فرمائی۔

سید البیہی الشریف جہاں پر حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم بحیثیت امام الانبیاءؑ سید المرسلینؑ نے درس دیا ہے اور آپ کے بعد سے ہزاروں سال تک ہر عرصہ میں صلی راست میں علم پرانی بین کو یہ شرف حاصل ہوا۔ اللہ تبارک و تعالیٰ نے فضل آپ حضرات والدین ماجدین کی نیت صالحہ کی برکت سے مجھ عاجز و ضعیف کو کار کشا دیا ہے۔ قرآن پاک اور احادیث میرے سامنے کھلی ہوتی ہیں۔ لوگوں میں اللہ تعالیٰ ملے جو تبت وہ عطا فرمائی ہے۔ ہر اپنے وطن میں بھی نہیں تھی۔ الحمد للہ اللہ ہی ہذا تا لہذا و ما کانتا تبتہم فو ان ھذا ان اللہ۔

میں ماہ کو نظر میں آج میں رہتے۔ جرم پاک میں درس قرآن پاک دیتے بیٹھ کر توحاج روحانی پچاسو سطر پاکستان کی استقامت میں نفی معلوم ہوتی ہے۔ حضور پر نور محمد کو استقامت و فکر ارشاد وائش مان کا جواب بھی یہی تھا کہ یہ استقامت بھی خشک تہا سے استقامت کے مطابق ہے۔ وہیں رہتے ہیں غیر ہے۔

آپ کا خط وصول ہونے کے بعد میں نے پورا اللہ تعالیٰ سے استخارہ کیا۔ تو بات دور چہ پہلے کھلتی ہوئی تھی۔ اب بھی وہی حکمت ہوئی ہے۔ اللہ عالم الغیب کے اسرار کو کتنے سر کو کوئی اپنی عقل ناقص سے نہیں دریافت کر سکتا! سزا دہی انسان کی خود اوارک کی حد سے ماورائی ہیں۔ ✽  
کوسرے کشود و کشاید حکمت ابن مہرلا

لاکن شریعت کا حکم ہے۔ استخارہ کرنا پاپ ہے۔ جنگی سعادت تبیل حکم میں ہے اور شغابت کفی حسیان و نا فراتی میں ہے۔

آپ کی فرستہ دو کتاب محمد کائنات و وصول برکتی تھی۔ بزرگ اللہ خیر والا احسان۔ اپنی والدہ ماجدہ صاحبہ کو یہ اسلام ستون عرض کر دیں اور عزیزہ جمیلہ بی بی کو بھی سلام ستون اور عزیزی امین الدین سلمہ و عزیزی محمد اللہ یوسف سلمہ کو یاد۔ والسلام مع الاکرام۔  
۱۱۔ یقینہ ۱۳۰۸ھ ۱۰ اپریل ۱۹۹۲ء۔ یوم الاحد۔

۱۲۔ مندرجہ ذیل خط حافظ حبیب صاحب نے ۴۔ رمضان المبارک ۱۴۱۴ھ ۱۳۱۳ھ ۱۳۱۴ھ ۱۳۱۵ھ میں منسوخ ہے۔ اپنے والد فرزند مولانا اعلیٰ روح رکھا۔ خط قدر سے طویل ہے۔ ہم اس کے مخصوص حصص نقل کرتے ہیں، جن سے آپ کی سیرت و کردار پر روشنی پڑتی ہے۔  
ہم سیدہ ماجدہ زینبہ رضی اللہ عنہا لاقرۃ الا باللہ سیدہ امینہ و رضوان المبارک مدینہ منورہ میں نصیب ہوا۔ دونوں ہی توحید الشریعین کی برکت و اسی دلکش روح افزا جاذب قلب و روح ہیں، جن کو انصاف و اکرانے سے عاجز ہیں۔ مرقی۔ لذت بادہ نفاذی بخدا تاج شہی

پورا حرم الشریف انبوی نمازیوں سے کچھ کچھ جھلکا ہوا رہتا ہے۔ جب امام صاحب اپنی نماز تلاویح ختم کرتے ہیں تو لوگ اپنی اپنی جماعتیں کو لے لگتے ہیں۔ خدا معلوم قرآن کے

آنحضرت دار ہے۔ شباب کے باوجود بزرگانہ شیریں مقامی، مرتباً ذمہ دت، بشری زبانیت کے انوار انکھوں میں پاکیزگی، حضرت کی جھلکیں، علم و حیا میں عثمان مسند، اقربا و اعزہ میں بردار عزیز، انعامیں محمود و موصوف اور اس پر طویر کے لاکھوں معبودوں (حضرت لاہوری کے متوسلین، کے وہاں شفق حضرت شیخ التفسیر مرحوم کی یہی بگنی شفق) اسے گل بتو خود سندم، تو بولے کسے داری!

آپ کے دو صاحبزادے اور ایک صاحبزادی ہیں، اللہ تعالیٰ ان کو مسلمانوں کا معتقدار بادی بنائے تاکہ اس خاندان پر آفتاب است کی روایت تا ابد قائم رہے۔

### حافظ حمید اللہ مرحوم

حضرت مولانا کے سب سے چھوٹے صاحبزادے تھے۔ فارغ التحصیل عالم دین ہونے کے علاوہ حافظ قرآن مجید بھی تھے۔ صوم و صلوة کے بڑی سختی سے پابند تھے۔ حضرت ان پر بڑے شفیق تھے، متعدد دفعہ حج بیت اللہ سے سرفراز ہوئے محدث دین میں سارا وقت صرف کرتے تھے۔ اپنے والد مکرم کی وفات کے چند سال بعد چند دن بیمار رہ کر فوت ہو گئے۔ مقام جبرت ہے کہ حافظ مرحوم کی فوتگی کے تقریباً چھ ماہ بعد آپ کی امیر زادہ بی بی امی اللہ تعالیٰ کی بیاری ہو گئیں۔ یہ بدعتی اور باگھر دو بیچوں اور تین بیچوں کے تین خاندانیں تبدیل ہو گئیں۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ راجِعون ۔

واحسبوا یا اولیاء الاباب

### حضرت شیخ التفسیر کی امیرہ محترمہ

ہم جن خاتمہ کے طور پر راجع وقت حضرت صفیہ بی بی امیرہ محترمہ حضرت شیخ التفسیر کے فقہ حالات زندگی قلمبند کرتے ہیں۔

آپ کے والد بزرگوار حضرت مولانا ابو محمد احمد مرحوم کا تعارف کہیں ابتدا مقالہ میں کر لیا گیا ہے۔

باقیات الصالحات کا فیض عام تھا، جس سے ساری اسلامی دنیا مستفیع ہوتی رہی۔ اعلیٰ نسیں دفعہ حج بیت اللہ کی سعادت حاصل کی۔ اجتماعی دفعہ میدان عرفات، منظر اور مٹی میں مناسک حج کی ادائیگی میں لاکھوں متغیر بقدر کار نفوس قسید (حجاج کرام) کے ملکوتی اجتماع میں کھڑے ہو کر خدائے ذوالجلال کے حضور میں مجنونانہ زکے لکھو بہانے کعبۃ اللہ اور حرم نبوی میں لاکھوں دفعہ تسبیح و تمجیل کے یہ روز لعلات بلند کئے۔ کتنے قرآن مجید ختم کئے۔ کتنے طواف کئے اور آخر کار کھڑوں جمہوں کے فشاں جبین نیاز پر لے کر ۱۲۷۱ھ احکم الحاکمین کے دربار میں جا پہنچے۔ ہم اس سعادت دارین پر حافظ مرحوم کے والدین صاحبزادہ کو بدیع ترکیب پیش کرتے ہیں۔

حافظ مصیب اللہ رحمۃ اللہ علیہ کے بعد حضرت مولانا کے گھر صاحبزادہ حفیظ اللہ اور پھر حمید اللہ پیدا ہوئے۔ لیکن یہ دونوں پھول ابتداءتے بہار میں ہی مر چکے تھے بعد بچیاں ناظر اور رقیہ بدوخت کے قریب پہنچ کر وفات پا گئیں، ایک بچی مریم بی بی بن بدوخت تک پہنچی۔ اس کا عقد مولانا عبدالحمید مرحوم سوہدروی سے کیا۔ وہ بھی دو بچیاں اور ایک بچہ عبدالوحید کو شہید چھوڑ کر ملک عدم کو چلی گئیں۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ راجِعون ۔ یہ وہ صدقات ہیں جو آپ کو مروا یا نام میں میٹھے اور آپ کھنمات صبر جمیل سے برداشت کیے۔

### جانشین حضرت شیخ التفسیر قاری حمید اللہ نور علیہ السلام

آپ اپنے چھوٹے بھائی حافظ حمید اللہ صاحب سے بڑے ہیں۔ کتب متداولہ کی تحصیل کے لیے آپ کو دارالعلوم دیوبند بھیجا گیا۔ ناظر قرآن مجید گھر راکش مان مرحوم سے بڑا طور کم سنی میں ہی دیوبند بھیجے گئے۔ سند فراغت حاصل کر کے لاہور اور پھر کراچی میں خدمت دین کرتے رہے۔ لدیت اس نفلدان کا فطری جوہر ہے۔ اِنِ اجری اَوْ اَعْلٰی اللہ ان کا آباؤ ورشہ ہے۔ والد مرحوم کی تمام فہم داریاں آپ کے کندھوں پر ہیں۔ آپ کی سیرت تمام اخلاقی جسد کی



حضرت مخدوم امیر المکرمات جان نے بچپن میں قرآن پاک ایک ایسے حافظہ قاری سے سیکھا جنہوں نے دارالعلوم صوفیہ مکہ معظمہ زادۃ اللہ شرفاؤ غفرلہما سے قرآن جوید و قرأت میں باقاعدہ سند حاصل کی تھی۔ یہ تاریخی سادہ تھی جو آپ کے حصہ میں آئی۔

ان جان مرحومہ و مغفورہ کو فارسی زبان میں خاص و شہس حاصل تھی۔ علمی ذوق شیخ سعدی علیہ الرحمۃ کا کٹھن کا کٹھن حاصل تھا۔ زہد و انسا کا دیوانہ تھی ہمیشہ زیرِ ملاحظہ رہتا تھا۔ آپ نے فارسی زبان میں ایک کتاب بھی تالیف فرمائی جس کی طباعت دکن کی جاسکی۔ یہ کتاب علم الاخلاق سے متعلق تھی۔

حضرت امام غزالی علیہ الرحمۃ کی کتاب بھی سائنے سادہ سے قلبی شفقت تھا۔ موسم سرما میں پوری خیمہ کتاب در زبان فارسی، تین چار دفعہ پڑھ کر جاتی تھی۔ مولانا اطراف حسین علی مرحوم کی پوری سہس یاد تھی اور اکبر الہ آبادی کے اکثر اشعار انہیں تھے۔ آپ نے حضرت مولانا سید اشرف علی تھانوی مرحوم کی اکثر تصانیف اور خصوصاً بہشتی زیور بار پڑھیں کو پڑھایا۔ فقہی مسائل اکثر نوک زبان ہوتے تھے۔ ٹوپی ڈاکٹر نذیر احمد مرحوم کی تصانیف کا مطالعہ علمی لازمی سمجھا جاتا تھا۔

حضرت شیخ الحدیث مولانا محمود حسن علیہ الرحمۃ اور حضرت مدنی مرحوم سے بڑی عقیدت تھی۔ حضرت تھانویؒ اور سید عطاء اللہ شاہ بخاری نور اللہ مرقدہ کی پاکدامن ازدواج کے ساتھ باہمی میل جول اور ایک دوسرے کے گھروں میں کبھی کبھار قرآن لانا بھی ثابت ہے۔ دعا ہے، اللہ تعالیٰ آپ کو صالحی امت کے زمرہ میں شامل فرمائے۔

آپ نے ساری زندگی نماز تہجد کو بالاتر اہم پڑھا۔ آپ کے فرزند اکبر عبادات حافظ حبیب اللہ صاحب کی روایت ہے کہ مرحومہ فرمائی سنتوں اور فرائض کے درمیان ہمیشہ گیارہ دفعہ سورۃ شریعت اور گیارہ دفعہ ”یا فخری“ اور یہ نماز فجر قرآن مجید کی ایک منزل (چھ یا سات پارے) کی تلاوت اور فلان بارہ منزل

مرتب یا بدیع العجب یا بغیر یا بدیع کا ورد کیا کرتی تھیں۔ تمام نمازوں کے بعد تسبیحات، ذکر کتبہ اور باقی بہت سے معمولات ہوتے تھے۔ مرحومہ خود سورۃ الفاتحہ کی بہت بلند پایہ عامل تھیں اور اس مبارک عمل کی اجازت آپ کو حضرت حکیم الامت مولانا تھانویؒ نے دی تھی۔ آپ کو فاضل کی کثرت کی وجہ سے تھک چکے تھے۔ آپ نے حضرت مولانا کی محبت میں متعدد دفعہ حج بیت اللہ اور زیارت روضہ اقدس بھی کی اور سادہ سی اپنے فرزند حبیب علی حافظ مرحوم کی ملاقات سے اپنے دل کو شگفتہ کر آئی تھیں۔ حضرت کے ہمراہ آپ سندھ اور دیوبند بھی شریعت لے جاتیں۔

اپنے دروہا جہاں دروہا حبیب اللہ، حمید اللہ، اور ایک نور محمد ابو حنیفہ صاحب کو قرآن پاک حفظ کرانے کی سادہ بھی آپ کی حیات مبارکہ کا حصہ بنی بیٹوں نو بیٹوں اور بیٹیوں کو دینی تعلیم اور عمل صالح کی تاکید کرتی رہتی تھیں گھر کا کام کھانا وغیرہ اپنے ہاتھ سے کرتیں۔ آپ کی پاکیزہ اور شامی زندگی باقی مستورات کے لیے قابل عمل اسوۂ کا کام دیتی تھی۔ شفقت، دردمندی، ذوق عبادت، قربانکاری، ملامت، شفقت، اللہیت اور خشیت الہی آپ کی حیات طابہ کے روشن ابواب تھے۔ ہم انشاء اللہ آپ کے باقی خصال حسہ اور صفات ستورہ حقیقی زوجین کے عنوان میں درج کریں گے۔

### تاریخ ہائے رحلت

ملک کے چند نامور اوروں نے حضرت کی تاریخ ہائے وفات کھیں، ان میں سے چند ایک پیش کی جاتی ہیں۔

باب اباب کشف سے آخر - جمیل قدس از گلیا بیہات

وفات مقبرہ آستان احمد علی - امیر امن خاتم الدین بن محمد - غفر اللہ لہ

وصف کی صورت ہے - تاریخ رحلت - ۱۲۴۱ھ - ۱۲۴۱ھ - ۱۲۴۱ھ

ملک - مردومن ۳۲۵ - بیچ عہد احمیان - فیروز سنہ - ۱۲۴۱ھ - ۱۲۴۱ھ

ملک - مردومن ۳۲۵ - بیچ عہد احمیان - فیروز سنہ - ۱۲۴۱ھ - ۱۲۴۱ھ



## حضرت شیخ التفسیر رحمۃ اللہ علیہ کے حضور میں

لال دین انگاریم ہے، پی ایچ ڈی، بانی سکول بہالیکہ

اے شہید درس قرآن میں ٹھونڈتی ہیں تھک کو نکھیں پرکس  
آج ہے تیرا مکان غلہ برین ہائے تجھ سا مہرباں مٹا نہیں  
تیری صورت یاد آتی ہے ہیں

تیری فرقت غول دلاتی ہے نہیں  
سب کی آنکھیں تیرے عین اشکبار سب کے دل تیری جہلی میں نگار  
تو نہیں تو کس طرح آئے قرار جس کو نکھیں پھر ہر باجے مگوکار

آہ و زاری میں افر کوئی نہیں  
اس شب غم کی سحر کوئی نہیں  
تیری مرقد مطلق انوار ہے تیری تربت مرجع اختیار ہے  
تیری منزل منزل احساں ہے تیری خلوت حزن احساں ہے

دارت پیغمبران تھی تیری ذات  
اللہ اللہ بندہ مولیٰ صفات  
اے امام آفتائے اس زمان اے امیر لشکر روحانیاں  
قلب تو کھراچ میں راز و زواں جان تو باقدسیاں سمت ہم زبان

ہر شمعین انبیاء قدسی نہاد  
منزلت در جنت فروں بلاد  
ذوق قرآن تیری الفت کا ثمر علم و عرفان تیری صحبت کا ثمر  
اے خوشا تیری زیارت کا ثمر مل گیا دنیا میں جنت کا ثمر

تیری صورت عارفوں میں لاجواب

تیری ہستی رہنمائے شیخ و شاہ

انے کہ سب میں وصالت تجھ سے تھی اے کہ سب میں ہرمت تجھ سے تھی  
بلکہ انسانوں میں الفت تجھ سے تھی سب کے کیاں میں ہرمت تجھ سے تھی

ہم! تہیوں سے بھی ابر حال ہیں

ہائے ہم یا مال ہیں، یا مال ہیں

حریت تھی تیری فطرت کا خمیر مرد حق، درویش رو روشن خمیر  
پدر شفق، نرم خو، مثل حیر سر تا پا شفق، محبت کا سفیر

با یزید عصر حاضر با یقین

قطب دوراں، ہادی روشن زمین

درس قرآن رحمت حق کا نشان چہرہ تاباں اور المائی زبان  
روح قرآن اور ترا حسن بیان سن رہے ہیں شوق سے کہدیاں

آج یزدانی نوا خاموش ہے

آج لورانی فضا مدہوش ہے

الوداع اے ستیہ والا گھر رو رہے ہیں گو تجھے دیوار و در  
شفیق ہیں اس پر سارے ہمسفر مدنی و شاہجی تھے تیرے ہم سفر

اس لیے رضواں سے دعوت آگئی

اپنے حق میں اک قیامت آگئی

- ۸۔ میرا نانا سلسلہ قادری ہے، مگر میں سلاسل اربعہ کے بزرگوں کا ادب کرتا ہوں۔
- ۹۔ لوگ کہتے ہیں۔ بیٹا سارے اور اندھا کوئی کوئی۔ میں کہتا ہوں۔ اے سارے دینا کوئی کوئی۔
- ۱۰۔ نعم الامیر علی باب الفقار۔ وہیں الفیض علی باب الامرا
- ۱۱۔ اگر کوئی ہمارے آئے اور لاکھوں مرید چھپے لائے۔ مگر سنت نبوی کا حفاظ ہو تو اس کی طرف نگاہ اٹھا کر دیکھنا ناجائز۔ اس کی صحبت حرام اور اگر پہلے کر چکا ہے تو صحبت توڑنا فرض عین۔

### مولانا مرحوم کے معمولات

حضرت اولیٰ کے انتظام پر حضرت لاہوریؒ کے معمولات درج کرنا ضروری ہیں تاکہ تائیدین کلام کو اس ربانی شخصیت کی عملی زندگی سمجھنے میں آسانی ہو۔ یہ حالات آپ کے جانشین حضرت مولانا عبدالحقؒ اور مدظلہ العالی، آپ کی پڑی صاحبزادی عاقشہ بی بی اور آپ کے نواسر حافظہ عبدالحق صاحب اور آپ کی نواسی جمیلہ کو شریعت بالمشافہات چیت کر کے حاصل کئے گئے ہیں۔

ہم نے اپنی والدہ مرحومہ سے متعدد دفعہ شناسا کر جب ہم ابھی کم سن بچے تھے تو حضرت آبا جان مرحوم بازا سے سودا سلف خود خرید کر لایا کرتے تھے۔ والدہ مرحومہ کے بیمار ہونے کی صورت میں اپنے ہاتھوں سے آٹا گوندھتے، اسل تیار کرتے۔ بیمار کے خاص کھانے کی تیاری بھی خود ہی کرتے۔ ساری زندگی گھر میں کوئی خادم یا خادمہ رکھنے کی نوبت نہیں آئی۔ کیونکہ تندرستی کی حالت میں والدہ محترمہ اپنے ہاتھوں سے گھر کا تمام کام کر لیتی تھیں اور ہماری زمینیں ان کا ہاتھ بٹاتی تھیں۔ جب ہم تندرست بڑے ہو گئے تو سودا سلف کی خریدی کی ذمہ داری ہم پر ڈالی گئی۔

۱۔ مولانا عبدالحقؒ نور ماعب (وادی) گھر جا کر گھر کے مصدقین مشغول رہتے۔ بچے پڑھیں کو بیٹے جن ٹوٹ جاتا تو اپنے ہاتھ سے کاٹھ پتے، درود درودتے، میٹھی نمادی، منداہن بن مینڈ، مستحاکمہ، موقوفہ ازیرہ، انہی حصہ دوم، ملا، مصنفہ مولانا سید سلیمان ندوی مرحوم۔

### حضرت مولانا کے ملفوظات

- ۱۔ ہم مولانا کے ملفوظات میں سے چند ایک کا انتخاب درج کرتے ہیں۔
- ۱۔ اللہ و رسول کی جوتیوں میں وہ موتی ملتے ہیں، جو بادشاہوں کے تاجوں میں نہیں جوتے نہیں ہوتے۔
- ۲۔ اللہ ولے کی بابت ضرور ہیں، لیکن نایاب نہیں۔
- ۳۔ لاہور یو! میں اتمام حجت کر رہا ہوں میں اپنے خدا اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو بڑی الذکر کر رہا ہوں، تاکہ آپ لوگ قیامت کو یاد کریں کہ میں کوئی ڈولنے والا اور سناٹے والا نہیں آیا۔
- ۴۔ میں آپ کو بیدار کر رہا ہوں۔ پشوری سے لے کر گورنر تک آپ کا کوئی خیر خواہ نہیں ہے۔ مگر آپ کا کوئی خیر خواہ ہے، تو وہ اللہ والا ہے، جو آپ سے کھانے کو نہ مانگے۔ دروازہ ٹھوکی کا غلام ہو۔ اس کے ایک ہاتھ میں قرآن حکیم ہو اور دوسرے ہاتھ میں شعل خیر الانام ہو۔ وہ ان دونوں نوروں کی روشنی میں آپ کی رہنمائی کرے۔
- ۵۔ قرآن حکیم اور تمام احادیث نبویؐ کی تشریح دو جہلوں میں کی جاسکتی ہے کہ خدا کو اجابت اور متقی خدا کو تہمت راضی رکھو۔
- ۶۔ عالم دین ہو، حافظ قرآن ہو، سچ بھی کہنا ہو۔ زکوٰۃ کی پائی پائی ادا کرے۔ اور مر جائے اور مصیبت والدین ہاتھ اٹھا کر بد دعا کریں کہ یا نبی ہم تو اس پر راضی نہیں ہیں، تو میں فتویٰ دیتا ہوں کہ ایک دفعہ بھاجتہم میں جائے گا۔
- ۷۔ عقیدت، ادب اور اطاعت سے فیض آتا ہے۔ ان میں سے ایک تار بھی ٹوٹ جائے، تو کلکشن ٹوٹ جاتا ہے۔

پابند تھے۔ نماز فجر کے بعد اپنے خاص حجرے میں تشریف لے جاتے۔ تفسیر خازن یا اور ضروری تفسیر اور احادیث کی کتب پر سرسری نظر فرماتے۔ آخری عمر میں درس قرآن وغیرہ کے آگے پیچھے چار پانی پر قدرے استراحت فرماتے۔ اپنی گھڑی خدام میں سے کسی کے حوالے کر دیتے تھے، تاکہ روز زیادہ سے زیادہ دس یا پندرہ منٹ کے بعد آپ کو بیدار کر دے۔ اب دوبارہ وضو فرماتے اور سیدھے درس گاہ کی مندر پر تشریف لے جاتے تھے۔ ایک کمرہ کی تلاوت فرماتے۔ اس کا سلیس ترجمہ کیا جاتا۔ پھر عید نبوی میں ان آیات کا کیا مطلب سمجھا گیا۔ اس کو بیان فرماتے ہیں۔ بعد ازاں الاعتبار و انصاف کے طور پر ان آیات کی تفسیر و توضیح کی جاتی۔ درس کے انتظام پر سامعین کرام آپ سے مصافحہ کرتے اور حضرت نہایت متانت اور شفقت سے لوگوں کے چروں پر نظر فرماتے۔ اب حجرے میں تشریف لے جاتے۔ اہل حاجت مرد و زن حضرات کا انتخاب بندھ جاتا۔ آپ تمام لوگوں کو باری باری ملاقات کا موقع مرحمت فرماتے۔ ظہر عصر اور غروب کی نمازوں میں بھی ہمیشہ اکثر نمازیوں سے پہلے تشریف لے آتے۔ ان نمازوں کے بعد کچھ دیر کے لیے مسجد میں تشریف رکھتے اور پھر گھر یا حجرے میں تشریف لے جاتے۔ رستے میں سلام اور مصافحہ کا سلسلہ جاری رہتا۔ چھوٹے بچے ابائی کر کہ آپ کو سلام کرتے اور آپ نہایت شفقت برسرے الفاظ میں ان کو جواب دیتے۔

نماز عشاء کے بعد گھر پر تشریف لاتے۔ چند خدام آپ کے ہمراہ دروالات پر حاضر ہوتے۔ ان کو رخصت کرنے کے بعد دروازہ کے اندر قدم رکھتے۔ گھر کے بعض افراد آپ کے استقبال کے لیے دروازہ کے اندر موجود ہوتے۔ چہل قدمیوں میں سے کوئی ہوتا، تو اس کو اپنا جھٹا تھپید پکڑا دیتے۔ اگر حافظہ حمید اللہ مرحوم یا قاری حمید اللہ اور صاحب کے گھر والے میں کوئی بیمار ہوتا تو بیٹھاس کی عیادت فرماتے۔ پھر اپنی منزل پر تشریف لے جاتے۔ کھانے میں اپنے دونوں صاحبزادوں اور دونوں پوتوں داجمل، امل، کو شریک کرتے۔ اگر کوئی محضر موجود ہوتا، تو

ہمارے بچپن کے زمانے میں حضرت اباجی مرحوم مکان کے نچلے حصے سے تیسری منزل تک پانی خود لے جایا کرتے تھے اور قیام شدہ کے ایام میں حضرت ربیعہ خندانہ دونو وقت باہر کنوئیں سے پانی اٹھا کر لاتے تھے۔ اور کنوئیں گھر سے ڈیڑھ فرلانگ کے فاصلہ پر تھا۔ بھٹے میں دو تین دفعہ نماز عصر کے بعد جنگل سے نکلیاں کاٹ کر لاتے اور جب آپ اوروٹ شریف اور پیر حبیبہ میں حضرت سندھگی کے پاس رہتے تھے تو حضرت سندھگی کے گھر کے لیے پانی بہا کر، جنگل سے نکلیاں کاٹ کر لانا حضرت سندھگی اور اپنے چھوٹے بھائیوں دھمعلی مرحوم، عزیز احمد مرحوم اور رشید احمد مرحوم کے پیڑھے دھونا آپ کا معمول تھا۔

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا بیان ہے کہ اباجی جان باہر کا دروازہ بند کر لیتے اور جمعہ کے دن اپنے پیڑھے اپنے ہاتھوں سے صاف کرتے تھے۔ آپ ہمیشہ فرمایا کرتے تھے کہ صوبی پیڑھے صاف کرتے ہیں لیکن پاک نہیں کرتے۔ اپنی حجامت بھی خود ہی بنایا کرتے تھے۔

تمام زندگی نماز تہجد، دُعا، ذکر، کتب کی پابندی فرماتے رہے۔ معمولات عبادت علاءہ ازیں باقی نوافل کا اہتمام بھی کیا جاتا۔ نماز تہجد کے بعد حفظ کردہ سورتوں کی تلاوت قدرے باجمہر فرماتے۔ پھر اذان کے بعد گھر پرستیں پڑھتے اور مسجد میں تشریف لے جاتے۔ صبحِ اول میں دائیں طرف جا کر بیٹھ جاتے آپ ہمیشہ آخاستہ سے پہلے مسجد میں پہنچ جاتے۔ نماز باجماعت کے بڑی سختی سے ملے۔ حضرت مولانا حمید اللہ انور صاحب۔

آقا جان مرحوم زید مولانا احمد علیؒ، "فراولایت" سوانح حیات مولانا احمد علیؒ نے لکھے۔ حضرت مولانا احمد علی مرحوم کی صاحبزادی صاحبہ۔ گھجید کوثر حضرت مرحوم کی نواسی۔ ھے شفی سلطان احمد والی ہے کہ ایک دفعہ جناب مولانا بخش سرور وزیر اعظم سندھ حضرت کی ملاقات کیلئے مافخر مت بھیجے۔ نماز کا وقت تھا۔ آپ نے رستے میں چلتے چلتے ان سے بات چیت کی اور پھر سیدہ سمیرا تشریف لے گئے۔ نماز شریک جیسے حرمِ محراب کے لیکن ہاتھ دیکھا بند ہی میں کسی فرقہ پرستی۔

إِنَّ اللَّهَ يَمْلِكُ لَهُ عَلَيْهِ السَّلَامُ وَأَهْلُ السَّلَامَةِ  
فِي أَهْلِ السَّلَامَةِ وَأَهْلُ الْأَرْضِ حَتَّى الْمَمْلُوكَةِ فِي عَجْرَةٍ.

وَالْمَغِيبَاتُ فِي الْبَحْرِ يُصَلُّونَ عَلَى مَعْلَمِ النَّاسِ الْكَبِيرِ (متفق علیہ)  
ترجمہ: بے شک خدا تعالیٰ اور اس کے فرشتے اور انسانوں کے رہنے والے اند زمین میں  
(مگر انسان) تمام رہنے والے یہاں تک کہ پہنچیں اپنے بل میں اور پھیلاں سندھ  
میں لوگوں کو بھیجی کی قدیم رہنے والے پر رحمت بھیجتے ہیں۔

## دوسرا حصہ

### مولانا کی دینی و علمی خدمات

اس کو تین برابر حصوں میں تقسیم کیا جاتا تھا۔ کھانے کے بعد ہاتھ صاف کرنے کا  
وقت آتا، تو سب کی یہی کوشش ہوتی تھی کہ حضرت اقدس کی خدمت کا موقع  
پائے۔ جمعہ کے دن گھر کے تمام افراد چھوٹے بڑے، کو پیسے دیتے تھے۔ جمعہ کے  
دن ندیوں کی ریڑ گاڑی بازار سے منگوائی جاتی اور وہاں جان کے حوالے کی جاتی تاکہ  
کوئی ساکھ محروم نہ جائے۔ اسی طرح سفر کے معمولات بھی ہوتے۔ آپ سفر میں آپ  
رفقہ یا سفر کی سہولت کا ہمیشہ خیال رکھتے تھے اور خود ضبط نفس سے کام لیتے تھے۔  
علاوہ انہیں چند معمولات اور بھی وقتاً فوقتاً مناسب مقامات پر شامل مقدار کئے  
جائیں گے۔

الحمد لله! کہ مولانا کی سیرت کا پہلا حصہ غیر دشمنی و نفرت پر ختم ہوا۔  
وَمَا تَوْفِيقِي إِلَّا بِاللَّهِ

۱۔ مَنْ تَمَسَّكَ بِسُنَّتِي عِنْدَ  
فَسَادَ أُمَّتِي فَلَهُ أَجْرٌ  
وَمِثْلُهُ مِثْلُهُ (مشکوۃ)

۲۔ مَنْ صَحَّتْ نَجْمَا دَرَمَدِي  
جَوَافِ مَوْفِي رَهْ نَجَاتِ حَاصِلِ كَرَامِي۔

۳۔ لَوْ أَنَّ الْعَالَمَ خَلَسَ مِنْ عِبَادَةِ  
الْجَاهِلِ (مشکوۃ)

عام کا سونا، جاہل کی عبادت سے  
بتر ہے۔



بارک اللہ آیات نبیات جو سربا ملواری الہی ہیں۔ ان کا فہم علمدار امت کے سینوں کو بنایا ہے۔

ارشاد نبوی ملاحظہ ہو: ”جس نے قرآن حاصل کر لیا۔ اس نے گویا علم نبوت کو اپنی پیشانی میں جمع کر لیا۔ یَتَقَدَّرُ الْهَرَبُ تَبَادُلُهَا مِنْ شَغْلِهِ الْقُرْآنَ عَنْ ذِكْرِیْ وَمَسَاجِدِیْ اَفْضَلُ مَا اَعْطٰی السَّالِکِیْنَ۔ وَفَضْلُ کَلَامِ اللّٰهِ عَلٰی سَائِرِ الْکَلَامِ کَفَضْلِ اللّٰهِ عَلٰی خَلْقِهِ۔ مَا عَزَّزَ اللّٰهُ بِکَلَامِ اللّٰهِ مَنْ عَزَّزَہُ“

ہر اس تمید کو تسدید و لو آدم کے فرمان پر ختم کرتے ہیں۔ العلماء و دولۃ الانبیاء

اب مذکورۃ الصدر حقائق کی روشنی میں حضرت مولانا لاپوروی کی علمی بوردینی خدمات کا جائزہ لیا جائے گا۔

علمی دنیا میں مولانا کا تجز و تفویض مسلم تھا۔ ہم اس موقع پر آپ کی تصنیفات پر اپنی استعداد کے مطابق تبصرہ کریں گے۔ اگرچہ علماء ہم عصر نے آپ کی تصانیف پر تقریظات تحریر فرمائی ہیں اور ہم کو ان کی علمی تعاسب کا پورا پورا اعتراف ہے تاہم ہمارا موقف حقیقی و تنقیدی یہی ہے کہ اگر پیراں نے پرنسپل و مریڈس نے پرائنڈپل و لاقصد نہ ہے۔ ہم اس ضمن میں آپ کی مفسرہ حیثیت پر نظر ڈالتے ہیں کیونکہ مہندو پاک اور پیر و نند آپ کی یہی ممتاز حیثیت آپ کے علمی کمالات کے تعارف کا باعث بنتی ہے۔

اب ایک مفسر قرآن کی حیثیت کے تئیں کے لیے ارباب علم و فضل کی آرا پر بھی ابتداء غور کا ضروری ہے تاکہ حضرت لاپوروی کی تفسیری تخلیقات پر ان کا انطباق ہو سکے۔

ارشاد نبوی سے علم دین کے حدود متعین ہوجاتے ہیں اور اس کے

میں جب تک تو آپ نے اپنے ہمراہ کے سامنے عزم باجمہر کا اظہار ان الفاظ میں کیا۔ لَا اُبْرَحُ حَتّٰی اَبْلُغَ مَجْمَعِ الْبَحْرِیْنِ اَوْ اَمْضِیَ حَتّٰی اُفْرَاقِ کَیْمٍ نے اسے بن برنیا حضرت سلیمان علیہ السلام کا صحابی کی ولایت کو بائیں الفاظ پیش فرمایا ہے۔ قَالَ الَّذِیْ حِثَّہٗ عَلَیْہِ مَنْ اَلْکَلْبُ اَنَا اَشِیْتُ بِہٖ قَبْلَ اَنْ یُّزِلَہٗ اِلَیْہِ عَلَیْہِ مَا

علم و فضل کے شرف و مجدہ کا مسئلہ زیر غور ہے۔ اللہ تعالیٰ توحید کے نبیات کی شہادت میں ملائکہ عظام کے ساتھ علماء خیر کو شامل فرماتے ہیں۔ یَعْبُدُ اللّٰہُ اَتَمُّہٗ اِلَہُ اِلَّا ہُوَ وَ اَشَدُّہٗ اَلَمَیْلَہٗ وَ اَوْفٰی اَفْصَلِہٖ قَاطِبَہٗ اِنَّا لَنَشِیْطُہٗ وَ اللّٰہُ تَعَالٰی اس کے فرشتے اور علماء برحق شاہد ہیں کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبود نہیں،

حکمت دین کا سرمایہ تمام جہاں کی نعمتوں سے بہتر ہے۔ یُؤْتِی الْهَکْمَۃَ مَنْ یَّشَآءُ وَ مَنْ یُّؤْتِ الْهَکْمَۃَ فَقَدْ اُوْتِیَ خَیْرًا کَثِیْرًا۔ ہم علوم انبیاء کا ذکر کر رہے ہیں۔ ان کے مفوض امور دین میں تعلیم کتاب و حکمت کے ساتھ توحید نفوس کو سب سے زیادہ اہمیت ہے۔ تمام شرائع و ادیان نے اِنَّ الْکَہْمَۃَ عِنْدَ اللّٰہِ اَفْضَلُہٗ کی حقیقت کو اپنے غائبین پر واضح کیا ہے اور قرآن عزیز نے تقویٰ اور خشیت الہی کا حامل بھی علماء کرام کو ہی گردانا ہے۔ اِنَّمَا یَخْشِی اللّٰہَ مِنْ عِبَادٍ وَ اَتَعْلَمُوْا مَا دُرِیْدُوْنَ مِنْ عِلْمٍ اَلَمْ یَرْسُخِیْہِ اللّٰہُ فِیْ سُدُورِ الَّذِیْنَ اُوْتُوْا اِلَیْہِمْ وَ مَکَرُوْا اٰیَاتِ بَیِّنَاتٍ عَلَیْمَہٗ کے سینوں میں محفوظ ہیں۔

لے	لے نمل ۳۴ - آیت ۴۰
لے سورہ ۳ آیت ۱۸ اخیر	لے سورہ بقرہ ۱۱۱ آیت ۱۱۱
لے حجرات ۴۹ آیت ۱۳	لے سورہ طہ ۲۲ آیت ۲۸
لے عنکبوت ۲۹ آیت ۴۹	





مقرر کردہ حدود کو پیش نظر رکھا ہے۔

## بیشیت مختصر قرآن حکیم

ہندو پاک کی سرزمین میں سید العارفین حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی علیہ الرحمۃ اور آپ کے ارشاد اخلاف نے قرآن حکیم کے علوم و معارف کو نہایت صحیح اور سند صورت میں پیش کیا۔ قرآن پاک کے فارسی اور اردو میں تراجم کئے اور موضح القرآن اور فتح الغریب جیسی تفاسیر لکھیں۔ دنیا بھر میں کوئی مسلمان بھی ایسا نہیں ہے جس نے قرآن عزیز کو اردو زبان میں سمجھا جو۔ اور پھر وہ حضرت شاہ رفیع الدین مرحوم، شاہ عبدالغنی رحمہم، شاہ عبدالقادر قدس سرہ اور حضرت شاہ عبدالغنی، شاہ اسماعیل شہید، شاہ محمد اسحاق مرحوم اور شاہ محمد ثقیب کی قرآنی خدمات سے واقف نہ ہو۔ اس ولی اللہی خاندان کی خلاصہ ذہنی خدمات کو لے کر عالم

لہ حضرت شاہ ولی اللہ دہلوی ابن شاہ عبدالرحیم دہلوی امام وقت تھے مکثرات تصانیف، فتح الرحمن ان کا ترجمہ اور فتح الخیر ان کی فارسی میں تفسیر ہے۔ اپنے وقت کے مجددین، عارف اکمل۔ محمد ابن بابائہ، ملازاد الخفا، فیوض الرحمن میری کتب تحریر فرمیں۔ وہ صاحب وفات پائی۔

تاریخ التفسیر ص ۱۲۰، قاضی عبدالصمد صرام لاہوری

۱۔ ولادت دہلی ۱۱۶۳ھ مطابق ۱۷۵۰ء وفات ۱۲۳۳ھ مطابق ۱۸۱۷ء اور شہر حضرت صاحبہ لعل علیہم السلام میں پیدا ہوئے۔ ۲۔ سہ سال کی عمر میں ہی کے فرائض پانچ ماہ پیش گئے۔ ۳۔ اردو فارسی اور عربی میں تصانیف کی تعداد چوبیس۔ ۴۔ سالانہ رنگہ، جنوری ۱۱۵۵ھ مطابق سن ۱۷۴۲ء میں فارغ ہوئے۔ ۵۔ شاہ ولی اللہ مرحوم کے بیٹے تھے۔ ۶۔ امام وقت تھے۔ ۷۔ ان کی کرامتیں اور عظیم خدمات نے ۱۳۹۰ھ مطابق ۱۸۷۳ء میں تاریخ تفسیر کو مستور کیا۔ ۸۔ شاہ ولی اللہ دہلوی مرحوم کے بیٹے اور ترجمہ فائدہ بخش ان کے تلامذہ تھے۔ ۹۔ ۱۲۳۳ھ مطابق ۱۸۱۷ء میں وفات پائی۔ ۱۰۔ تاریخ تفسیر ص ۱۲۰۔ ۱۱۔ ۱۲۳۳ھ مطابق ۱۸۱۷ء میں وفات پائی۔ ۱۲۔ تاریخ تفسیر ص ۱۲۰۔ ۱۳۔ ۱۲۳۳ھ مطابق ۱۸۱۷ء میں وفات پائی۔ ۱۴۔ تاریخ تفسیر ص ۱۲۰۔ ۱۵۔ ۱۲۳۳ھ مطابق ۱۸۱۷ء میں وفات پائی۔ ۱۶۔ تاریخ تفسیر ص ۱۲۰۔ ۱۷۔ ۱۲۳۳ھ مطابق ۱۸۱۷ء میں وفات پائی۔ ۱۸۔ تاریخ تفسیر ص ۱۲۰۔ ۱۹۔ ۱۲۳۳ھ مطابق ۱۸۱۷ء میں وفات پائی۔ ۲۰۔ تاریخ تفسیر ص ۱۲۰۔

حاصل ہے۔

ثبت است برجیدۃ عالم دوام ما  
حضرت مولانا عظیم الدین سندھی ولی الہی نہاد ان کے غلط قرآن کے دل جان سے گریہ تھے۔ اور آپ نے ساری زندگی اسی مسئلہ کی ترویج و اشاعت میں صرف کر دی۔

مولانا عظیم الدین سندھی مرحوم کے ہندوستان میں دو بار نیاز شاکر تھے۔ اور ان کے نظر تعلیم اور مسک تفسیر کے حامل و امین اور اس میں ان کے صحیح بائین مولانا احمد علی صاحب لاہوری اور خواجہ عبدالجلی غازی تھے۔

اس درکش کا اصل مقصد و موضوع تو قرآن مجید کے علم و فہم میں بصیرت پیدا کرنا تھا۔ اور مولانا احمد علی اس سلسلے میں اپنے محبوب استاد مولانا سندھی کے متبع اور پیرو تھے۔

حضرت مولانا احمد علی مرحوم نے مولانا سندھی سے سند فراغت حاصل کر

لے۔ مولانا سندھی غیر معمولی طور پر ذہین و ذکی تھے۔ نہایت دلچسپ اور حس اور فہم طبیعت رکھتے تھے۔ شیخ الحدیث کی محبت نے سولہ برس کا کام دیا۔ پہلے درجہ کے انگریز ٹیچر۔ ان سب شہادت نے مولانا سندھی کو ایک مشہور تاجرانہ و باقائدہ اداران کے ذہن کو جادو حیرت و حیرت و حیرت و حکمران بنی، حصول آزادی اور انگریزوں کی طرف ایسا مڑ دیا کہ ان کو سارا قرآن مجید خود سے ان کی دلچسپی اور مطالعہ کا مرکز تھا۔ اسی کی تفسیر اور اسی کی دعوت تبلیغ نظر آنے لگی۔ ان کی ذہانت اور تکتا فریفتگی اس کی آیات و اشارات سے وہ کام لیا کہ ان کو اپنے ہر دھڑکی کی تائید قرآن مجید میں نظر آنے لگی۔ اجتماعی سیاسی زندگی کے اصول و کلیات تفسیری لحاظ سے نہایت نکات کے اندک کا طریقہ اختیار کرنا وہ دل کا عجیب نمونہ تھا۔

۱۔ ۱۳۰۰ھ مطابق ۱۸۸۳ء میں مولانا ابو الحسن ندوی۔ ۲۔ کتبہ فردوس بکشتی

۱۳۰۰ھ

۱۳۰۰ھ

۱۳۰۰ھ

کی نظیر ناممکن ہے۔ مگر یہ کہنا بے جا نہیں کہ حق تعالیٰ نے ایک بہت بڑی خدمت جناب ممدوح سے لی اور اب عوام و خواص دونوں طبقے اس تفسیر سے اپنی نفسی کرکس لگے۔ میرے نزدیک خدمت قرآن کریم کا یہ ایک نیا دور جو گارہ رابطہ آیات و مقاصد رکوعات کا ایک نیا باب۔ حق تعالیٰ جناب ممدوح کے صحیفہ اعمال میں اس ذخیرہ حسنہ کو روایت رکھے۔

### تقریظ از حضرت مولانا حسین احمد مدنی علیہ الرحمۃ

بہر چند کہ متذہبن اصحاب معارف و عقین نے اپنی قوت تک قرآن مجید کی خدمت میں صرف کر دی۔ مگر موقع مناسبین نے آکر دکھلادیا کہ لاکھوں دیندار گمانیہ اس بحر ناپیدیا کے قعر میں پھیلے ہوئے اب تک موجود ہیں۔ جن پر کسی خواص کے ہاتھوں کا گزند تک نہیں ہوا۔ ہزار ہزار تبریک کے مستحق وہ نفوس ہیں۔ جو اپنی عمر گمانیہ کو اس خدمت میں صرف کرنے میں دریغ نہیں فرماتے۔ حضرت مولانا احمد علی لاہوری صاحب دوقضہ اللہ تعالیٰ بختہ ویرضاه واعداء علی قتل المراءات المصنیئہ ورتقاء کوعنایات الزمیر کی نظر انتخاب نے ازل سے ہی جس کراں طبعی الشان امر کے لیے مبدوق بالحق قرار دے دیا تھا۔ جن کی جدوجہد اور بافتشائیاں بفضلہ تعالیٰ اس چمنستان میں بار آور ہو رہی ہیں۔ میں نے مولانا ممدوح کی یہ تحریر دربارہ رابطہ آیات قرآنیہ وایضاح معانی فراتر یہ مختلف مقامات سے دیکھی ہے۔ مجاہدہ نہایت مفیدہ کارآمد و دلچسپ اور صحیح مضامین کا خلاصہ ہے اور مسکاب البصیرت و لاجلعت کے عین مطابق ہے۔

### تقریظ از مفتی کفایت اللہ صاحب دہلوی

لے۔ مترجم قرآن مجید مولانا حضرت لاہوری و تقریظ از حضرت مدنی مرحوم۔

ہوتے وعدہ کیا تھا کہ وہ تادم واپس خدمت قرآن حکیم میں منہمک رہیں گے لہذا آپ نے اس عہد کو بطریق احسن نبھایا۔ ۵

ہرگز کا بہر کار سے ساختند!

### مترجم و محشی قرآن مجید

پروہ گار عالم نے مولانا کو قرآن مجید کے مکملے نورافشا۔ آپ کا مترجم اور محشی قرآن مجید ۱۹۳۴ء میں پہلی بار مطبوع ہو کر منظر عام پر آیا۔ ہندوستان کے تمام مکاتیب فکر نے اس کے ترجمہ کی صحت اور رابطہ آیات کے حسن و خوبی کی تصدیق کی۔ اس میں اگرچہ مولانا کی تجرعلی، سلامت روی اور محتاط و بچی روش کی تعریف و توصیف کا پہلو نکلتا ہے۔ لیکن ہم علمبرجھصر کی صداقت کی بھی تسلیم کرتے ہیں، اگر انہوں نے اپنے فروغی اختکانات کو بالائے طاق رکھ کر مولانا لاہوری کے ترجمہ کی مرکزیت کو تردید سے تسلیم کیا ہے۔ مولانا کا یہ شاہکار علمی دنیا میں کس قدر مؤثر و معتد علیہ ہے۔ جاس اس مسئلے میں جید علمبربانی کی چند تقاریر پیش کرتے ہیں جو آپ کے محشی قرآن مجید کے شروع میں مندرج ہیں۔

### تقریظ از علمبربانی

قرآن حکیم کے متعلق چند حقائق و تفکرات پیش کرنے کے بعد حضرت علامہ مرحوم مولانا لاہوری کے متعلق رقمطراز ہیں۔ اب جو کلام نے کا اور دوسرے اور تحریر و تقریر کا نیا طریقہ۔ مقاصد قرآن کریم کی خدمت مناسب وقت شروع ہوئی۔ جناب مستطاب مولانا احمد علی صاحب لاہوری و امظلہ کی خدمت لکھنؤ میں آئی جو عاجز نے متفرق مقامات پر دیکھی۔ یہ تو نہیں کہا جاسکتا کہ ماضی و مستقبل میں اس

لے تقریظ از علامہ حضرت علامہ نور شاہ کٹیری پر مترجم قرآن حضرت مولانا احمد علی ۵



طرز تکمیل کی گزارش اور آیات کے درجہ بالا مضامین کے تراجم کو بھی واضح کریں اور تقاضے  
جڑا سے غور سے۔ ہمارے برادر بزرگ مولانا علی صاحب کو جنہوں نے اس ضرورت کو بخوبی  
فہم رکھی ہے نیز جن کی جس کی حاجت تھی اور اس میں کامیاب ہوئے۔

”تقریظ مولانا نجم الدین مدظلہ پروفیسر اور عینٹل کالج لاہور

انہی تفسیریں لکھنے کے باوجود قرآن کے چند ایسے پہلو عرض نمود میں کمایہ منفی جلوہ افروز نہیں ہوئے۔ ان میں چار اہم ہیں۔ جن کی طرف علماء کرام کی توجہ کی خاطر درج کرتے ہیں۔

دوم. اقسام القرآن

چهارم۔ امثال القرآن

سوم - قصص القرآن

شیریں قدر سے لکھا گیا ہے

لے۔ ربط آیات کے متعلق سابقہ اوراق کے حاشیہ میں قدرے لکھا گیا ہے۔

۱۷۔ اہل اسلام و قرآن اس سے بعض چیز کو محبت و اوستا کہتے ہیں جسے اہل دنیا کو نفرت و کینہ ہے۔ اہل اسلام و قرآن اس سے بعض چیز کو محبت و اوستا کہتے ہیں جسے اہل دنیا کو نفرت و کینہ ہے۔ اہل اسلام و قرآن اس سے بعض چیز کو محبت و اوستا کہتے ہیں جسے اہل دنیا کو نفرت و کینہ ہے۔

اس مضمون پر سب سے جامع کتاب امام ابن القیم کی تفسیر ہے جو علم و حکمت کا پورا ذخیرہ ہے۔ ماضی قریب میں مولانا عبداللہ بن قاری رحمۃ اللہ علیہ نے بھی کتاب کا ترجمہ کر دیا اور اس کی ایک کڑی کی تصویب کی تھی۔ قرآن مجید نے اس فرض سے قیاس کیا ہے کہ اگر آپ نے انصاف پر عمل کیا تو آپ کو انصاف اور سکے سے پیش کرے۔ لیکن انصاف کے خدا تعالیٰ نے فرمایا کہ میں انصاف کے اپنے انصاف کی بات نہیں کر رہا ہوں۔ اس کے بغیر میں نہیں دیکھا کہ عبادت کے لیے اللہ تعالیٰ کی کتاب میں ایک اصول کی کتاب دکھائے، دوسری قوی کتاب ہے قرآن شریف، تیسری قرآن مجید کے لیے صوفیت اپنی فعلی کتاب کو قوی کتاب پر مشابہ نظر آتا ہے اس قوی اور قوی میں عبادت حق کے لیے صوفیت اور عقیدہ کامل کا موجب بنتی ہے۔ ۲۔ قرآن مجید کی قسمیں بیعت کے لیے ایک کتاب ہیں۔ ۳۔ بیعتوں میں تاکید کے لیے مختلف قسم کے الفاظ اور کلمات جو سنت ہیں۔ گواہی کی کتابوں میں قسم سے طرح

تفسیر کی جیسی بڑی کتابیں خالی ہیں۔ ان حواشی کی خاص خصوصیات یہ ہیں کہ ان میں مسلمانوں کی موجودہ بیماریوں کے علاج کی طرف خاص طور سے اشارے کیے گئے ہیں اور ان کے قواعد عمل کو بیدار کرنے کی کوشش کی گئی ہے۔

علیہ السلام مولانا اعظمی کے ترجمان آپ کا کہنا ہے کہ جبکہ علمائے کرام کی تقریقات موجود ہیں، لیکن یہ سب سے پہلے معلوم ہوتا ہے کہ مولانا کے مبصر علمائے ربانی آپ کی دینی خدمات کو نہایت پسندیدہ نگاہ سے دیکھتے ہیں، اور ان کے علاوہ ماسخ کو اپنی تقریقات میں بیان کرتے ہیں۔ ایک دفعہ دو تقریظوں کو نہایت انحصار سے پیش کرنے کے بعد ہم مولانا کے مترجم خان مجید کے باقی پسوڑوں پر نظر ڈالتے ہیں۔

تقریباً حضرت مولانا عبدالحزیز قاضی دہلوی نے خطیب جامع مسجد گجرانوالہ قدیمہ بعض اہل علم کا یہ خیال ہے کہ قرآن کریم کی ہر ایک آیت متعلق باب ہے اور ہر ایک صورت متعلق کتاب ہے۔ اس خیال سے بہت سے مفسرین نے اس

۱۔ حکامِ اہلہ باطل کو روکنا ہے۔ گراس کا نزول حسبِ حال ہوا ہے۔ تاجم حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ہدایت کے مطابق مناسب مقام پر آیات کو مرتب کیا جاتا تھا۔ اس لیے یہ ممکن ہی نہیں کہ ان میں رابطہ نہ ہو جو ترتیب میں کوئی مسنونیت نہ ہو۔

ربط کی خطیں ہیں۔ عام اور خاص۔ حتیٰ یا عقلی۔ بطور بدل یا تاکید۔ مستطراً او تضاداً۔ جتنے الاستیبار یا استطراد وغیرہ۔

آئمہ نے کسی سے کلاس میں قاعدہ نہیں بنے، جبکہ پچھلے دور کا مکرر ایجنڈہ شیعین کریں اس کے  
 جو اس مسئلے کے حتمات کو سامنے رکھیں پھر آپ دعویٰ کریں گے کہ قریب پانچ سو ایک سو تیس کی دوسری آئمہ  
 سے اور ایک سو تیس کی دوسری آئمہ سے قریب اور طوطا و رنگ کے کا حضرت امام غفرلہ فراموشی  
 آیات کلاس باہمی رابطہ قریب پر بیان ہی چھپنے کے لیے کہ کلاس میں شری منصفیت ہوتی ہے اس پر موضوع پر  
 برائے شریائی بیان و انظر لکھنے میں سب اہل اللہ و المسلمین استغفر اللہ عنہم اور اسرار لکھنے میں طوطا و رنگ کے  
 تصانیف ہیں۔  
 ﴿الْمُحْكَمُونَ وَهُمْ الْعَشَقَةُ وَالْمُحْكَمُونَ﴾



مذکورہ بالا تصریحات ان علماء و فضلاء کرام کی حق آراء کی آئینہ دار ہیں۔ جن میں بعض کو تمام اسلامی ممالک میں تجرطنی کے لحاظ سے ایک ممتاز و سرسبز حیثیت حاصل ہے۔ مفتی کنایت اللہ دہلوی، حضرت انور شاہ کاشمیری اور حضرت مدنی جیسی نامور و بزرگ مسیتیں مولانا احمد علی مروج کو علامہ اور نامتوں کے القاب سے یاد کرتی ہیں اور رابطہ آیات کے سلسلے میں آپ کو غیر مسلک رستہ کا سیلاب راسی یقین کرتی ہیں اور آپ کے نظریات کو مضامین قرآنیہ پر غور و خوض کرنے اور سمجھنے کا ایک قوی ترین وسیلہ یقین کرتی ہیں اور آپ کے وقت کو رحمت الہیہ کا ایک نیا دور فرماتی ہیں۔ یہ لوگ علمی اور لکھی نظریات کے حامل نہیں ہوتے۔ ان کی زبان قلم پر رسالت ہوتے ہیں۔ ان کی نقض و تلافی میں لدیت ہوتی ہے۔ ان کی فکر اجتہادی اور کے جلو میں ملتی ہے۔ وہ اپنی خدا و ملاحتوں کی بدولت ہر چیز کے حسن و قبح کو پرکھنے میں بڑی حد تک کامیاب رہتے ہیں۔

انتقد! مولانا اچوڑی کے مترجم قرآن کے حسان و خصائص کا برکت کی نگاہوں میں چلے کچھ ہیں۔ آپ کے سامنے ہر تیب پیش کئے گئے ہیں۔ جہاں بلا تامل اعتراض کرنا ہوگا کہ مولانا احمد علی مروج نے جس منہج سے قرآن حکیم کی خدمت کی ہے وہ حاضرین کے نزدیک قابل تحسین ہے۔ اب ہم مذکورہ بالا مترجم قرآن عزیز کے باقی پہلوؤں پر غور کرتے ہیں۔

اس قرآن عزیز کی ابتداء میں قرآن حکیم کے مضامین کی ایک طویل فہرست دی گئی ہے جس کی افادیت حد بیان سے باہر ہے۔ فہرست کا مختصر خاکہ حسب ذیل ہے۔  
توحید کے ابواب سے فہرست مضامین کی ابتداء ہوتی ہے۔ اللہ تعالیٰ کتاب العقائد کا خالق ہے۔ اللہ تعالیٰ مالک ہے۔ ہر چیز کا قانع و ناقص اللہ تعالیٰ کے سوا کسی کے اختیار میں نہیں۔ علیٰ حق تعالیٰ سب۔ بارہ ابواب کی ایک طویل فہرست ہے۔ ہر مضمون کے حوالے کے لیے پارہ۔ سورۃ کا نام آیت کا نمبر اور اس آیت کے

الْعَلْبِ وَالشَّرَابِ ۝ اِنَّهُ عَلَىٰ رَجْعِهِ لَقَادِرٌ ۝ لِيَوْمَ يَجْعَلُ  
کے درمیان میں سے نکلتے ہیں۔ بیک و اس کو روٹنے پر قادر ہے۔ جس دن بید  
السَّكْرَةِ ۝ ۴ فَمَالَهُ مِنْ قُوَّةٍ ۚ وَلَا تَأْخُذُ ۝ وَالسَّمَاءِ  
ظاہر کے جائیں گے تو اس کے لیے کوئی طاقت ہوگی اور کوئی مددگار۔ چکر مارنے  
ذَاتِ الرَّجْعِ ۝ ۵ وَالْأَرْضِ ذَاتِ الصَّدْعِ ۝ اِنَّهُ لَقَوْلُ  
والے کی قسم ہے جو پھٹ جاتی ہے۔ بیک قرآن تعبی  
فَصْلٌ ۝ ۶ وَمَا هُوَ بِالنَّهْلِ ۝ ۷ اِنَّهُمْ يَكِيدُونَ كَيْدًا ۝ ۸ ق  
بات ہے۔ اور وہ کسی کی بات نہیں ہے۔ یہ نیک وہ ایک ہمیر کرتے ہیں اور  
اَكِيدُ كَيْدًا ۝ ۹ فَيَهْلِكُ الْكَافِرِينَ اَمْ يَلْمِزُهُمْ رَبُّنَا ۝ ۱۰  
میں بھی ایسے تدبیر کر۔ انہوں نے کافروں کو تھوڑے دنوں کی مدت دے دو۔

اِنَّ اللّٰهَ لَا يَتَّبِعُ الْعِلْمَ اَنْ يَنْزِلَ مِنْ السَّمٰوٰتِ  
وَلٰكِنْ يَتَّبِعُ الْعِلْمَ بَعْضُ الْعُلَمَآءِ حَتّٰى اِذَا لَمْ يَبْقَ عَالِمًا  
اَتَعْتَدُ الْاَنَاسُ وَتُحْمَا حَتّٰى لَا تَسْمَعُوْا عَنْهُمْ كَاَفْتُوْا بَغْيٍ  
عَلَيْهِمْ فَفَعَلُوْا اَوْ اَصْلَحُوْا (صہبیں و زمندی)

ترجمہ

یقیناً اللہ تعالیٰ دُورِ قُرب قیامت، علم کو اس طرح قبض نہیں کرے گا کہ اس کو  
لوگوں سے بالکل کھنچ لے۔ بلکہ علم کو علماء کرام کی ذات کی وجہ سے قبض کرے  
گا۔ یہاں تک کہ جب کوئی عالم باقی نہ رہے گا تو لوگ جاہلوں کا پندرہ وارہ  
بیٹھا بنائیں گے۔ اور ان سے مسائل پر پوچھیں گے۔ وہ اپنی جانت سے سختی  
دیں گے۔ پس خود بھی گمراہ ہوں گے اور دوسروں کو بھی گمراہ کریں گے۔

پہلوؤں پر نظر ڈالنا ضروری ہوتا ہے۔ قصص کے بعض جزئیات کا موقر و محل کے لحاظ سے  
 بنیاداً اقتصاد اور بعض مقامات پر ان کا مفصل و شرح اسلوب بیان یا سانی میسر آ  
 سکتا ہے۔ ایک آیت کے مترادفات اور مترادفات کا سارے قرآن حکیم میں متواتر  
 ایک ہی نشست میں انکھوں کے سامنے آجاتا ہے۔ گویا اس سبب مردارید کا ہر موقی  
 اپنی خودی سے اب و تاب سے قاری کو قرآن مجید کے اسرار و معانی کا غواص بننے کو دعوت  
 دے پناہ دینے کی عطا نہیں کرتا بلکہ ہر اشکال کی تحلیل و تفسیر میں دستگیری ہی فرماتا ہے۔  
 تاہیں صفحات کی یہ مختصر مگر جامع قرآنی مضامین کی فرست اور جلی عنوانات کا خاکہ ایک  
 ہی نظر میں تمام احوال و لوازمی امثال و قصص۔ مسائل متنبطہ اور نصوص و تعلیم، حکمت و  
 تقاضات بالفاظ دیگر یہ بیسیات و مخفیات، مجملات و مفصلات کا مکمل مشاہدہ  
 کرانے کے لیے ایک مصدقہ دستاویز کا حکم رکھتا ہے۔

اللہ! اللہ! تخریل قرآن کی آیات کو تیس پادوں اور اٹھائیس سورتوں سے  
 تلاش کر کے مختلف عنوانات کے تحت جمع کر دیا ہے اور اسی طرح سورت و خوارق  
 کو تیس پادوں اور انیس سورتوں کی دوقی گردانی کے بعد پیش کیا گیا ہے۔ غرضیکہ تمام  
 موضوعات قرآنیہ کی ایک حسین و جمیل اور مستحکم و منظم تصویر ملت اسلامیہ کی نئی پورس  
 دلوں میں قرآن فہمی کا ذوق پیدا کرنے کے لیے ایک کلیاں کا کوشش ہے۔

اس فرست پر طائرۂ نظر ڈالنے والا انسان قوی طور پر اس نتیجہ تک یا سانی  
 پہنچ جاتا ہے کہ دین اسلام کے تمام احکام کا مانیڈائل قرآن حکیم اور حفظ قرآن حکیم  
 ہے۔ احادیث مقدسہ کے تمام مجموعات اور آثار راہیہ کے اجتادات کا تمام حاصل  
 اور صوفیائے پاکیزہ کے عارفانہ نظریات کا الہامی سرچشمہ قرآن عزیز ہی ہے۔  
 کیونکہ اس کے محتوی ابدی ہیں۔ جو حکم شریعت اس کی روشنی میں صحیح ہے وہ قابل عمل  
 ہے اور جو اس سے مختلف و متضاد ہیں۔ مردود و موقوف ہے۔ ارشاد نبویؐ نے تمام  
 لہ۔ اِنَّ اللہَ یَرْفَعُ مَہْذٰبَ الْکَلْبِ اَقَامَ ذِیْہِ یَضَعُ یَدَہُ اَخْرَجَہُ مِنْ کَلْبِہِ  
 فضائل القرآن و مشاہیر و آداب عالم پر ہیں۔ لا محذور

اجرائی الفاظ صیح کئے گئے ہیں۔

اسی طرح ابواب الرسالہ کی تعداد و سولہ صیح کی ہے۔ پھر تقدیر الہی کا ذکر آتا ہے۔  
 اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید کو نازل فرمایا۔ اس کے نازل ہونے کی غرض و غایت،  
 معجزات و خوارق کا بیان، فرشتے اور ان کے کارنامے، بالفرض سورۂ فاتحہ سے لے کر  
 واناس تک کا ایک کامل و اہم سلسلہ چلا جاتا ہے۔

میں قرب قیامت کے حالات، قیامت کی ضرورت، بعثت بعد الموت  
 ابواب القیامہ کے دلائل، صفحہ مصور، حساب و کتاب، میزان، نامہ اعمال کا ذکر  
 جزا و سزا۔ یہ سب قرآن پاک میں متبر و تفکر کا ایک قابل اختیار نمونہ ہے۔

وضو کے مسائل، تیمم کے مسائل، غسل کے مسائل، حیض کے  
 کتاب الطہارت مسائل شامل فرست کئے گئے ہیں۔ کتاب الصلوۃ۔ کتاب  
 الزکوۃ، کتاب الصیام، کتاب الحج، کتاب الحج، کتاب الزکوۃ، کتاب الطہارۃ  
 کتاب الرق، کتاب البیوع، کتاب الجہاد اور تمام قصص القرآن کی اکثر جزئیات کا  
 ایک بے بدل نقشہ مرتب کیا گیا ہے۔ مذکورہ بالا تمام مسائل نصوص قرآنیہ سے  
 مستنبط کئے گئے ہیں۔

والدین، دستہ دار، امہار، میاں بیوی، غلام، یتیم، مسکین  
 حقوق العباد امان، مسافر و دشمن کے حقوق کی آیات قرآنیہ کے تفصیلی  
 گئی ہے۔ قرآن حکیم کی دعائیں، امثال القرآن، باب الاداب، آداب قرآن حکیم،  
 آداب مجلس نبی کریم ﷺ، آداب الصلوۃ و السلام، آداب صحبت شیخ۔ آداب  
 والدین، آداب معاشرت اہل اسلام اور باقی مسائل تہذیبی آیات کو اکٹھا کیا گیا ہے۔  
 یہ فرست مردود اور اشراقی خدمہ قرآن حکیم کے نسخہ جات میں شاید و باید  
 اس کی افادیت و اظہار شمس ہے۔ ایک مضمون نگار، خطیب، مقرر، محضر اور نقیب  
 کے لیے یہ فرست حفظ قرآن مجید کے تمام مقامات ہے۔ وہ آیات جو ایک دوسرے کی  
 وضاحت کرتی ہیں۔ وہ قصص جن کے اجمالی حصص کی تشریح کے لیے ان کے تفصیلی





اور اسی عمدہ جلیلہ کے باعث ربّ البیت کی عبادت اور اس کے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کی حمایت ان کا فرض منصبی قرار دی گئی۔ بعینہ علم اکرام اور صفیات ظلم اللہ تعالیٰ کے دو مشائخوں کتاب اللہ اور رسول اللہ کے محافظ ہیں۔

کتاب اللہ کی حفاظت تو خدا پر ہے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حفاظت سے مراد محافظتِ سنتِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہے۔ آنحضرتؐ سرِ پا نورِ فہلہ الہی واقعی کا ارشاد ہے :

”مَنْ أَحْيَا شَيْئًا سُنَّتِي فَقَدْ أَحْيَا مَنْ أَحْيَا كَأَنْ مَعِيَ فِي الْجَنَّةِ“

اس کے بعد مولانا رسول انس وجان صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت کی جامعیت پر تبصرہ فرما کر آپ کے صحابہ اکرام کی جامعیت پر دلیل قائم کرتے ہیں اور پھر اسی کی روشنی میں علماءِ ائمہ کی دو گروہوں میں تقسیم کرتے ہیں۔ انجی بھی بعض اہلِ حقانی علم و عمل نبویؐ کے جامع افرادِ سطحِ دنیا پر موجود ہیں جن حضرات میں سے جن پر علمی رنگ غالب ہے وہ عالمِ ربّانی کہلاتے ہیں۔ اور جن پر باوجود کتاب و سنت کے عالمِ پیشہ کے نزدیک نبویؐ اور نزدیکِ نفس کا رنگ غالب ہے تو وہ اللہ والے صوفی کہلاتے ہیں۔

### نتیجہ

مولانا اب نکتہ آخر میں بغیر اخذ کرتے ہیں : ”جس طرح قریش کی عزت اور جانِ مال وغیرہ بچاؤ میں شہداء اللہ العلیٰ کی تفسیر کے ضمن میں فرماتے ہیں۔ جو چیزیں حق تعالیٰ کی نعمت و مہربانی کے لیے علامات اور نشاناتِ خاص قرار دی گئی ہیں ان کی بے حرمتی نہ کرنا جس میں قرآن و سنت اللہ تعالیٰ کی عزت و شہادہت و ہی اہلِ عالم و مہکتب سماوی وغیرہ تمام حدود و فضائل اور احکام وغیرہ شامل ہیں۔

رہارہ ۶ سورہ مائدہ ۵ آیت ۵۷

۱۔ (رداء اشرقی) ابواب العلماء بالافتاء بالسنۃ واجتناب البدع ص ۳۲۴

۲۔ تفسیر سورۃ قریش مکتبہ مولانا احمد علی مرحوم لاہوری۔

۳۔ ص ۵۰۰

نعمتوں کو یاد دلانا، سے عبادت الہی کی طوط حیرہ کیا گیا۔ ہم بار بار گذارش کر چکے ہیں مولانا حضرت مولانا جلیل الرحمن علی کے شاگرد و ارجمند ہیں اور مولانا سندھی ولی اللہ علیہ السلام پر جان و دل سے قربان ہیں مگر باوجود اہل علم و حرم کا قرآن فہمی کا ملک بالواسطہ اسوۃ المحققین شیخ الحدیثین حضرت شاہ ولی قدس سرہ کے تفسیر فی الدین کا مہربان منت اور پروردہ ہے۔ یہی وجہ ہے کہ مولانا لاہوری اپنے مترجم قرآن مجید کے تقریباً ہر صفحے پر موضوع القرآن کے اقتباسات پیش کرتے ہیں۔

مولانا سورۃ قریش کی تشریح سے پہلے چند احادیث متعلقہ سورۃ قریش نقل فرماتے ہیں۔ اب مولانا قریش کا بیت اللہ شریف کا متوقی ہونا ثابت کرتے ہیں۔ اور ان کا موسم گرا و سرما میں بین و شام کی طرف تجارت کی غرض سے سفر کرنا بیان فرماتے ہیں۔ اس جگہ بھی آپ نے اپنے بیان کی تصدیق و توثیق کے لیے روح المعانی اور خازن بیسی تفسیر کے شواہد حاشیہ پر مع عربی عبارات نقل فرماتے ہیں۔

اب مولانا نے فلیعبدوا ذلک ہذا البیت کی تشریح بیان فرمائی ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ اسے گروہ قریش! جب چاروں کھنٹی بیت الحرام کے باعث تم پر اس قدر خصوصی انعامات ہوتے ہیں تو تمہارا فرضِ ادین ہے کہ تم ہات کعبہ کی عبادت کرو اس کی نعمتوں کا شکر ادا کرو اور اس کے آخری رسول محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی صدائے توحید پر سب سے پہلے لبیک کہو۔

### الاعتبار والاقوال

جس طرح قریش مشائخِ ائمہ میں سے بیت الحرام کے محافظ اور مجاہد تھے۔

۱۔ تفسیر سورۃ قریش مکتبہ مولانا احمد علی مرحوم لاہوری۔

۲۔ تفسیر سورۃ قریش مکتبہ مولانا احمد علی مرحوم لاہوری۔

۳۔ مولانا شبیر احمد عثمانی نور اللہ مرقدہ سورہ مائدہ یا ایہا الذین امنوا لا تحملوا

دجاری، لاہوری



## زندہ قوم کے خصائص

فصلیٰ ربک کے متعلق انکار وہ نتائج پر غور کیجئے! "غدا ایک ایسی بھون کرب ہے جس میں عبادت کے علاوہ زندہ قوم بنانے کے تمام لوازمات موجود ہیں بشرط رسالت ائمہ، انتخاب امیر و اطاعت امیر، وحدۂ مرکزی، جلد بڑ قربانی، یا یا آخرۃ۔ ذکر شکر، صبر اور دعا کی تعلیم نماز میں دی جاتی ہے۔

## نتیجہ

"صاحب کرم رضوان اللہ علیہم اجمعین کی کامیابی کا راز اشاعت قرآن ہی میں مضمر تھا۔ اس مقدس کتاب کی تعلیمی اور عملی نشر و اشاعت ہی ان کی زندگیوں کا نصب العین تھا جب وہ تانوں الہی کی مخالفت و سیانت کے لیے سفوفِ امت اختیار کرتے تھے جب اللہ تعالیٰ نے زمین و آسمان کے خزانے ان کی حمایت کے لیے وقف کر دیے تھے بیخ کا سہارا ان کے سر بائعہا جاتا تھا کامیابی ان کی قدم پوی کر تی تھی۔ اور اسی سلوک شاد و کواقبال علیہ الرحمہ یاد دلاتے ہیں۔"

تیری نگاہ سے دل سینوں میں کانپتے تھے  
کھو گیا ہے، تیرا جذبہ قلندر

مولانا اب دامنِ خود کی تعمیر کے مسئلے میں فطرتِ تعالیٰ سے شواہد پیش کرتے ہیں۔ سیدنا ابراہیم علیہ السلام کے فرزند ارحمہ حضرت اسماعیل علیہ السلام کی قربانی کا ذکر کرتے ہیں۔ اس قربانی کا اجزاء و نفاذ رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی امت میں ثابت کرتے ہیں۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو خلیل الرحمن علیہ السلام کے خلف الارشید

میں محفوظ ہے اور بین الدنئین جلد ہے۔ اس کا ظہور عالم مثال میں بصورتِ وحی کوثر ہوگا۔ جن لوگوں نے عالمِ ماسوت میں اس چشمہ الہی سے جرّہ نوشی کی ہے۔ وہ وہاں بھی وحی کوثر سے شرابِ طہور پی کر ایسے مست ہو جائیں گے کہ ان پر عیش کا پھاس بڑا رسواں اس طرح گر جائے گا گویا کہ چادرِ کسوت نمازِ ادا کی اور جن لوگوں نے اس منبعِ فیوضِ برکت سے اعراض برتا وہ وہاں بھی اس سے غروم رکھے جائیں گے۔  
تفسیر سورۃ کوثر ص ۱۰ مصنف شیخ التفسیر مولانا احمد علی عیاد رحمۃ اللہ علیہ فیروز سنز لمیٹڈ لاہور

## شکرِ نعمتِ قرآن

شکرِ نعمتِ قرآن کھیلے میں رقم راز ہیں۔ یہاں نعمتِ قرآن حکیم کا شکر یہی ہے کہ اس کی تبلیغ عام کی جائے۔ چچہ چیتہ زمین پر اس کا نور صیلا دیا جائے۔ کسی شخص کے کان اسے نا آشنا نہ رہیں اور کوئی دل اس کی تصدیق سے غالی نہ رہے؟

اس موقع پر مولانا ایک بصیرت افروز حقیقت کی وضاحت فرماتی ہے۔

"جب شکرِ نعمتِ تبلیغِ قرآن پر موقوف ہوا۔ اور علم، علوم قرآن کا فرضِ منصبی تبلیغ طہور۔ تو اللہ تعالیٰ کی حکمت نے تقاضا کیا کہ دوسرے لوگوں کو استماعِ قرآن کے لیے مجبور کر کے جمع کیا جائے اور ایک منظم صورت میں سننے اور سنانے والے متبع جو کر اس فرض کو انجام دیں۔ اس واسطے ارشاد ہوتا ہے۔ فَصَلِّ لِرَبِّکَ

مولانا کی کلمۂ آفرین ملاحظہ ہو۔ انھوں نے شروع اسی کو امام بنایا جاتا ہے جو جب سے زیادہ قرآن کا عالم ہو؟

۱۔ تفسیر سورۃ کوثر ص ۱۰ مصنف شیخ التفسیر مولانا احمد علی مرحوم فیروز سنز لمیٹڈ لاہور

۲۔ .....  
۳۔ .....  
۴۔ .....  
۵۔ .....  
۶۔ .....  
۷۔ .....  
۸۔ .....  
۹۔ .....  
۱۰۔ .....

۱۔ تفسیر سورۃ کوثر ص ۱۰ مصنف شیخ التفسیر مولانا احمد علی مرحوم فیروز سنز لمیٹڈ لاہور

۲۔ .....  
۳۔ .....  
۴۔ .....  
۵۔ .....  
۶۔ .....  
۷۔ .....  
۸۔ .....  
۹۔ .....  
۱۰۔ .....

ہتیار دیا گیا۔ پھر دشمنوں کا ذکر کیا گیا۔

میں شتر ما خلق اپنے پھر دشمنوں میں خاص ترتیب رکھی گئی ہے۔ پہلے ان دشمنوں کا ذکر ہے جن کا خود وجود ہی ہمارے لئے مضر ہے (میں شتر ما خلق) اس کے بعد ان دشمنوں کا ذکر ہے جن کا نفس وجود تو مضر نہیں ہے لیکن ان کے نازائے ہمارے حق میں ممکن ہیں (و من شر ما خلق اذا وقب ام) واللہ اعلم بالصواب و اسوا رکعت بلکہ:

مولانا اس سورۃ کے شان نزول سے متعلق حدیث نقل کرتے ہیں۔

### الاعتبار والاقاویل

انسان دو چیزوں سے مرکب ہے۔ دونوں کے اسباب راحت ورنج علیحدہ علیحدہ ہیں۔ روح ذکری الہی سے سرور و رزق ہوتا ہے۔ اَلَا بِذِكْرِ اللَّهِ تَطْمَئِنُّ الْقُلُوبُ جسم کو چوٹ گنے سے اور زخمی چوٹے سے صدمہ ہوتا ہے تو روح کو کسی حریز کے اختلال کی خبر و شکت اثر سے رنج پہنچتا ہے۔ حالانکہ جسم صیح و سالم ہوتا ہے۔ مگر دلی صدمہ سے روح پارہ پارہ ہو رہی ہے۔

### خلاصہ مضمون معوذتین

سورۃ قلن میں جسم انسانی کو شتر پہنچانے والی چیزوں سے بچنے کے لیے پناہ الہی میں ملنے سے بعد بن ارقم سے روایت ہے ایک یہودی نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر جاوڑ کیا۔ یہ تکلیف آپ کو ایک دھنک رہی چھوڑ کے اُن پر نہ ملے اللہ کے لئے شکر کیا ایک یہودی نے آپ پر جاوڑ کیا۔ چنانچہ فلاں کوئی میں آپ کے لیے گرسن ہا بعد کوڑا لیا میں جب رسول خدا نے حضرت علیؑ کو بھیجا پھر آپ ان گروہوں کو کال کر لائے اور ان میں آکر کھڑے۔ جب ایک گڑھ کھڑے تھے۔ رسول خدا اپنی تکلیف میں تخفیف محسوس فرماتے پھر حضور صلی اللہ علیہ وسلم اس طرح کھڑے ہوئے جس طرح کسی سے بندھے چپکے کو چھوڑ دیا۔ یہودی کو دتو بات تنہا لگ گئی اس نے بھی کسی کو چھوڑ دیا۔ کوئی نہیں کیا (آخر اہل ان کی) تھے۔ فقیر سورۃ قلن و معوذۃ مولانا احمد علی مرحوم۔

فرماتے ہیں۔ گویا سرور کو نبی صلی اللہ علیہ وسلم ملتے اہل ایمان ہی کی تجدید کے لیے نبوت برپا ہے۔ قربانی کی اصل روح تعزلی ہے۔ اس ضمن میں ارشاد فرماتے ہیں۔

عبادت مالہ میں سب سے بڑی عبادت قربانی ہے۔ عبادات بدینہ میں سب سے بڑی عبادت نماز ہے۔ اللہ تعالیٰ کے زندہ دل بندوں کو جو لطف نماز میں نصیب ہوتا ہے۔ وہ دوسری کسی عبادت میں نصیب نہیں ہوتا۔ علی حدائق اس قربانی میں جو تیار و اعتماد علی اللہ کا جذبہ پیدا ہوتا ہے۔ وہ بھی ایک عجیب چیز ہے۔ لہذا ہر کلمہ کو کافریض ہے کہ حصول رضا الہی کے لیے ہر بدی، مالی اور دینی قربانی کے لیے ہر وقت آمادہ اور تیار رہے۔

اِنَّ خَيْرَ مِمَّا يَكْتَسِبُ اللّٰهُ تَعَالٰی رَسُوْلَ اللّٰهِ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے دشمن کو ہر ایک غیرت محروم کر دے گا۔ مال اور اہل عیال کے نفع غیرت محروم ہو جائے گا۔ زندگی کو حصول رضا الہی کا ذریعہ نہیں بنائے گا۔ خدا تعالیٰ اس کے دل کو خیالات پاکیزہ سے محروم کر دے گا۔ اپنی معرفت و محبت اور اپنے رسولوں پر ایمان لانے کی توفیق عطا نہیں کرے گا۔

### سورۃ فلق

#### مصائب میں جائے پناہ

سورۃ فلق کا رابطہ آیات ملاحظہ ہوتا یہ قاعدہ ہے کہ انسان پہلے ہتیار ہاتھ میں لے کر دشمن کے مقابلے میں آتا ہے۔ اسی طرح پہلے پناہ الہی (اعوذ برب الخلق) کا

لے۔ فَنِيْلَ اللّٰهُ عُوْمًا وَّلَا وِعَا مَحَا وَّلٰكِن يَّنَالُہُ السُّتُوْرُ مَسْكُوْمًا اِلٰم ۱۲ آیت ۱۲  
کے۔ رسالہ تفسیر سورۃ کو شتر ۱۱ مصنف حضرت مولانا احمد علی مرحوم لاہور

کے۔ فقیر سورۃ قلن و معوذۃ مولانا احمد علی مرحوم۔ فیروز سنز لمیٹڈ۔ لاہور

کی تعین ہے۔ اور سوائے انہیں میں درج انسانی کو مضر پہنچانے والی چیزوں کے شر ہے بچنے کے لیے پناہ خداوندی میں آنے کی تعلیم ہے۔

## مضمون سورۃ الفلق

### تمثیل

انسان کی جنس الجنس جسم نامی ہے۔ اس لحاظ سے انسان میں تمام نباتات خاصہ دس شے زائد موجود ہیں۔ لہذا اگر انسان کو نباتات کے ساتھ تشبیہ و کے کرکات نباتات اس کے لیے ثابت کیے جائیں تو عقلاً اس میں کوئی استعجاب نہیں ہے۔

سورۃ الفلق میں جو چار آیات کا ذکر ہے ان کی تطبیق میں چار آیات کا شمار اور پھر ان کی توضیح کرتے ہیں۔

۱۔ **مِنْ شَيْءٍ مَّا خَلَقَ** - وہ چیز جس کا وجود ہی انسان کا دشمن ہے۔ مثلاً سانپ، بچھو، جیتا، شیر، میٹھا یا وغیرہ

۲۔ **وَمِنْ شَيْءٍ خَافَقَ إِذَا وَقَبَ** - دوسری چیز کی برائی سے جب وہ چھا جائے۔ اب فرماتے ہیں یہ کون سی چیز کی دو قسمیں ہیں۔ ظاہری اور باطنی۔ ظاہری تاریکی میں شیطان اور دہشتے، موذی جانور، چور اور ڈکوت آزادی سے چلتے پھرتے ہیں اور انسانوں میں غارتگری کرتے ہیں۔

۳۔ **نَبَاتَاتٍ** کے لیے پہلی آفت و۔ وہ چیز جس کا وجود ہی ہنری کے لیے عداوت ہے مثلاً سبز و خرم جانور دمن شرما خلق، ب۔ نباتات کا ان چیزوں سے عہدہ رہنا چاہی تاخیر سے نباتات کی نشوونما میں تاخیر ہیں جن کا ذکر میں شر خفاقی اذواق میں ہے۔ ج۔ تیسری آفت مثلاً ناگمانی یا تلبیس مثلاً شدید گرمی، سردی یا دوسرے۔ د۔ چوتھی آفت حدیث میں ہے کہ اگر میں شرعاً اذاع میں ہے۔ **تفسیر سورۃ الفلق** مضمون حضرت امجدی غفرلہ سنتر لاہور

۴۔ **تفسیر سورۃ الفلق** - مصنف مولانا احمد علی مرحوم۔ فیروز سنتر لاہور

باطنی تاریکی بھی کئی طرح کے صائب کا موجب بنتی ہے۔ مثلاً کور باطن دمن جمع کو دیکھتا ہے۔ دوسری بادی کی ضرورت محسوس کرتا ہے۔ لہذا اس کا سینہ نورانیان سے منور ہوگا۔ نہ بادی کا استغاثہ۔ نہ دمن حقیقی کا فرمانبردار۔ نہ اخلاقی انسانی سے کشنا۔ نہ اصول معاشرت سے واقف۔

تیسری آفت: **وَمِنْ شَيْءٍ خَافَقَ إِذَا وَقَبَ** - اعتباراً وہ ناگمانی بلائیں جو سکتی ہیں۔ جو انسان کے قوائے فہم و ادراک کو عین محفل بنا دیں۔ مثلاً جادو کا اثر یہ چوتھی آفت۔ **وَمِنْ شَيْءٍ خَافَقَ إِذَا وَقَبَ** - کی تشریح میں نص قرآنی سے استدلال کرتے ہیں۔

**قَوْلَهُ خَلَقَ لَا تَشْتَبِهَ مَا خَلَقَ اللَّهُ تَبَسُّكُمُ عَلٰی** بعض اب حسانہ کی توفیق پیش کرنے کے لیے ماضی میں تفسیر خازن کی عبارت نقل فرماتے ہیں: **الْحَسَنَةُ** الذی یتبعنی ذوال نعمۃ الغیر۔ انجام کار صفت حمد کی شرعی حیثیت اور اس میں عطا کی شفاعت میں تاریخی شواہد پیش کرتے ہیں۔

دراصل حسانہ تقدیر الہی پر معترض ہے کہ فلاں نعمت سے فلاں شخص کو تقدیر نے کیوں محروم فرمایا۔ اب اس شخص سے عداوت کا اظہار کرتا ہے اور اپنے حمد کینہ اور بغض کے باعث اسے عین نہیں لینے دیتا۔

اس چوتھی آفت سے بچنے کے لیے بھی پناہ الہی میں آنے کی تعین کی گئی ہے۔ جو نباتات خفاقی اذواق میں شر خفاقی اذواق میں ہے۔ چوتھی آفت مثلاً ناگمانی یا تلبیس مثلاً شدید گرمی، سردی یا دوسرے۔ د۔ چوتھی آفت حدیث میں ہے کہ اگر میں شرعاً اذاع میں ہے۔ **تفسیر سورۃ الفلق** مضمون حضرت امجدی غفرلہ سنتر لاہور

۵۔ **تفسیر سورۃ الفلق** - مصنف مولانا احمد علی مرحوم۔ فیروز سنتر لاہور

۶۔ **سورۃ الفلق** - مصنف مولانا احمد علی مرحوم۔ فیروز سنتر لاہور

۷۔ **تفسیر سورۃ الفلق** - مصنف مولانا احمد علی مرحوم۔ فیروز سنتر لاہور

۸۔ **تفسیر سورۃ الفلق** - مصنف مولانا احمد علی مرحوم۔ فیروز سنتر لاہور

اس پرلے بدترین دشمن شیطان لعین سے اسے بچائے گا۔ فغم المؤمنی ونعم النصیر

## تشریح مضامین سورۃ عصر

### عروج اقوام کے اسباب

رابطہ آیات سورۃ عصر: قوم کو زندہ کرنے کے لیے یہ بدترین طریقہ ہے۔ پہلے ان کے اندر جذبات صادق پیدا کئے جائیں، جن کو ایمان کہا جاتا ہے۔ پھر عملی قدم اٹھایا جائے، جس کو عمل صالح سے تعبیر کیا جاتا ہے۔ بعد ازاں اپنے خیالات پر فرد انسانی تک پہنچائے جائیں جس کو توہیٰ باطنی کہا جاتا ہے اور شرکاء کا کوہر نصیبت میں استقامت کی تلقین کی جائے، جسے توہیٰ بالعبیر کہتے ہیں۔

اب احادیث متعلقہ سورۃ عصر تحریر فرماتے ہیں۔

پھر سورہ کے موصوفات کی طرف متوجہ ہوتے ہیں اور ”عروج اقوام کے اسباب“ کا موصوفہ تجویز فرماتے ہیں۔ والعیصر کی تشریح وتوضیح میں مختلف تفاسیر شریک کر دیں کرتے ہیں۔

اب علوم کی دو قسمیں بیان فرماتے ہیں۔ ”منزل و محضر“۔ دنیا کے علوم مروجہ میں دو قسم کے علوم ہیں۔ ایک مندرجہ بالا حکم عالمین کی جانب سے نازل شدہ ہیں اس قسم کے علوم کی تمام قسمیں دمیود، نصاریٰ، مجوسی، ہندو، سکھ اور مسلمان، قائل

۱۔ تفسیر سورۃ عصر ۱۔ مصنف حضرت مولانا احمد علی مرحوم

۲۔ واقعہ عزوجل وقت تک الصلوٰۃ درود المعانی ص ۱۲۱، عن الشافعی علیہ الرحۃ اللہ تعالیٰ و لہ فیصلہ غیر حصہ السورۃ نکلت انتاس لا یفہا شملت جمیع علوم القرآن درود المعانی ص ۱۲۱، انّ الانسان لقی خسروا جس انسان لقی خسروا دعا کرتا قرآن ص ۱۲۱۔ تفسیر سورۃ عصر ۲۔ مصنف مولانا احمد علی مرحوم مطبوعہ روز سنہ لاہور

دوسرے سے پہنچتی ہیں۔ ان کا اصل منشا مصدقہ حدیثی ہوتی ہے اس لیے عقلاً و سلفہ کما ہے کہ پہلا گناہ جو آسمان پر واقع ہوتا ہے وہ شیطان کا حسد آدم علیہ السلام پر ہے اور پہلا گناہ جو زمین پر ہوا وہ قابیل کا حسد ہابیل پر ہے۔

الحاصل! ہر نصیبت کے وقت کارساز حقیقی کے دروازے کو کھٹکنا ناچاہیے۔

### تفسیر سورۃ ناس

مولانا سائق مسعود کی تفسیر کی طرح اس سورہ کا پہلے باجماع ترجمہ عارفہ رابطیات پسند عربی تفسیر کے حوالہ جات پیش کرتے ہیں۔

سورۃ فلق میں مستحاذ ہر ایک تھا اور مستحاذ مندرجہ ذیل اور سورۃ ناس میں مستحاذ ہر تین ہیں اور مستحاذ مندرجہ ذیل ہے۔ شیطان انسان کا بدترین دشمن ہے۔ مستحاذ مندرجہ ذیل اور خداوندی عالم کی شان ربوبیت۔ حکمت اور انوہیت مستحاذ ہر تین انسان کا فرض ہے کہ وہ اپنے بدترین دشمن روحانی سے بچنے کے لیے خدا سے تقدس وعدۃ لا شریک لہ کی مذکورہ تینوں صفات کے واسطے میں پناہ لے معلوم ہوتا ہے کہ ایک صفت کی بجائے اس سورہ میں تین صفات کا ذکر آیا ہے۔ صفات ثلاثہ کے ذکر سے دشمن کا غلط فہم مٹنے کا اعلان عام مقصود ہے تاکہ لوگ اس کے مقابلے میں بیدار اور ہوشیار ہو کر رہیں۔

سابقہ طور کا تفسیر باس اتفاق پیش کرتے ہیں۔ انسان اپنی مخلوق میں اپنے مرتبی یا بادشاہ یا محبوب حقیقی کی طرف باقتدر جاتا ہے۔ ایک توحید پرست مرتبی بادشاہ اور محبوب حقیقی فقط۔ خدا سے تقدس وعدۃ لا شریک لہ کا محتاج ہے۔ لہذا اس کی دوز سوائے رب السموات والارض کے دروازہ کے اور کیں نہیں ہوگی اور ہی

۱۔ تفسیر سورۃ ناس ۱۔ مصنف مولانا احمد علی مرحوم مطبوعہ روز سنہ لاہور  
۲۔ واقعہ عزوجل وقت تک الصلوٰۃ درود المعانی ص ۱۲۱، عن الشافعی علیہ الرحۃ اللہ تعالیٰ و لہ فیصلہ غیر حصہ السورۃ نکلت انتاس لا یفہا شملت جمیع علوم القرآن درود المعانی ص ۱۲۱، انّ الانسان لقی خسروا جس انسان لقی خسروا دعا کرتا قرآن ص ۱۲۱۔ تفسیر سورۃ عصر ۲۔ مصنف مولانا احمد علی مرحوم مطبوعہ روز سنہ لاہور

میچھو کی کم کر گئی ہے۔ وہ قوم جو مردہ قوموں میں زندگی کی روح پھونکنے کے لیے دنیا میں آئی تھی، آج غیر سبیل ہو کر مردہ قوم رہی ہے جس کے اسلاف کے سینے نورانی سے بھر رہے تھے۔ آج جہالت کا کشادہ سوراخ ہے۔ وہ قوم جس کی غلامی پر غیر مسلم فخر کرتے تھے۔ آج وہ غیر مسلموں کی غلامی کو فخر سمجھتی ہے۔ ۴

تفو بر تو اے چرخ گراں تفو!

بعد ازاں مسلمانوں کو ایمان عمل صالح، قواصی باقی اور قواصی بالصبر کی پرفہ  
تحقیق فرماتے ہیں۔ مسلمان اگر دنیا میں سرفرازی چاہتے ہیں تو دوسری اقوام سے  
بڑھ کر یہ عمل کریں جائیں۔ تو خدا تعالیٰ ان کو ان کے پرمنا دے گا۔ **فَاعْبُدُوا اللَّهَ**  
**بَعْدَ آبَائِكُمْ مَسْكُوتَةً وَامْتَصِرُوا وَكَانَ اللَّهُ شَاقِكُمْ أَعْلَىٰ مَنَا۔**

تانسوزمی ورتنورے چوں خلیل

کے بیانی نصرتِ ربّ جلیل

درسِ عام

ہم مولانا احمد علی مرحوم کی مفسرۂ زندگی پر تبصرہ کر رہے ہیں۔ سابقہ صفحات میں آپ کے مترجم قرآن مجید کے پہلوؤں پر تحقیقی نظر ڈالی گئی۔ آپ کے باجمالی و جہد حاشیہ پر رابطہ آیات اور روایات کے علاوہ کا جائزہ لیا گیا۔ بعد ازاں چند سطحوں کی تفسیر پر غور کیا گیا۔ الغرض مولانا کا انداز بیان، طریق استدلال و اسلوب اجتہاد استخراج و محصر علماء کی نفیوں میں برہان سے قابلِ مبینہ پایا گیا۔ جہاں تک ہماری رائے کا تعلق ہے۔ مولانا ہر طبقہ کے افراد کے لیے صحیح طرز بیان پر قادر الکلام تھے۔ درس عام و محدود نماز فجر کے ایک گھنٹہ بعد ہوتا تھا۔ اس میں علماء، طلبہ عوام اور دیگر جو ایٹ حضرات شمولیت کرتے تھے۔ شائقین لبوں و اسانکھوں، موٹریاں

۳۔ تفسیر سورۃ عصر ص ۱۴ مصنف مولانا احمد علی مرحوم۔

ہیں۔ دوسرے علوم بشریہ میں جو عقل انسانی اپنے غور و فکر سے تجرذ کر تی ہے پہلی قسم کے علوم فقہی ہوتے ہیں اور دوسری قسم کے خلقی کہلاتے ہیں۔ تصاویر اور آثارِ مرض اقوام میں دی قوم غالب آئے گی، جو علومِ الہیہ کی حامل ہو۔ یونین فقط علومِ صحیہ اور مینڈز کا حاصل ہونا کامیابی کا کمینہ نہیں۔ بلکہ ان اصول کو عملی جامہ پہنانا بھی لازمی ہے۔ اسلام اور بیودیت کی مختصر میں بیودیت پاش پاش ہوگئی۔ کیونکہ بیودیت قوم دیابت انسانی پر عمل کرنے سے قاصر تھی۔ لہذا اسلام نے تمام دنیا کے قلوب پر فیض برپا کیا۔

مورثہ امتناعاً و عملواً الصالحات کی تشریح کے بعد اتواصوا بالحق کی روشنی میں تحریر فرماتے ہیں: وہی تحریر کثرت زعمہ، اہل اہل و اور کیا یہاں رہے گی جن کے اعتراضات مقاصد کی اپنے حلقہ اثر میں نشر و اشاعت کی جاسکتے۔

تو اٹھو! صبر کے سلسلے میں روح المعانی اور مدارک کے حوالے سے اس نتیجے پر پہنچنے کی وہی تحریک سر ملندی و سرفرازی کے تنازع پیدا کر رہی ہے جس کے معانی میں اپنے قسم کی تکمیل کے لیے ہر مصیبت میں سید سر جرحا جاتے ہیں۔

### الاعتبار والتأويل

اصولی اور بعد از علوم صحیحہ کا حامل ہونا۔ علوم صحیحہ پر عامل ہونا، حلقہ اندر کو مقلدین  
 ذریعے سے وسیع کرنا تکمیل تصدق کے لیے ہر زبان کا لیے آواز دہرنا کی جامعیت  
 بیان فرما کر سوانا، اعتبار و اتناویل کی طرف التفات فرماتے ہیں۔  
 "برادران اسلام! انھوں صدائوس۔ مسلمانوں کی زلت کا باعث اپنے اصول

١٤٠ تفسير سورة المدثر ٩٠ مصنف مولانا امجد علی مرحوم بطبع دار فہرہ سنز لمیٹڈ۔ لاہور۔

۴۔ وتواصوا بالصبر علی الطاعات التي لیق علیها اذا کما وعلی مبتلى الله قلوبهم وعلی عبادہ من المصابی روح المعانی ص ۲۴۰ عن الحاکمی وعلی الطاعات وعلی یلوہ الله عباده (ما ذکر ص ۴۰) ۵۔ تفسیر سورۃ عروہ مصنف مری المجلد علی رحم



در فیض مستعدا ہے، اسے جس کا جی چاہے

خدا نے دو جہاں سے لکھائے جس کا جی چاہے

اب درس کے بعد دعا ہوئی، مصافحہ ہوتے، لوگ محبت بھری نگاہوں سے

اپنے روحانی مربی و محسن کے نورانی چہرے پر دیکھتے اور رخصت ہو جاتے؟

یہ درس کب جاری ہوا؟ مولانا کے دل میں اس کی اہمیت کس قدر تھی؟ او آپ

نے توفیق ایزدی اس کو کس استقامت و مداومت سے نبھایا؟ یہ وہ سوالات ہیں

جن کے جوابات میں شیخ التفسیر مولانا لاہوری علیہ الرحمۃ کی بابرکت زندگی کے تمام

بیل و نہار تقاریریں کلام کے سامنے آ جاتے ہیں۔

نفاذ المعارف القرآنیہ دہلی میں دو سال درس و تدریس کے بعد آپ نے

قید و بند کے ایام و شہود کو نہایت پامردی سے برداشت کیا۔ بالآخر لاہور میں آکر

آپ کو اس شرط پر دیا گیا کہ آپ دہلی اور سندھ واپس نہیں جاسکتے۔ آپ نے

لاہور میں قدم رکھتے ہی دواؤں میں کو قرآن مجید کا ترجمہ پڑھنا شروع کر دیا۔ یہ مولانا

عبد الغفریز صاحب اور میاں عبدالرحمن صاحب تھے، پھر اپنے مکان کے قریب ہی

ایک چھوٹی سی مسجد میں درس دینے لگے۔ پھر قریب کی دو منزلوں کا لوں کی محنت

پر درس دیتے رہے۔ جب سامعین کا مجمع زیادہ ہو گیا تو مولوی عبدالحق مرحوم کی

بیشک میں درس کا سلسلہ شروع کر دیا اور اس کے بعد مسجد لائن سبحان خاں میں درس

کا آغاز ہوا۔ جو تا دم واپس جاری رہا۔

درس عام کو حضرت لاہوری نے جس استقامت سے جاری رکھا، اس کی

مثال شاید وہ باید و باب مولانا کا درس قرآن مجید تمام ہندوستان میں ایک مثالی

حقیقت کا حامل تھا۔ آپ کسی حالت میں بھی درس میں تاؤ کرنا پسند نہیں فرماتے

پرسوا، ہر کار اور لاہور کے دور دراز محلوں سے پہلے چل کر آپ کا درس قرآن حکیم سننے

کے لیے آتے تھے۔ محدود تو کی حاضری کا بھرپور انتظام ہوتا تھا۔ درس عام میں حضرت

کامول شاہ قرآن حکیم کا ایک رکوع تلاوت فرماتے۔ باقاعدہ ترجمہ کرتے اور پھر

فرماتے کہ اب ان آیات کا وہ مضمون پیش کیا جائے گا، جو عہد رسالت اور عہد

مسیح پر کاشم میں سمجھا گیا۔ بعد ازاں الاعتبار و احوال کا درجہ ہوتا تھا۔ آپ کو اپنے

مناظرین کے علم و فضل اور ان پر پورے حضرات کی استعداد کا پورا پورا اخیال ہوتا تھا۔

آپ اپنے مہذب و عظیم سنہ میں نہایت سادہ اور غریب زبان استعمال فرماتے تھے۔

صبح کا درس عمومی و عظیم تر شکل ہوتا تھا، اس میں زیادہ تر تفسیری و اشادات

ہوتے تھے۔ آپ نہایت آسان اور سادہ الفاظ میں درس دیتے تھے۔ جس سے

ظاہر و باہر اہل لہذا کے فعل من مذکور کی عملی تفسیر ظاہر ہوتی، اگرچہ درس میں علماء

اور نہایت علمی طلبہ بھی بیٹھتے تھے، مگر آپ کا درس سخن عام نہ کیا کہ ہر کرتا تھا۔

راقم السطور کو مولانا کے درس عمومی میں تقریباً چودہ برس تک حاضر ہونے کا حق

علا، ہم نے جس بگڑھی درس قرآن کا انتظام دیکھا ہے، وہ ان ہی دیکھا گیا ہے کہ نماز

فجر کے بعد چارے مولوی صاحب فوری طور پر حاضرین کو درس قرآن سننے میں

مشغول کر دیتے ہیں۔ کب بعض جگہ کو فخریوں کے بعد دعا کے مسنونہ بھی درس کے

بعد ہی مانگی جاتی ہے تاکہ نمازی غائب نہ ہو جائیں، مگر شرفاء و دروازے کا

درس عام اپنی نوعیت میں بالکل ہی انوکھا تھا۔ نماز فجر کے ایک گھنٹہ بعد درس

قرآن حکیم شروع ہوتا۔ نمازی پہلے نماز پڑھ کر اپنے اپنے گھروں کو چلے جاتے اور

درس کے شروع ہونے سے چند منٹ پہلے دوبارہ دروازے میں موجود ہوتے۔ درس

کے موقع پر حاضرین پر ایک سکوت اور غنیمت کا عالم ہوتا تھا۔ بعض انگلیں اٹک بار

دیکھی جاتی تھیں، بعض حضرات مولانا کے تفسیری رموز و نکات کو نقل کرنے میں محو

ہوتے تھے۔ درس کے اختتام تک حاضرین کا اذعان ہوتا رہتا۔ جو بھر چودہ سال کے

طویل عرصے میں مجلس قرآن سے کسی کو اٹھ کر جاتے نہیں دیکھا۔

۱۔ بیاض بابو منظور سید صاحب۔

۲۔

بارہ ایسا ہوا کہ شدید علالت کے باوجود درس قرآن حکیم کا غنا فرمایا۔ ایک دفعہ ۱۹۶۰ء میں رمضان المبارک کے اکیس میں اس قدر شدید علیل ہو گئے کہ رات بھر چہرے میں قیام فرمایا، اسماں ہونے لگے۔ سینہ اور گرد پر پٹیاں باندھ رکھی تھیں۔ ٹوکاٹروں نے بت حکیم کرنے سے منع کر دیا۔ مگر جب صبح کی وقت آیا تو حضرت نے بڑی مشکل سے اشباحِ قیامت میں صبح کی نیت سے پانے کی آدھی پیالی نوش فرمائی۔ صبح کی نماز کے لیے خدام کھڑے کر لائے۔ مگر نماز کھڑے ہو کر راکھی اور پھر درس عمومی حسب معمول دے کر عطلائے کرام کے درس خصوصی کو اسی طرح جاری رکھا۔ گو یا کہ حضرت علیل ہی نہیں دو ذمات فضل اللہ یوقیہ من یشاء اور درس کے بعد پھر بیمار ہو گئے۔

”از قلم محمد کوثر مولانا کی خدمت میں ۱۹۶۹ء سے نیاز حاصل تھے اور مجھے آپ سے علمی تقدیر باطنی تھوڑے دنوں کا شرف حاصل تھا۔ مولانا نے تقریباً نصف صدی قرآن مجید کی خدمت و شاعت اور دینی دعوت و اصلاح کا کام کیا۔ اس بات میں ایسے انہماک، شغف، محویت، ثبات و استقامت کا ثبوت دیا، جو فیضِ اعلیٰ درجہ کی عزیمت، یقین و ولایت اور روحانی قوت کے مشکل ہے۔ جب آپ کا سہ ماہی لاہور پہنچا یا گیا تو آپ نے ایک درخت کے نیچے بیٹھ کر درس قرآن کا آغاز کیا۔ رفتہ رفتہ آپ کے درس نے شر میں عام مقبولیت حاصل کرنی شروع کی اور پھر وہ پنجاب کا سب سے بڑا درس قرآن بن گیا۔ جہاں تک ہم کو معلوم ہے۔ آپ بھائی کی وجہ سے پنجاب میں درس قرآن کا ذوق عام ہوا۔ اور جگہ جگہ اس کی بنیاد پڑی۔ جہاں تک کسی بڑی سہ ماہی پڑھے کھے مسلمان محلے کے لیے درس قرآن اہل سوادہ کی کام ہو گیا۔ جس کے بغیر سہ ماہی، خطیب، کامیاب اور مفید نہیں سمجھا جاتا“

تھے۔ خواجہ نذیر احمد مرحوم راوی ہیں کہ ایک صبح آپ حسب معمول درس میں مشغول تھے کہ آپ کے بڑے صاحبزادہ حافظ حبیب ہڈ صاحب آئے۔ آپ کے کان میں کچھ کہہ کر چلے گئے۔ دوسری دفعہ اسی طرح ہوا اور میری دفعہ بھی آئے اور سابقہ قلم کو دہرا کر چلے گئے۔ مگر درس بدستور اسی انہماک سے جاری رہا۔ دوسرے کے انتقام پر آپ نے اپنی بیوی کی فوتیہ کے متعلق اظہارِ خیال فرمایا۔

آپ کی بیٹی رفیقہ جس کی عمر تقریباً پندرہ سال تھی، قریباً دو بجے رات فوت ہو گئی۔ مگر آپ نے اس کی وفات کی خبر صبح کے پراہٹیاں درس قرآن حکیم کے بعد دی۔ ۱۹۶۹ء میں جب آپ حج بیت اللہ شریف کے لیے جہاز میں سفر کر رہے تھے تو پھر ہی آپ نے اسے قدسی واصل و فیض کو پورے ذوق و شوق سے نبھایا۔ اسی حضراتِ دمِ سفر حجاج نے سندھ میں درس کی استعداد عالی، توان کے لیے ایک وقت سندھی میں اور دوسرے وقت فارسی داں حضرات کے لیے فارسی میں اس قدر فریاد کیا کہ آپ نے سات دن تک جہاز میں سفر کرتے ہوئے جہاز میں تیار کر دیا کھانا دکھا یا کیونکہ جہاز میں ملازمین کا عملہ ختم نہ تھا۔

کشمیر کی مٹی میں کے دوران آپ نے جہاں کہیں بھی تھا ملازمت فرمائی۔ آپ کو متان و مشرکہ جبل میں نظر پڑ گیا۔ آپ وہاں درس قرآن جگہ کے لیے بلے تاب تھے مگر اس واقعہ میں کوئی مسلمان نہ تھا۔ لہذا ایک ہندوگر کی بیوی آپ کے قرآن مجید کا درس دینا شروع کر دیا۔ جس وقت اس کے سامنے آیا تھا اس اسے عبدعلا کی تفسیر بیان فرمائی تو وہ وہیں آگیا اور صداقت قرآنی کا ستون بن گیا۔

۱۔ خواجہ نذیر احمد مرحوم راوی۔ مرد مومن و کا۔ عبدالحیہ خاں صاحب۔ فیروز سنٹر لیبٹ۔ لاہور۔  
۲۔ جمیل کوثر۔ نواسی حضرت مولانا احمد علی مرحوم۔

۳۔ راوی حضرت مولانا عبید اللہ نور صاحب۔ مولانا احمد علی مرحوم کے منجلیہ صاحبزادہ اور جانشین تھے۔  
۴۔ راوی مولانا محمد صابر صاحب۔ خادم خاص مولانا احمد علی مرحوم۔

۱۔ راوی مولانا عبید اللہ نور صاحب۔ مرد مومن و کا۔ عبدالحیہ خاں صاحب۔ فیروز سنٹر لیبٹ۔ لاہور۔  
۲۔ متقدم ورا معلوم خدمت اللہ و رکن مرقہ عالم اسلام مکہ مکرمہ علامہ ابوالحسن علی ندوی مکتبہ راوی (نقل از مرد مومن و کا۔ عبدالحیہ خاں صاحب)۔

یقیناً حضرت مولانا احمد علی مرحوم ان مردانِ حقِ آگاہ میں سے تھے جن کی شبانہ روز مساعی جیلد اور بے لوث دینی خدمات سے دین اسلام کا نام روشن ہے۔ زمانہ خواہ کتنا ہی پر آشوب ہو لیکن اللہ والے آفات و حوادث سے بے نیاز ہو کر مدارِ مستقیم پر گامزن رہتے ہیں اور بالآخر ساحلِ مراد تک پہنچ ہی جاتے ہیں۔

لہذا وہ گوتہ تذکرہ تیز لیکن چراغِ اپنا جلانا ہے وہ مردِ درویش جس کو حق نے دیے ہیں نڈرِ خداداد

### دورہ تفسیر یا درس خصوصی

درس عام کے علاوہ آپ کی زندگی میں دورہ تفسیر کا آغاز ہوا۔ آپ نے اس درس کو جس محنت و پُر دہی، دلیت اور اخلاص سے نبھاتے رہے اس کی مثال اس دور میں ٹہری مشکل ہے۔ اس کے شرائط و ضوابط حسبِ ذیل تھے۔

- ۱۔ داخلینے والے طلبہ کسی مذہبی مدرسے کے تدریسِ تفہیل ہوں۔
- ۲۔ تین ماہ کے اختتام پر تمام قرآن مجید کی تفسیر پڑھائی جائے گی۔
- ۳۔ درس و تدریس میں مندرجہ ذیل پہلوؤں پر ضرور روشنی ڈالی جائے گی (معتقدات اعمالی، اخلاق، اصول، تدبیر منزل، قانونِ معاملات، تمدن اسلام اسلامی معاشرت اور سیاسیات وغیرہ) تمام ضروریات کا حل کتاب اللہ سے سمجھ میں آئے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سنت اور صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے مسکن سے آدمی یا برہمی نہ بنائے۔

- ۴۔ دورہ تفسیر رمضان، شوال، ذی قعدہ کے تین مہینوں میں ختم کیا جاتا ہے۔ اس کے بعد اہل علم کو شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کا تدوین کردہ فلسفہ

۱۔ بال جبریل علیہ السلام۔ علامہ اقبال علیہ الرحمۃ۔

۲۔ مترجم قرآن از مولانا احمد علی مرحوم عثمانی۔ ایک ضروری نگارہ مشعل۔

الحاصل: ہم نے آپ کی زندگی کے واقعات اور معاصر شراہد سے یہ معلوم کر لیا ہے کہ مولانا لاچرئی نے قرآن مجید کی تبلیغ و اشاعت کو اپنی زندگی کا مقصد قرار دیا ہے سبھ کر نبھایا۔ آپ دورِ حاضر کے تمام نقصوں سے دامن بچا کر اور فروعی اختلافات کو بالائے طاق رکھ کر محض رضائے الہی کے حصول کے لیے دین اسلام کی خدمت کرتے رہے۔ یہی وجہ ہے کہ آپ کے حلقہٴ ائمہ میں ہر قسم کے آدمی کو عاقبت کی نگر دامن گیر ہوتی تھی۔ ہم اس بحث کو آپ کے ہی ارشادِ گرامی پر ختم کرتے ہیں۔

میں بفضلِ ایزد و متعال ایک جمعہ اور ایک درس قرآن مجید میں جو کہ موعودات پیش کروں، اگر کوئی شخص ان کو روح دل پر لکھ کر لے جائے اور پھر اس پر کما حقہ عمل کرے سچے اور پھر ساری زندگی اس کو قرآن مجید سننے کا خواہ مخواہ موقع ملے۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے اس کی نجات ہو جائے گی۔ راقم الحروف نے جب بار بار آپ کے ان فرمودات کا جائزہ لیا۔ تو فی الواقع آپ کے خطبہٴ جمعہ اور درس کے مواظفہٴ حزن میں آپ کی وسعت کی تکمیل ترجہائی نظر آتی تھی۔ آپ فرمایا کرتے تھے کہ اگر میں تمام قرآن مجید اور صحابہ ستر کا خلاصہ پیش کروں تو صرف ایک فقرے میں سما سکتا ہے۔

مخالف کو عبادت سے اور مخلوق کو خدمت سے راضی رکھو۔

آپ کا گذارش ہے کہ درسِ عمومی ۱۹۱۴ء سے شروع ہوا اور تقریباً آٹھ سال میں اس کا پہلا دور پایہ تکمیل کو پہنچا۔ دوسرا دور پندرہ سال کی مدت میں اختتام پذیر ہوا اور تیسرا دور حضرت کی وفات تک جاری رہا۔

۱۔ مصطفیٰ داؤد زبانی اور جبر۔ نعمت در احکام دین جبر۔ وگر  
تختہ جم پر شہیدہ زبیر پوریاست۔ فقہ و شایہ از معتادات و عبادت  
(مشق و مسافر و مہم۔ علامہ اقبال علیہ الرحمۃ)

۲۔ راقم الحروف۔ رادی۔

۳۔ رادی۔ حضرت مولانا محمد صابر صاحب خادم خاص حضرت مولانا احمد علی مرحوم

حاضر ہوا۔ جو کہ کان قنار خان ابھی دن ایک اور مولوی صاحب نے میاں صاحب سے ان کی مسجد میں جمعہ کا خطبہ پڑھنے کی اجازت طلب کی۔ تو حضرت میاں صاحب قدس سرہ نے فرمایا: کچھ پڑھنا ہے والا نہ ہوتا ہے،

میں پھر رکعت نماز پڑھ کر مسجد میں بیٹھ گیا، ایک آدھی نے آکر کہا کہ میاں صاحب فرماتے ہیں کہ آپ جمعہ پڑھائیں۔ میں نے جواب میں عرض کیا کہ میں جمعہ پڑھنے کے لیے حاضر ہوا ہوں۔ یہ جواب سن کر حضرت میاں صاحب خود تشریف لائے اور مجھ کو جمعہ پڑھانے کے متعلق نہایت شفقت سے میرے الفاظ میں ارشاد فرمایا میں امثال امر کے طور پر کھڑا ہو گیا۔ مسائل کے بیان کے بعد خطبہ کی باری آئی، بیکانہ کوان دونوں مسجد جہاں خطبہ زبانی پڑھیں تھا۔ لہذا میں نے خطبہ کے دونوں حصوں میں قرآن حکیم کے نکوحات پڑھے۔ نماز کے بعد ایک کرا کا انتظام کیا گیا، مجھ کو نہایت مرتبہ طریق پر رخصت فرمایا۔ گورنر کو سنا دیا کہ وہ پورے دن کے فرما لے گا کہ مولانا صاحب کو جامع مسجد شریفہ کے دو دروازے پر جا کر اتارنا ہو گا۔ کیونکہ انہیں قرآن مجید کا درس دینا ہے۔

حضرت میاں صاحب نور اللہ رحمۃ اللہ علیہ اپنے عارفانہ لمحات میں فرمایا کرتے تھے۔  
”مولانا محمد علی صاحب اللہ کا نور میں، میں شیخ الزواہر کی طرف نگاہ کرتا ہوں تو یوں محسوس ہوتا ہے، جیسے قریش زمین سے عرش بریں تک ہونے کی قدر میں روشن ہیں اور دنیا کو منور کر رہی ہیں؟  
اللہ! اللہ! قلندر ہر جہ گوید ویدہ گوید!  
ہم مولانا لاہوری کے شیخ الشیخہ ہونے کے سلسلے میں شواہد پیش کر رہے ہیں۔  
میرا یقین حکم ہے کہ اس زمانے میں درس قرآن کا رواج نہ تھا۔ یقیناً

شریعت پر جو حجۃ اللہ الیہا فیہ مذکور ہے، پڑھایا جاتا ہے۔

۵۔ یہ درس دن میں تین چار گھنٹے تک بھی جاری رہتا ہے۔ دو روزہ سبق سے امتحان ہوتا ہے اور سبق کے بعد نکول کرنا بھی ضروری ہے۔ دورانِ تدریس طلب علم ضروری مسائل تلمذ کرے۔

۶۔ انجمن خدام الدین اس درس کے طلبہ کے نوشت و خواندہ، طعام و دربارش کے ذمہ دار ہوا۔

حضرت مولانا لاہوری کی وفات سے چند سال پہلے مولانا لال حسین اختر بن خاں اسلام کو بھی دعوت دی جاتی تھی۔ وہ چند دنوں میں طلبہ زیر تعلیم کو غور مذاہب کے احکامات کے جوابات اور فرقہ وارانہ کے عقائد کا باطل کی تردید میں کتاب و سنت کے حتمی مسائل تحریر کروا دیتے تھے تاکہ ہر طالب علم جہاں قرآن حکیم کی صحیح تفسیر سے واقف ہو جائے وہاں روز افزوں برہمتی ہوئی علماء اور مدعا پردازانہ دینی کا نہایت جرأت سے مدلل، اسکت اور دندان شکن جواب دے سکے۔

قیام پاکستان سے پہلے اس جماعت میں ہندوستان کے تمام صوبہ جات اور بیرونِ ہند کے طلبہ شامل ہوتے تھے۔ ہم تو مولانا کو بذریعہ تبریک پیش کرتے ہیں کہ اس کا بڑھ کر بے حد شکر ہے۔ خدا نے کبیر المتعال نے آپ کی ذات کو بخش فرمایا اور پھر آپ کو ایسا واپس دے دیا اور ایسی مجاہدانہ قربتِ عمل سے نوازا کہ آپ کی ملت، جینہ خدام شریعت اور محترمانہ طریقہ آپ کی صداقت و روش حیات کے گمن گمانے لگے۔

اہم داستان، تقریباً دو سال حضرت مولانا میاں شیخ محمد نور اللہ رحمۃ اللہ علیہ کے متعلق حضرت لاہوری کی فرمایا کرتے ہیں: ”کیا پنجاب میں ان کا کوئی مشیل ہے؟ پھر اس کے بعد یہ واقعہ بیان فرمایا کرتے تھے: ”یہ کہیں مولانا شیخ محمد مرحوم کی خدمت اقدس میں شرفِ قدور

لے۔ ”مردومن“ ۱۳۵۹ھ، مؤلفہ عبدالحقید خان، فیروز سنز لمیٹڈ، لاہور

لے۔ ”ایک مفسر قرآن“ ۱۳۵۹ھ، مؤلفہ جعفری محمد یوسف امین، کتبہ برقی، کراچی۔ محمد لاہور چھاپکری و پرنسپل اسلام آباد کالج، لاہور کینڈ، بی۔ ای۔ جی، پنجاب،

لے۔ ”دینی مفتی سلطان احمد صاحب دفتر انجمن خدام الدین دفتر دواخانہ شریفہ لاہور لے۔ ”رادی، مولانا صاحبہ صاحبہ، خدام خاص حضرت مولانا لاہوری علیہ الرحمہ۔

اس کا پیر کا سنگ بنیاد حضرت ہی کے ہتھوں رکھا گیا پھر حضرت کے علوم و  
مناہت اور ذہانت و ذکاوت نے اس بنیاد پر عمارت پائیز کی کا وہ تاج محل  
تعمیر کیا، جسے وقت اور بادشاہت کے لیے رحم جہ کے بھی مضمحل کرنے میں  
کامیاب نہ ہو سکے۔ حضرت کی زبان میں ایک فطری لوح، حسین جمیل کلاموں  
کا باطن اور دل کشا طرہ داری بھی شگلی و دغا فی آپ کی تعریف کا حقیقی چرچہ تھا۔  
دوسری جگہ بھی مصنف رقمطراز ہے:

”حق تو یہ ہے کہ حضرت لاہوری نے درس قرآن کو زندگی اور بایندگی  
عطا کیا اور اس درس قرآن نے آپ کو زندہ رکھا، چنانچہ آج جس طرح  
قرآن زندہ ہے اور زندہ رہے گا اسی طرح مغرب قرآن بھی زندہ ہے  
اور زندہ رہے گا۔“

حضرت مولانا مرحوم کے سوانح حیات ”انوار ولایت“ صفحہ پر مندرجہ ذیل عبارت  
نقل ہے کہ کس کو خبر تھی کہ یہ پیر جواہر ایک گناہم قہسے کے ایک غریب گھرا لیں جنم  
لے رہا ہے، کسی دن آسمان ولایت پر آفتاب عالمناہ بن کر چمکے گا اس کے علوم و معارف  
کے بخور دہنے کی راہوں گے۔ اس کے فیوض و برکات کی سوتیں زبزم و کوثر کی آئینہ دار بنے  
گیں اور یہ شرق سے طلوع کرنے والا نیز ولایت مغرب کی وادیوں میں بھی ضیا پادشاہ  
کرسکا۔ جیسا کہ جناب علامہ الدین صدیق سابق صدر شعبہ معارف اسلامیہ جامعہ پنجاب  
لاہور کی شہادت ہے: ”میں نے مغربی ممالک کی سیر و سیاحت کے دوران حضرت  
شیخ الشفیہ مولانا احمعلی مرحوم کے شاگردوں اور عقیدتمندوں میں سے کسی نہ کسی  
مرد حق نگاہ کو قرآن پاک کی درس و تدریس اور رشا و اشاعت کی خدمات سراہنا ہم دیتے  
ہوئے پایا گو یا کہ حضرت شیخ المشائخ کے فیوض کا دار نہ بہت وسعت رکھتا ہے۔“

”چنانچہ میرا اپنا واقعہ ہے کہ اپریل ۱۹۴۳ء میں جب میں دہلی ریورسے اسٹیشن سے

لے۔ انوار ولایت صفحہ ۱۱۱ جات مولانا احمعلی مرحوم در نظر آئے ان گرامی صاحب فرمایا:

لے۔ بالمشاورہ سید صاحب لکھی میں جنہوں نے مولانا کے حالات ان کی زبان میں کئی بار عرض کیے۔

علی گنج صفہ جنگ کی طرف پیدل جا رہا تھا، تو ایک آدمی راستے میں ملا۔ باتوں باتوں میں  
جب اس کو معلوم ہوا کہ میں لاہور سے آیا ہوں۔ قزاس نے مجھ کو بتایا کہ ”میرا بیان میں  
حضرت مولانا احمعلی صاحب کو مغرب قرآن کے نام سے یاد کرتے ہیں۔ کیا آپ ان کو  
جانتے ہیں؟ میں نے اسی کو حضرت والا شان کے متعلق حسب استعداد و تحقیق  
دلائی۔ لیکن میں ایران تھا کہ مجھے حضرت کی علمی شہرت بین الاقوامی حیثیت نہ تھی ہے۔  
علماء کے درس میں آپ کا دورے سخن انہی کی طرف جوتا تھا۔ یوں معلوم ہوتا تھا۔  
کہ امام سیوطی اور امام راغب اصفہانی کی تعلیمات کا پیڑ بیان ہو رہا ہے۔

ابتداء ہی سے حضرت مولانا کو درس قرآن حکیم کا شوق تھا اور اس میں آپ کو ایسا  
حکم حاصل تھا جو اس میں شاید ہی دوسرے علماء کو حاصل ہو۔ آپ کے اہل فضل و اور  
علماء کے لیے درس قرآن خصوصی ہوا کرتا تھا جس میں آپ معارف قرآنی اور تفسیر و لی  
اللہ کی نکات بیان فرماتے۔ یہ درس دراصل تمام علوم کے حاصل کرنے کے بعد ایک  
قسم کا تکمیل درس ہوتا تھا۔

حضرت شیخ الحدیث مولانا حسین احمد دہلی نورانہ مرقۃ دہلیہ حدیث کے اختتام پر  
جب فارغ التحصیل علماء کو دستار بند ہواتے تھے تو فرمایا کرتے تھے: ”ہے علم کی تحصیل تم  
نے آٹھ سال دیوبند میں رہ کر کر لی، لیکن تکمیل آپ کی لاہور جا کر حضرت مولانا احمعلی صاحب  
کے دہلیہ تفسیر میں ہوگی۔“

حضرت کی درسگاہ سے فارغ شدہ بکمال علماء فضلہ میں سے جن کی زندگی سعادوں  
کے لیے مشعل راہ ثابت ہوئی مندرجہ ذیل نام خاص طور پر قابل ذکر ہیں۔

لے۔ ترمذی مومن“۔ علامہ عبدالغنی فیروز سنز لکھنؤ۔ لاہور۔

لے۔ ترمذی مومن“۔ علامہ عبدالغنی فیروز سنز لکھنؤ۔ لاہور۔

لے۔ ترمذی مومن“۔ علامہ عبدالغنی فیروز سنز لکھنؤ۔ لاہور۔

لے۔ ترمذی مومن“۔ علامہ عبدالغنی فیروز سنز لکھنؤ۔ لاہور۔

لے۔ ترمذی مومن“۔ علامہ عبدالغنی فیروز سنز لکھنؤ۔ لاہور۔

لے۔ ترمذی مومن“۔ علامہ عبدالغنی فیروز سنز لکھنؤ۔ لاہور۔

ہیں تھے، ملتے تھے، مصطفیٰ تھے اور اس کے ساتھ ساتھ قوم و ملت کی ہر بیکار و بیکار  
ملکوتوں کے خلاف اٹھی۔ اس میں بیکس کئے والوں میں پیش پیش تھے۔ ان کے فیض و محبت  
سے لاکھوں خاندان بنے۔ انہوں نے قرآن حکیم کی نشر و اشاعت میں اپنی ساری زندگی  
صرف کر دی۔

قرآن مجید کا درس ہر عالم دیتا ہے۔ لیکن مولانا مرحوم کے درس قرآن حکیم کے عملی  
مضمرات کچھ اور تھے۔ چنانچہ اس کی وجہ سے جہاں ایک طرف انگریز انہیں اپنا دشمن  
سمجھتا رہا۔ وہاں دوسری طرف اہل اسلام میں ان عوام نے بھی آپ کی مخالفت کی، جو بیکس  
سے شرفاء و رسوم کو جزو مذہب مانتے تھے۔ مولانا مرحوم نے ایک دفع فرمایا:  
"اب تو تھکے والے شک ہو گئے ہیں، لیکن ابتداء میں انہوں نے مجھے  
بڑا ستایا۔ ایک دفع تنگ آکر میں نے ان کو کہا: میں قرآن مجید لہتہ میں لے  
لیتا ہوں، تم مجھے دیکھو، دیکھو، دیکھو کیا ہوتا ہے۔  
لیکن ایسا کرنے کی کسی کو جرأت نہ ہوئی؟

اب ہم مولانا کی وفات پر پاکستان مانفٹر کے چند اقتباسات پیش کر کے اس موضوع  
کو ختم کرتے ہیں۔

۱۔

"The Akhbar Farosh union held an emergency meeting and condoled the death of Maulana Ahmad Ali which was described as a serious blow not only to Pakistan but to the entire Muslim world."

۲۔ "محنت روزہ جہاں نماز ۱۹۶۴ء ۲۳ مئی ۱۹۶۴ء لاہور، مولانا مرحوم، مصطفیٰ،  
مصلح، مجدد حضرت مولانا احمد علیؒ، وہ جہاں جہاں سے نکلا گئے، تعلیمات قرآنی کو انہوں نے  
عام کیا۔ وہ ایک شخصیت نہیں۔ ادارہ اور تاریخ تھے۔  
۳۔ دہلی پاکستان مانفٹر۔ ۲۵ فروری ۱۹۶۲ء ص ۱۵۔

## فہرست علماء کرام

- ۱۔ علامہ سید ابوالحسن ندوی صاحب، مقرر دارالعلوم مدوۃ العلماء کھنڈو۔
- ۲۔ مولانا محمد باقر رحمہ تعالیٰ نائب مقرر دارالعلوم دیوبند۔
- ۳۔ مولانا الحاج عبداللہ خان صاحب خطیب و مقرر دارالعلوم عثمانیہ راولپنڈی۔
- ۴۔ مولانا کشید احمد بخاری۔ استاذ مدرسہ انصاریہ کھٹہ۔
- ۵۔ حضرت مولانا ابوالحسن علی ہمدانی صاحب۔

## جدید تعلیم یافتہ حضرات کی فہرست

- ۱۔ خواجہ محمد الہیہ صاحب ایڈیٹر اسلام راتھش کراچی
- ۲۔ پروفیسر علامہ ابوالحسن صاحب صدیقی۔ وائس چانسلر پنجاب یونیورسٹی۔ لاہور
- ۳۔ قاضی سید عبدالرشید شاہ صاحب پرنسپل اور نیشنل کالج لاہور
- ۴۔ قاضی محمد فاروق صاحب ایم۔ اے۔ پروفیسر بآل سکولہ کالج لاہور
- ۵۔ جہادی محمد الرحمن مرحوم ایم اے اے ایل بی۔ ریشٹرڈ اسٹڈیٹ کیوری سابقہ ملکوتیہ پنجاب
- ۶۔ شیخ محمد ظہیر اللہ صاحب ایجوکیشن۔ لاہور
- ۷۔ پروفیسر سعادت علی خان ایم۔ اے۔ پرنسپل ریشٹرڈ
- ۸۔ مولوی بشیر محمد صاحب بی۔ اے۔ لدھیانوی۔

پروفیسر محمد سرور صاحب کے مضمون کی چند سطروں پر اسے موضوع کی تائید و تصدیق  
کا پہلو ملے ہوئے ہیں۔ فرماتے ہیں۔

تادمہ کہ جب کبھی تاریخ کا کھسکا جائے گی تو جہاں اس کے بہت سے ایسے کارناموں  
کا ذکر ہوگا۔ جنہوں نے دعوت اس قدر بکھرا دی ہے کہ ہر مسلمان کی قیمت بدل دی تھی۔  
وہاں آئندہ کا تذکرہ ایک ایسے بزرگ کے ذکر سے بھی بدیہی نہیں کر کے گا جس نے اس  
شہر کے مسلمانوں کی زندگی میں ایک لازوال اثر چھوڑا ہے۔ یہ بزرگ بیک وقت عالم

اب پاکستان کے مایہ ناز علمی ادارے کے دہیارکس پیش کر کے اس عنوان کو  
نیر بار کئے ہیں۔

The Islamic Studies society department of  
Islamic studies at a meeting under the  
chairmanship of Prof; Ala-ud-din Siddique  
said in a resolution.

"The death of this great religious  
scholar creates a gulf in the realm  
of knowledge and spiritualism that  
cannot be bridged. This sad incident  
has deprived Pakistan of a pious &  
holy personality, who rendered great  
services to the cause of Islam, The  
Holy Quran and Sunna. His Scholastic  
and missionary services can never  
be forgotten.

ہم محول بالا انتہائی کی روشنی میں یہ نتیجہ اخذ کرتے ہیں کوئی باک محسوس نہیں کر سکتے کہ  
عصر حاضر کے علماء اور لادایا ذرات کے باوجود دین اسلام کی صداقت اسلامیات عالم  
کے قلوب میں اب بھی ضایا کیاں کر رہے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ جدید تعلیم یافتہ طبقہ بھی مولانا  
لاہوری کی دینی خدمات کے سلسلہ میں رطب اللسان ہے۔

دونوں تفسیر کے انتہائی پر کامیاب ہونے والے علماء کو سادات مرحمت کی جاتی ہیں  
تفسیر القرآن کی نقل ابتدائی کلمات میں مناسب مقام پر درج کی گئی ہے۔

حضرت شیخ التفسیر علی المرتضیٰ کے ہر دور رس دھرمی اور فصولی کا سلسلہ اب بھی بدستور  
جاری ہے۔ آپ کے متنبہ صاحبزادے قاری مولانا عبد اللہ مدظلہ العالی ہر دور رسول کی  
سرپرستی کرتے ہیں۔

علہ پاکستان پبلشرز، ۲۵ دسمبر ۱۹۶۲ء عرطا۔

"A number of student bodies in Lahore held  
condolence meetings and passed resolutions  
lauding the contributions of Maulana Ahmad  
Ali to enrich the Muslim religious and sch-  
olastic spheres. The Islamia Colleges were  
closed after the condolence meetings as a  
mark of respect to the memory of the depart-  
ed scholar"

مولانا کی دینی اور علمی خدمات کا اعتراف صرف آپ کے متقدین تک ہی محدود نہیں ہے  
بلکہ ارباب علم و فضل بھی آپ کو عہد حاضر کا ایک بے بدل شیخ التفسیر تسلیم کرتے ہیں۔ ہم چند  
ایک اخباری سطور پیش کر رہے ہیں جن سے یہ حقیقت بخود روشن کی طرح واضح ہو کر سامنے  
آجاتی ہے کہ آپ کی پچاس سالہ دینی سرگرمیوں نے خواص و عوام کو کس حد تک شغف و تشارکیہ  
اسلام کا لچکے سول لائسنر کے طور پر اپنے دینی و روحانی رہنمائی کی وفات پر مایوس و افسانہ  
انگھا کرنا سبب کیا۔

"The students of the Islamia College,  
Civil Lines, in a resolution recounted  
the services of Maulana in reviving  
the Islamic traditions of selfless &  
devoted service in the way of God. The  
resolution said that the teachings of  
Maulana has helped to rekindle the  
zeal for Islam in the hearts of lakhs  
and lakhs of persons."

علہ - دہلی پاکستان ماہ فروری ۱۹۶۲ء عرطا۔

علہ \* \* \* \* \* آخری کالم۔

ملک میں قرآن فہمی اور دس حدیث کے چٹے جاری کر دیے۔ جن کی وجہ سے غور اسلام  
عصر سب کی آنکھوں میں کھلنے لگے۔ اس سے پیشہ کردہ ایک ایسی صالح جماعت کی بنیاد  
ڈال گئے تھے، جو ان کی اصلاحی تجاویز کو پائے تکمیل تک پہنچا سکتی تھی۔

آپ کا شمار اسلام کے جلیل القدر علماء اور عظیم ترین و نوابغ میں ہوتا ہے اور  
آپ بیسی عالی پایہ شخصیتیں اور نگاہ زد کردار بستیاں بہت کم وجود میں آئی ہیں۔ آپ  
اس صدی کے مجددین میں سے ہیں۔

”اگر آپ پہلے زمانے میں پیدا ہوتے تو آپ کو اماموں کا امام اور مجددین میں  
باعتبار فخر سمجھا جاتا۔“

الغرض! اسلامیان عالم کے صحیح العقیدہ مسلمانوں نے حضرت شاہ ولی اللہ  
دہلوی مرحوم کو اپنی صدی کے مجدد اور حکیم الاشت تسمیہ کیا ہے۔ حضرت لاہندی  
نے اپنی تمام زندگی میں فلسفہ ولی اللہی کو سمجھا اور اس کی ترویج و اشاعت کو اپنا  
لائے عمل بنایا۔ مجلس فکر کی تعمیر میں آپ ہی شاہ ولی اللہ مرحوم کے مددگار  
کی وضاحت فرماتے تھے۔ دلائل تفسیر سے خارج ہونے والے علماء جو مزید علمی  
کا فوق رکھتے تھے۔ ان کو فلسفہ شریعت اور اسرار دین کے مسئلے میں مجدد شاہ ولی اللہ  
سبقا پڑھائی جاتی تھی۔ یہ درجہ ۱۳۴۰ھ سے شروع ہوا۔

۱۔ مقدّم فیوض الرحمن ۱۵۔ از خواجہ عبدالوہید صاحب۔

۲۔ خواب صدیقی خان غفر۔ مقدّم فیوض الرحمن ۱۵۔

۳۔ آپ کے علمی اور فہمی کمالات واقعی اس تقریر و توصیف کے لائق ہیں، کہ آج  
بھی بہت سارے آپ کو حکیم الامت اور مجدد ملت تسلیم کرتی ہے۔

حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی کے استاد مکرم حضرت شاہ عوامی صاحب رحمہ اللہ  
میں فرماتے ہیں، ”میرا مکان طریقت و طہان حقیقت پوشیمہ دہلوی کو جس حق سجاد و تعالیٰ فرستے  
کامل برکت و عظمت و اسرار کا سرخوش اسفغانے فرمایا۔ وہ ازما ہنزلہ جاریہ خود ساختہ زبانِ نبی  
جاری اعلیٰ صوفی۔“

## حجۃ اللہ البالغہ کا درس

حضرت شاہ ولی اللہ دہلوی مرحوم مجدد اعظم کا تعارف

ہرگز از سرتی گیر و نصیب

ہم بہ جبریل امین کرد و قریب

امام الاکبر حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ ان مقدس برتیوں میں  
مقامِ اتریں حیثیت کے حامل ہیں۔ جن کو پروردگار کا کائنات اچانے دین کی وہی استعداد  
دے کر بھیجا ہے۔ آپ نے امت مسلمہ کی ہر روش حیات کو نہایت قریب سے دیکھا۔  
ان کے حسن و قبح پر غور فرمایا۔ دین حق کے گواہ کی روشنی میں ان کا جائزہ لیا اور پھر اپنی  
خدا دار مجددانہ و مصلحانہ صلاحیتوں سے کام لے کر دین مصطفوی کے روشن چہرے سے  
تمام حجابات کو دور کیا۔ آپ کی تصانیف اسلامیان عالم کے ہاتھوں میں ہیں۔ آپ ایک  
ہی بحث میں محدث بھی تھے، مفسر بھی تھے اور اپنے عہد کے مصلح و فاضل اور اسلام کے  
عظیم فکرمند بھی تھے۔ آپ نے اسرار شریعت کے مسئلے میں حجۃ اللہ البالغہ لکھی، اسرار دین  
کے علم کی ابتداء صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے عہدِ جاوید سے ہو چکی تھی۔ آپ  
نے اس نبوی علم کی تمدن کو پائے تکمیل تک پہنچایا۔ آپ کے عارفانہ مشاہدات کا اندازہ  
آپ کی تصنیف ”فیوض الرحمن“ کے مطالعہ سے بخوبی لگ سکتا ہے۔

اس کے علاوہ امام الشاہ ولی اللہ کی تعلیمات کا فیض جاری تھا، انہوں نے  
مصلح یا مجدد ہونے کا کوئی بلند بانگ دعویٰ نہ کیا تھا، لیکن تجدید و اصلاح کا پورے مسلمان  
میں گرا دیا تھا۔ قوم کی اصلاحی اور روحانی تباہیوں کو اپنی تصانیف میں بے نقاب کیا۔

۱۔ مشنری مسافر ۱۵۔ اسرار شریعت، علامہ اقبال مرحوم۔

۲۔ موج کوثر ۱۵۔ از محمد کرام، ایم۔ اے۔



- ۱۔ فخر ابو عبد اللہ طیف صاحب۔ ایم بی بی ایس۔ بی بی ایس۔
  - ۱۱۔ محمد مقبول عالم صاحب بی۔ اے فاضل۔
- حضرت علی چوہدری علیہ الرحمۃ مولانا لاہوری کو خواب میں سے توفرا نے گئے مولانا اگر ہم زندہ ہوتے تو آپ کے درس میں شامل ہوتے۔

### خواتین میں درس قرآن مجید

عہد نبوت سے لے کر عورت کے دینی مقام کا ہی تذکرہ کیا ہے۔ صحابیت خصوصاً اہمات المؤمنین رضی اللہ عنہن نے عقائد دین کے انوار صحبت نبوی میں حاصل کئے۔ حضرت خدیجہ الکبریٰ اور عائشہ صدیقہ کے رفیع اعلیٰ مقامات کو کون نہیں جانتا۔ لہذا عہد رسالت سے لے کر اب تک علماء ربانی اور مصلحین اُمت نے کتاب و سنت کی نشر و اشاعت کے تمام مواقع میں خواتین کو مردوں کے دوش بدوش شامل رہنے کی اہمیت کو بلا تامل تسلیم کیا ہے۔ عورت باہوم تمام جذبہ سوسائٹیوں میں بالخصوص اسلامی معاشرے میں تہذیب الحلال اور تربیت اولاد کے لحاظ سے صدر مملکت کی حیثیت رکھتی ہے۔ طبقہ نسوان کی اصلاح تمام معاشرے کی اصلاح کے مترادف ہے۔ خواتین کا زبور علم و تہذیب سے آراستہ ہونا، کسی قوم کے ترقی پذیر ہونے کی بین دلیل ہے۔ مگر اسلام عالمہ اقبال نجوم "خطاب بہ جاوید میں فرماتے ہیں: ما درست درسیں نہیں با تو داد۔ غنچہ تو از نسیم او کشاد از نسیم او ترا میں رنگ و بو۔ اسے متابع ماہانہ نے قوا زوست دولت جاوید از انوشی۔ از لب او لالہ آموختی حضرت شیخ الغفری نے ابتداء لے ہی اس مسئلہ کی اہمیت کا احساس فرمایا

لے۔ پروفیسر علامہ الدین صاحب مدنی فاضل پنجاب یونیورسٹی لاہور۔  
لے۔ جاوید لکھنؤ ۲۳۳ خطاب بہ جاوید۔ علامہ محمد اقبال مرحوم۔

- ہم اس درس میں شامل ہونے والے ارشد کلمہ کے اساتذہ گرامی نقل کرتے ہیں۔
- ۱۔ حضرت مولانا حافظ عبد الباقی رحمہ اللہ فاضل یونیورسٹی لاہور حضرت لاہوری صاحب زاد
  - ۲۔ پروفیسر علامہ الدین صاحب مدنی۔ دانش چائلز پنجاب یونیورسٹی لاہور۔
  - ۳۔ چوہدری عبدالرحمن مرحوم۔ ایم اے ایل ایل بی اسٹنٹ ٹیچر سابق پنجاب یونیورسٹی۔
  - ۴۔ مولانا بشیر احمد صاحب بی۔ اے۔
  - ۵۔ چوہدری عطاء اللہ خاں صاحب بی۔ اے۔
  - ۶۔ حافظ فضل الہی صاحب ایم۔ اے۔
  - ۷۔ مولانا غازی خاں بخش مرحوم فاضل
  - ۸۔ مولانا عبدالعزیز مرحوم۔ مالک الممالک بک ایجنسی۔
  - ۹۔ مولانا سعید الدین مرحوم ہماری فاضل اردو بہ۔

دعا ہے اللہ صوفی حکمرانے نماید دین زبان پس مقام آسمانی ذات جمیع آیات مکتب فیض و انوار ملین علوم و اسرار و غزیر کوزہ کلمات وراثت کھوئے، ممدان تقویہ و روز صیانت کھوئے، ہمید و قول و طریقت ہفتون قوانین طریقت بہتین خواہی معرفت بحق تقائق حقیقت، انوار افرین دلی العزیز دہ قطب الدین احمد بدایہ صافی شیخ دلی مرشد، بواللہ شاہ دلی، عالم دین گناہ کثرت عذاب الموتہ و امین۔  
تمنا تمام توفیق و توفیق و توفیق کا ماز سچ کے دوزن میں کی کسی گناہ مچرک گیا ہوگا کو کھو جاوگا اس شرم یکے نزدیک رہتے ہیں جہاں سے طاعت ہوتی تو اس کے کلمے شربت شاد و شربت و شربت کی گندہا جانتے کھوئے۔ پس پرستش و عبادت صاحب نے دیانت کی کہ آپس کے شکر میں مولانا نے اپنا سلسلہ کلمہ شاہ عبدالعزیز روزیہ شاہ دلی اللہ دہی، ملک بیان کیا۔ وہ بزرگ ہوئے۔ جہاں میں جانتا ہوں یہ نزدیک شاہ دلی اللہ شاہ شجرہ طوطی کے ہیں کہ جہاں جہاں ملک طوطی کی شایں ہیں وہاں جنت ہے، اور جہاں اس کی شایں نہیں وہاں جنت نہیں اس طرح جہاں شاہ دلی اللہ کا سلسلہ و وہاں جنت ہے اور جہاں نہیں وہاں جنت نہیں۔

دعا ہے مولانا تمام توفیق مرحوم از مسند ترقی و فیض افرین حق،  
لے۔ ترمو مسن ۱۳۴۔ جہاں لکھنؤ، فیروز سنٹر لاہور۔ (درس خاص افیس)



حضرت مولانا نے گلدستہ صد احادیث کے انتخاب میں جن محدثین کا غور و یا ہے ہم اس کے متعلق اپنی رائے کا اظہار کرتے ہیں۔

نصوص قرآنی سے یہ امر واضح شدہ ہے کہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بعثت جہاں رحمتہ تعلیمی کے انوار سے منور ہے۔ وہاں قائم البینتی کے ثروت و جہت سے بھی نوازی گئی ہے۔ آپ دنیا میں نبوت و رسالت کے لحاظ سے اکملت کے علم پرورد بن کر جلوہ گر ہوئے۔ آپ کا دین خیر الدین اور آپ کی امت خیر الامم ہے شہادت ایزدی نے تمام ادوار و بیانات کی روشنی میں اہل انوار دین مصطفویٰ کی شیخ رسالت میں مجتمع فرما دیے ہیں۔ آئینت علیکم احسنی و زینت لکم الاسلام پیشا کی قدسی تصدیق نے اس امر کو بھی اور مستحکم بنایا ہے کہ صحیح قیامت تک موجود دین جہاں تحریف و تبدیلی (تاریخ و تفسیر) مولانا درم علی احمد آپ کی جماعت علمی کی تقریر میں نرہ زمر پرورد ہیں۔

صد ہزاراں چاپ عالیہ شمس بود - پیش عیسیٰ و دشن افسوس بود

صد ہزاراں دفتر اشعار بود - پیش خوف انشراح ایں عار بود

قرآن مجید - مقام نبوت و عصمت - زمانہ طیف عن بعدی ایں حق - الا حق حق یعنی دینی متکو فرشتوں کی شہادت - و البشرۃ خیل لکے من الاولیٰ کا مرقعہ جالغوا بھی آپ ہی لئے ہیں۔

اگر علمی دنیا میں کسی شاعر کو درجہ کلام میں کسی فنکار کی تہذیب کی اعزازت ہے تو علامہ اقبالؒ کو شیخ عطارؒ کے شعر سے ایک نکتہ کے تبادلاً پر ہزار تحسین و تہنیت کا استحقاق پہنچتا ہے۔

شیخ عطار ۱ - حمد ہے حمد خدا کے پاک را - آنکہ ایمان داو مشیت خاک را

اقبال ۱ - حمد ہے حمد رسول پاک را - آنکہ ایمان داو مشیت خاک را

(دشنی سپی چو بایکد راے توہم شرقی عکسہ - علامہ اقبال رحیم)

۱ - قَدْ اَرْسَلْنَاكَ بِالْحَقِّ لِنُعَلِّمَ الْاِنْسَانَ وَنَاخِبَهُ اَنْ يَكُوْنُ مِنَ الْمُنْذِرِ (سورہ انبیاء ۱۰۶)

۲ - مَا كَانَ مُحَمَّدٌ ابًا اَوْ حَقْدًا تَجَافَى وَّلٰكِنِّ رَسُوْلَ اللّٰهِ وَخَاتَمَ النَّبِيِّیْنَ وَكَانَ

مُحَمَّدٌ بَكْرًا عَلِيْمًا (آیت ۳۰ پارہ ۲۶)

۳ - اَلْیَوْمَ اكْمَلْتُ لَكُمْ دِيْنََكُمْ وَارْتَضْتُ لَكُمْ الْاِسْلَامَ دِيْنًا وَلَكُمْ عَاقِبَاتِ

۴ - اِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّكْرَ وَاَنَّا لَلْعَلَّافُظُوْنَ (سورہ حجر ۱۵ آیت ۱۵)

بالخصوص لازم ہے کہ قرآن حکیم کی تعلیم کے ساتھ ساتھ حدیث شریف کا علم بھی حاصل کریں۔ تاکہ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی مراد کو سمجھ سکیں اور عمل کر سکیں اور خلق خدا کو پیغام حق صحیح و سالم پہنچا سکیں۔

گلدستہ صد احادیث کی تصدیق مستور میں ارشاد فرماتے ہیں۔

۱ - گلدستہ صد احادیث نبوی علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام میں سو حدیثیں مختلف مضامین کی جمع کی گئی ہیں۔ یہ گویا روحانی پھول ہیں، جن کو نہروں واریجیا پر پیش کیا جاتا ہے؟ مذکورہ بالا احادیث کا انتخاب ایک مسلمان کی روزمرہ زندگی کے لئے شعل راہ ہے۔ ایک ایک حدیث قابلِ حفظ اور اسلام کی صداقت کی جان ہے۔ ہم تہذیب کا ایک اور احادیث کو اس موقع پر نقل کرتے ہیں:

ثَعْنُ عَائِشَةُ قَالَتْ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّ اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ أَحَدَّثَ فِيْ امْرِئٍ هَذَا اَمَّا لَيْسَ مِنْهُ فَهُوَ زَوْرٌ

ترجمہ - عائشہ صدیقہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جو شخص ہمارے اس دین و متفق علیہ میں کوئی نئی بات داخل کرے گا، جو اس میں سے نہیں ہے تو وہ مردود ہے۔

آجائے مدنی سید اعظم صلی اللہ علیہ وسلم کو خالق کائنات نے ایک لاکھ چوبیس ہزار انبیاء اکرامؑ کے صفات بخشے اور کمالات ستورہ کا مجموعہ جن جہاں عطا فرما کر پیش فرمایا ہے

۱ - گلدستہ صد احادیث نبوی مش موافق مولانا احمد علی مرحوم پیر نواز دروازہ - لاجپور

۲ - سید و سرور محمد نور جان - بہتر و مہتر شیخ جبرائیل

۳ - بہترین و مہترین انبیاء - جز مستندیت دراض و ما

۴ - انبیاء و اولیاء تفصیل تو - از کمال حق طرہ تجسّیسی تو

۵ - اسے ہزاراں جبریل اندر بشر - بہر حق سوئے فریبان یک نظر

(مولانا درم علی الرحمت)

(پارہ ۱، احوال)

سے معذور ہے گا۔ وہاں افریقہ و قریبی کی قہارت و شناخت بھی اس کے کسی پہلو پر اثر انداز نہیں ہو سکتی۔ لہذا مولانا عاشق صدیقی کی حدیث دین جن کی تکمیل کی آہنگ زار ہے۔ چونکہ دین اسلام پر لحاظ سے مکمل ہے اس لیے اس کی جزئیات و تفصیلات میں ترسیم و تزیین کی ہرگز گنجائش نہیں۔ اس کے اوطاف و ظریف حیات، انسانی پیروں سطح پر کی اگر اگر ایک لڑکے کی طرح ابرائی یا سائنٹسٹ رسول خدا سے روگردانی کی جائے تو اس کی نگاہِ بصیرت توجہ جو جوتی ہے حضور اکرم اپنے ارشاد و گرامی تقدیر میں دین میں نئی چیز کے اجراء کو رد و رد و بھت قرار دیتے ہیں اور بدعت کے سارے کے سارے نامور و مشہور کلام کی پیداوار چلنے میں مشکلات انجام کار جنم کا ایندھن ہے۔ الغرض، دین اسلام کو قیامت تک حیثیات الہی حاصل ہے اور یہی ہے بدل و صلاقت کے ساتھ تاق و دوام رہے گا۔

حضرت لاہوریؒ نے اس حدیث کے انتخاب میں قوم کے روحانی مرض کی تشخیص فرمائی ہے۔ کیونکہ اس پر فتنہ درویشی، محامات اور رسومِ باطلہ کے پرستار پیدا ہو رہے ہیں۔ اسی طرح سابقہ ادیان کے مطالعہ سے پتہ چلتا ہے کہ ان کو فروعی اختلافات و مناقشات نے ہر ایک مستقیم سے ہٹا کر دیا۔ حاملانِ دین، خود ستانی، حرص و آرزو، جاہ طلبی اور سمٹ و درمی کا شکار ہو گئے۔ مکمل حزبِ بداندیہ کے گوگرد پر چلتے رہے۔ ان کے دین میں اختراعات و بدعات کی بداعت کی بداعت کو بے اثر کر دیا۔

فرے بڑے اجمار و رحمان اس طوفانِ بے قیامی میں بہر گئے۔

قرآن حکیم کے مبدعین (علی، موسیٰ اور اسحق) فی العلم وعلما، خیرکوا واصح  
 لہ۔ من بعث منکم من بعدی فیسری اختلافاً كثيراً اھلکم لیفتی وسفہ الخلقہ  
 ہواخذین الہدیین تسکی اہما وعصوا علیہا بالنواہذ وایاکم ومعدۃ ثابت الامور  
 فان علی ثقتی بحدیثہ بدعہ وکل بدعۃ ضلالۃ رب ان علی الحدیث کتاب اللہ وخیر الہدای  
 ہدی محمد وقرش الامور وحد ثانیہا وکل بدعۃ ضلالۃ وشر علی منکرہ خیرین  
 تھو اللہ انزل عیدک الکتاب منہ ایت کھٹکتھن ہن ام الکتاب وکسو مشہدت  
 فاما الذین فی حقہم ذلیع فیتبعون ماتا شبامہ منہ ایثقاۃ الفتنہ ویتباکوا تالیہ  
 عوا کولہ تاویلہ انزلہ والاسماخون فی علیہ یقولون انما یہ کل قوۃ عیدتبا۔ واما  
 یدکرہ الاول لالباب وسورہ الماعن ۳۰ ایتہ

اختلاف میں تعارف لکرایا۔ اس حقیقت کو اس جگہ نقل کرنا خالی انفاق نہ نہ ہوگا۔ مسائل کے دو حصے ہوتے ہیں، ایک بدیہی، دوسرا نظری، صحیح طریقہ تعلیم یہ ہے کہ بدیہی اقل سکھائے جائیں اور بعد کو نظری کی تعلیم دی جائے۔ کتاب اللہ کے بدیہیاتی آیات حکمت کما کرتے ہیں اور دوسری کتاب افنی کی بڑا اور اصول ہیں۔

جو نظریات ہیں وہ تشاہدات کہلاتے ہیں۔ اگر معیص راستہ پر عمل کیا گیا۔ تو نتیجہ صحیح ہوگا۔ درخت غلط جن گونگوں کی طبیعت میں نہ رہے۔ وہ پہلے پتلا مشابہات پر بحث کرتے ہیں اور پھر طعنہ محض فتنہ اندازی کے لیے اٹھاتا دیکھتے ہیں جالاکانہ کلامی صحیح تاویل جانتا ہے۔ اور راسخون فی العلم یہی علوم میں درجہ حاصل کرتے ہیں۔ وہ تشاہدات کی تاویلات میں ہاتھ نہیں ڈالتے ۛ

الحاصل اساتذہ معروفات کی غایت یہی ہے کہ مولانا لاہوری نے نگارِ مریدِ صاحبہ  
احادیث میں مذکورہ (زیرِ بحث) حدیث کے انتخاب میں امتِ مومنین کو ان کے ممکنہ  
مرض سے آگاہ فرمایا ہے اور ہدایت کی ہے کہ اختلافات جو مداخلت فی الدین  
اور بدعات کی حیثیت رکھتے ہوں۔ قلم کے لیے دواہین کی ناکافی اور رسوائی کا  
باعث بنتے ہیں۔

دوسری حدیث جو آپ نے گلدستہ میں نمبر ۵ پر نقل فرمائی ہے، درج ذیل کی جاتی ہے تاکہ اس کی افادیت کا جائزہ لیا جاسکے۔

”عن النبی قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یُسْتَبْرَأُ اَحَدَا قِسْمَتَہُمْ وَیَسْبِکُنُوہُ وَکَلَّ یَسْبِکُہَا (متن علیہ) پروردگار عالم کے لئے کبھی اُمّۃ رسولؐ فرما کر نبوت رسالت کے ابلاغ کی اہمیت تمام ادوار و ریاضت میں اجاگر فرمادی ہے۔ انبیاءؑ کو اس نے اپنی اپنی قوموں کے لیے سعادت ایزدی کی ترجمانی کی۔ رہنا کے الٰہی کلمہ اولیٰ قوانین میں رکھے۔ انسانیت کے فضاائل و روزائل سے انہی بخشنی اولیٰوں کے ہاتھ و جواب

۱۰۰ - حاشیہ مترجم قرآن مجید از مولانا احمد علی مرحوم ص ۴۵۱، ۴۵۲ - شیرانوالہ دستانہ - لاہور۔



خود رتوں کے پورا ہونے کے باعث وہ بے فکری کی زندگی بسر کرے۔ ان دونوں میں کے بیشتر کئے کے بعد جو شخص عبادت ذکر سے اس سے بڑھ کر وہ کون کھائے میں جو سکتا ہے۔

كَانَ قَدَحًا وَاحِدًا وَاللَّهُ لَا تَحْشَوُا حَا. انفس و آفاق کا ہر گوشہ اٹھائے الہی کا ایک حسین گہوارہ ہے۔ آفتاب عالم تاب کی ایک نہری شمع نسیم صبا کی کا ایک عطر بن کر جو کما۔ ماہ چار دھم کی سکون آفرین صورت۔ کوساروں کا آواز گیس سکوت۔ مرغاب سحر خیز کی سبب غوا نیاں، رنگ نزاروں میں غنوں کی سکر اسٹ اور ہواؤں اور فضاؤں۔ صحراؤں اور بحوریں نعمتوں کے خزانے پر ایک سرسری نظر بھی ڈالی جاتے تو کون ہے جس کی روح قدرت کر دگار کے اس منظم و ارفع نظام حیات کو دیکھ کر حیرت و استعجاب نہ ہو جائے۔ کسی شیدائے قدرت کی زبان کے الفاظ سنیں ۛ

ۛ ذرہ چاہے، تو تمکا دے۔ مجھے صبر ابن کر

دوسری جگہ ۛ تو جو چاہے، تو اٹھے سید صحت حباب

اب ہم ارشاد نبویؐ پر غور کرتے ہیں۔ آپؐ کے ارشاد گرامی سے جن دونوں میں کا پتہ چلتا ہے یہی دونوں تئیں سرایۂ حیات ہیں۔ یہی وہ مجمل الفاظ ہیں۔ جن کی تفصیل تمام تر نعمتوں کو محیط ہے۔ صحت اور قانع الہیاتیات انسانی کے دو ایسے پڑ ہیں، جن کی مدد سے وہ عالم لاہوت تک پرواز کر سکتا ہے۔ بظہار سعید روصی گزبان و منفذ کی پرفانی نئی سے آزاد ہوں۔ تو بفضل خدا تعالیٰ عبادت گزار میں نفس گناہی کی منزل پر پہنچ کر انقطاع عن الخلق اور استیقاہ الی اللہ کے تمام کو حاصل کر سکتی ہیں۔

ۛ۔ سورہ النحل ۲۸-۲۹ آیت ۱۸۔

ۛ سبحان الذی کہ نہ ہو چاک ہے پردہ وجود۔ دل کھینے ہزار سو، ایک کلمہ کا زبان۔

(نغم ذوق و شوق۔ جال چریق ۱۴۔ علامہ اقبال روم)

علاوہ ازیں حضرت مولاناؒ نے خدمت احادیث کے سلسلے کو تمام زندگی جاری رکھا۔ قرآن حکیم کی اشاعت سے جہاں آپؐ نے زندگی کے کسی حصے میں بھی تساہل نہیں بنایا۔ وہاں حدیث نبویؐ کی ترویج کو بھی آپؐ نے ایک لمحہ کے لیے غفلت نہیں کیا۔ آپؐ کی سرپرستی میں ایک سبقت روزہ و خاتم الدین کی اشاعت شروع ہوئی۔ آپؐ نے اس کا سہولت احادیث نبویؐ کے لیے مخصوص کیا یہ مناسب حال حدیثوں کا انتخاب۔ ان کا ترجمہ اور تشریح وغیرہ آپؐ کے ذمے تھی۔

## خلاصۃ الشکوۃ

شکوۃ المصابیح تمام صحاح ستہ کا پختہ ہے۔ آپؐ نے پوری محنت و ترویج اور دیدہ ریزی سے اس کا ایک خلاصہ ترتیب دیا اور اس کا نام خلاصۃ المشکوۃ رکھا۔ یہ مبارک مجموعہ جمادی الاول ۱۳۶۱ کو طبع ہوا۔ آپؐ نے اس کو کتب ارقاق سے شروع فرمایا۔ ہم اس مجموعہ احادیث کی بر فصل کی ایک دو حدیثوں کی علیٰ اہل روحانی افادیت پر تبصرہ کرتے ہوئے آگے جڑتے ہیں۔

عن ابن عباس قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم نعمتان مغبون فيهما كثير من الناس المشقة والافراح ردا على البخاري مشقة شريفة كذب الترقان ۲۴۲ محبوبہ آفتاب عالم پر ہیں لاہور

الافراح اچھی طرح سے عبادت تب ہی کر سکتا ہے کہ تندستی کے علاوہ دنیاوی ۛ۔ مولاناؒ اعلیٰ مرحوم کے اپنے تحریر شدہ مدرسہ قائم العلوم کی لائبریری میں حدیث اور اصولی حدیث پر ۴۵۰۵ کتب موجود ہیں۔ (دائرا لغویات لال دین الگھر) ۛ۔ یہ کتاب ان باتوں کے بیان میں ہے جو دل کو نرم کرنے والی ہے۔

ۛ۔ جملہ ابن عباس سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دنیا و نعمتیں ہیں۔ ان میں بہت لوگ نقصان اٹھاتے ہیں۔ کیسا ان میں تندستی ہے۔ دوسری فراغت ۛ۔ خلاصۃ المشکوۃ ۲۴۲ حاشیہ ۱۔ معطر مولاناؒ احمد علی مرحوم۔

مولانا نے اس حدیث کو خلاصہ مشکوٰۃ کی پہلی حدیث کی حیثیت سے نقل فرما کر اپنے مصلح قوم ہونے کا ثبوت دیا ہے۔ اگر آج مسلمان قوم رسولِ کامل صلی اللہ علیہ وسلم کی مذکورہ بالا حدیث پر عمل پیرا ہو جائیں، تو وہ اپنی عظمت و رفعت کو دوبارہ حاصل کر سکتے ہیں۔ گویا عوایدِ قوم کی بیلہ کی کے لیے اس سے بڑھ کر اور کوئی نسخہ کارگر نہیں چھکتا۔ کہ افسردہ قوم کو خدا تعالیٰ کی ان دو وصیت اور نعمت، نعمتوں کو یاد کرنا اور دعوتِ عمل دی جاسکتے۔ وہ ان نعمتوں سے پوری طرح متنبہ ہونے کے لیے مستعد ہو جائیں اور انعامِ کارِ محبوبِ فطرت بن جائیں۔

یہی آئین قدرت، یہی اسلوب فطرت ہے

جو ہے راہِ عمل میں گناہِ مہربان فطرت ہے

دوسری حدیث جو اس باب میں پانچ نمبر پر نقل کی گئی ہے۔ اس میں احکام دین کے اسرار و نتائج نہایت اعلیٰ بصیرت سے بیان کئے گئے ہیں۔ ارشادِ نبویؐ ہے۔ عَنْ ابی ہریرۃ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حُجَّجْتُ النَّارَ بِأَفْشَوَاتٍ وَحُجَّجْتُ الْجَنَّةَ بِالْمَكَارِهِ وَتَشَقُّقِ الْمَلِیْہِ

آتا ہے مدنی سہل علیہ وسلم کے افادات وحشی غیر متلو کا حکم  
 رکھتے ہیں۔ آپ کائنات کے آخری دین کے شارع اور مبعوث ہیں۔ آیات قرآنیکہ کی  
 تفسیر و تبیین کا داعیہ و نذکرہ آپ کو وراثت کیا گیا ہے۔ رسول و حکمت ربانی اور  
 افواہ نذکرہ و نصیحتی کی سرمدی دولت سے آپ کو نوازا گیا ہے۔ لہذا قرآن حکیم کے

۱۔ باگیب دار علامہ اقبال مرحوم انعم تصنیف درجہ ۳۳  
 ۲۔ امیر خسرو سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ فرار اہل خانہ نے دوزخ کو خواہشات نفسانی سے  
 طعناں کیا، اور شہت کو اپنی لذت کے لئے چاہا جس سے طعناں کیا گیا (ترجمہ کتاب التاج فی ۱۳۰)  
 ۳۔ تقدیر حلیتہ یا نہاۃ۔ پارہ ۲۶۔ سورۃ القیامہ ص ۱۵  
 ۴۔ رَبَّنَا بِالْعِثَّةِ فَعِهِمْ وَرَسُولًا قَلْبُهُمْ لِيُخَالِفَهُمْ إِنَّكَ بَدَلُ الْكَلْبِ  
 وَ الْحَكْمَةُ وَ رِزْقُهُمْ أَنْتَ الْغَنِيُّ بِنَا حَكِيمُو دَارِہ العروسہ لقرآن آیت (۱۲۶)

شاعر کی یہ پہچان کہ آفاق میں گم ہے  
مومن کی یہ پہچان کہ گم اس میں ہیں آفاق

افلاس عبادت الہی کے سرور کو مجروح کر دیتا ہے۔ توحید الہی اور صفوی قلب اور دلچسپی کی نعمت نیکو فطرت امرا کو باہمی حاصل ہو سکتی ہے اور اسی طرح ایک بیمار اور ادا پانچ کی وجہ سے ایک صحت مند فوجوں کی شب بیداریاں اور عیش الہی میں آہ و زاریاں خداوند عالم کو زیادہ محبوب ہو جاتی ہیں صحت اور عرق الخلیا کا امتزاج اگر شہناجِ نبوت پر گمازن ہو جائے تو پہلی منزل فرود پیش برس کی جادوئی جہانوں پر منتج ہوتی ہے اور اگر اغوا شیطانی کے زیر اثر زندگی بسر کرے تو قبر حتمی کی مہیب اور دوزخ ناک مزایاں اس بے نصیب انسان کا مستند بن جاتی ہیں۔ کیونکہ مرنے کے بعد منہم حقیقی اپنی برکت کے متعلق ضرور سوال کرے گا۔

نماز، روزہ، حج اور جہاد فی سبیل اللہ جیسے حقوق اللہ اور اسی طرح حقوق العباد کے میدان میں تمام فرائض کی حسن ادائیگی کا تقاضا تب ہی حاصل ہو سکتا ہے۔ کرسلمان جہاد فی سبیل اللہ سے بھی صحت مند ہو اور ساتھ ہی فکرِ وحدت سے آزار بھی دور ہو۔ غنیمت کیا جانے گی اور کیا پھر بڑے گی؟ غریب اور بیمار لوگوں کو کو اپنی ضروریات زندگی کا پورا کرنا دوسرا دھرم ہوتا ہے۔ وہ دوسروں کی دستگیری فک کر س گئے۔

اللہ تعالیٰ نے حکومت الہیہ کو تعارف بایں الفاظ فرمایا ہے۔ قَالَ إِنَّ اللَّهَ مُسْطَلِعٌ عَلَيْكُمْ وَزَادَهُ بَشَاطَةً فِي الْيُسُوفِ وَالْجُسُوفِ

ملحہ - ضرب کلیم ۳۹۔ عنوان کافر و مومن۔ علامۃ اقبال علیہ الرحمۃ

۳۷۔ جد جانی تو پر گردن شیدہ پیغمبری ۔ وقت پیری گرگ عالم میشود پر نیز گاو و شیخ سدی

ع. ثُمَّ لَنَسْأَلَنَّ يَوْمَ مَعِزٍّ مِّنَ السَّعِيَةِ

۵۰ - سورہ البقرہ ۲ آیت ۲۲۴ -

اسرار و خواص اور اوامرو و نواہی کے داعیا و ممانات سے آپ کی حیرت کو انشاء کے سرمایہ سے فہمی طور پر محال مال کیا گیا ہے۔ آپ کی مبارک زبان میں انحصار و اجازت و مضامین و بلاغات کے قدر گرامر پر رکھے گئے ہیں۔

مذکورہ بالا حدیث کے شعوری اور معنوی محاسن کا بیان کرنا ہم جیسے مبتدی کی دسترس سے یقیناً باہر ہے۔ مگر حسب استعداد چند سطحوں کا حوالہ قلم کرنا ضروری سمجھا گیا ہے۔ ہم حدیث زیر عنوان کی تشریح و توضیح کے لیے قرآن حکیم سے شواہد پیش کرتے ہیں۔ خالق کل نے انسانی فطرت کے قبیعی میلانات کا راز افشاء کرتے ہوئے فرمایا ہے:

فُتِنَ بَلْشَاسٌ حَبَّ الْمَقْمُولِ وَمِنَ الْقِسَاوَةِ الْبَشِيرَةِ وَالْفَتَايِرِ الْمَقْلُوعَةِ  
مِنَ الذَّهَبِ وَالْفُضَّةِ وَالْخَيْلِ الْمُسْقَمَةِ وَالْأَنْهَادِ وَالْحَقَرِ ذَبَابٌ  
مِّنَ الْجِلْوَةِ الدَّمِيَّةِ وَاللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ حَسْبُ الْعَنَابِ

علم نفسیات (Psychology) کے ماہرین نے بھی مذکورہ بالا آیت کے متعلق کو تسلیم کیا ہے۔ جنسی مرغوبات اور سرمایہ پرستی کے جذبات انسانی حیر کے اجزاء تھے ترکیب ہیں۔

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے عموماً بالا حدیث میں انسانی فطرت کے تمام فوہا و فضاہل اور ان کے نتائج کی خبر دی ہے۔ ان کو ایسے تمثیلی رنگ میں پیش کیا ہے کہ فقط ایسی حدیث متذکر کے محاسن پر غور کر کے ہی آپ کو بلا تامل افصح العرب تسلیم کرنا پڑتا ہے۔ انسانی فکر کو ایسا معراج کمال حاصل ہوتا ناممکن ہے۔ جب تک تائید از روی دستگیری نہ فرمائے۔ آپ کے فرمودات مکرر نبوت اور نور نبوت کا نتیجہ ہیں۔ انوائے فیضانی کے تمام میلانات روح حیوانی کی عارضی

لذت کا باعث بنتے ہیں۔ بذاتہی الزنا، جوری، فریب دی، جھوٹ، غیبت، شراب خوری، جوار بازی، رشوت خوری، خود رستائی وغیرہ فطرت انسانوں کی شامت اعمال کی محاکم کرتے ہیں۔ وہ لذت عاجل جو جسم کو فحشی طور پر حاصل ہوتی ہے۔ اس کو روحانی اور دائمی مسرت و لذت پر ترجیح دیتے ہیں۔ لہذا ہمیشہ کے عسراں میں جا چکے ہیں۔ آنجکے قس و وسوسہ اور خصوصیت سے شہنائی ادا دیتی۔ وہی کا دور دورہ ہے۔ اس سے روح حیوانی کی پرورش ہوتی ہے اور دوج ملکوتی کو مضر پہنچتا ہے۔ سابقہ آیات میں بھی پروردگار عالم نے انسانوں کی کفری ہیولہ کی کور باطن اور ان کا عبت اندیشی کو واضح الفاظ میں بیان فرمایا ہے۔ انسان شہوانی جذبات سے غلبہ ہوتا ہے۔ انسان مال و جاہ کی حرص کا شکار ہو جاتا ہے سونے پاندی کے خزان، شامان ترک و احتشام کی ساریوں اور جاگیر داریوں پر مٹو رہتا ہے۔ حالانکہ یہ تمام چیزیں فریب نظر کے سوا کچھ نہیں ہیں۔ ہاں اس دنیا میں روکر والدنیاء مر ذلۃ الآخراہ، نیک اعمال کا کوثر اٹھا کر لے کر نعمہ تعالیٰ کے ہاں (حسن العاقب) مقام شرف و مجید پر فائز کیا جائے گا۔

اس غموم کی تعمیر رسول انس و جان صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنی مبارک حدیث میں بیان فرمائی ہے کہ تمام اعمال بدجن کا نتیجہ جہنم ہے۔ کوتاہ میں، ظاہر پست اور بدعصب لوگوں کو حسین و جمیل معلوم ہوتے ہیں۔ اس کی مثال آپ نے تعلیوت پرہ سے دی ہے جس کے نتیجے یا دوسری طرف جہنم کے شعلے لپک رہے ہیں اور اس کے مقابلے میں جنت کو ایسے پردے میں چھپا رکھا ہے کہ ظاہر میں نکاحوں کو اس رستے کی دائمی پتلا اور مشکلاش چٹانوں سے بچی ہوئی نظر آتی ہے۔ وہ تکالیف شرعی، نماز روزہ، حج، زکوٰۃ و جہاد حق و باطل، خدمت خلق اور عبادت الہی اس غلو یا جہول کی طبع فریب خود پر گراں گذشتی ہیں۔ یہ عارضی میض و آلام میں اپنی قیمتی متاع حیات کو ضائع کر رہا ہے۔ حالانکہ اگر وہ چند روزہ زندگی کو حقوق اللہ و حقوق العباد کا حق ادا لگے میں صرف کرتا اور اپنی عارضی حیوانی لذت

۱۔ دنیا کی لذت اور اہم دوسم پر ہے۔ جسمانی اور روحانی جہیز میں جسم کی لذت ہے۔  
(جاری۔ اگلا صفحہ)

۱۔ اَلَّذِي نَفْسُ رَحْمَتِ صَدْرِكَ (سورہ ۹۴۔ آیت ۱)

۲۔ عمداً ۲۔ آیت ۱۴۔





آنحضرت کی وفات کے بعد فتوحات کو نہایت وسعت ہوئی اور تمدن کا دائرہ وسیع ہوتا گیا۔ واقعات اس کثرت سے پیدا ہوئے کہ اجتہاد و استنباط کی ضرورت پڑی اور اجمالی احکام کی تفصیل پر دستور ہونا پڑا۔ اکثر مسئلوں میں صحابہ کرام کی مختلف رائیں قائم ہوئیں۔ صحابہ کو ان صورتوں میں استنباط، تفریع، حمل، التخییر علی النظر، قیاس سے کام لینا پڑا۔ غرض صحابہ ہی کے زمانے میں احکام و مسائل کا ایک دفتر بن گیا۔ صحابہ میں سے جن لوگوں نے استنباط و اجتہاد سے کام لیا۔ وہ مجتہد باقیہ کہلاتے۔ ان میں سے چار بزرگ نہایت ممتاز تھے۔ عوف، علی، عبداللہ بن مسعود اور عبداللہ بن عباس رضوان اللہ علیہم اجمعین۔

دسیرۃ النعمان ص ۵۷۔ اسلامیاتی تھانی مرحوم جو ارشاد علیہ السلام حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کو بتلایا کہ فیصلہ کرتے وقت اللہ تعالیٰ کی کتاب اس کے بعد سنت اور اس کے بعد اپنی مشورہ اور اپنی رائے کو پیش نظر رکھیں۔ آپ کے فیض صحبت سے حضرت عوف، حضرت علی، حضرت عبداللہ بن مسعود، حضرت زید بن ثابت، حضرت ابوموسیٰ اشعری، حضرت سلمان فارسی اور عازبن جبل رضی اللہ تعالیٰ عنہم جیسے نامور فقہا پیدا ہوئے۔ خواتین سے حضرت عائشہ، حضرت حفصہ، حضرت ام سلمہ، حضرت اسماء، حضرت زینب بنت جحش رضی اللہ عنہن نے اپنے عقلموں سے دنیا کے اسلام کو منور کیا۔

والحدیث التھانی فی تہذیب الفقہ ص ۱۷۷۔ ازاں فقہیہ اربعین تھانی ابوہدیسہ سلام اللہ علیہ جامعہ پنجاب لاہور اشاعت اسلام کی ابتداء کی تہذیب عربی قبا کی کے بنیئے کے جنوں کو کھولنے عرب سے نکالا جس کے مدعو عرب کے تھانی اور شرفی حصہ سے کے کشام اور سوا مل فرات تک پھیلے ہوئے تھے۔ مالی غنیمت اور فتوحات کے شوق نے ان وحشی قبائل کو اپنے تھانی میں متحد افغانیا بنا دیا اور زیادہ دن گذرنے میں پائے تھے کشام و بابل کی سلطنتیں غلیظ وقت کے قبضہ اقتدار میں آگئیں۔ ان دونوں ممالک میں اس وقت ایسی قومیں آباد تھیں جن کے پاس قدیم تحریر زمانہ سے ایک حد تک اعلیٰ سے اعلیٰ

کیونکہ ان کے سامنے اسکا محمد کا ایک نورانی پیکر اپنی پوری تابانیوں کے ساتھ ہرگز جلوہ گر نہ تھا۔ وہ غنوں و آدم کی دلدل سے آزاد اور یقینات کے فروس میں آباد تھے۔ وہ عین یقین کے منصب جلیل پر فائز تھے۔ اللہ! اللہ! ان میں اصحاب بدر مشرور مشرور اور اصحاب مہم موجود تھے۔

لیکن مہم رسالت صلی اللہ علیہ وسلم کی روپوشی کے بعد صحابہ کرام اور صحابہ کرام نے احکام دین میں فکر و تدبیر کا رخ کر دیا۔ کیونکہ مسائل کی نئی نئی مشکلیں اور نئے نئے جزئیات ہشتافٹانے زمانہ نظروں کے سامنے آنے لگے۔

۱۔ تَقْدَرُ كَأَنْ تَكُنْ فِيهِمْ أُنْثَىٰ ۖ فَحَسْبُكَ كَأَنْ تَكُنْ مَعَ اللَّهِ ۚ وَتَكُنْ مَعَ اللَّهِ ۚ

(محمود ۶۰۔ آیت ۶)

۲۔ اَلَمْ يَأْمُرُ اللَّهُ بِالَّذِينَ اَتَتْهُمُ بِاَللّٰهِ وَرَسُولِهِ لَقَدْ كُنْتُمْ يَوْمًا مَّعِيَ اَدْرَاكُ اَجَابَ تَعَالَىٰ۔ یہ عجیب منظر تھا کہ تین وسیع دنیا میں تو ایک سمت میں چند جانوں پر منحصر تھی ہمیں میں ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر سخت مشورہ کی حالت طاری تھی۔ دونوں ہاتھ بھلا کر فرماتے تھے یہ خدا تو مجھ سے وعدہ کیا ہے کہ اگر ہر ایک کی حالت کی عالم میں چار کاندھے ہر سے گرہ پڑے ہیں اور اگر کوئی شک نہ ہو تو حق یہ کہی سہم میں گرتے تھے اور فوٹو تھے کہ نہ دیا اگر یہ چند نفوس آج مٹ گئے تو حیرت قیامت تک تو نہ ہو دیا جائے گا۔ دسیرۃ النعمان ص ۱۷۷۔ ابوبکر فی الجنة وعمر فی الجنة وعثمان فی الجنة وعلی فی الجنة وطلحہ فی الجنة والذہیل فی الجنة وسعد بن ماعک فی الجنة وحید الرحمن بن مویہ فی الجنة وابی عبیہ بن الجراح فی الجنة وسعد بن زید فی الجنة وکعبہ بن جراح فی الجنة۔ یہ ایک سانچا تھا۔ جو سید نبوی کے ایک کار پر سہرے ملا ہوا تھا۔ صحابہ میں سے اکثر تو مشاغل دینی کے ساتھ ہر قسم کے کاروبار و دنیوی بھی کرتے تھے۔ لیکن چند لوگوں نے اپنی زندگی عبادات اور آنحضرت کی صحبت پیروی پر بند کر دی یہ لوگ جو کہ پائے سے دلت و دیں رہتے تھے۔ سیرۃ النعمان ص ۱۷۷۔





اور اکثر بیشتر ارباب سلف و جماع مقلد بھی ہوتے ہیں۔ ہندوستان کے عام تحقیقین اور خصوصاً ولی اللہی خاندان اور سلف کے تمام وہ اکابر جن کی تحقیقات اور مطالعات معارف، اجتہاد کا دوسرا دلائل ہیں۔ خود اپنے لئے اور اپنے حلقہ اثر کے لیے تقلید معین ہی کو ضروری سمجھتے رہے اور کبھی اس حلقے سے باہر نہیں ہوئے۔ دین کے بارے میں یہی وہ اسوہ ہے جو بطور قوارٹر علمبر دیوبند تک پہنچا اور اس راہ پر امن پر دارالعلوم دیوبند نے راہ روی اختیار کی۔

مذکورہ بالا حدیث کے بعد مقامی صاحب نے تمام بانیان دارالعلوم دیوبند کے اسد گرامی کا ذکر فرمایا اور بعد ازاں چند سطور پر اسی سلسلے میں حوالہ دہ کر کے ہیں۔ بالخصوص حضرت بانی دارالعلوم دتھم احمد و الخوات، خدا اپنے مخصوص رنگ سے امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کی تقلید بھی کی۔ اور سادہ سی عقائد انداز سے تمام فقہ اور کلام کا اصولی فلسفہ بھی اس انداز سے سکھایا کہ دیکھا کہ تقلید ایک مستقل تحقیق نظر آنے لگی۔ جس کی بدولت دارالعلوم کے یہ ہزار ہا فضلاء اور شاگرد مقلد بھی رہے۔ اور محقق فی التقلید بھی ہوئے۔ اس طرح ہندوستان کے گوشے گوشے میں ان حضرات نے اسی مسئلہ تقلید کے ذریعے سے لوگوں کے دین کی حفاظت کی۔ ورنہ ایک طرف سے ملک کا جاہل طبقہ جس کی ملک میں اکثریت تھی، فکر و خیال پر اس قدر قید و بند لگانے کو کچھ شاکر اپنی آبائی رسوم کو اسلام اور انہیں کی کوراء تقلید کو پر روتی اسلام سمجھ کر برکس و ناکس کی تقلید میں گرفتار تھا۔ جس سے ان میں طرح طرح کی بدعات و منکرات رچا گئی تھیں۔

## تقلید کا صحیح مطلب

حقیقی جانیو! اپنے مذہب کو کھیل اور تماشا نہ بناؤ۔ بلکہ تمہارا فرض ہے کہ

۱۔ الاجتہاد والتقلید ۲۔ مصنف علامہ قاری محمد طیب دہلوی

۳۔ اصل حقیقت ۴۔ مصنف مولانا احمد علی مرحوم

اس گئے گذرے زمانے میں جبکہ تہذیب مغرب کی پرستاری کا جنون تمام اقوام پر مسلط ہو چکا ہے اور کتاب و سنت میں تدبر و تفکر کرنے والے لوگوں میں بھی نہیں ملے۔ انما اسلاف اور مجتہدین اسلام کی تقلید کے بغیر کوئی چارہ کار نہیں ہے۔ علامہ اقبال جن کو قدرت نے عالمیان اسلام کی بنیادی کی استعداد و سہی طور پر عطا فرمائی ہے۔ وہ در زمانہ انحطاط تقلید اور اجتہاد و اولیٰ خراست کے غفلان میں ارشاد فرماتے ہیں۔

مصطفیٰ گرد و جو تقویم حیات - ملت از تقلید سے گیر و ثبات  
راہ آباؤ کہ اس حیثیت است - معنی تقلید ضبط بقیت است  
نقش بر دل معنی توحید کن - چارہ کار خود از تقلید کن  
از اجتہاد عالمیان کم نظر - اقتدار بر رفتگان محفوظ تر  
عقل آباست بوس فرسودہ نیست - کار باکان از غرض آورہ نیست  
تکر شایا رسید ہے باریک تر - درج شایا با مصطفیٰ نزدیک تر

اس کے بعد علامہ موصوف نے بیت بیضا میں حق اندیشوں کے خط کا ذکر فرماتے ہیں۔

توبی جعفر - کاوش رازی نمائند

آہوئے بخت تازی نمائند

تنگ بر مارا گنڈاؤں دین شد است

بر نیچے راز دار دین شد است

اب علامہ قاری محمد طیب صاحب قاضی کے چند ارشاد دیکھ لیں۔

”اچھی ہے حالت تمام اکابر ملت اور ہر قرن کے علماء فحول جو اجتہاد ہی شان ملک رکھتے ہیں۔ تقلید معین کے دائرے سے باہر نہیں ہوتے۔ بڑے بڑے حضرات حدیث

۱۔ اسرار و رموز ۲۳ مصنف علامہ محمد اقبال علیہ الرحمۃ۔

۲۔ \* \* \* \* \*

۳۔ الاجتہاد والتقلید ۴۔ مصنف علامہ قاری محمد طیب دہلوی۔

سوچ حضرت امام اعظم ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے عقیدہ ہونے کا کیا مطلب ہے؟ چارے تمام سلف صالحین احناف رحمہم اللہ تعالیٰ اس امر پر متفق ہیں کہ کسب سے پہلے ہر انسان کو ایمان کی پاک کتاب پر عمل پیرا ہونا ہی ہے۔ اگر اس کا حکم صریح مل جائے تو پھر کسی اور طرف جانے کی ضرورت نہیں ہے۔ اس کے بعد قبر و دم سید المرسلین، قائم النبیین حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشادات میں مارا کہ ہیں۔ جب ان دور و مقامات سے کوئی مسئلہ کچھ میں نہ آئے تو پھر اجماع امت کو دیکھا جائے۔ کیا پہلے مبارک زمانوں میں اس مسئلے پر بحث ہوئی؟ اور کچھ ملے پایا۔ اگر وہ مل جائے تو فقہانہ دور پر ہر صاحب قیاس کرنے کی اجازت ہے۔ لیکن یہاں اس کے کہ انسان خود قیاس کرے۔ اگر کسی بڑے عالم، اعلیٰ درجہ کے مفتی، عابد، زاہد اور مامر علوم کتاب اللہ و سنت علیٰ صاحبہا الصلوٰۃ والسلام کے قیاس پر اس شرط سے عمل کرے۔ مگر میرے امام کی رائے اللہ تعالیٰ کی کتاب پاک یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشادات کے خلاف ہوئی تو اس کو چھوڑ دوں گا اور اللہ تعالیٰ اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم کی تعمیل کروں گا۔ تو اس کا نام تقلید ہے۔ سراج النور حضرت امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کا اپنا ارشاد ہے: "بِأَذْنِ صَیْحِ الْحَدِیْثِ فَكَيْفَ مَذْهَبِیْ" چنانچہ ہمارے فقہاء عظام کے یہاں ہی اصول پر تکیہ ہے۔ "وَإِخْلَافُ أَصُولِ الشَّرْعِ ثَلَاثَةٌ الْكِتَابُ وَالسُّنَّةُ وَالْإِجْمَاعُ وَالْأَمَّةُ وَالْأَصْلُ الْوَأَوَّلُ الْقِيَاسُ رَأٰی قَوْلِهِ، فَهَذَا هَاكَانَ الْحُكْمُ مَوْجُودًا فِیْ وَابِعِدَمَنِ الْمَثَلِ ثَلَاثَةٌ كَمَا تَخْلُجُ الْإِیْقَاسُ"۔

جہاں تک مولانا لاہوری علیہ الرحمۃ کے مسک کا تعلق ہے، آپ مفتی اندریب ہیں۔ آپ کی تحریر کردہ کتاب "اصولی حنفیت" میں آپ نے نہایت وضاحت سے لکھا۔ لہذا المختار شامی ص ۴۸۔ محبوب عینہ عصر۔

تھے۔ قاری محمد رشید صاحب۔ نور الانوار صفحہ ۲۳۲۔ یہ ایک شرعیات کے اصول ہیں۔ کتاب، سنت، اجماع امت اور فقہ قیاس۔ پس جب تک کوئی حکم پہلے تین اصولوں میں سے قریحے اصول کی طرف جانے کی ضرورت نہیں۔

سے تقلید کے علوم کو بیان فرماتے ہوئے اپنے حنفی مذہب ہونے کا اعلان فرمایا ہے۔ آپ کے زمانے میں بعض مسلمانین آپ پر غیر حنفیہ دعوایں، ہونے کا الزام لگاتے تھے۔ اللہ تعالیٰ کہی عالم دین یا اور بلند شخصیت کے حالات زندگی اور باقی کارہائے نمایاں کا بنور سطا ہو کر نے دلائل و تحقیق و دلائل کا فرض ہے کہ وہ اس بزرگ مسیح کے مسک سے پوری طرح واقفیت رکھتے ہو۔ کیا اس کو یقین ہو جائے کہ وہ فرمودہ صوف کے علم و عمل کا جائزہ لینے کے لیے بیٹھا ہے۔ اس کا تعلق اسلاف کرام کے مسک سے کیا ہے؟ اور وہ اس نے کس مسک کی اشاعت و ترویج کو اپنا لا عمل بنایا اور آگے اس کے پیروکار کس دگر گزین ہیں۔ مسک دواصل ایک درجہ جاتے ہیں کی زندگی کے تمام کارناموں کے لیے جو حکم رکھتا ہے۔ مسک کی حفاظت و مسانت نیز تحریرات سے جو ناپا ہے۔ ورنہ مخالفت بافتیں اپنی جماعت و موم استعدادی و جہ سے بدعات و معصیات کا حکم کر کے اپنے رنگوں کے صحیح مسک پر الزام تراشی شروع کر دیتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ ہم نے مولانا لاہوری کے مسک کی وضاحت میں چنداں طوالت سے کام لیا ہے۔

اصولی حنفیت کی چند مسطور کی نقل پر ہم اس موضوع کو ختم کرتے ہیں۔ "تو پھر غیر مجمع علیہ مسئلہ میں امام الانور سراج الامۃ حضرت ابو حنیفہ نعمان بن حاتم کوئی رحمۃ اللہ علیہ کے ارشاد بیان کے حدیث شاگردوں دمشق امام ابو یوسف امام محمد امام زفر امام امام حنف، جن سے کسی کے قول پر عمل کیا جائے۔ کیونکہ ان ہی حضرات کا حنفیہ بیان ہے کہ ہم قول میں امام صاحب کے پابند ہیں۔ لہذا بحیثیت حنفی ہونے کے ہم ان حضرات کے افعال کے سامنے سر جھکا کر اپنا فقرہ سمجھتے ہیں۔ ان کے سوا کسی شخص کا قول ہم ماننے کے لیے مجبور نہیں ہیں، اگر جو حنفی کلمات تھے وہ ہمارا آثار بن جائے۔ لہذا ہمارا ریکٹا بہا اور درست ہے کہ ہم اپنے حنفی ہیں؟

مدرسہ عالم اسلام خیر انوار لاہوری ص ۱۱ تو یہ مکمل رب العزت نے حضرت مولانا

## تجدید و احیائے دین

”تجدیدی نہیں ہوتا۔ مگر اپنے مزاج میں مزاج نبوت سے بہت قریب ہوتا ہے نہایت صاف دماغ، حقیقت رس نغمہ، برہم کی بجائے پاک، بالکل سب دعاؤں، افراط و تفریط سے بچ کر وسط و اعتدال کی سیجی راہ دیکھنے اور اپنا قانون رکھنے کی خاص قابلیت، اپنے ماحول اور صدیقوں کے چمے اور سپرے سے ہر قسم تعصبات سے آزاد ہو کر سچے کی قوت، زمانہ کی بگڑی ہوئی رفتار سے ٹوٹنے کی طاقت و جرأت، عبادت و رہنمائی کی پیدائشی صلاحیت، اجتہاد اور تعمیر نو کی غیر معمولی اہلیت اور ان سب باتوں کے ساتھ اسلام میں مکمل شرح صمد، نقطہ نظر اور فہم و شعور میں پورا مسلمان ہونا۔ باریک سے باریک جزئیات تک میں اسلام اور جاہلیت میں تمیز کرنا اور مدت کے دائرے کی الجھنوں میں سے امر حق کو ٹھونڈ کر لگ کر نکال لینا۔ یہ وہ خصوصیات ہیں، جن کے بغیر کوئی شخص مجدد نہیں ہو سکتا اور یہی وہ چیزیں ہیں جو اس سے بہت زیادہ بڑے پیمانے پر بھیجی ہوئی ہیں؟

احمد رضا کے مقلد، ربانی ارشاد مصطفیٰ کے مطابق بنی اسرائیل کے نبیاء کرامؑ

لے۔ تجدید و احیائے دین کا مسعود تجدید الہامی موردی واجب ناشر ادارۃ اسلام۔ بنگلہ کوٹ۔

لے۔ سیٹلرین ملی اللہ علیہ السلام کے دن اور تباہیت سے خلاصہ کار کا نصیب عطا کدورت

کرنے کے بعد شریعہ و احکام کا علم اور اس کے موافق عمل ہے اور صرف علیہ کا نصیب مہم اس

چیز کے جو علم رکھتے ہیں۔ احوال و لواجز اور علوم و معارف ہیں اور علم۔ زمین کا نصیب جو

انبیاء کے وارث ہیں مہم اس چیز کے علم رکھتے ہیں اور اس چیز کے جس کے ساتھ صرف قرآن و

وہ امر اور دفاعی ہیں، جن کی نسبت مشابہت قرآنی میں دہر وادشاہ ہو چکا ہے اور تویل کے

طور پر درج ہو چکے ہیں۔ یہی لوگ تباہیت میں کامل اور دولت کے شائق ہیں۔ یہ لوگ وراثت

و تجدید کے طور پر انبیاء علیہم الصلوٰۃ و السلام کی خاص دولت میں شریک اور بارگاہ کے مہم

ہیں مہم اس واسطے علیہ امتی کا یہاں بنی اسرائیل کی طرف کرامت سے شرف پہنچے ہیں۔

دور دوم مکتوب لے۔ مصطفیٰ عالم ربانی حضرت مجدد الف ثانیؑ

احمد علی کے ہاتھوں سے کروائی اس کے دوا زسے پر سفید سینٹھ سے بنا ہوا کتبہ بحروف جلی میرچر ہے جس کی عبارت سے مولانا مصوف کا خطی المذہب و اہل سنت والجماعت، ہونا محقق ہوتا ہے۔

## عبادت مذکورہ کی نقل

نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم۔ بسم اللہ الرحمن الرحیم۔

قوله تعالى قل لله ميراث السموات والارض قل لله بيتا تعلمون جبين

اصول اساس متعلق عمارت مصر قاسم العلوم منظور کردہ مجلس شوریٰ

انجمن خدام الدین منقذہ ۱۲ جمادی الثانی ۱۳۵۰ بمطابق ۲۵ اکتوبر ۱۹۳۲

بنا علیہ جرجی شدہ ۶ جمادی الاول ۱۳۵۰ بمطابق ۲۵ اکتوبر ۱۹۳۲

۱۔ یہ عمارت محض حصول رہائش کے نام پر بنا کر شاعت قرآن کریم اور سنت نبوی کریم علیہ الصلوٰۃ

و السلام بنائی گئی ہے۔

۲۔ یہ عمارت حینا شدہ وقت ہے اس کا حتمی بھیجی ہو ایک شخصہ جرجی فی الحال عمارت

زیر دستہ انجمن خدام الدین لاہور ہے اور یہی انجمن اس کی متولی ہے۔

۳۔ یہ عمارت ہمیشہ اہل اسلام متبع سنت والجماعت کی گمراہی میں رہے گی۔

۴۔ انجمن خدام الدین کا یہ یا صدر پیشہ دیوبندی خیال کا عالم ہاں کسی مستعد بنی

مصر کا فارغ التحصیل ہونا لازمی ہے۔

۵۔ اگر خدا خواستہ انجمن خدام الدین مذکورہ بالا اصول کی پابند نہ رہے تو پھر یہ عمارت

دارالعلوم دیوبند کے ساتھ مل کر رہے گی۔ تاکہ وہ حضرت اس انجمن میں بطلان

اصول بالا میں جن کی خدمت اپنی گمراہی میں کر رہے ہیں۔

۶۔ اگر خدا خواستہ ڈیوبند داران دیوبند اصول بالا کے پابند نہ رہیں۔ تو اس کا الحاق کسی

اور مذہبی دارالعلوم کے ساتھ کر دیا جائے، جو اصولی مجوزہ کا صحیح طور پر

پابند ہو۔

المن

احمد علی خاں میر انجمن خدام الدین منقذہ فی الحال لاہور

آئمرا کے حضرت مجددات ثانی، حضرت شاہ ولی اللہ دہلوی اسی مبارک اور مقدس فرامیہ کی ادائیگی کے لیے مندرجہ شہود پر آئے اور اپنے غیر خانی کارناموں سے اسلام کے دشمن چہرے پر سے مہمات و بدعات کی تاریکی کو دور کر کے پھلے گئے۔

آدم پر برقعاً مکتوبہ بالا حقائق کی روشنی میں ہم کو مولانا احمد علی علیہ الرحمۃ کی زندگی کے دینی اور علمی پہلوؤں پر نظر ڈالنا ہے۔ بتاکر آپ کے تجدیدی کارناموں کی نشاندہی ہو سکے۔ حضرت شیخ التفسیر مولانا احمد علی رحمہ وہ پاکیزہ ہستی ہے جس کی تربیت دین پور شریف اور رام پور شریف کے عدلی کیس گروں کے ہاتھوں میں ہوئی۔ جس کی طالب علمی کی جبین نیاز پر انعام انقلاب حضرت مولانا عبدالعزیز رحمہ کی استناد از مابین نگاہوں کے نقوش موجود ہیں جس کی روش حیات ولی الفی شانزل کا پتہ دیتی ہے۔ آپ نے پچھریں صدی کے نصف میں پنجاب کے ائمہ اقرنی لاہور میں بیٹھ کر تقریباً نصف صدی تک قزاق حکیم کا درس دیا۔ بزاروں علماء کرام آپ سے دودھ تفسیر کی سبابت کے کر دنیا کے مختلف اطراف و اکناف میں جیلانی وطن کے سلسلے میں مدارس عربیہ کے بانی و مقررین کر زندگی بسر کر رہے ہیں باس پر پترہ یہ کہ آپ کے صاحبزادہ حافظ حبیب اللہ صاحب کی مدد کو پردہ گار عالم نے مدینا الرسول کی مکوثی فضاؤں میں جھلکار جھبیل سال مسلسل قرآن پاک کی خدمت کا کام لیا۔ علاوہ ازیں آپ کا جاری کردہ مؤرخہ جدیدہ سببت رزقہ علم الدینیؑ بندوبست کے علاوہ دنیا کے باقی ممالک میں بھی بفضل غاضیا بایان کر رہا ہے۔ اہل حضرت لاہوری کے فیوضات و برکات کا دائرہ تقریباً تمام عالم اسلام کو محیط ہے۔

۱۔ امام ابوحنیفہ رحمہ میں پیدا ہوئے سنہ ۱۵۰ھ میں وفات پائی۔ امام مالک ۱۷۹ھ میں پیدا ہوئے سنہ ۱۸۱ھ میں وفات پائی۔ امام شافعی ۱۸۰ھ میں پیدا ہوئے اور ۲۰۴ھ میں وفات پائی۔ امام احمد بن حنبل ۲۴۱ھ میں پیدا ہوئے اور ۲۴۱ھ میں وفات پائی۔ یہ وہ مبارک فرما ہیں جن کی طرف سے آئمہ کے چاروں مذاہب شوب ہیں۔ ان کا مقام مجتہدین سے بلند ہو کر مجتہدین کے مرتبہ تک پہنچا ہے۔ (تجدید و احیاء دین مفتاح صحت مولانا مودودی صاحب)

کی طرح دین اسلام کی خدمت میں مشغول رہیں گے۔ اگر چہ ان کے سروں پر نبوت و رسالت کا تاج بگڑ نہیں ہوتا۔ لیکن ان کا دل استنناصن الحقین اور احتیاج الی اللہ کے نواز کا مرکز بن جاتا ہے۔ وہ اپنی تمام قوتوں کو دین حق کی نشر و اشاعت کے لیے وقف کر دیتے ہیں۔ پروردگار عالم کی عطا کردہ وہی بہتت و عزیمت ان میں استقلال و پامردی کے جوہر پیدا کرتی ہے۔ وہ اگرچہ ہمہ ممکن اللہ نہیں ہوتے۔ لیکن ان کا عزم بالجوہر غلاصن و دلاور خفی کا عکس لئے ہوئے منظر عام پر آتا ہے۔ وہ آگے بڑھتے ہیں اور حوا رب الارض و کواوی ان کا رستہ روکنے سے قاصر رہ جاتے ہیں۔ خواہشات و زہا و شہوات و ذیلان کے منکر مخفوس پر برگز اثر انداز نہیں ہو سکتیں۔ ان کی نگاہ اپنی منزل کی طرف ہوتی ہے اور اندیشہ یازیدی ان کے ہر عمل حیات کی گام سارا رہتی ہے۔

وچو کرش شعلہ از سوزِ دروں است  
چو عس اور ارجان چند وجوں است  
گنہ شرح انالغلق بہتت او  
پنے برگز کر کے گویہ کیوں است

الغرض! حضور کر مصلی اللہ علیہ وسلم کے بعد حکمت ربانی کا ہر جہ میں یہ اقتضار رہا ہے کہ غلو بان اسلام اور آئمہ دین اپنی خدا واد دینی بصیرت اور فراست صادقہ کے ساتھ میدان عمل میں آئیں اور ولایت کے پیکرین کا حیات دین کے کاموں کو کشن شد حضرت عربین و غیرہ

۲۔ حضرت عربین عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ رحمۃ میں پیدا ہوئے اور سنہ ۱۸۱ھ میں وفات پائی۔ اسلام کے پہلے مجتہد ہیں۔ خاندان اموی سے تھے۔ سخت ظاہری انہیں غلامانی طریق پر ملا تھا۔ مگر بہت جلد وقت میں عام میں صاف کر دیا۔ کہ میں اپنی بیعت سے نہیں آزاؤں کہ میں تم لوگ میں کو چاہو غلیظ منتخب کر دو۔ اور جب لوگوں نے رضاد و غیبت کہا کہ ہر آپ ہی کو منتخب کرتے ہیں۔ تب انہوں نے خلافت کی عتاق اپنے ہاتھ میں لی۔

(تجدید و احیاء دین مفتاح صحت مولانا مودودی صاحب ص ۵۱۲)



ہم اس موقع پر دنیا کا نقشہ پیش کر رہے ہیں۔ جس پر نظر ڈالنے سے ہمارے دھوئی کا بین ثبوت پیش ہو سکے گا۔

ہم آپ کے تجدیدی کارناموں میں آپ کے رسائل کو نویں حیثیت دیتے ہوئے ان پر ناقہ اذنگاہ ڈالتے ہیں۔ ان رسائل میں مولانا کا انداز بیان منکرونا اور صلیحانہ بنمید پاک کے مسلمانوں کی زبانوں عالی کے اسباب بالخصوص اور اسلامیان عالم کی ذل پدیری کے وجوہات بالعموم آپ کے رشتات قلم میں آپ کی شخصیات ابرار کے بعد کیا ساز کریم انسانی سے بخیر ہائے شفاعتی پیش کرتے ہیں۔ آپ کے جذبہ میں اخلاص ہے۔ آپ کی محبت میں بندگی ہے۔ آپ کی دعوت کا فقط ایک ہی مقصد ہے کہ مسلمان اپنی عظمت کو ماضی کے آئینہ میں دیکھیں۔ اپنے حال کو سنواریں اور اپنے مستقبل کو تابناک بنانے میں سر و سرکاری بازی لگا دیں۔

یہ رسائل مقتضیات زمانہ کے مسائل متہم پر سیر حاصل تبصرہ کا کام دیتے ہیں۔ گویا کہ مولانا نے چودھویں صدی کے دور کے الحاد پرورد قرات، عقائد باطلہ کی ترویج، اعمال قبو کے طوفان نے قیمتی کو مجوزا د و مستہزاد و نقد و نظر سے دیکھا۔ لہذا آپ نے اپنی زندگی اصلاح احوال اور فلاح ملت اسلام کے لیے وقف کر دی۔

### فہرست رسائل خدمات الدین

- ۱۔ منکرۃ الرسوم الاسلامیہ
- ۲۔ شہادۃ النبی علی الخیرۃ علیہ السلام
- ۳۔ اسلام میں نکاح بیوگان
- ۴۔ احکام شب بزرگ
- ۵۔ ضرورت القرآن
- ۶۔ اصلی شقیقت
- ۷۔ خلق محمدی
- ۸۔ وظیفہ
- ۹۔ خلافت اسلام
- ۱۰۔ مال میراث میں حکم شریعت
- ۱۱۔ توحید مقبول
- ۱۲۔ قرٹو کا شرعی فیصلہ
- ۱۳۔ پیغام رسول صلی اللہ علیہ وسلم
- ۱۴۔ میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم

۱۵۔ فلسفہ عید قربان

۱۶۔ تحفہ توحید الہی

۱۷۔ فلسفہ نماز

۱۸۔ اسلام کا فوجی نظام

۱۹۔ خدا کی نیک بندیاں

۲۰۔ پیر اور مرید کے فرائض

۲۱۔ فلسفہ رکوع

۲۲۔ مقصد قرآن

۲۳۔ نجات داین کا پردہ گرام

۲۴۔ مسلمانوں کو مرزا نیت سے کیوں نفرت ہے؟

۲۵۔ اسلام بہ خط سرہ میں

۲۶۔ شرح اسرار الحسلی

۲۷۔ فلسفہ روزہ

۲۸۔ برہنہ اور روزہ کی پہچان

۲۹۔ مسلمان عورت کے فرائض

۳۰۔ گلدستہ صد احادیث نبوی

۳۱۔ اسلام اور ہتھیار

۳۲۔ خدا کی مرضی

۳۳۔ استحکام پاکستان

۳۴۔ مسلمانوں کو مرزا نیت سے کیوں نفرت ہے؟

### رسالہ جات کی تقسیم حسب ذیل ہے

- (۱) ایمانیات
- (۲) عبادات
- (۳) حقوق و فرائض
- (۴) اخلاقیات
- (۵) اصلاح رسوم
- (۶) پیغام بیداری

### ایمانیات

خصوصی تعہد سے ثابت ہے کہ دین اسلام تمام باقرہ دینان و شرائع کا نام ہے۔

لہذا یقیناً عیناً الاسلام و بشانہ یقیناً منہ و یوحی فی الاخرۃ من النبیین۔ (الاحزاب)

## رسالہ ضرورت القرآن

مولانا نے ضرورت القرآن کے نام سے ایک رسالہ لکھا، اجتہادِ مضمون میں مولانا انسان کی حقیر ناپاک قطرہ سے پیدائش۔ غلویت میں بجا سب غلیظہ سے بچنے کی تیز سے محرومی اور پھر انجام کار موت کے وقت اعتراف و اقرار کا عجیب و مخفی میں عجلت سے کام لیتا نہایت عبرت انگیز اسلوب میں بیان فرماتے ہیں۔ اب ملکیت اور ہیبتیت *Getterself and evilself* پر بحث فرماتے ہیں۔ دونوں کے ہلکا ذخو اس اور پھر نچ دھوا قب پر متنبہ فرما کر عمل صالح کی دعوت دیتے ہیں۔

ملکیت کے تمام کمال کے لیے وہی وادہام کا تتبع لا بدی قرار دیتے ہوئے فرماتے ہیں: "تمام ملل و مذاہب اس امر پر متفق ہیں کہ ملکیت اور ہیبتیت کے تقاضا ہائے طبعی الگ الگ ہیں۔ یہ ہیبتیت (جسمانیت) چونکہ ہمیں سے بنی ہوئی ہے اس لیے اس کو غما سے پیدائشہ چیزوں سے محبت ہے۔ لہذا اشارہ کے کھانے پینے سے یہ خوش ہوتی ہے۔ لباس ہائے فاخرہ کے پہننے میں اسے لطف آتا ہے۔ سریلی آواز اس کو بھاتی ہے۔ بخلاف اس کے ملکیت ہو کر کمال عالم بالا سے آئی ہوئی ہے۔ اس لیے اسے یہاں کی باتوں سے انس نہیں۔ اس کو اپنے دین و عالم بالا کی باتیں بھاتی ہیں جو خواہشات عالم بالا میں ملائکہ کی ہیں، وہی اس کی ہیں اور ان کی خواہش سچے ذکر الہی اور کوئی چیز نہیں ہے۔

قولہ کائناتی: اَلَا بِذِكْرِ اللَّهِ تَطْمَئِنُّ الْقُلُوبُ

اب امامی مقلد کی ہیبت پر زور دیتے ہیں۔ مدارس اور کالج میں صاحب بصیرت معلمین کے فقدان پر اظہارِ تاثر اور اس کے اسباب پر ترصرہ کرتے ہیں: "مذہبہ درست کسی معلم قرآن سے پڑھنے کی یا قرصہ نہیں ہے یا نفس میں تعلی

۱۔ رسالہ ضرورت القرآن ۱۳۱۱ھ حضرت مولانا احمد علی مرحوم۔

۲۔ ۲۵۱۳ھ

اور قرآن مجید میں اس کی ملکیت اور حامل قرآن کی غایت کا اعلان کیا گیا ہے۔ لہذا نسل انسانی کی نجات واریں کا پروگرام قرآن حکیم کے اوراق اور اسوۂ نبویؐ کی متابعت میں محدود ہو کر رہ گیا ہے اور اس حقیقت کا اعتراف غیر مسلم دنیا کی زبان پر بھی جاری ہے۔ دین اسلام کے اثرات نفس و فانی کی تمام جزئیات پر چھوٹی ہیں۔ بلا شک و شبہ ابلا و آدم کے لیے اس کا شک نہ رہی اور خودی سرورانی کا سامن ہے۔ مولانا احمد علی علیہ الرحمۃ نے قرآن حکیم کی خدمت کے لیے اپنے تمام محبت زندگی وقت کر رکھے تھے۔ آج ہم ان کے تمام پہلوؤں پر نہایت پاکیزہ و مختصر سے جمع کر رہے ہیں

۱۔ اَلَيْسَ لَكُمْ مَلَكُوتٌ يَوْمَئِذٍ تَعْلَمُونَ عِلْمَ الْغُيُوبِ ۚ (سورہ مدہ ۵۱ آیت ۱)  
 ۲۔ مَا كَانَ مُحَمَّدٌ ابًا اَحَدٍ تَبَرَّجَا لَكُمْ وَلٰكِنْ رَّسُولَ اللَّهِ وَكَانَ الْاَوَّلِينَ ۚ وَكَانَ اللَّهُ يَكْلِبُ شَيْءٌ بَعِيْثًا ۚ (الاحزاب ۴۸ آیت ۴)  
 ۳۔ لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِيهِمْ اَسْوَفَا حَسَنَةً ۚ لِّمَن كَانَ يَرْجُو اِلٰهًا وَرَبًّا ۚ وَلِيُخَبِّرَ الْاَوَّلِيْنَ ۚ وَمَنْ يُتَوَلَّ فَإِنَّ اِلٰهَهُ هُوَ الْعَزِيْزُ الْعَلِيْمُ ۚ (الممتحنہ ۲ آیت ۶)

۴۔

The Saints, reformers, martyrs, **Pira** Sheikhs and Qutubs will reap untold benefit if they will send durood (God's blessing) on the Holy Prophet! "The only reason why man is constantly restless and goesto hell is that he has no regard for the Prophet."

(Gurumanak founder of the Sikhism)

Muhammad and Teachings of Quran by

John Davenport, Page- 115.

۵۔ وَاسْمُكَ اَوْ عَلَوْنَ اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ ۚ (دال عمران ۳۳۹)



فیشنا بئینہما، امر بالمعروف، نہی عن المنکر اور تزکیہ باطن میں ہے اوصافِ حمیدہ کا عالم انکار حضرت مولانا کے مضمون کی روح رواں ہے۔

بعد میں مسلمانوں کی موجودہ نربوں عالی پر افسوس کرتے ہیں اور شک بالقرآن کو دارین کی سرفرازی کا ضامن قرار دیتے ہیں۔ پھر سیدہ الاولین والآخرین صلی اللہ علیہ وسلم کی محنت سرائی میں ربط اقصاں جو تے ہیں یہ بھی یقیناً یاد رکھئے اور لوحِ دل پر کندہ کر لیجئے کہ آج تک رسولِ پاک صلی اللہ علیہ وسلم کا جامع صفاتِ حمیدہ اللہ تعالیٰ نے کوئی بھی پیدا نہیں کیا۔ جبکہ حضور پر نور میاں زبردست سعادت والا، الیسا شجاع، زریک، دودرس، مالی، اندیش، رقت و رحیمہ، حاصل باللہ شامہوار، دھڑم گاہ میں اپنی جگہ سے نہ ملنے والا، فرشِ زمین سے عرشِ عروج تک پہنچنے والا، اولیٰ بالمؤمنین، مجتہد، علم، سرتاپا علم، امن کا بانی، صلح کا حامی اور الیسا متعدد برکتیں اللہ تعالیٰ سے انسان کی دنیاوی و اخروی کامیابی کا ہر دستہ تجربہ رکھے گا اس سے بہتر اور کون رہنمائی کر سکتا ہے؟

## رسالہ مقصدِ قرآن

قوله تعالى: إِنَّ هَذَا الْقُرْآنَ يَهْدِي لِلْأَمْرِ الْحَقِّ

شیخ التقریب حضرت مولانا احمد علی روم کا یہ رسالہ آپ کا علمی شاہکار ہے۔ کیونکہ اس کے مطالعہ سے آپ کے تحریر علمی، اعتقاد الہامی، انفاظ میں خطیبانہ تاثیر و کفایت معلومات میں ایک دقیق درس و تدریس کی بالغ النظری اور اس پر طو یہ ہے کہ حوزہ امتیاز کا پہلو ہر جگہ نمایاں نظر آتا ہے۔ یہ مضمون آپ نے جامعہ ملیہ قبولِ باغ دہلی کے اساتذ میں پیش کیا تھا، لہذا آپ نے اس علمی ماحول کے اقتدار کے پیش نظر اصلاحی و تحقیقی رنگ میں نہایت ششہ انفاظ میں تحریر فرمایا۔

تقریب میں آپ نے دہلی کو اسلامی ثقافت کا قدیمی گہوارہ، علماء و فضلاء اور

"The Quran is the general code of the Muslims. A religious, Social, Civil, Commercial, Military, Judicial criminal penal code; it regulates everything from the ceremonies of religion to those of daily life, from the salvation of the soul to the health of the body; from the rights of all those of each individual; from morality to crime, from punishment here to that in the life to come. (Muhammad and the teachings of Quran by John Davenport. P. 50).

In the sixth century Muhammad appeared and extirpated idolatry out of a great part Asia, Africa and Egypt, in all parts of which the worship of the one true God remains to this day." (Muhammad and teachings of the Quran by John Davenport. Page No. 50).

اس مؤثر جریدہ کے اختتام پر نہایت شرح و بسط سے اصحابِ رسول اللہ کی طرزِ معاشرت پر گہور افشائی کرتے ہیں۔ ہم نظیر اختصار اس کی غیض پیش کرتے ہیں۔ صحابہ کرام کی سادگی، سہاگرمی، سخاوت، شجاعت، تواضع، غیرت، ہمت، حیثیتِ اسلامی، تعلقِ بائندگی استواری، بد اخلاقیوں سے پرہیز، اندیش سے نفرت، مخالفتِ لبرائی کو طاقت کا ہر پہلو یقین کرنا، حُبِ خدا، رحمت علی المسلمین، اتفاق

ماہرین فنون کا مرکز تسلیم کیا ہے اور ایمان دہلی کی تہذیب اور ان کی نمائندگی زبان کا دل سے اعتراف کیا ہے۔

اب موابیہ شلائی کی حیرت انگیز تخلیق پر نظر ڈال کر فرماتے ہیں،  
 اگر ٹیوٹر سے غور سے دیکھا جائے تو آپ پر ایک عجیب چیز منکشف ہوگی  
 کہ افراد انسانی کی جس طرح مختلف صورتیں ہیں، ایک صورت دوسرے سے نہیں  
 ملتی۔ اس طرح ان افراد کی استعداد، مستحکات، جذبات و اعمال میں بھی آپ  
 ایک نمایاں رنگ پائیں گے۔ اس سے معلوم ہوا کہ ہر ایک چیز کی تخلیق کا ایک  
 جداگانہ مقصد ہے جو دوسری سے پورا نہیں جوتا۔

اس کے بعد ارشاد فرماتے ہیں، کہ احسن و اشرف وہی چیز ہے، جو اپنے عقیدہ  
 تخلیق کو پورا کرے۔ چونکہ انسان کی پیدائش کی غرض و غایت خلافتِ ارضی تھی لہذا  
 انسان خدا تعالیٰ کا نائب اور مخلوقات کا امام و پیشوا تھا۔

اب خلافت اور نیابت کی تشریح کرتے ہیں، اس کی پیدائش کا مقصد یہ  
 ہے کہ اللہ تعالیٰ کا بندہ بن کر رہے۔ اپنے جذبات اور ملکات تابعِ فرمانِ الہی  
 بنائے۔ اپنی عقل و حرکت، نشست و برخاست میں منصفِ عبودیت بھولنے نہ پڑے۔  
 خود کار ہوشیاری تک اور تمام معاملات مثلاً بیع و شرا، نکاح و طلاق میں حدودِ عبودیت  
 سے تجاوز نہ کرے۔ تمدن، معاشرت، اقتصادیات، سیاسیات میں ہدایتِ الہیہ  
 کا پابند نظر آئے۔ غرض کہ جس طرح دوسری چیزیں مقصدِ تخلیق کی تکمیل میں مصروف  
 عمل ہیں، اسی طرح یہ بھی اپنے مقصدِ تخلیق کی تکمیل میں مصروف کار ہے۔  
 مولانا انسان کی دو زمینوں کا ذکر فرما کر ثابت کرتے ہیں کہ قرآن مجید اس کی  
 مندرجہ ذیل شعبہ جات میں رہنمائی کرتا ہے۔

۱۔ اقتصادیات ۲۔ عبادتِ بدنیہ و مالیہ

- ۳۔ اخلاق ۴۔ تمدن  
 ۵۔ معاشرت ۶۔ اقتصادیات  
 ۷۔ سیاسیات

اس کے بعد اہل عرب کی حیرت انگیز ترقی و عروج کو قرآنی تعلیمات اور آقا  
 انس و جان صلی اللہ علیہ وسلم کی متابعت کا نتیجہ قرار دیتے ہیں اور دعویٰ کی تائید کیلئے  
 غیر مسلم دانشوروں کی رائے سے اسے تہما دے رہے ہیں۔ فرماتے ہیں کہ یورپ کا مچھرو  
 دوبار تھا مسلمانوں کے علوم و فنون کا مہربان منتصب ہے۔

ہمارے موجودہ دورِ تمدن کے ہر شعبہ عمل میں اہل عرب کے اثرات صاف طور  
 پر نمایاں ہیں۔ نویں صدی عیسوی سے پندرہویں صدی عیسوی تک اس عظیم الشان  
 نظریہ کی بنیاد پر چلی تھی، جواب تک قائم ہے۔ ہر قسم کی پیداواریں اور پیش ہمارا عبادت  
 جو تمدن کی حیرت انگیز فعالیت ہے اس زمانے میں کہیں اور ان کا اثر کسی یورپ پر پڑا۔

اس سے ہمارے خیال کو تقویت پہنچتی ہے اور اہل عرب نے تمام دنیا میں ہمارے تمدنی  
 کی ہے۔ ایک طرف ازمنہ و سطح کی تاریخ کے لیے ہم بدلے اندازہ مواد دیتے ہیں۔ دوسری  
 طرف ہم بدلے تمدن و حروف اور انجمنی کے اصول، بالفضل و بالحقہ اور دیگر علوم و  
 فنون میں ان کے انکشافات کو معلوم کرتے ہیں۔ کیا یہ سب باتیں ان لوگوں کے کارڈوں  
 کو واضح اور نمایاں نہیں کرتیں، جو بہت مدت سے حقارت اور نفرت دیکھنے چاہتے ہیں۔  
 عربوں کا اثر مغرب کی زمین پر بھی اتنا ہی ہوا جتنا مشرق پر ہوا اور انہیں کی بدولت  
 اہل یورپ نے تمدن حاصل کیا۔

۷۔ نقل رسالہ ذرا حصہ ۱۔ ہر دو غیر مسلموں (نہیں مشرق)۔  
 ۸۔ (ڈاکٹر گوشتالی بان)

۷۔ رسالہ مقصد قرآن ۵۵، مصنف حضرت مولانا محمد علی مرحوم۔

بدان ازل مولانا قرآن حکیم کے فیوض و برکات پر منتقل و مشرچہ ہو کر رہے ہیں۔  
کرامت بنیات سے توشیح کرتے ہیں کہ قرآن مجید نے اپنے متبعین سے ساری دنیا کی  
بادشاہت کا وعدہ فرمایا ہے۔

اس کے بعد اسلام کی تبلیغی سرگرمیوں اور فتوحات کا تذکرہ ہے جس کے ضمن میں  
یورپ، امریکہ، ایشیا، شمالی یورپ اور دیگر ممالک میں مسلم آبادی کے اعلیٰ و شمار پیش  
کرتے ہیں جو لاکھوں اور بعض جگہ پر کروڑوں تک پہنچے ہوئے ہیں۔

لکھے صفات میں مسلمانوں کی تجارتی و صنعتی اور علمی خدمات کا نہایت شاندار  
تذکرہ ہے۔ قرطبہ، غرناطہ، الزہرا اور بغداد کی شہرہ آفاق یونیورسٹیوں کا بیان  
آپ کی تحریر میں ملتا ہے اور اس سلسلے میں مشرقی غنیمتوں سے صاحب الائنہ افراد  
کی عبارتیں نقل کرتے ہیں اور تفصیل کئی صفحات پر مشتمل ہے۔

مولانا اپنے مضمون کے اس حصے میں بار بار اس حقیقت کو تاریخی شواہد سے  
اجاگر کرنا اپنا فرض سمجھتے ہیں کہ مسلمان مسلمان رہ کر نظام مادی کے تمام کارخانوں کا  
موجد، منتظم اور سرپرست بن سکتا ہے۔ ان تمام ایجادات، انکشافات، ملکی  
فتوحات اور امامت دوروں کی استیلاؤں کی شان و شوکت کو فقط قرآن حکیم کے اقتدار  
کا نتیجہ قرار دیتے ہیں۔

لے۔ حَقُّ الْمَدِينِ الَّذِي كَرَّمَ وَجْهَهُ بِالْحَقِّ وَالْحَقُّ بِرِيشِ الْحَقِّ بِسُطْرِهِمْ  
عَلَى الْمَدِينِ كَلِمَةً قَدْ كَرَّمَ وَجْهَهُ الْمُسْلِمِينَ كَوْنَهُ (سورہ البصۃ ۹۱ آیت ۹)

لے۔ موسیٰ و سیدنا و ابان، ہر گز سب سے پہلے سیدنا و ابان کے رسول مقصد قرآن و  
لے۔ ترجمہ اور تفسیر یونان، ہون و رشید اور ہون و رشید کی خلافت کی علمی ترقیوں و رسالہ مقصد قرآن

"مسلمان اور تاریخ، جغرافیہ، ہیئت و جہم، الجہاد و القاد، علم و سائنس، طب، فن و جہاد،  
علم کی ایک خدمت، بارود کی ایجاد، گڑھی کی ایجاد، تعلیم، کائنات سازی، ہر ہون کی جائز و کائنات  
اور مسطورہ ۱۴۹، رسالہ مقصد قرآن مقصد مولانا لاہوری، ان عبارتوں میں ڈاکٹر نوفل،  
ڈاکٹر یحیٰ بن فرہسی، ڈاکٹر فرید و سید، ماسٹر، موسیٰ و سید کی کتب کے حوالے پیش کرتے ہیں،

وتمدن عرب مترجم ڈاکٹر سید علی ہجواری ۱۳۱۳ھ

"I salute Muhammad as one of the world's mighty heroes. Islam has given the world a religion without priests. Islam abolished infanticide in Arabia. Islam emphasised the great qualities of faith, courage endurance and self sacrifice. Islam moved out with its message of Allah, the Rehman, the merciful and became the torch bearer of culture, civilization in Africa in India, in central Asia in Europe and in Persia. At a time when Europe was in darkness, the Muslim scholars in Spain held high the torch of science and literature. They taught medicine and mathematics, Chemistry and natural history, Philosophy and fine arts. And it is no exaggeration to say that Islam has made several contributions to the thought and life of India. Islam has enriched the arts and architecture, the poetry and Philosophy of India. The Jajis perhaps, the most imaginative architecture in the world."

(Sadiq T.L. Vaswani).

اور رحمت ہوگی۔ امن کی ذمہ دار ہوگی۔ اخلاق حمیدہ کو انتہائی کمال پر پہنچائے گی۔ درخشندہ و زحمت ہوگی۔ بدامنی کی علم بردار ہوگی۔ اخلاق سوزی کی حامی ہوگی۔ اس ناقابل تردید مضمون کی تائید و شہادت یورپ کی موجودہ ترقی میں پائی جاتی ہے۔ آپ کو معلوم ہوگا کہ کاشی نے عشر میں کیا کیا مظالم توڑے۔ فلسطین میں کیا ہو رہا ہے۔ سب سلطنتیں یورپ ملک گیری کو پورا کرنے کے لیے کس کس قسم کے آلات ہیں۔ بنی نوع انسان کو تباہی کے گھاٹ اتارنے کے لیے کس کس قسم کے آلات حرب و ضرب تیار کیے جاتے ہیں۔ ذریعہ بریگیٹیں، مشین گنیں، جوہر توپیں، آب ووزیں، تانہ پڑھ و غیرہ) در سالہ تصدیق قرآن (۱۹۴۶ء) اردو لٹریچر (۱۹۴۶ء) اب قرآن پاک کی رو سے انفرادی زندگی کا اصلاحی پروگرام پیش کرتے ہیں۔ چھٹی اصلاح، تعلق باللہ کی درستی۔

دوسری اصلاح، قرآن حکیم نے مسلمانوں کو تعلیم دی ہے کہ دنیا کی زندگی کھیل تماشا ہے اور اصلی زندگی آخرت کی ہے۔ **رَبِّیْ مَا هَذِهِ الْغُلُوبَةُ الذِّیْکَ اِلَّا کُفُوفٌ فِیْ کِبَاحٍ طِیِّ اِنَّ الْمَدَارَ الْاٰخِرَ لَا یَعْنِیْ الْاٰیِسُوْنَ کَفِیْ کَافٍ اَیْ کُفُوفٌ**۔ سورہ تکوین ۲۹ آیت ۶۳

تیسری اصلاح، مسلمانوں کو دنیا کے ہر کام میں رضا نے الہی کا طالب ہونا چاہیے **اَکْمِنُ اَنْ یَّجْعَلَ رِضْوَانُ اللّٰہِ لَکُمْ بَاغٍ یَسْخَطُ بِہِ اللّٰہُ وَمَا فِیْ سَخَطِ اللّٰہِ جَعْلُهُ طِیِّ بِرِضْوَانِ الْمُصِیْبِ**۔ (سورہ الاحزاب ۴ آیت ۱۱۳)

چوتھی اصلاح، قرآن مجید نے مسلمان کو تعلیم دی ہے کہ جان و مال تیرا نہیں ہے۔ **اِنَّ اللّٰہَ اشْتَرٰ مِنْکُمْ اَنْفُسَکُمْ بِِ التَّوْبٰتِ اَمْ نَکُفُ** **بِاَنْ لَّکُمُ الْجَنَّةُ**۔ (التوبہ ۱۱ آیت ۱۱)

پانچویں اصلاح، قرآن نے مسلمان کو یہ پیغام دیا ہے جبری پیدا نش کی عرض و غایت، جاہ و زر، حصول جاہ و تعمیر مکانات عالیہ، لغو ذات علیہ فیس، تو خدا کا بندہ ہے۔ بندگی کے لیے آیا ہے۔

”مسلمانوں کے علمی اور عملی کامیابیوں کی داستان بہت ہی طویل ہے مگر میں اب اسے ختم کرتا ہوں۔ مقصد صرف اس داستان سرفرازی سے یہ ہے، مگر مسلمان مومن کریں کہ مسلمان ہونے کی برکت سے اللہ تعالیٰ ان کی دستگیری فرمائے گا تو وہ باہم عروج کے انتہائی نرسہ تک ایسی سرعت سے چڑھ جائیں گے کہ نبرہ مسلم علوم میں اس کی نظیر ناممکن ہوگی۔“

”جب مسلمانوں نے احکام الہائیں کے قانون پر عمل کیا، اللہ تعالیٰ نے ان کی دستگیری کی۔ دنیوی علوم میں ان کی شرح صدقہ فدائی، اقوام عالم کا امام بنایا اور آخرت میں انہیں جنت کا مستحق بنایا گویا انہیں **وَبَنَیْنَا اٰیَاتِنَا فِی الدُّنْیَا حَسَنَةً قٰی فی الدُّنْیَا حَسَنَةً کَاوْرَ اَصْدَاقِ بَنَیْنَا۔** دراصل یہ علوم و فنون اور ترقیاں فروز تھیں۔ اصل اور جزا بنا رہے تھے۔ جب بڑے شک و شک کی ہے تو فائن کس طرح بری میری نظر آسکتی ہیں۔ شبہ ہی اعلان ملاحظہ ہو، **وَ اِنَّ اللّٰہَ لَا یَغِیْثُ مِمَّا یَتَّقِیْمُ حَسَنٌ یَّتَّقِیْمُ فِیْ اَمَّا یَا لَیْسَ یُفْضِلُ**۔“

اب تمسک بالقرآن کی دعوت دیتے ہیں۔ مادی ترقی اگر شخصیت الہی اولیٰ ہے اعمال کے معاشرے سے خالی ہو تو اس کا کیا انجام ہوتا ہے۔ منہذب یورپ کی ۱۹۱۴ء کی جنگ عظیم کی سفالیوں کی روند و اور اس جنگ میں شہر و ملک کی اموات کے اعداد و شمار پیش کرتے ہیں جو کہ تقریباً ایک کروڑ اموات اور چار کروڑ زخمیوں پر مشتمل ہے۔ ان وحشیہ و مظالم اور انسانی خون کی روانہ کار رسولی رؤف و رحم صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی کی ایسی طوایفوں سے مقابلہ کرتے ہیں جن میں غزوات اور سرایا کے مقتولین کی تعداد صرف ایک ہزار اٹھارہ تھی ہے۔

سیسی عدالت کے احکام سے ہلاک شدہ نفوس کی تعداد ایک کروڑ میں لاکھ تک پہنچتی ہے۔

”مادی ترقی کرنے والوں میں اگر خدا تعالیٰ کا خوف ہے تو وہ ترقی سعادت سے۔ جان و دیون پر لٹ کی کتاب“ دیا لوجی فارمور اینڈ قرآن

یہ قول کے امراض: میں سے ایک مرض یہ بھی تھا کہ عقیدہ میں اپنی آسمانی کتاب و قورات، کو سچا مانتے تھے۔ لیکن عمل میں بے اعتنائی برتتے تھے جو یہی حالت آج ہماری ہے۔ عقیدہ کے لحاظ سے قرآن حکیم کے ایک ایک نظریہ ایمان ہے۔ عمل کے لحاظ سے (باستثناء افراد حدیدہ) قرآن سے عملاً اعراض ہے۔ کیا اس پاک کتاب کے مطالب سمجھنے کے لیے استادِ ماض صرف کیا جاتا ہے۔ جتنا دنیاوی علوم و فنون کے حاصل کرنے کے لیے کیا جاتا ہے۔

ماہرین فن اور تجربہ کار سائنس دانوں کی تلاش کی طرح کیوں علماءِ ربیہ اور عاملانِ قرآن کی تلاش نہیں کی جاتی؟ ہم اسوۂ محمدی کو چھوڑ کر اسوۂ یورپ کو اختیار کر چکے ہیں۔ صورت، سیرت، وضع قطع، تمدن و معاشرت غرضیکہ ہر چیز میں ہم یورپ کے نقال ہیں۔

انتقام پر جامعہ ملیہ کے اباب حل و عقد سے مخاطب ہو کر فرماتے ہیں: ”آپ کا فرض ہے کہ طلبہ کو مقتدات اور اعمال میں سلف صالحین کے اسوۂ حسنہ کا پابند بنائیں۔ وہ قرآن حکیم کے قالب میں اپنے آپ کو ڈھالنا فخرِ خیال کریں اور قرآن حکیم کی طرف توجہ کرنے میں ضرورتِ حدیث بھی محسوس کریں۔ کیونکہ تم تک باہدیت کے غیر اتباعِ قرآن ناممکن ہے۔ اللہ تعالیٰ نے حضورِ انور صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشادات پر مبرہہ تصدیق لگا دی ہے۔ و یناطق عن الہی عن الحق بالحق ہی یوحی۔“

چھٹی اصلاح: قرآن مجید نے ایک سچے مسلمان کو یہ تعلیم دی ہے کہ مسلمان کو دنیا کا کوئی کاروبار یا دھائی کے فرائض سے غافل نہیں کر سکتا اور نہ شہنشاہی دربار و صاحبہ کی پانچ و تکی حاضری میں مانع ہو سکتا ہے۔ (آیات از سونہ نور) سادہ ترین اصلاح: قرآن حکیم نے اپنے متبعین کو اعلیٰ درجے کا باخلاق بننے کی ہدایت کی ہے۔ اگرچہ جہازِ مسیحہ مسیحہ مثلاً کے قاعدہ کی بنا پر ظلم سے انتقام لینے کی اجازت ہے۔ مگر اخلاق کا اعلیٰ معیار یہ ہے کہ بڑائی کی بجائے

جہالتی کرے۔ اِذْ قُلْ بِالْحَقِّ یٰۤاَحْمَدُ رِسْوۃُ السَّعۃِ ۴۱ آیت ۴۲  
آٹھویں اصلاح: مسلمانوں کی اجتماعی زندگی کا اصلاحی پروگرام، یٰۤاَحْمَدُ  
الَّذِیۡنَ اٰمَنُوْۤا اَطِيعُوا اللّٰهَ ۱۱ اَطِيعُوا الرَّسُوْلَ ۱۱ وَ اُوْحِی الْاَمْرِ  
وَبَشِّرُوْۤا ۱۲

نویں اصلاح: اقتصادیات اور قرآن مجید، وَ اُوْحِی الْاَمْرِ ۱۱ وَ اَبِی الْاَمْرِ ۱۱ وَ اَبِی الْاَمْرِ ۱۱  
وَ اَبِی الْاَمْرِ ۱۱ وَ اَبِی الْاَمْرِ ۱۱ وَ اَبِی الْاَمْرِ ۱۱

دسویں اصلاح: قرآن حکیم کا سیاسی نظام، میدانِ جنگ میں اپنے  
افسر کی اطاعت، میدانِ جنگ میں باہمی جھگڑوں سے بچنا۔ فرضِ منصبی کے  
ادار کرنے میں کسی قسم کی نیابت نہ کرنا۔ یٰۤاَحْمَدُ الَّذِیۡنَ اٰمَنُوْۤا لَوْ تَخَوَّوْۤا  
اَللّٰهَ ۱۱ وَ الرَّسُوْلَ ۱۱ لَوْ تَخَوَّوْۤا اَللّٰهَ ۱۱ وَ الرَّسُوْلَ ۱۱ (سورہ الانفال ۸)

اسلام میں ہمارے ہر دعویٰ کی صداقت کا معیار فقط رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا طرزِ عمل ہے۔ عبادات، معاملات، تمدن و معاشرت، اقتصادیات اور سیاسیات میں اگر محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا سا رنگ ہوگا تو ہم مسلمان ہیں۔ اگر یہ نہیں تو ہمارے زبانی دعووں سے کچھ نہیں بن سکتا۔

اب اس کے بعد اجتماعی زندگی کی نشاندہی فرماتے ہیں۔ ہر روز نگہ کریں کہ قوانین کا اثبات قرآن حکیم کی آیات سے مستنبط کرتے ہیں۔ انجیل کا ہر مسلمانوں کی موجودہ تباہی کا باعث بیان کرتے ہیں۔



رسالہ

## توحید مقبول

اس رسالے کی ابتداء قیلا تدرج مع اللہ انہا آخر فخلقن من المعذبین سے کی گئی ہے۔ ہر انسان کے دل میں فطری طور پر تعلق باللہ کا جذبہ موجود ہے۔

جب دل دن عین میں اچس انسان کے دل کو ٹھول کر رکھیں۔ خواہ وہ کونہ و درشت کار بنے والا چوبیا متقدم ممالک اور مذہب شہروں میں بیٹے وان ہو۔ ہر ایک کو آپ ایک ایسی جہت کا ماننے والا پائیں گے جس کو نہ دیکھا جاتا ہے۔ نہ بات ہو گیا جاتا ہے۔ اس کی آواز کے روح پرور لعلوں سے کان آشنائی میں اور نرئی اس وجود باوجود کو کسی فلسفی کی مادہ و اثر تفریق کرنے منوایا ہے۔ اس سے ثابت ہے کہ اس منبع وجود و تقدس کے وجود باوجود کی آشنائی فطریہ انسانی کا خاصہ ہے۔ یہ الگ بات ہے کہ اس کے اسباب جتنی ہر ملک کے باشندوں نے اپنی اپنی زبان میں الگ الگ اس قدر کر کے دیے ہیں؟

مولانا کا دعویٰ ہے کہ ہر مسلم اعظم انسان رضائے الہی کا طالب ہے؟  
صحت جہانی کے لحاظ سے انسان تندرست ہوتا ہے یا مریض ایسی طرح صحت روحانی کے لحاظ سے بھی انسان تندرست ہوتا ہے یا مریض اب اگر صحت جہانی یا روحانی میں بگاڑ ہو تو ان کے عوارضات موجود ہوتے ہیں۔

The creed of Muhammad is free from the suspicions of ambiguity and the Quran is a glorious testing to the unity of God.

"(Gibbon) Muhammad and teachings of Quran  
P.107 by John Daneport."

رسالہ

## خلاصہ اسلام

خلاصہ اسلام رسالہ بھی مولانا لاہوری کے سلسلہ نشر و اشاعت کی ایک شہری کڑی ہے۔ اس میں آپ نے نہایت تحقیق و تفحص سے دین اسلام کے تمام پہلوؤں پر نظر فائز ڈالی ہے۔ ہم بنظر اختصار اس کے عنوانات کو درج ذیل کرتے ہیں۔  
ہر عنوان کی تفصیل و توضیح کے لیے مولانا نے آیات قرآنیہ اور احادیث مقدسہ کا حوالہ دیا ہے۔

- ۱۔ خدائے اسلام
- ۲۔ نبی اسلام
- ۳۔ کتاب اسلام
- ۴۔ منبع اسلام
- ۵۔ محاسبہ اسلام
- ۶۔ تصوف اسلام
- ۷۔ نوابی اسلام
- ۸۔ اخلاق اسلام
- ۹۔ اوامر اسلام

یہ مختصر جدید اسلامی تعلیمات و کتاب و سنت کا چھوڑ ہے اور حضرت کی دقیقہ داری اور تجربہ علی کافی الواقع بہت بڑا شاکہار ہے۔

چونکہ توحید و احیاء دین کا جذبہ مولانا کی روح پر غلبہ و استیلا رکھتا تھا۔ لہذا رسالے کے انجام پر اپنی جھگی ہوئی چکوں اور نہایت الحاح و زاری سے نشر عہدیت میں سرشار ہر کہ حضور باری تعالیٰ سے دعا کرتے ہیں۔ اے نبی ہمارے سچے مالک اور نہ سہی تو ہم تیرے سید المرسلین، خاتم النبیین، شیعہ المذہبین علیہ الصلوٰۃ والسلام کی امت کو مکملاتے ہیں۔ جو اسی لقب مبارک کے باعث ہی ہم پر اپنی رحمت نازل فرماتا کہ تیری دستگیری اور حفاظت کے ذریعے سے اس دور فتنہ و فساد میں اپنی متاع ایمان پسینہ نہ جانے اور اسے سلامت کے کبر قبر تک پہنچ جائیں۔ آمین یا اللہین؟

قرآنی تعلیمات جو توحید کے علاوہ حیاتِ انسانی کے ہر شعبہ میں رہنما ہیں۔ ان کی سماعت تک سے بھی انکار کرتے تھے۔ اسی وجہ سے قرآن حکیم کی زبان میں ان کو حزب الشیطان کہا جاتا تھا اور انہما کا رہنمادو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو حکم ملتا ہے۔ فَاقْتُلُوا النَّفْسَ الَّتِي حَبَسَتْ فِيْ جَدِّ تَمُوْهُ ۗ اِس کے بعد مولانا شریک کے معانی بیان کرتے ہیں۔

اُنڈت میں شرک کے معنی حصہ داری کے ہیں اور صلواتِ شرع میں یہ ہے کہ جو حق شریعت میں اللہ تعالیٰ کے لیے خاص کیا گیا ہو وہی حق اللہ تعالیٰ کے سوا کسی دوسرے کو بھی دیا جائے۔ مثلاً سجدۂ عبادت اسلام میں فقط اللہ تعالیٰ کی ذات پاک کے لیے مخصوص ہے اس کے سوا کسی کے لیے جائز نہیں۔

### مذمتِ شرک

شرک ایسی بدترین چیز ہے کہ ہر قسم کے اعمال صالحہ مثلاً نماز، روزہ، حج، زکوٰۃ وغیرہ کسی کے اعمال نامہ میں موجود ہوں اور شرک بھی موجود ہو تو تمام نیکیوں کو شرک

The Quran contains a complete code of morals, as well as laws based thereon. It also lays the foundation for every institution of justice, for Military organization, for the finances, for a most careful legislation for the poor, all built upon the belief in the one God. Who holds man's destinies in His hands." (Muhammad and Teachings of Quran by John Davenports page No.102).

مراضی وہ ہے جس کے خواص صبحِ کام ذکرِ پسِ نیند نہ آتی ہو، دماغِ شراب ہو، جھوک نہ گنتی ہو، مہدہ کام نہ کرے بایں طرح اگر خدا نے روحانی سے نفرت ہے۔ چلائے کی کوشش کی جائے تو پیار کو دھکے دیتی ہے اور چلائے والے شفق کو بڑا بھلا کہتی ہے تو یقیناً سمجھو کہ انسان کی روحانی صحت بگڑی ہوئی ہے۔

اب دونوں قسم کی اعلیٰ فداؤں کا ذکر کرتے ہیں:

”جس طرح جسم کو عالمِ جسمانی کی سب سے زیادہ لطیف اور اعلیٰ غذایں مثلاً گیسوں، انگور، سیب، انار، ناشپاتی اور آم وغیرہ چیزیں جاتی ہیں اسی طرح روح کو عالمِ روحانی کی سب سے عمدہ لطیف اور اعلیٰ چیز پسند ہے۔ عالمِ روحانی کی سب سے اعلیٰ، افضل اور اللطف چیز تجلیاتِ الہیہ میں اس لئے ہر تعلیمِ العظمت انسان کی روح کا یہ تقاضا ہے کہ تجھے تجلیاتِ الہیہ سے مستفید کر کے ان کا مظہر بنایا جائے۔“

اب خدا نے روحانی کو افضل اور اس کے طالب کو تندرست اور عقل مند ثابت کرتے ہیں۔

اب کفار کہہ کہ عقائد توحید کی فہرست پیش کرتے ہیں:-

”وہ لوگ اللہ تعالیٰ کو خالق، رازق، مالک، اسبابہ جہاں کا بادشاہ، سارے جہاں کا چلانے والا، مصائب میں کام آنے والا تسلیم کرتے ہیں۔ لیکن پھر بھی اللہ تعالیٰ ان کو یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ کَفَرُوْا اور الَّذِیْنَ کَفَرُوْا کے القاب قبو سے یاد کرتا ہے۔ کیونکہ ان کا عقیدہ توحید بخود یا شرک تھا۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ان کے سامنے خالص اور مقبول توحید پیش کرتے ہیں۔ اور رسول پاک کی پیش کردہ توحید مقبول کے لیے نہایت حوالہ دیتے ہیں:-

هُوَ الْحَقُّ لَا إِلَهَ إِلَّا هُوَ فَاعْبُدُوْهُ مُخْلِصِيْنَ لَهُ الدِّیْنَ ط

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ ۝ (سورہ نجات ۱-۶۵)

دوسری جگہ اِیَّاكَ تَعْبُدُوْا اِیَّاكَ تَسْتَبِیْہُ ۝

مکین وہ لوگ اپنی سب و دھرمی سے اصلاحاتِ نبوی کو ٹھکرا دیتے ہیں اور

کی منت کھا جائے گی ۛ

اس رسالے کی غرض وغایت یہی ہے کہ مسلمان جاہل پیروں کی صحبت میں اپنے عقیدہ توحید کو ملوث بشک و ذکرین کیوں نہ ہو کہ اس کے لیے زخمت ہے زخمت اس رسالہ پر عمل بہرہ کی تعریضات موجود ہیں۔ ہم صرف ایک نقل پر اکتفا کرتے ہیں۔  
”وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ فَضَّلَ عَلٰی عِبَادِہِ الَّذِیْنَ اصْطَلٰہُ“۔ اختر نے اس رسالے کو اول تا آخر دیکھا۔ مؤلف دام ظلّہ نے جس طرح توحید فی العبادۃ اور توحید فی الاستغاثۃ اور ساتھ ہی توحید فی الاطاعت کو آیات و نجات سے واضح کیا ہے اور باریہ ثبوت تک پہنچایا ہے کہ تنہا توحید فی القادۃ یا توحید فی بعض الصفات و شریکین عرب بھی اعتقاد رکھتے تھے لیکن ہم بھی وہ مشرک ہی رہے اور اس مضمون کو بھی نقل مجید سے ہی ثابت کیا۔ ایسا کوئی رسالہ اب تک اردو زبان میں شائع نہیں ہوا۔ حق تعالیٰ مؤلف کو اجر عظیم عطا فرمائے۔ اس کے بعد صرف ایک مسئلہ توحید فی الاعمال باقی رہ جاتا ہے جس کو علامہ کلام نے حقیقی افعال عباد میں ذکر کیا ہے۔ اَللّٰہُ اِنِّیْ اَعْلَمُ تصویر الامور۔ (تقریظ از رئیس المہتممین حضرت مولانا سید انور شاہ مرحوم)

### عبادات

وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْإِنسَ إِلَّا لِيَعْبُدُونِ۔ مفسرین حضرات نے مذکورہ آیت کی تشریح و توضیح میں اسلام کی سبب سے عبادت کو شامل کیا ہے۔ اور ثابت کیا ہے کہ جن و انسان میں خلقت یہی ہے کہ اس توحید کو سبب سے اگر وہ چاہیں تو خدا تعالیٰ کی عبادت کر سکتے ہیں۔  
ان کے پیدا کرنے سے شرعاً بندگی مطلوب ہے۔ اسی لیے ان میں خلقت

ایسی استعداد رکھی ہے کہ چاہیں تو اپنے اختیار سے بندگی کی راہ پر چل سکیں۔ یوں ارادہ کو بندہ تقدیر کے اعتبار سے تو ہر چیز اس کے حکم کنونی کے سامنے عاجز اور بے بس ہے۔ لیکن ایک وقت آئے گا جب سب بندے اپنے ارادہ سے تخلیق قیام کی اس غرض شرعی کو پورا کریں گے۔ بہر حال آپ سمجھاتے رہیں کہ سمجھانے ہی سے یہ مطلوب شرعی حاصل ہو سکتا ہے ۛ

مذکورہ آیت پاک میں عبادت کا وہ تنگ معلوم نہیں، جو عام عبادت سمجھا جاتا ہے بلکہ وہ تمام نیک اعمال اور اچھے کاموں تک وسیع ہے۔ جن کے کرنے کا مقصد خدا کے سامنے اپنی بندگی کا اظہار اس کی اطاعت اور اس کی خوشنودی کی طلب ہو اس وسعت کے اندر انسان کی پوری زندگی کے کام شامل ہیں، جن کے کسب و نحوہ انجام دینے کے لیے اس کی خلقت ہوئی۔ ہے۔ یہ عبادت کا وہ راز ہے جو صرف محسن دوسو لہ اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ذریعے سے دنیا کو معلوم ہوا عام طور پر مشہور ہے کہ شریعت میں چار عبادتیں فرض ہیں۔ یعنی نماز، روزہ، حج، زکوٰۃ۔ درحقیقت یہ چاروں فرض عبادت کے سینکڑوں وسیع معنوں اور ان کی جزئیات کے بلے پایاں ذکر کو چار نعمتیں ہیں۔ تقسیم کر دیتے ہیں ۛ

پیغام نبوت تمام انبیاء کرام کے ذریعے سے اولاد آدم تک پہنچا گیا۔ یہ حضرات معیت ایزدی کو عملی جامہ پہناتے رہے۔ ان کے اعمال میں اسوۂ حسنہ کے انوار موجود تھے۔ لہذا طالبان رضا الہی کو پیغام خداوندی سن کر اور قبولان الہی کی زندگیوں کا نمونہ دیکھ کر منزل مقصود تک پہنچنے میں آسانی پیدا ہو جاتی رہی۔ لیکن سائنس اور متکبرین ہمیشہ اپنی مہذب و متمدن بنا پر رسالت و ادرین سے محروم ہی رہے۔

اب ہم حضرت مولانا لاہوری کے ان رسائل پر نظر ڈالتے ہیں جن کے اوراق میں شرعی عبادت کے تبادر موعوتی دمک رہے ہیں اور جن کے مطالعہ سے ہزاروں گمشتگان

راہ رشد و صدی حاصل کر کے خوشنودی پروردگار کی فرودس کے وارث بنے۔

رسالہ

## فلسفہ نماز

قوله تعالى: إِنَّ الصَّلَاةَ تَنْهَى عَنِ الْفَحْشَاءِ وَالْمُنْكَرِ

مولانا اس مختصر رسالے کے شروع میں اسلامی انقلاب کا نہایت جامع تعارف کرتے ہیں۔

”مولانا دین اسلام ایک ایسا مذہب ہے جس نے پیدا ہونے کے بعد تیس سالہ زندگی میں وہ انقلاب کر دکھایا کہ اس کی نظیر تاریخ عالم میں نہیں۔ چنانچہ چاندیوں کو عالم ظالموں کو عادل، وحشیوں کو مذہب، بد اخلاقوں کو با اخلاق، گھریوں کو بادشاہ، بڑگوؤں کو پاسبان اور غیر متمذہنوں کو متمذہب اور مذہب بنا دیا۔ آتنا ہی نہیں بلکہ ان خوبیوں میں ان کو ساری دنیا کا امام مقرر کیا اور مطلقہ کثرت پر مشغول دیا“

لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ

قلبِ مسلم را چچ اکبر نماز

در کتب مسلم اشغالِ خیر است

قاتلِ فحشاء و بلیغی و منکر است

اب نماز کا مطلب نہایت سادہ مگر بلیغ الفاظ میں پیش کرتے ہیں۔

نماز میں خدا تعالیٰ کی بندگی کا حق ادا کرنا مقصود ہے، تاکہ اس کی نعمتیں کا شکر بجالائیں، ہاتھ جوڑیں، سر جھکائیں، مسجد میں گریں یا اس کی عظمت کے

گن گناہیں اور روحانی لذت پائیں۔ اس کے علاوہ اپنی لغزشوں سے توبہ کریں غرضیکہ اپنے حقیقی مولیٰ سے غلطی کا تعلق تازہ کر کے آئیں؟

مولانا اب نماز کی وہ فلسفیانہ افادیت پیش کرتے ہیں، جو اسلامی دنیا کے اکثر شعبوں پر محیط ہے۔

”مشکلات کو ایک مرکز پر اکٹھا کرنا مسجد، بہترین آدمی کا انتخاب کر کے صلیبنا دایم، امام کے ماتحت بیٹنا، اقتدار، امام کے ماتحت بہترین ادیب کا مجسم بن جانا اور کھانا پینا، بولنا یا ضروریات زندگی سے اجتناب دلاعت، اس تمام فرمانبرداری میں کسی اجرت کا خواہن نہ ہونا۔ مساجد کا جذبہ پیدا کرنا، تاکہ کام کے وقت شاہ و گدا ایک صف میں کھڑے ہو جائیں“

۱۔ میں کہتا ہوں کہ نماز روحانیت کے خصائص اربعہ میں حصول طہارت و اخبات کا زبردست ذریعہ ہے اور نفس میں تقدس پیدا کر کے اس کو عالم ملکوت کی طرف متوجہ کرتی ہے نفس کی یہ خاصیت ہے کہ جب کوئی وصفت اس کے اندر متضمن ہو جاتا ہے، اول اس کے بغیر میں جاگزین ہوتا ہے تو وہ اس کی متضاد صفت سے ہمزہ ہو جاتا ہے اور اسے معلوم ہوتا ہے گویا یہ صفت اس کے اندر ہے ہی نہیں۔ اب جو شخص نماز کو اس طریقہ پر ادا کرتا ہے جس کی انحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے تعلیم دی ہے، راہی طرح وضو کرنا، وقت کی پابندی، رکوع و سجود علاوہ ازیں اذکار و بیات، خشوع و خضوع میں کوتاہی نہ کرنا، وہ نماز کے غالب میں اس کی روح کا غالب ہے، بصورت کے بجائے سمعی کا خواہاں ہے۔ اس کا لازمی نتیجہ یہ ہوگا کہ وہ رحمتِ الہی کے دریائے عظیم میں غوطہ زن ہوگا۔ اللہ تعالیٰ کی رحمت و عنایت اس کو گڑھا تک لے گی جس کی بدولت اس کے سب گنہ مٹ جائیں گے۔ إِنَّ الْحَسَنَاتِ يُكَذِّبْنَ السَّيِّئَاتِ

وَجِبَ اللَّهُ ابْنُ عَبْدِ جَدِّ رُوْمَ ۱۱۹۹ ۱۲۰۰ حضرت شاہ ولی اللہ دہلوی مرحوم

یہ ایک مسجد ہے جو گراں گھٹا ہے۔ بزرگ ہے دینا ہے آدمی کو نجات (فریادِ بچہ)۔ علامہ تہجدی

۲۔ رسالہ فلسفہ نماز مستفہ مولانا احمد علی مرحوم۔

۱۔ افسر اور موزع۔ از کوثر عباسی محمد اقبال علیہ الرحمۃ۔

۲۔ فلسفہ نماز۔ مستفہ حضرت مولانا احمد علی مرحوم۔



man. All military successes of Islam were due to the qualities which were now for the first time brought forth and developed among the Arabs discipline and contempt for death."

"Joseph Hells "Arab Civilization."

درحقیقت مولانا امت مسلمہ میں عبادت الہی و نماز کی روح کو دوبارہ زندہ کر کے ان میں جغیرہ عبودیت، مساوات، انشراح، اطاعت امیر، ناموس و وحدت فکری غرض کہ اسلاف کرام کے تمام صفات پیدا کرنا چاہتے ہیں، تاکہ ان کو پھر سے عظمت و رفعت حاصل ہو سکے۔

"Islam presents a nice practicable constructive programme. The Islamic system of holding congregational prayers several times a day, at any place where some believers happen to be, is the nicest method of realizing the spiritual brotherhood of men. The ideals which the league of nations has set before us can be more conveniently realized by the Islamic institution of Hajj pilgrimage to Mecca. The Conception of a living personal God is the unique achievement of Islam." (Mrs. ST Clair stobart Muhammad and Teachings of Quran P.110)

بائیکورٹ کے بجائے ریٹریٹ الا۔ پی۔ ایچ۔ ڈی، ٹوکلہ، احمد، بلدار، قانون گو، پولیس اور فوج کے تمام مسلمان افسران موجود ہوں۔ دیہات کے نبردار اور زیدار بھی سب مقدس جگہوں میں شامل ہوں، تاکہ جو حکمرانیں بستیوں میں جا کر استعمالی جاہل پنہاں ہیں اور امام مسجد صحیح معنوں میں سید المرسلین علیہ الصلوٰۃ والسلام کا باشندین ہوں۔ جس کے خطبے میں جان ہو۔ ایک ایک لفظ میں زندگی کا پیام ہو۔ حاضرین کے دلوں کو تار اس کی پانچ انگلیوں میں ہو۔ جب وہ اپنے جو آواز چاہے نکلوانے۔ پھر دیکھئے کیا ہوتا ہے۔ تمام طاغوتی اور مادی طاقتیں اس خدائی طاقت سے لرزہ برآمد نظر آئیں گی۔

اب علامہ اقبال مرحوم کا شعر نقل فرماتے ہیں اور قراں حکم کی آیات اپنے دل کی ترجمانی کے لیے پیش فرماتے ہیں۔

وأتے ناکامی متابع کاروان جہان را

کاروان کے دل سے احساس زایل جہان را

إِنَّمَا أَمْرُهُمْ بِيَوْمٍ قَدْ خُذْنَا فِي الْحُزْنِ فِي الْحَالِ اللَّهُ ۱۲، ۱۴، ۱۶، ۱۷، ۱۸، ۱۹، ۲۰، ۲۱، ۲۲، ۲۳، ۲۴، ۲۵، ۲۶، ۲۷، ۲۸، ۲۹، ۳۰، ۳۱، ۳۲، ۳۳، ۳۴، ۳۵، ۳۶، ۳۷، ۳۸، ۳۹، ۴۰، ۴۱، ۴۲، ۴۳، ۴۴، ۴۵، ۴۶، ۴۷، ۴۸، ۴۹، ۵۰، ۵۱، ۵۲، ۵۳، ۵۴، ۵۵، ۵۶، ۵۷، ۵۸، ۵۹، ۶۰، ۶۱، ۶۲، ۶۳، ۶۴، ۶۵، ۶۶، ۶۷، ۶۸، ۶۹، ۷۰، ۷۱، ۷۲، ۷۳، ۷۴، ۷۵، ۷۶، ۷۷، ۷۸، ۷۹، ۸۰، ۸۱، ۸۲، ۸۳، ۸۴، ۸۵، ۸۶، ۸۷، ۸۸، ۸۹، ۹۰، ۹۱، ۹۲، ۹۳، ۹۴، ۹۵، ۹۶، ۹۷، ۹۸، ۹۹، ۱۰۰، ۱۰۱، ۱۰۲، ۱۰۳، ۱۰۴، ۱۰۵، ۱۰۶، ۱۰۷، ۱۰۸، ۱۰۹، ۱۱۰، ۱۱۱، ۱۱۲، ۱۱۳، ۱۱۴، ۱۱۵، ۱۱۶، ۱۱۷، ۱۱۸، ۱۱۹، ۱۲۰، ۱۲۱، ۱۲۲، ۱۲۳، ۱۲۴، ۱۲۵، ۱۲۶، ۱۲۷، ۱۲۸، ۱۲۹، ۱۳۰، ۱۳۱، ۱۳۲، ۱۳۳، ۱۳۴، ۱۳۵، ۱۳۶، ۱۳۷، ۱۳۸، ۱۳۹، ۱۴۰، ۱۴۱، ۱۴۲، ۱۴۳، ۱۴۴، ۱۴۵، ۱۴۶، ۱۴۷، ۱۴۸، ۱۴۹، ۱۵۰، ۱۵۱، ۱۵۲، ۱۵۳، ۱۵۴، ۱۵۵، ۱۵۶، ۱۵۷، ۱۵۸، ۱۵۹، ۱۶۰، ۱۶۱، ۱۶۲، ۱۶۳، ۱۶۴، ۱۶۵، ۱۶۶، ۱۶۷، ۱۶۸، ۱۶۹، ۱۷۰، ۱۷۱، ۱۷۲، ۱۷۳، ۱۷۴، ۱۷۵، ۱۷۶، ۱۷۷، ۱۷۸، ۱۷۹، ۱۸۰، ۱۸۱، ۱۸۲، ۱۸۳، ۱۸۴، ۱۸۵، ۱۸۶، ۱۸۷، ۱۸۸، ۱۸۹، ۱۹۰، ۱۹۱، ۱۹۲، ۱۹۳، ۱۹۴، ۱۹۵، ۱۹۶، ۱۹۷، ۱۹۸، ۱۹۹، ۲۰۰، ۲۰۱، ۲۰۲، ۲۰۳، ۲۰۴، ۲۰۵، ۲۰۶، ۲۰۷، ۲۰۸، ۲۰۹، ۲۱۰، ۲۱۱، ۲۱۲، ۲۱۳، ۲۱۴، ۲۱۵، ۲۱۶، ۲۱۷، ۲۱۸، ۲۱۹، ۲۲۰، ۲۲۱، ۲۲۲، ۲۲۳، ۲۲۴، ۲۲۵، ۲۲۶، ۲۲۷، ۲۲۸، ۲۲۹، ۲۳۰، ۲۳۱، ۲۳۲، ۲۳۳، ۲۳۴، ۲۳۵، ۲۳۶، ۲۳۷، ۲۳۸، ۲۳۹، ۲۴۰، ۲۴۱، ۲۴۲، ۲۴۳، ۲۴۴، ۲۴۵، ۲۴۶، ۲۴۷، ۲۴۸، ۲۴۹، ۲۵۰، ۲۵۱، ۲۵۲، ۲۵۳، ۲۵۴، ۲۵۵، ۲۵۶، ۲۵۷، ۲۵۸، ۲۵۹، ۲۶۰، ۲۶۱، ۲۶۲، ۲۶۳، ۲۶۴، ۲۶۵، ۲۶۶، ۲۶۷، ۲۶۸، ۲۶۹، ۲۷۰، ۲۷۱، ۲۷۲، ۲۷۳، ۲۷۴، ۲۷۵، ۲۷۶، ۲۷۷، ۲۷۸، ۲۷۹، ۲۸۰، ۲۸۱، ۲۸۲، ۲۸۳، ۲۸۴، ۲۸۵، ۲۸۶، ۲۸۷، ۲۸۸، ۲۸۹، ۲۹۰، ۲۹۱، ۲۹۲، ۲۹۳، ۲۹۴، ۲۹۵، ۲۹۶، ۲۹۷، ۲۹۸، ۲۹۹، ۳۰۰، ۳۰۱، ۳۰۲، ۳۰۳، ۳۰۴، ۳۰۵، ۳۰۶، ۳۰۷، ۳۰۸، ۳۰۹، ۳۱۰، ۳۱۱، ۳۱۲، ۳۱۳، ۳۱۴، ۳۱۵، ۳۱۶، ۳۱۷، ۳۱۸، ۳۱۹، ۳۲۰، ۳۲۱، ۳۲۲، ۳۲۳، ۳۲۴، ۳۲۵، ۳۲۶، ۳۲۷، ۳۲۸، ۳۲۹، ۳۳۰، ۳۳۱، ۳۳۲، ۳۳۳، ۳۳۴، ۳۳۵، ۳۳۶، ۳۳۷، ۳۳۸، ۳۳۹، ۳۴۰، ۳۴۱، ۳۴۲، ۳۴۳، ۳۴۴، ۳۴۵، ۳۴۶، ۳۴۷، ۳۴۸، ۳۴۹، ۳۵۰، ۳۵۱، ۳۵۲، ۳۵۳، ۳۵۴، ۳۵۵، ۳۵۶، ۳۵۷، ۳۵۸، ۳۵۹، ۳۶۰، ۳۶۱، ۳۶۲، ۳۶۳، ۳۶۴، ۳۶۵، ۳۶۶، ۳۶۷، ۳۶۸، ۳۶۹، ۳۷۰، ۳۷۱، ۳۷۲، ۳۷۳، ۳۷۴، ۳۷۵، ۳۷۶، ۳۷۷، ۳۷۸، ۳۷۹، ۳۸۰، ۳۸۱، ۳۸۲، ۳۸۳، ۳۸۴، ۳۸۵، ۳۸۶، ۳۸۷، ۳۸۸، ۳۸۹، ۳۹۰، ۳۹۱، ۳۹۲، ۳۹۳، ۳۹۴، ۳۹۵، ۳۹۶، ۳۹۷، ۳۹۸، ۳۹۹، ۴۰۰، ۴۰۱، ۴۰۲، ۴۰۳، ۴۰۴، ۴۰۵، ۴۰۶، ۴۰۷، ۴۰۸، ۴۰۹، ۴۱۰، ۴۱۱، ۴۱۲، ۴۱۳، ۴۱۴، ۴۱۵، ۴۱۶، ۴۱۷، ۴۱۸، ۴۱۹، ۴۲۰، ۴۲۱، ۴۲۲، ۴۲۳، ۴۲۴، ۴۲۵، ۴۲۶، ۴۲۷، ۴۲۸، ۴۲۹، ۴۳۰، ۴۳۱، ۴۳۲، ۴۳۳، ۴۳۴، ۴۳۵، ۴۳۶، ۴۳۷، ۴۳۸، ۴۳۹، ۴۴۰، ۴۴۱، ۴۴۲، ۴۴۳، ۴۴۴، ۴۴۵، ۴۴۶، ۴۴۷، ۴۴۸، ۴۴۹، ۴۵۰، ۴۵۱، ۴۵۲، ۴۵۳، ۴۵۴، ۴۵۵، ۴۵۶، ۴۵۷، ۴۵۸، ۴۵۹، ۴۶۰، ۴۶۱، ۴۶۲، ۴۶۳، ۴۶۴، ۴۶۵، ۴۶۶، ۴۶۷، ۴۶۸، ۴۶۹، ۴۷۰، ۴۷۱، ۴۷۲، ۴۷۳، ۴۷۴، ۴۷۵، ۴۷۶، ۴۷۷، ۴۷۸، ۴۷۹، ۴۸۰، ۴۸۱، ۴۸۲، ۴۸۳، ۴۸۴، ۴۸۵، ۴۸۶، ۴۸۷، ۴۸۸، ۴۸۹، ۴۹۰، ۴۹۱، ۴۹۲، ۴۹۳، ۴۹۴، ۴۹۵، ۴۹۶، ۴۹۷، ۴۹۸، ۴۹۹، ۵۰۰، ۵۰۱، ۵۰۲، ۵۰۳، ۵۰۴، ۵۰۵، ۵۰۶، ۵۰۷، ۵۰۸، ۵۰۹، ۵۱۰، ۵۱۱، ۵۱۲، ۵۱۳، ۵۱۴، ۵۱۵، ۵۱۶، ۵۱۷، ۵۱۸، ۵۱۹، ۵۲۰، ۵۲۱، ۵۲۲، ۵۲۳، ۵۲۴، ۵۲۵، ۵۲۶، ۵۲۷، ۵۲۸، ۵۲۹، ۵۳۰، ۵۳۱، ۵۳۲، ۵۳۳، ۵۳۴، ۵۳۵، ۵۳۶، ۵۳۷، ۵۳۸، ۵۳۹، ۵۴۰، ۵۴۱، ۵۴۲، ۵۴۳، ۵۴۴، ۵۴۵، ۵۴۶، ۵۴۷، ۵۴۸، ۵۴۹، ۵۵۰، ۵۵۱، ۵۵۲، ۵۵۳، ۵۵۴، ۵۵۵، ۵۵۶، ۵۵۷، ۵۵۸، ۵۵۹، ۵۶۰، ۵۶۱، ۵۶۲، ۵۶۳، ۵۶۴، ۵۶۵، ۵۶۶، ۵۶۷، ۵۶۸، ۵۶۹، ۵۷۰، ۵۷۱، ۵۷۲، ۵۷۳، ۵۷۴، ۵۷۵، ۵۷۶، ۵۷۷، ۵۷۸، ۵۷۹، ۵۸۰، ۵۸۱، ۵۸۲، ۵۸۳، ۵۸۴، ۵۸۵، ۵۸۶، ۵۸۷، ۵۸۸، ۵۸۹، ۵۹۰، ۵۹۱، ۵۹۲، ۵۹۳، ۵۹۴، ۵۹۵، ۵۹۶، ۵۹۷، ۵۹۸، ۵۹۹، ۶۰۰، ۶۰۱، ۶۰۲، ۶۰۳، ۶۰۴، ۶۰۵، ۶۰۶، ۶۰۷، ۶۰۸، ۶۰۹، ۶۱۰، ۶۱۱، ۶۱۲، ۶۱۳، ۶۱۴، ۶۱۵، ۶۱۶، ۶۱۷، ۶۱۸، ۶۱۹، ۶۲۰، ۶۲۱، ۶۲۲، ۶۲۳، ۶۲۴، ۶۲۵، ۶۲۶، ۶۲۷، ۶۲۸، ۶۲۹، ۶۳۰، ۶۳۱، ۶۳۲، ۶۳۳، ۶۳۴، ۶۳۵، ۶۳۶، ۶۳۷، ۶۳۸، ۶۳۹، ۶۴۰، ۶۴۱، ۶۴۲، ۶۴۳، ۶۴۴، ۶۴۵، ۶۴۶، ۶۴۷، ۶۴۸، ۶۴۹، ۶۵۰، ۶۵۱، ۶۵۲، ۶۵۳، ۶۵۴، ۶۵۵، ۶۵۶، ۶۵۷، ۶۵۸، ۶۵۹، ۶۶۰، ۶۶۱، ۶۶۲، ۶۶۳، ۶۶۴، ۶۶۵، ۶۶۶، ۶۶۷، ۶۶۸، ۶۶۹، ۶۷۰، ۶۷۱، ۶۷۲، ۶۷۳، ۶۷۴، ۶۷۵، ۶۷۶، ۶۷۷، ۶۷۸، ۶۷۹، ۶۸۰، ۶۸۱، ۶۸۲، ۶۸۳، ۶۸۴، ۶۸۵، ۶۸۶، ۶۸۷، ۶۸۸، ۶۸۹، ۶۹۰، ۶۹۱، ۶۹۲، ۶۹۳، ۶۹۴، ۶۹۵، ۶۹۶، ۶۹۷، ۶۹۸، ۶۹۹، ۷۰۰، ۷۰۱، ۷۰۲، ۷۰۳، ۷۰۴، ۷۰۵، ۷۰۶، ۷۰۷، ۷۰۸، ۷۰۹، ۷۱۰، ۷۱۱، ۷۱۲، ۷۱۳، ۷۱۴، ۷۱۵، ۷۱۶، ۷۱۷، ۷۱۸، ۷۱۹، ۷۲۰، ۷۲۱، ۷۲۲، ۷۲۳، ۷۲۴، ۷۲۵، ۷۲۶، ۷۲۷، ۷۲۸، ۷۲۹، ۷۳۰، ۷۳۱، ۷۳۲، ۷۳۳، ۷۳۴، ۷۳۵، ۷۳۶، ۷۳۷، ۷۳۸، ۷۳۹، ۷۴۰، ۷۴۱، ۷۴۲، ۷۴۳، ۷۴۴، ۷۴۵، ۷۴۶، ۷۴۷، ۷۴۸، ۷۴۹، ۷۵۰، ۷۵۱، ۷۵۲، ۷۵۳، ۷۵۴، ۷۵۵، ۷۵۶، ۷۵۷، ۷۵۸، ۷۵۹، ۷۶۰، ۷۶۱، ۷۶۲، ۷۶۳، ۷۶۴، ۷۶۵، ۷۶۶، ۷۶۷، ۷۶۸، ۷۶۹، ۷۷۰، ۷۷۱، ۷۷۲، ۷۷۳، ۷۷۴، ۷۷۵، ۷۷۶، ۷۷۷، ۷۷۸، ۷۷۹، ۷۸۰، ۷۸۱، ۷۸۲، ۷۸۳، ۷۸۴، ۷۸۵، ۷۸۶، ۷۸۷، ۷۸۸، ۷۸۹، ۷۹۰، ۷۹۱، ۷۹۲، ۷۹۳، ۷۹۴، ۷۹۵، ۷۹۶، ۷۹۷، ۷۹۸، ۷۹۹، ۸۰۰، ۸۰۱، ۸۰۲، ۸۰۳، ۸۰۴، ۸۰۵، ۸۰۶، ۸۰۷، ۸۰۸، ۸۰۹، ۸۱۰، ۸۱۱، ۸۱۲، ۸۱۳، ۸۱۴، ۸۱۵، ۸۱۶، ۸۱۷، ۸۱۸، ۸۱۹، ۸۲۰، ۸۲۱، ۸۲۲، ۸۲۳، ۸۲۴، ۸۲۵، ۸۲۶، ۸۲۷، ۸۲۸، ۸۲۹، ۸۳۰، ۸۳۱، ۸۳۲، ۸۳۳، ۸۳۴، ۸۳۵، ۸۳۶، ۸۳۷، ۸۳۸، ۸۳۹، ۸۴۰، ۸۴۱، ۸۴۲، ۸۴۳، ۸۴۴، ۸۴۵، ۸۴۶، ۸۴۷، ۸۴۸، ۸۴۹، ۸۵۰، ۸۵۱، ۸۵۲، ۸۵۳، ۸۵۴، ۸۵۵، ۸۵۶، ۸۵۷، ۸۵۸، ۸۵۹، ۸۶۰، ۸۶۱، ۸۶۲، ۸۶۳، ۸۶۴، ۸۶۵، ۸۶۶، ۸۶۷، ۸۶۸، ۸۶۹، ۸۷۰، ۸۷۱، ۸۷۲، ۸۷۳، ۸۷۴، ۸۷۵، ۸۷۶، ۸۷۷، ۸۷۸، ۸۷۹، ۸۸۰، ۸۸۱، ۸۸۲، ۸۸۳، ۸۸۴، ۸۸۵، ۸۸۶، ۸۸۷، ۸۸۸، ۸۸۹، ۸۹۰، ۸۹۱، ۸۹۲، ۸۹۳، ۸۹۴، ۸۹۵، ۸۹۶، ۸۹۷، ۸۹۸، ۸۹۹، ۹۰۰، ۹۰۱، ۹۰۲، ۹۰۳، ۹۰۴، ۹۰۵، ۹۰۶، ۹۰۷، ۹۰۸، ۹۰۹، ۹۱۰، ۹۱۱، ۹۱۲، ۹۱۳، ۹۱۴، ۹۱۵، ۹۱۶، ۹۱۷، ۹۱۸، ۹۱۹، ۹۲۰، ۹۲۱، ۹۲۲، ۹۲۳، ۹۲۴، ۹۲۵، ۹۲۶، ۹۲۷، ۹۲۸، ۹۲۹، ۹۳۰، ۹۳۱، ۹۳۲، ۹۳۳، ۹۳۴، ۹۳۵، ۹۳۶، ۹۳۷، ۹۳۸، ۹۳۹، ۹۴۰، ۹۴۱، ۹۴۲، ۹۴۳، ۹۴۴، ۹۴۵، ۹۴۶، ۹۴۷، ۹۴۸، ۹۴۹، ۹۵۰، ۹۵۱، ۹۵۲، ۹۵۳، ۹۵۴، ۹۵۵، ۹۵۶، ۹۵۷، ۹۵۸، ۹۵۹، ۹۶۰، ۹۶۱، ۹۶۲، ۹۶۳، ۹۶۴، ۹۶۵، ۹۶۶، ۹۶۷، ۹۶۸، ۹۶۹، ۹۷۰، ۹۷۱، ۹۷۲، ۹۷۳، ۹۷۴، ۹۷۵، ۹۷۶، ۹۷۷، ۹۷۸، ۹۷۹، ۹۸۰، ۹۸۱، ۹۸۲، ۹۸۳، ۹۸۴، ۹۸۵، ۹۸۶، ۹۸۷، ۹۸۸، ۹۸۹، ۹۹۰، ۹۹۱، ۹۹۲، ۹۹۳، ۹۹۴، ۹۹۵، ۹۹۶، ۹۹۷، ۹۹۸، ۹۹۹، ۱۰۰۰، ۱۰۰۱، ۱۰۰۲، ۱۰۰۳، ۱۰۰۴، ۱۰۰۵، ۱۰۰۶، ۱۰۰۷، ۱۰۰۸، ۱۰۰۹، ۱۰۱۰، ۱۰۱۱، ۱۰۱۲، ۱۰۱۳، ۱۰۱۴، ۱۰۱۵، ۱۰۱۶، ۱۰۱۷، ۱۰۱۸، ۱۰۱۹، ۱۰۲۰، ۱۰۲۱، ۱۰۲۲، ۱۰۲۳، ۱۰۲۴، ۱۰۲۵، ۱۰۲۶، ۱۰۲۷، ۱۰۲۸، ۱۰۲۹، ۱۰۳۰، ۱۰۳۱، ۱۰۳۲، ۱۰۳۳، ۱۰۳۴، ۱۰۳۵، ۱۰۳۶، ۱۰۳۷، ۱۰۳۸، ۱۰۳۹، ۱۰۴۰، ۱۰۴۱، ۱۰۴۲، ۱۰۴۳، ۱۰۴۴، ۱۰۴۵، ۱۰۴۶، ۱۰۴۷، ۱۰۴۸، ۱۰۴۹، ۱۰۵۰، ۱۰۵۱، ۱۰۵۲، ۱۰۵۳، ۱۰۵۴، ۱۰۵۵، ۱۰۵۶، ۱۰۵۷، ۱۰۵۸، ۱۰۵۹، ۱۰۶۰، ۱۰۶۱، ۱۰۶۲، ۱۰۶۳، ۱۰۶۴، ۱۰۶۵، ۱۰۶۶، ۱۰۶۷، ۱۰۶۸، ۱۰۶۹، ۱۰۷۰، ۱۰۷۱، ۱۰۷۲، ۱۰۷۳، ۱۰۷۴، ۱۰۷۵، ۱۰۷۶، ۱۰۷۷، ۱۰۷۸، ۱۰۷۹، ۱۰۸۰، ۱۰۸۱، ۱۰۸۲، ۱۰۸۳، ۱۰۸۴، ۱۰۸۵، ۱۰۸۶، ۱۰۸۷، ۱۰۸۸، ۱۰۸۹، ۱۰۹۰، ۱۰۹۱، ۱۰۹۲، ۱۰۹۳، ۱۰۹۴، ۱۰۹۵، ۱۰۹۶، ۱۰۹۷، ۱۰۹۸، ۱۰۹۹، ۱۱۰۰، ۱۱۰۱، ۱۱۰۲، ۱۱۰۳، ۱۱۰۴، ۱۱۰۵، ۱۱۰۶، ۱۱۰۷، ۱۱۰۸، ۱۱۰۹، ۱۱۱۰، ۱۱۱۱، ۱۱۱۲، ۱۱۱۳، ۱۱۱۴، ۱۱۱۵، ۱۱۱۶، ۱۱۱۷، ۱۱۱۸، ۱۱۱۹، ۱۱۲۰، ۱۱۲۱، ۱۱۲۲، ۱۱۲۳، ۱۱۲۴، ۱۱۲۵، ۱۱۲۶، ۱۱۲۷، ۱۱۲۸، ۱۱۲۹، ۱۱۳۰، ۱۱۳۱، ۱۱۳۲، ۱۱۳۳، ۱۱۳۴، ۱۱۳۵، ۱۱۳۶، ۱۱۳۷، ۱۱۳۸، ۱۱۳۹، ۱۱۴۰، ۱۱۴۱، ۱۱۴۲، ۱۱۴۳، ۱۱۴۴، ۱۱۴۵، ۱۱۴۶، ۱۱۴۷، ۱۱۴۸، ۱۱۴۹، ۱۱۵۰، ۱۱۵۱، ۱۱۵۲، ۱۱۵۳، ۱۱۵۴، ۱۱۵۵، ۱۱۵۶، ۱۱۵۷، ۱۱۵۸، ۱۱۵۹، ۱۱۶۰، ۱۱۶۱، ۱۱۶۲، ۱۱۶۳، ۱۱۶۴، ۱۱۶۵، ۱۱۶۶، ۱۱۶۷، ۱۱۶۸، ۱۱۶۹، ۱۱۷۰، ۱۱۷۱، ۱۱۷۲، ۱۱۷۳، ۱۱۷۴، ۱۱۷۵، ۱۱۷۶، ۱۱۷۷، ۱۱۷۸، ۱۱۷۹، ۱۱۸۰، ۱۱۸۱، ۱۱۸۲، ۱۱۸۳، ۱۱۸۴، ۱۱۸۵، ۱۱۸۶، ۱۱۸۷، ۱۱۸۸، ۱۱۸۹، ۱۱۹۰، ۱۱۹۱، ۱۱۹۲، ۱۱۹۳، ۱۱۹۴، ۱۱۹۵، ۱۱۹۶، ۱۱۹۷، ۱۱۹۸، ۱۱۹۹، ۱۲۰۰، ۱۲۰۱، ۱۲۰۲، ۱۲۰۳، ۱۲۰۴، ۱۲۰۵، ۱۲۰۶، ۱۲۰۷، ۱۲۰۸، ۱۲۰۹، ۱۲۱۰، ۱۲۱۱، ۱۲۱۲، ۱۲۱۳، ۱۲۱۴، ۱۲۱۵، ۱۲۱۶، ۱۲۱۷، ۱۲۱۸، ۱۲۱۹، ۱۲۲۰، ۱۲۲۱، ۱۲۲۲، ۱۲۲۳، ۱۲۲۴، ۱۲۲۵، ۱۲۲۶، ۱۲۲۷، ۱۲۲۸، ۱۲۲۹، ۱۲۳۰، ۱۲۳۱، ۱۲۳۲، ۱۲۳۳، ۱۲۳۴، ۱۲۳۵، ۱۲۳۶، ۱۲۳۷، ۱۲۳۸، ۱۲۳۹، ۱۲۴۰، ۱۲۴۱، ۱۲۴۲، ۱۲۴۳، ۱۲۴۴، ۱۲۴۵، ۱۲۴۶، ۱۲۴۷، ۱۲۴۸، ۱۲۴۹، ۱۲۵۰، ۱۲۵۱، ۱۲۵۲، ۱۲۵۳، ۱۲۵۴، ۱۲۵۵، ۱۲۵۶، ۱۲۵۷، ۱۲۵۸، ۱۲۵۹، ۱۲۶۰، ۱۲۶۱، ۱۲۶۲، ۱۲۶۳، ۱۲۶۴، ۱۲۶۵، ۱۲۶۶، ۱۲۶۷، ۱۲۶۸، ۱۲۶۹، ۱۲۷۰، ۱۲۷۱، ۱۲۷۲، ۱۲۷۳، ۱۲۷۴، ۱۲۷۵، ۱۲۷۶، ۱۲۷۷، ۱۲۷۸، ۱۲۷۹، ۱۲۸۰، ۱۲۸۱، ۱۲۸۲، ۱۲۸۳، ۱۲۸۴، ۱۲۸۵، ۱۲۸۶، ۱۲۸۷، ۱۲۸۸، ۱۲۸۹، ۱۲۹۰، ۱۲۹۱، ۱۲۹۲، ۱۲۹۳، ۱۲۹۴، ۱۲۹۵، ۱۲۹۶، ۱۲۹۷، ۱۲۹۸، ۱۲۹۹، ۱۳۰۰، ۱۳۰۱، ۱۳۰۲، ۱۳۰۳، ۱۳۰۴، ۱۳۰۵، ۱۳۰۶، ۱۳۰۷، ۱۳۰۸، ۱۳۰۹، ۱۳۱۰، ۱۳۱۱، ۱۳۱۲، ۱۳۱۳، ۱۳۱۴، ۱۳۱۵، ۱۳۱۶، ۱۳۱۷، ۱۳۱۸، ۱۳۱۹، ۱۳۲۰، ۱۳۲۱، ۱۳۲۲، ۱۳۲۳، ۱۳۲۴، ۱۳۲۵، ۱۳۲۶، ۱۳۲۷، ۱۳۲۸، ۱۳۲۹، ۱۳۳۰، ۱۳۳۱، ۱۳۳۲، ۱۳۳۳، ۱۳۳۴، ۱۳۳۵، ۱۳۳۶، ۱۳۳۷، ۱۳۳۸، ۱۳۳۹، ۱۳۴۰، ۱۳۴۱، ۱۳۴۲، ۱۳۴۳، ۱۳۴۴، ۱۳۴۵، ۱۳۴۶، ۱۳۴۷، ۱۳۴۸، ۱۳۴۹، ۱۳۵۰، ۱۳۵۱، ۱۳۵۲، ۱۳۵۳، ۱۳۵۴، ۱۳۵۵، ۱۳۵۶، ۱۳۵۷، ۱۳۵۸، ۱۳۵۹، ۱۳۶۰، ۱۳۶۱، ۱۳۶۲، ۱۳۶۳، ۱۳۶۴، ۱۳۶۵، ۱۳۶۶، ۱۳۶۷،

## رسالہ فلسفہ روزہ

قرآن حکیم کی سالگاہ۔ صبح محفوظ سے قرآن حکیم کا نزول وضآن المبارک میں ہو جائیگا  
قرآن حکیم ایک ہی جہت پر آسان دنیا پر نازل ہوا۔ یہودی میں عاشور کا روزہ جیسا تیوں میں  
نزول ہندو آسمانی کا دن اور مسلمانوں کے لیے قرآن حکیم ایک عظیم امانت ہے اس  
پیس کی سالگاہ وضآن المبارک میں منائی جاتی ہے چنانچہ مسلمان رات کو تراویح میں  
قرآن حکیم کا سننا اور دن کو روزہ رکھنا حکمت کے اظہار کے طور پر سابق امتوں کی  
طرح ضروری سمجھتے ہیں۔

مولانا کے پیدائش و وفات کی روشنی میں روزہ کی صورت اور روح پر ایمان بقول  
تجسس کر سکتے ہیں۔ دربار رسالت کا فیصلہ نقل کر سکتے ہیں، من لہ یندخ قولی الشہد  
والعمل بلہ غلیس بلہ حاجۃ ان یندخ طعامہ وشرابہ  
تعلیم مذہب کا یہ خاصہ ہے کہ انسان کے اندر اخلاق کی حسنہ پیدا ہوں صفات  
حمیدہ سے آراستہ ہو۔ بلا خلافی سے اسے نفرت ہو، خواہشات نفسانی پر قابو پائے

لہ۔ رسالہ فلسفہ روزہ، صفحہ مولانا احمد مرحوم ص ۱۰۰۔

۱۔ ہم کو صاف بتا دیا گیا کہ فرضیت صیام رمضان اس لیے ہے کہ ہم اس عطاء ناموس  
قرآن و وحی و قرآن پر خدا کا شکر گواہ بنیں اور اس کے نام کی تصدیق کریں پس کون مسلم ہے  
خدا کے اس احسان کبر اور نعمت عظیمہ کے شکر کے لیے تیار ہو اور اس کی تقدیس کے لیے  
کہا اور جو اس کی تقدیس و تجید میں خود کو فرو مشر کہ اس کے کلام کی عظمت کو یاد رکھیں  
نہ تم میں نہ روزہ تو رکھ کر اپنی نفس سے قریبی ہو چکر میں کہ نفس ہوگی جس میں ۱۴ برس پہلے  
توحید آگئی تھی۔ یہ میں میں رہیں کی ہو چکر میں بھیجے جس نے تم سے ہر رات خیر الہی  
مکھا چکر میں نہیں کر سکتا۔ وصیتہ احیام ص ۱۰۰۔ مولانا ابو الکلام آزاد مرحوم بطور ۲۰ گشت ۱۹۲۵  
لہ۔ رسالہ فلسفہ روزہ ص ۱۰۰۔ صفحہ مولانا احمد مرحوم۔

ضبط نفس اور عقل کا تنگ کر۔ فقہ انگریزی سے باز آئے شرارت دکر نہ پائے۔ ان تمام چیزوں  
کے پیدا کرنے کے لیے بہترین علاج یہی ہے کہ انسان کے عقلی زہر کو محال دیا جائے۔ اس  
زہر کو نکالنے کا بہترین تریاق روزہ ہے۔ اور نبی کریم نے روزے کے ذریعے سے اپنی  
لہ۔ چوکر عظیمہ بہیت احکام حکیت کے تصور میں آئے ہے، بالغ ہے۔ اس کے تصور و مکتوب کہ  
پڑا ہوا ہے نہ یادہ قرقر کا لازم ہے۔ بہیت کو قوت دینے اور عظمت جماعہ کے لیے قوی سبب  
کا عینا اور شہادت لسانی میں تنگ ہوتا ہے۔ بہیت کو تصور و مکتوب کرنے کا یہی طریقہ ہے کہ  
لذائذ دل و شہر کے سبب میں تعقل کی جائے اور اہل بیتوں کا یہی طریقہ ہے کہ آدمی کی  
بہیت اس کی حکیت کے تابع اور مدعا ہو جائے حکیت کو اس حد لغو حاصل ہو جائے کہ بہیت کے  
اوپر حین کو قبول دکرے اور اس کے نفوش دینے حکیت میں کندہ نہ ہو پائیں۔ حکیت میں انفرادہ  
انفرادہ کا احساس پیدا ہو اور بہیت میں انفرادہ کا حکیت قربہ بالملکوت و رفعتوں کا یہی عادت  
صفت اور تعلق العیوت دہر حال باگاہ و قدس کی طرف توجہ، روزہ لینا اس چیز کا نام ہے کہ حکیت  
کی خصوصیات کو حاصل کرنا اور بہیت کے اختصار کو ترک کرنا۔ (۱) اور اہل ہذا ص ۱۰۰۔ جلد دوم صفحہ  
شاہ ولی اللہ رحمۃ دہری مرحوم، دوسرا شاہد۔ ۱۔ پیڑا تاریک کلاں ہی اصول میں سے ایک  
یہ ہے کہ نبی حب اپنے کمال انسانی کو پہنچی کر فیضان نبوت کے قبول اور استعداد کا انحصار  
کرتے تودہ ایک ذلت تک کے لیے عالم انسانی سے ایک ہر کھوئی خصائص میں جلوہ گر  
ہوتا ہے۔ اسی وقت سے اس کے دل و دماغ میں وحی الہی کا سرچشمہ میں مارنے  
گتا ہے۔ گوہ سینا کا پر جلال پیغمبر جب توراہ لینے جاتا ہے تو چالیس شبانہ روزہ رکھتا  
پیا سارہتا ہے و فرخ ۲۳-۲۴) کوہ سیمرا کا تقدس آنے والا حضرت عیسیٰؑ اس سے  
پچھلے کلاس کے مضمین کی زبان کر گیا جو وہ چالیس روزہ و شب عبور کا اور پیا سارہ۔ اسی  
طریقہ کار کا اتنی شریعت اور انزل قرآن سے پہلے ایک مہینہ روزانہ مکہ کے ایک غار  
میں برقم کی عادتوں میں معروف را اور اسی اثنا میں ناموس اکبر اقدار باسید و رکعت  
اللہ کی خلق کا مشرہ بافترا لے کر نوردار ہوتا ہے۔

(دیرہ نبوی ص ۱۰۰۔ صفحہ سید سلیمان ندوی مرحوم)

خاہر باطن اور زمین و آسمان کی تمام قوتیں اس کی خدمت کے لیے وقف ہو جائیں گی  
مولانا کی نظر بدھت کے اخروی فوائد پر پڑتی ہے۔ سب از گناہوں سے بدھت ہو کر  
عالم منظر فرماتے ہیں۔ حدیث قدسی ہے۔ انا اجلی بہ اور انا مذہب اعدائے سے  
نابت کرتے ہیں کہ روزہ دار کے حق میں روزہ اور قرآن مجید کی سفارش قبول کی جائے گی  
روزہ اور قرآن مجید مثالی وجود میں آئے گا جو کہ راگہ قدس میں حاضر ہو کر سفارش کریں گے۔  
اس رسالے کے خاتمہ پر علما کرام کی تقریفات موجود ہیں۔ جو رسالے کی اہمیت  
اور تواتر ثابت پر وال ہیں۔

۷۔ علامہ کا کوٹھڑا اقبال مرحوم ایبیس کے گھر میں شونی : کے خزانے کے ضرب پر گھومیں ان کے گھر میں چل کر گئے۔ تمام ایبیس کے مروجہ میں : بقا قوم عالم کو گوارہ کرنے کے رسائل پر چھو کیا جاتا ہے : ایبیس سلطان قوم کو ذلیل و خوار کیا رکھتے ہیں : وہ جو کہنے کا جبہ بند نہ کر سکتے : آج کے نئے نئے سیاست دان تھے کہ سلطانوں کے ساتھ ان کے کہہ کر جھوٹے قوم پرستی کی موت : آپہر جائے گی : علامہ علیا راجہ تھے : فاکر کشی کو روح غصہ شدہ کے تعبیر فرماتا ہے : ۷۷

فقد تركه كمن كرموت سقونا نيس فزا - ورجع حستدس كس بدن سسكال دو. وعلما (مؤلف)

تھے۔ میں جہاں میں موجود ہوں کبھی اپنے اسے عالمِ سورت کہتے ہیں، اس کے علاوہ میں جہاں اور بھی ہوں عالمِ ملکوت، عالمِ حیرت، عالمِ اجموت، عالمِ سکوت کو عالمِ مثال کہتے ہیں، عالمِ مثال میں یہاں کی ہر چیز کا جو رد ہے بلکہ ان چیزوں کا وہی وجود چنانچہ کیا میں ہے۔ مثلاً شمال، جنوب، مشرق و مغرب۔ لفظیات سے کہے روزانہ دو قرآن احسن شکل میں شکل ہو کر باگاہ یزدی میں رونق دار کی شاکر کش کریں گے۔ ۱۵ راتِ رمضان روزہ صلا، مسنونہ مولانا احمد علی رحیم

دے اور نصرت کے اعلیٰ پر پہنچانے کی سعی فرمائی ہے۔

اب دیکھا کہ قریب دو روز کے سیاسی نواد کی طرف مشغول ہوتی ہے۔ ان کے نزدیک روز میں یہ بات توئی کے تمام اصول و قوانین پائے جاتے ہیں۔ کیونکہ زندہ اقوام میں متناکشی اور بدگشتی کے جوہر موجود ہوتے ہیں۔

دنیا میں عیسوی دہی قوم عزت سے زندہ رہ سکتی ہے، جس کے پاس حیات قومی کے کلی اصول ہوں اور وہ ان کی پابندی کے لیے ہر مصیبت کو جھیلے اور مصیبت کے سامنے سینہ سپر ہو۔ ورنہ میں اس بات کی مشق کرائی جاتی ہے کہ بارہ یا چودہ کل بعض اوقات جو میں کھٹے لے آئے وہ نہ رہے۔ خواہ شہر گرہی کلاسو می کیوں نہ ہو اور چہ رات کو نواتر تراویح میں کھڑا رہا۔ حاصل یہ نکلا کہ ہر مسلمان ایک نوبی سپاہی ہے۔ بسکٹ، ایک، سوڈ اور میوٹ۔ جو بچاے خود رہے، بلکہ اپنی پٹے بغیر اور کھانے بغیر اگر ضرورت پیش آئے تو دن اور رات کے جو ہیں کھٹے مسلسل کام کر سکتا ہے اور فتوحات اسلامیہ میں اس قسم کے واقعات تاریخوں میں موجود ہیں۔ جو قمر علی زمین پر اپنے چالیس کروڑ افراد کوستی ہوا اور وہ ان اصولوں کی پابند ہو جائے اور پھر یہ فیصلہ کرے کہ نعت یا تہنہ، جو قمر کبھی مٹ نہیں

۷۔ فَلَا يَفْرَقُ وَلَا يُفَصِّلُ بَيْنَ سَائِمَةٍ أَحَدًا وَأَتَمَّلَهُ خَلِيلٌ إِلَى صَاتِمٍ ۝  
 ثانی ثانی، اصل شے روح کا تقویٰ، نفس کی طہارت، خواہشوں کا جبر، قوتوں کا انتساب اور صفیات کا اثبات ہے۔ اور جو کچھ جنوعات کے لیے غذائی خواہش سب سے جبری مجبور کن خواہش ہے، اس لیے درس قبلہ میں بحث، توبہ فضائل اور غفران اللہ و اثبات نفس کے لیے اس خواہش کے ترک کر کے کام کو باہمی اور اس کو تمام روحانی فضائل کے سبب اور تمام اخلاقی رفائے سے انتساب کا وسیلہ قرار دیا یہی وجہ ہے کہ روزہ کا حکم دینے کے لیے اس کی علت ایک نہایت ہی جامع و مانع اصطلاح شریعت میں واضح کر دی گئی کہ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُونَ (تاکہ تم پرہیزگوں سے ہو)

(حقیقت: الصیام سے مولانا ابوالکلام آزاد مرحوم)

۱۹۔ رسالہ فلسفہ روزہ ص ۱۰۹ مصنف مولانا احمد علی مرحوم



فلسفہ زکوٰۃ

قوله تعالى: اقيموا الصلوة واتوا الزكوة واركعوا مع التراكعين.

ابتداء کے رسائل میں مصنف مظلّم العالی نے اس رسالے کی غرض و غایت بان الفاظ میں پیش فرمائی ہے۔ اسلام کی بنیاد: پانچ چیزوں پر رکھی گئی ہے۔ توحید و رسالت کا اقرار، نماز، روزہ، حج اور زکوٰۃ۔ ان میں سے کسی ایک کا انکار سراسر کفر ہے اور اقرار کے بعد عمل میں سستی کرنا منق و فجور کہلاتا ہے۔ چنانچہ اس چھوٹے سے رسالے میں زکوٰۃ کے متعلق احکام اور زکوٰۃ ادا نہ کرنے والوں کے لیے شرعی سزائیں نقل کی گئی ہیں۔ بعد ازاں زکوٰۃ میں مسلمانوں کے لیے اخلاقی، اقتصادی، معاشرتی اور سیاسی فوائد جو مضمر ہیں، وہ معروض ہوں گے ۹

نکولہ کی ادائیگی فرمان شاہنشاہی ہے۔ مولانا رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی احادیث پیش فرماتے ہیں:

عن ابن عباس أن النبي صلى الله عليه وسلم كُتِبَ مَعَادُ إِلَى  
السَّمَاءِ فَقَالَ أَتُحْمَرُ عَلَى شَهَادَةِ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَأَنَّ رَسُولَ اللَّهِ  
فَإِنْ هُوَ طَاعُوا لِذَاكَ فَاعْلَمْ أَنَّهُ اللَّهُ اقْرَأْ عَلَيْهِ هُوَ  
صَلَاةٌ فِي كُلِّ يَوْمٍ وَكَيْفَ فَإِنْ هُوَ طَاعُوا لِذَاكَ فَاعْلَمْ  
إِنَّ اللَّهَ كَتَبَ عَلَيْهِ صَدَقَةٌ فِي أَمْرِ الْجَهَنَّمَ وَتُؤَدَّى مِنْ غَنَائِهِ هُوَ  
وَقَدْ فِي فِخْرِ أَمْرِهِمْ وَكَتَبَ عَلَيْهِ كِتَابُ الْكَرَامَةِ وَفِي فَضْلِ أَمْرِ الْغَنِيِّ قَابِ عَالَمٍ بِرَسُولِ الْإِسْلَامِ  
(الحاشية على كتاب باب حبيب الأكرمة)

وَالَّذِينَ يَكْتُمُونَ الذَّهَبَ وَالْفِضَّةَ وَلَا يَشَاءُونَ نَهَايَ سَبِيلَ اللَّهِ لِنَفْسِهِمْ يَقُولُ يُدْخِلْهُمْ فِي آيَاتِهِ إِنَّهُمْ كَانُوا فِيهَا يَجْتَمِعُونَ فَكَلِمًا مِمَّا يَأْتِيهِمْ وَمَعَهُمْ بُرْهَانٌ مِنْ رَبِّهِمْ هَذَا مَا كُنْتُمْ تُقَالُونَ فَكَلِمًا مِمَّا يَأْتِيهِمْ وَمَعَهُمْ بُرْهَانٌ مِنْ رَبِّهِمْ (سورة توبه ٣٤ آيت ٣٥)

سولے پانچ سو کے زکوٰۃ کے قسطنطینی حکام کی جانب نقل کیا جاتا ہے۔ اونٹ، گائے اور بکری گھوڑے، گدے، چغڑ، معدن، وفتہ اور زمین کی پیداوار کا علی و علیہ نصاب دیا گیا جاتا ہے۔ پھر مصارف زکوٰۃ کو قصی قرآنی سے پیش فرماتے ہیں۔ بعد ازاں فقہ زکوٰۃ کی دفعات کا ایک اصول مسلک پر جاتا ہے جو کہ حسبِ ذیل ہے۔

وَقُولُوا - زکوٰۃ دینے والے کے اخلاق کی اصلاح، روح کی تزکیہ یہ سب کا انسان اپنے کاغذ پر پینے کی کمانی جو ہر لحاظ سے اس کی جان کا عرق ہے مضامرومی کے لیے قربان کو سکے یہ ثبوت دیتا ہے کہ اس میرے مولانا کو تجھے اس محبوب مال سے بھی زیادہ محبوب ہے۔ اس جذبہ مساوات کا پیدا ہونا تمام اخلاق کا عکس بنیاد ہے۔ زکوٰۃ اور کرنامے میں دل کو بھل کی پیروی سے پاک کرنا مقصود ہوتا ہے۔ جس طرح ناپاک کپڑا یا بدن باقی کے سوا پاک نہیں ہوتا اور پاک کفنہ بکنے ناز نہیں ہوتا کی ساری طرح جب بھل کی پیروی سے دل پاک رہ جو تیار گارہ افنی من مقبول نہیں ہو سکتا گویا زکوٰۃ اور صفات کے پانی سے بھل کی پیروی کو دل سے دھوا جاتا ہے۔ لہذا زکوٰۃ اور صفات دینے والا تمام بد اخلاقوں سے محفوظ رہے گا۔ لیکر اخلاق کا عکس کا علم اور مرقم کا۔

وَفُورٌ وَمِنْ حَدِيثِ قَدْسِي فِي ارشادِ سُبْحَةِ كَرَامَتِهَا عَلَیْهَا سَلَامٌ: يَا ابْنَ آدَمَ اتَّقِ  
الْبَغْيَ عَلَيْكَ -

و فرسوم :- زکوٰۃ دینے والوں پر انترت کی رحمت ۔ وَفَرَسُومُ لَقَدْ فَرَسَتْ لِقَاءَهُمْ فِي مَسْجِدِهِ ۔  
 و فرجہ چارم :- زکوٰۃ لینے والوں کی اخلاقی اصلاح :- اگر امام باقاعدہ متحققین پر زکوٰۃ  
 تقسیم کرے تو انشاء اللہ تعالیٰ بہت سے لوگ چار و چارویں اور بے گامی کے باعث ہر  
 طے کے داخلہ و جوی ذمہ ترخہ سے کراویں کوڑنا کر گزرتے ہیں ۔ بلز انھیں ۔

دفعہ پنجم :- زکوٰۃ لینے والوں کی معاشرتی اصلاح، زکوٰۃ لینے کے بعد والدین کی خدمت کر سکے گا۔ بیوی بچوں کی ضروریات پوری کرے گا اور وہ اس سے راضی ہوں گے۔

۵۔ رسالہ فلسفۂ زکوٰۃ صفحہ ۲۱۰۳ مصنف مولانا احمد علی مرحوم۔

کے لیے آتے ہیں۔ یہ غولی زکوٰۃ کو ایک مرکز پر جمع کرنے کے باعث پیدا ہو گئی ہے۔  
آخری عرصہ اخلاقی و روحانی اصلاح کے لیے غولی زکوٰۃ اور ان کے باعث اندرون ملک بیوک  
اور نکلنے والی خبر جو جانے تو سرحدوں اسلامی پر بھی استحکامات کر دیے جائیں۔ تاکہ دشمن کو  
اٹھا کر بھی دیکھنے کی جرأت نہ کرے اور مسلمانوں کے لیے وہ دن کتنے مبارک ہوگا کہ تسلط غدار  
سے آزاد ہو سکے۔ خدائے قدوس کے اوکسی کے خلاف نہیں ہوں گے۔ اسلام آزاد و آزاد  
آزاد و ایمان آزاد اور مسلمان آزاد ہوگا۔ وَمَا عَلَيْنَا اِلاَّ الْبَلَاغُ وَعَلَى اللّٰهِ خُشُوعًا  
اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِينَ۔

اس رسالہ پر آٹھ جید علماء کرام کی تھریٹ موجود ہیں۔

### رسالہ فلسفہ عید قربان

لَقَدْ يَنْشَأُ لَللّٰهِ لَعْنُ مَعْصَا لَا دَعَا لِيْكَ يٰ لَيْكُنْ يٰ نَبَا لَكَ اَلَسْتَوْى بِعَسْكَرِهِ  
مولانا اس رسالے کی ابتداء ایک حقیقتہ الحقائق کے اعلان سے کرتے ہیں اور وہ یہ  
ہے۔ دنیا میں ہر عقل مند نفع پر کو پسند کرتا ہے۔ جب یہ ایک ایسی چیز کا معمول ہے  
جس کی عقل محدود ہے، فہم نارسا ہے۔ انکشاف حالات مستقبل سے عاجز ہو سکتی  
ہے۔ جس کے فیصلے محض نفس و غمیز پر ہیں تو یوں اس عالم الغیب و الشاہدہ، قاطع و مطلق  
فعال ملایمہ کا یہ دستور العمل نہیں ہونا چاہیے۔ وہ تو مکمل علی الاطلاق ہے۔ اس کا  
کوئی کام اور کوئی حکم حکمت سے خالی نہیں ہو سکتا۔

مولانا مذکورہ بالا مقدمہ سے تیجہ اخذ کرتے ہیں: "علمائے کی تحصیل کے لیے  
حکمت و مصلحت کا سمجھنا ضروری قارئین رہا گیا۔ مگر ایمان یا غیب پر اتنا لگا گیا ہے  
قولہ تعالیٰ: ذَلِكَ الْكِتَابُ لَا رَيْبَ فِيْهِ هُدًى لِّلْمُتَّقِيْنَ ۝ الَّذِيْنَ  
لَهُ۔ فَلَهُ زَكَاةٌ مِّنْهُ يَصْطَفِيْ مَوْلَا اِصْحٰقِ۔

مے۔ رسالہ فلسفہ عید قربان ص ۱۱ مصنف مولانا اصغر علی مرحوم۔

مے۔ رسالہ فلسفہ عید قربان ص ۱۱

و فہم ششم: زکوٰۃ لینے والے کی اقتصادی اصلاح، تمام معاشرے میں چند سال کے بعد  
غریب، امرا بن جائیں گے۔

و فہم ہفتم: زکوٰۃ کا سیاسی فائدہ۔ مجاہدین اسلام کی حرارت ایمانی، حیثیت اسلامی اور  
سرفروشی کا حقیقی ہی اسلام کی عزت کا محافظ اور اس کے وقار کا پاسبان ہے مسلمانوں  
کی زکوٰۃ کا بیت المل جب مجاہدین کی روٹی، کپڑے اور باقی ضروریات زندگی کا کنیل ہوگا  
تو آپ دیکھیں گے کہ مجاہدین اسلام کے جھنڈے کے جھنڈے ہندوں کی طرح قطاریں باندھ کر  
میدان جہاد میں اتر کر آئیں گے۔ اور ہر سے خدا تعالیٰ اس توجہ پرست محافظ اسلام رفیع  
کی پشت پناہی کے لیے زمین و آسمان کی تمام قوتوں کو مدد کے لیے میدان میں لا آتاریں  
گے تو مجاہدین کی فتح اور کفار کی شکست لازمی چیز ہوگی۔ لَوْ كُنَّا نَعْلَمُكَ الَّذِيْنَ كَفَرْنَا  
قَوْتِ الْاَذَىٰ بَارَكْتَ لَا يَجِدُوْنَ وَيَبْثُقُوْنَ لَوْ لَيْسَ بِاِ (۲۰۲۳۸)

بعد ازاں دعوت الی السنۃ کے عنوان کے تحت اس الفاظ رقم کرتے ہیں:

”رسول اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مبارک عہد میں زکوٰۃ کے لیے بیت المال تھا۔  
اب بحیثیت مجموعی مسلمانوں کو کسی ایک مرکز سے وابستگی نہیں ہے۔ ہم  
اپنے بیت المال متعلقہ دواغذائے خزانہ داران و فوجی خدام الدین کا تعارف کر سکتے ہیں۔

اس میں کم و بیش زکوٰۃ جمع ہوتی ہے اور اس مدد سے سارا مال تقابلی بیوگان  
اور مساکین وغیرہ کی ضروریات پر تقسیم ہوتا رہتا ہے اور اسی رقم میں سے کھانے، طلبہ  
علوم کو بھی کھانا، مسلمان نوشت و خواہ اور ان کی ہوا آتش کا بھی انتظام کیا جاتا ہے۔ جو  
فصلت صوبہ بہت بند و مشلا چاہا، یونی، بیگمال، امداد، ہمد، آسام، سندھ، سرحد  
وغیرہ، اور با سست ہائے مند و مہاد، یور، تیر پور، سندھ، احمد آباد، وکن، اور  
بیرون ہند مثل افغانستان، چین، بنگالہ، ایران وغیرہ سے محض فقیر قربان حکیم چھٹے

لہ۔ مہارت زکوٰۃ: اَلَمْ اَلْهَدَاكَ اَلْبَقْعَ اَوَّلَ اَلْمَسْجِدِ اَلْمُبَارَكِ عَلَيْنَا وَ اَلْمَوْكِنَۃَ  
فَلَقَدْ هَمَمْتُ فِيْ اَلْوَقَاتِ اَوَّلَ اَلْمَسْجِدِ اَلْمُبَارَكِ عَلَيْنَا وَ اَلْمَوْكِنَۃَ اَللّٰهُ اَمِنَ اَلْمَسْجِدِ اَلْمُبَارَكِ  
قَرِيْبَةُ مِّنَ اَللّٰهِ اَللّٰهُ عَلَيْنَا وَ اَلْمَوْكِنَۃَ (سورہ نور ۲۹ بیت ۱۰)

يُؤْتِيكَ بِالْعَلِيِّ ۖ (۱۰۶) پھر فرماتے ہیں کہ وہ اپنے خاص بندوں کو نعمت نکلتے سے بھی سرفراز فرماتا ہے۔

وَقَدْ يُؤْتِيكَ الْكَلِمَةَ فَتَكُنَ أَقْنَىٰ تَحْتَ الْعَرْشِ مِثْلَ نَبِيٍّ (۱۰۷) ۲۶۹

مولانا فرماتے ہیں کہ نسل انسانی کی ابتداء سے قربانی کا عمل ایک سبب جاری و ساری ہے۔ پھر سیدنا ابراہیم علیہ السلام اور حضرت اسماعیل علیہ السلام کی قربانی کا ذکر فرماتے ہیں

لَهُ - ذَاتِ عَلَيْهِ سَبْعٌ مِثْلَ آيَتِي الْكَوْبِ بِالْعَلِيِّ ۖ (۱۰۸) اَلَمْ (۲۷۰، ۵)

لے اور سب سے آخری رحیم حقیقت اسلامی کی آغوش گامی آزمائش کا وقت آیا تو وہ اسلام ہی تھا، جس نے ابراہیم کے ہاتھ میں چھری دی تاکہ فرزند عزیز کو ذبح کر کے کھائی دے تاکہ قربانی کرے اور وہ اسلام ہی تھا جس نے اسماعیل کی گردن جھکا دی تاکہ جان عزیز کو اس کی رگیں قربان کر دے۔

جیکساں نے پوجا۔ یا یحییٰ! فی ارضی فی المنام املی المجلت فافطر مبادی ارضی۔ قرین وجود ابراہیمی کی نہیں بلکہ اسلام ہی کی صداقتی اور پھر حبیب اس کے جواب میں اسماعیل نے کہا: یا یحییٰ ائفعل مبادی مزم مستحسب فی ابن مشائخ اللہ من العنابرین۔ قرین بھی اسماعیل کی نہیں بلکہ اسلام ہی کی صداقتی ہے۔

فافل مرد کو تادیر بیت الحرام مشق۔ صد منزل است منزل اول قیامت است

دجہار اور اسلام ص ۱۵۲۔ مولانا ابوالکلام آزاد

دوسری جگہ: یہ دعائیں ان زبانوں سے نکل رہی تھیں، جن میں ایک راوی میں ہے اپنے جذبات اور آرزو کی قربانی کر چکا تھا اور دوسرا اپنے جان و نفس کی۔ دونوں نے اپنی محبوب ترین متاعوں کو قربانی میں ڈھیر کیا تاکہ لے فرزند کو اور دوسرے نے اپنی جان عزیز کو۔ دونوں بانی فی سبیل اللہ تھے اور اس وقت دونوں غم تھے۔ خدا نے ان دونوں کی دعاؤں کو اس طرح قبول کیا کہ دنیا کے پانچ تہذیبوں کے حور و انصاف بات بھی ان کی قبر پر نہایت کی صداقت کو دیکھ کر دنگ ہو گئے۔ وہ چند چھوٹی سے چینی ہوئی چار دیواری جس کے چاروں طرف انسانی مٹی کی گولہ کی علامت تھی۔ گولوں کی شانوں کی پریش گاہ اور قبلہ وجود بنی اور خدا کے جلال اور قد و سبب نے تمام عالم میں صرف اس کی چھت کو اپنا لٹین بنایا۔

دوسرا ابراہیمی ص ۱۵۲۔ مولانا ابوالکلام آزاد

اور اس کے نتائج پر یوں کو برکات بخشی کرتے ہیں۔

۱۔ جب حصولِ رضا راہی کے لیے پیشِ ذبح کرنے کو تیار ہو گئے تو اپنی جان قربان کرنے میں انہیں بطریقِ اولیٰ کوئی دریغ نہیں تھا۔

۲۔ جب جان اور جان قربان کرنے کے لیے تیار تھے تو مال کی قربانی کا کیا ضرر محسوس ہوا؟

۳۔ جب ان کے اہل جان، اولاد اور مالِ رضا راہی کے محتاج تھے میں کوئی چیز نہ تھا۔ تو وہاں شہتِ وطنِ محبت، اہلِ ملک کا کب متا بکر کسکتی تھی؟

۴۔ جب اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل کرنے میں جان اور اولاد کی پرواہ نہیں کرتے تو غلو و اقربا کے تعلقات انہیں دروازہ الہی سے کب جٹا سکتے ہیں۔

۵۔ جب جان، اولاد اور غلو و اقربا اس درخیمِ رضا راہی، پران کے قربان ہو چکے ہیں تو شہتِ بغیرِ عبادتِ دنیا انہیں کب یا دانی سے غافل کر سکتی ہے؟

۶۔ جب رضا الہی انہیں جان اور اولاد سے لیا وہ غریزہ تو کوئی تجارت و زلفیت یا صنعت و حرفت ان کا دل کب لہجہا سکتی ہے۔

سید المرسلین علیہ الصلوٰۃ والسلام دراصل ملتِ ابراہیمی کے مجدد ہیں۔ آپ نے بھی اپنی امت کو حصولِ رضا راہی کی خاطر قربانی کی یاد تازہ کرائی۔ تاکہ ملتِ محمدیہ کے ہر فرد سے ابراہیمی خوشبو آئے اور ہر لڑکے کو فائدہ ایمان ابراہیمی نور سے شاہ پہون

مولانا فرماتے ہیں، اگر مسلمانوں کا فرض ہے کہ قربانی کرتے وقت جذباتِ ابراہیمی کا خیال رکھیں۔ دل کے نشی پائیکرہ جذبات کا نام تقویٰ ہے۔

لے۔ رسالہ تصوف عید قربان مسند مولانا احمد علی رحیم و منظور۔

لے۔ وَتَجَاهِدُوا فِي اللَّهِ حَقَّ جِهَادِهِ ۚ هُوَ اجْتَبَاكُمْ فَمَا جَعَلَ عَلَيْكُمْ فِي الدِّينِ مِنْ حَرَجٍ ۚ وَبَلَغْتُمُ الْجِلْدَ وَهَلْ سَخِطُوكُمُ الْاِسْلَامَ مِنِّي ۚ (سورہ ۲۲ آیت ۷۸)

لے۔ قربانی کا تقویتِ واضح کی گئی اور بتایا گیا کہ دھرتی ایشیائے رض و غفوتِ جان و روح کے لٹا کا ایک طریقہ ہے اس کا گشت اور غنِ خدا کس نہیں پہنچتا۔ کاس کے چھاپے سے دیواروں و رنگین کیا جاتے۔ خدا اور صرف خاص نیتوں اور پاک رصافِ دلوں کو دیکھتا ہے۔ (جاری۔ اگلا صفحہ)



ابتداء میں ارشاد فرماتے ہیں، اگر کائنات عالم پر غور کر کے دیکھا جائے تو سرچرخی کی ایک نئی وضاحت نظر آتی ہے۔ انسان کی پیدائش کی بھی ایک مصلحت اور حکمت ہے۔ جو اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں بیان فرمائی ہے۔ وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْإِنْسَ إِلَّا لِعِبَادِي۔ اے انسان! کا حق و حق شرافت و عزت اور دیانت و نیابت اسی حکمت اور مصلحت پر پرکھی جائے گی۔ اگر قرآن میں عبودیت کو رکھنے میں تیرگام ہے۔ سرکشت اور جویشیار ہے تو من، شریف اور دیانتدار کہلاتے گا۔ ورنہ ان کے معاملات اللہ تعالیٰ کا مصداق بن جائے گا۔

اب رسالہ کی تصنیف کی غرض وضاحت بیان کرتے ہیں۔

”اللہ تعالیٰ کے جلالی اور جلالی اسماء حسنی کی فرست اسے سنادی جاتی ہے تاکہ ندرائے قدوس و وحد لا شریک لہ کو صحیح طور پر پہچانے۔“

جہاں تک اسماء اقدس الحسنی کے تعبد و تعلق کا تعلق ہے۔ آپ فرماتے ہیں کہ ”مولا“ حضرت امام غزالی کی کتاب ”المقصد الماسنی فی شرح اسماء اللہ الحسنی اور قدوة العلماء مولا عبدالحق محدث دہلوی کی شرح مشکوٰۃ شریف سے پورا پورا استفادہ کیا گیا ہے۔ آگے بڑھتے ہیں ”سب سے پہلے اسماء اقدس الحسنی کی شرح کی گئی ہے۔ بعد ازاں بتایا گیا ہے کہ اگر انسان ان اسماء کا نظریہ بنانا چاہے تو کس طرح اپنے آپ کو ان خصوصیات سے متعلق بنائے اور اگر اپنے ملک عند امتہ و جبلتہ کی اس صفت کے سامنے حق عبودیت اور کون چاہے تو کس طرح اور کرے۔“

۱۔ رسالہ شرح اسماء اللہ الحسنی و مصنف حضرت مولا احمد علی مرحوم

۲۔ ۳۔ ۴۔ ۵۔ ۶۔ ۷۔ ۸۔ ۹۔ ۱۰۔ ۱۱۔ ۱۲۔ ۱۳۔ ۱۴۔ ۱۵۔ ۱۶۔ ۱۷۔ ۱۸۔ ۱۹۔ ۲۰۔ ۲۱۔ ۲۲۔ ۲۳۔ ۲۴۔ ۲۵۔ ۲۶۔ ۲۷۔ ۲۸۔ ۲۹۔ ۳۰۔ ۳۱۔ ۳۲۔ ۳۳۔ ۳۴۔ ۳۵۔ ۳۶۔ ۳۷۔ ۳۸۔ ۳۹۔ ۴۰۔ ۴۱۔ ۴۲۔ ۴۳۔ ۴۴۔ ۴۵۔ ۴۶۔ ۴۷۔ ۴۸۔ ۴۹۔ ۵۰۔ ۵۱۔ ۵۲۔ ۵۳۔ ۵۴۔ ۵۵۔ ۵۶۔ ۵۷۔ ۵۸۔ ۵۹۔ ۶۰۔ ۶۱۔ ۶۲۔ ۶۳۔ ۶۴۔ ۶۵۔ ۶۶۔ ۶۷۔ ۶۸۔ ۶۹۔ ۷۰۔ ۷۱۔ ۷۲۔ ۷۳۔ ۷۴۔ ۷۵۔ ۷۶۔ ۷۷۔ ۷۸۔ ۷۹۔ ۸۰۔ ۸۱۔ ۸۲۔ ۸۳۔ ۸۴۔ ۸۵۔ ۸۶۔ ۸۷۔ ۸۸۔ ۸۹۔ ۹۰۔ ۹۱۔ ۹۲۔ ۹۳۔ ۹۴۔ ۹۵۔ ۹۶۔ ۹۷۔ ۹۸۔ ۹۹۔ ۱۰۰۔ ۱۰۱۔ ۱۰۲۔ ۱۰۳۔ ۱۰۴۔ ۱۰۵۔ ۱۰۶۔ ۱۰۷۔ ۱۰۸۔ ۱۰۹۔ ۱۱۰۔ ۱۱۱۔ ۱۱۲۔ ۱۱۳۔ ۱۱۴۔ ۱۱۵۔ ۱۱۶۔ ۱۱۷۔ ۱۱۸۔ ۱۱۹۔ ۱۲۰۔ ۱۲۱۔ ۱۲۲۔ ۱۲۳۔ ۱۲۴۔ ۱۲۵۔ ۱۲۶۔ ۱۲۷۔ ۱۲۸۔ ۱۲۹۔ ۱۳۰۔ ۱۳۱۔ ۱۳۲۔ ۱۳۳۔ ۱۳۴۔ ۱۳۵۔ ۱۳۶۔ ۱۳۷۔ ۱۳۸۔ ۱۳۹۔ ۱۴۰۔ ۱۴۱۔ ۱۴۲۔ ۱۴۳۔ ۱۴۴۔ ۱۴۵۔ ۱۴۶۔ ۱۴۷۔ ۱۴۸۔ ۱۴۹۔ ۱۵۰۔ ۱۵۱۔ ۱۵۲۔ ۱۵۳۔ ۱۵۴۔ ۱۵۵۔ ۱۵۶۔ ۱۵۷۔ ۱۵۸۔ ۱۵۹۔ ۱۶۰۔ ۱۶۱۔ ۱۶۲۔ ۱۶۳۔ ۱۶۴۔ ۱۶۵۔ ۱۶۶۔ ۱۶۷۔ ۱۶۸۔ ۱۶۹۔ ۱۷۰۔ ۱۷۱۔ ۱۷۲۔ ۱۷۳۔ ۱۷۴۔ ۱۷۵۔ ۱۷۶۔ ۱۷۷۔ ۱۷۸۔ ۱۷۹۔ ۱۸۰۔ ۱۸۱۔ ۱۸۲۔ ۱۸۳۔ ۱۸۴۔ ۱۸۵۔ ۱۸۶۔ ۱۸۷۔ ۱۸۸۔ ۱۸۹۔ ۱۹۰۔ ۱۹۱۔ ۱۹۲۔ ۱۹۳۔ ۱۹۴۔ ۱۹۵۔ ۱۹۶۔ ۱۹۷۔ ۱۹۸۔ ۱۹۹۔ ۲۰۰۔ ۲۰۱۔ ۲۰۲۔ ۲۰۳۔ ۲۰۴۔ ۲۰۵۔ ۲۰۶۔ ۲۰۷۔ ۲۰۸۔ ۲۰۹۔ ۲۱۰۔ ۲۱۱۔ ۲۱۲۔ ۲۱۳۔ ۲۱۴۔ ۲۱۵۔ ۲۱۶۔ ۲۱۷۔ ۲۱۸۔ ۲۱۹۔ ۲۲۰۔ ۲۲۱۔ ۲۲۲۔ ۲۲۳۔ ۲۲۴۔ ۲۲۵۔ ۲۲۶۔ ۲۲۷۔ ۲۲۸۔ ۲۲۹۔ ۲۳۰۔ ۲۳۱۔ ۲۳۲۔ ۲۳۳۔ ۲۳۴۔ ۲۳۵۔ ۲۳۶۔ ۲۳۷۔ ۲۳۸۔ ۲۳۹۔ ۲۴۰۔ ۲۴۱۔ ۲۴۲۔ ۲۴۳۔ ۲۴۴۔ ۲۴۵۔ ۲۴۶۔ ۲۴۷۔ ۲۴۸۔ ۲۴۹۔ ۲۵۰۔ ۲۵۱۔ ۲۵۲۔ ۲۵۳۔ ۲۵۴۔ ۲۵۵۔ ۲۵۶۔ ۲۵۷۔ ۲۵۸۔ ۲۵۹۔ ۲۶۰۔ ۲۶۱۔ ۲۶۲۔ ۲۶۳۔ ۲۶۴۔ ۲۶۵۔ ۲۶۶۔ ۲۶۷۔ ۲۶۸۔ ۲۶۹۔ ۲۷۰۔ ۲۷۱۔ ۲۷۲۔ ۲۷۳۔ ۲۷۴۔ ۲۷۵۔ ۲۷۶۔ ۲۷۷۔ ۲۷۸۔ ۲۷۹۔ ۲۸۰۔ ۲۸۱۔ ۲۸۲۔ ۲۸۳۔ ۲۸۴۔ ۲۸۵۔ ۲۸۶۔ ۲۸۷۔ ۲۸۸۔ ۲۸۹۔ ۲۹۰۔ ۲۹۱۔ ۲۹۲۔ ۲۹۳۔ ۲۹۴۔ ۲۹۵۔ ۲۹۶۔ ۲۹۷۔ ۲۹۸۔ ۲۹۹۔ ۳۰۰۔ ۳۰۱۔ ۳۰۲۔ ۳۰۳۔ ۳۰۴۔ ۳۰۵۔ ۳۰۶۔ ۳۰۷۔ ۳۰۸۔ ۳۰۹۔ ۳۱۰۔ ۳۱۱۔ ۳۱۲۔ ۳۱۳۔ ۳۱۴۔ ۳۱۵۔ ۳۱۶۔ ۳۱۷۔ ۳۱۸۔ ۳۱۹۔ ۳۲۰۔ ۳۲۱۔ ۳۲۲۔ ۳۲۳۔ ۳۲۴۔ ۳۲۵۔ ۳۲۶۔ ۳۲۷۔ ۳۲۸۔ ۳۲۹۔ ۳۳۰۔ ۳۳۱۔ ۳۳۲۔ ۳۳۳۔ ۳۳۴۔ ۳۳۵۔ ۳۳۶۔ ۳۳۷۔ ۳۳۸۔ ۳۳۹۔ ۳۴۰۔ ۳۴۱۔ ۳۴۲۔ ۳۴۳۔ ۳۴۴۔ ۳۴۵۔ ۳۴۶۔ ۳۴۷۔ ۳۴۸۔ ۳۴۹۔ ۳۵۰۔ ۳۵۱۔ ۳۵۲۔ ۳۵۳۔ ۳۵۴۔ ۳۵۵۔ ۳۵۶۔ ۳۵۷۔ ۳۵۸۔ ۳۵۹۔ ۳۶۰۔ ۳۶۱۔ ۳۶۲۔ ۳۶۳۔ ۳۶۴۔ ۳۶۵۔ ۳۶۶۔ ۳۶۷۔ ۳۶۸۔ ۳۶۹۔ ۳۷۰۔ ۳۷۱۔ ۳۷۲۔ ۳۷۳۔ ۳۷۴۔ ۳۷۵۔ ۳۷۶۔ ۳۷۷۔ ۳۷۸۔ ۳۷۹۔ ۳۸۰۔ ۳۸۱۔ ۳۸۲۔ ۳۸۳۔ ۳۸۴۔ ۳۸۵۔ ۳۸۶۔ ۳۸۷۔ ۳۸۸۔ ۳۸۹۔ ۳۹۰۔ ۳۹۱۔ ۳۹۲۔ ۳۹۳۔ ۳۹۴۔ ۳۹۵۔ ۳۹۶۔ ۳۹۷۔ ۳۹۸۔ ۳۹۹۔ ۴۰۰۔ ۴۰۱۔ ۴۰۲۔ ۴۰۳۔ ۴۰۴۔ ۴۰۵۔ ۴۰۶۔ ۴۰۷۔ ۴۰۸۔ ۴۰۹۔ ۴۱۰۔ ۴۱۱۔ ۴۱۲۔ ۴۱۳۔ ۴۱۴۔ ۴۱۵۔ ۴۱۶۔ ۴۱۷۔ ۴۱۸۔ ۴۱۹۔ ۴۲۰۔ ۴۲۱۔ ۴۲۲۔ ۴۲۳۔ ۴۲۴۔ ۴۲۵۔ ۴۲۶۔ ۴۲۷۔ ۴۲۸۔ ۴۲۹۔ ۴۳۰۔ ۴۳۱۔ ۴۳۲۔ ۴۳۳۔ ۴۳۴۔ ۴۳۵۔ ۴۳۶۔ ۴۳۷۔ ۴۳۸۔ ۴۳۹۔ ۴۴۰۔ ۴۴۱۔ ۴۴۲۔ ۴۴۳۔ ۴۴۴۔ ۴۴۵۔ ۴۴۶۔ ۴۴۷۔ ۴۴۸۔ ۴۴۹۔ ۴۵۰۔ ۴۵۱۔ ۴۵۲۔ ۴۵۳۔ ۴۵۴۔ ۴۵۵۔ ۴۵۶۔ ۴۵۷۔ ۴۵۸۔ ۴۵۹۔ ۴۶۰۔ ۴۶۱۔ ۴۶۲۔ ۴۶۳۔ ۴۶۴۔ ۴۶۵۔ ۴۶۶۔ ۴۶۷۔ ۴۶۸۔ ۴۶۹۔ ۴۷۰۔ ۴۷۱۔ ۴۷۲۔ ۴۷۳۔ ۴۷۴۔ ۴۷۵۔ ۴۷۶۔ ۴۷۷۔ ۴۷۸۔ ۴۷۹۔ ۴۸۰۔ ۴۸۱۔ ۴۸۲۔ ۴۸۳۔ ۴۸۴۔ ۴۸۵۔ ۴۸۶۔ ۴۸۷۔ ۴۸۸۔ ۴۸۹۔ ۴۹۰۔ ۴۹۱۔ ۴۹۲۔ ۴۹۳۔ ۴۹۴۔ ۴۹۵۔ ۴۹۶۔ ۴۹۷۔ ۴۹۸۔ ۴۹۹۔ ۵۰۰۔ ۵۰۱۔ ۵۰۲۔ ۵۰۳۔ ۵۰۴۔ ۵۰۵۔ ۵۰۶۔ ۵۰۷۔ ۵۰۸۔ ۵۰۹۔ ۵۱۰۔ ۵۱۱۔ ۵۱۲۔ ۵۱۳۔ ۵۱۴۔ ۵۱۵۔ ۵۱۶۔ ۵۱۷۔ ۵۱۸۔ ۵۱۹۔ ۵۲۰۔ ۵۲۱۔ ۵۲۲۔ ۵۲۳۔ ۵۲۴۔ ۵۲۵۔ ۵۲۶۔ ۵۲۷۔ ۵۲۸۔ ۵۲۹۔ ۵۳۰۔ ۵۳۱۔ ۵۳۲۔ ۵۳۳۔ ۵۳۴۔ ۵۳۵۔ ۵۳۶۔ ۵۳۷۔ ۵۳۸۔ ۵۳۹۔ ۵۴۰۔ ۵۴۱۔ ۵۴۲۔ ۵۴۳۔ ۵۴۴۔ ۵۴۵۔ ۵۴۶۔ ۵۴۷۔ ۵۴۸۔ ۵۴۹۔ ۵۵۰۔ ۵۵۱۔ ۵۵۲۔ ۵۵۳۔ ۵۵۴۔ ۵۵۵۔ ۵۵۶۔ ۵۵۷۔ ۵۵۸۔ ۵۵۹۔ ۵۶۰۔ ۵۶۱۔ ۵۶۲۔ ۵۶۳۔ ۵۶۴۔ ۵۶۵۔ ۵۶۶۔ ۵۶۷۔ ۵۶۸۔ ۵۶۹۔ ۵۷۰۔ ۵۷۱۔ ۵۷۲۔ ۵۷۳۔ ۵۷۴۔ ۵۷۵۔ ۵۷۶۔ ۵۷۷۔ ۵۷۸۔ ۵۷۹۔ ۵۸۰۔ ۵۸۱۔ ۵۸۲۔ ۵۸۳۔ ۵۸۴۔ ۵۸۵۔ ۵۸۶۔ ۵۸۷۔ ۵۸۸۔ ۵۸۹۔ ۵۹۰۔ ۵۹۱۔ ۵۹۲۔ ۵۹۳۔ ۵۹۴۔ ۵۹۵۔ ۵۹۶۔ ۵۹۷۔ ۵۹۸۔ ۵۹۹۔ ۶۰۰۔ ۶۰۱۔ ۶۰۲۔ ۶۰۳۔ ۶۰۴۔ ۶۰۵۔ ۶۰۶۔ ۶۰۷۔ ۶۰۸۔ ۶۰۹۔ ۶۱۰۔ ۶۱۱۔ ۶۱۲۔ ۶۱۳۔ ۶۱۴۔ ۶۱۵۔ ۶۱۶۔ ۶۱۷۔ ۶۱۸۔ ۶۱۹۔ ۶۲۰۔ ۶۲۱۔ ۶۲۲۔ ۶۲۳۔ ۶۲۴۔ ۶۲۵۔ ۶۲۶۔ ۶۲۷۔ ۶۲۸۔ ۶۲۹۔ ۶۳۰۔ ۶۳۱۔ ۶۳۲۔ ۶۳۳۔ ۶۳۴۔ ۶۳۵۔ ۶۳۶۔ ۶۳۷۔ ۶۳۸۔ ۶۳۹۔ ۶۴۰۔ ۶۴۱۔ ۶۴۲۔ ۶۴۳۔ ۶۴۴۔ ۶۴۵۔ ۶۴۶۔ ۶۴۷۔ ۶۴۸۔ ۶۴۹۔ ۶۵۰۔ ۶۵۱۔ ۶۵۲۔ ۶۵۳۔ ۶۵۴۔ ۶۵۵۔ ۶۵۶۔ ۶۵۷۔ ۶۵۸۔ ۶۵۹۔ ۶۶۰۔ ۶۶۱۔ ۶۶۲۔ ۶۶۳۔ ۶۶۴۔ ۶۶۵۔ ۶۶۶۔ ۶۶۷۔ ۶۶۸۔ ۶۶۹۔ ۶۷۰۔ ۶۷۱۔ ۶۷۲۔ ۶۷۳۔ ۶۷۴۔ ۶۷۵۔ ۶۷۶۔ ۶۷۷۔ ۶۷۸۔ ۶۷۹۔ ۶۸۰۔ ۶۸۱۔ ۶۸۲۔ ۶۸۳۔ ۶۸۴۔ ۶۸۵۔ ۶۸۶۔ ۶۸۷۔ ۶۸۸۔ ۶۸۹۔ ۶۹۰۔ ۶۹۱۔ ۶۹۲۔ ۶۹۳۔ ۶۹۴۔ ۶۹۵۔ ۶۹۶۔ ۶۹۷۔ ۶۹۸۔ ۶۹۹۔ ۷۰۰۔ ۷۰۱۔ ۷۰۲۔ ۷۰۳۔ ۷۰۴۔ ۷۰۵۔ ۷۰۶۔ ۷۰۷۔ ۷۰۸۔ ۷۰۹۔ ۷۱۰۔ ۷۱۱۔ ۷۱۲۔ ۷۱۳۔ ۷۱۴۔ ۷۱۵۔ ۷۱۶۔ ۷۱۷۔ ۷۱۸۔ ۷۱۹۔ ۷۲۰۔ ۷۲۱۔ ۷۲۲۔ ۷۲۳۔ ۷۲۴۔ ۷۲۵۔ ۷۲۶۔ ۷۲۷۔ ۷۲۸۔ ۷۲۹۔ ۷۳۰۔ ۷۳۱۔ ۷۳۲۔ ۷۳۳۔ ۷۳۴۔ ۷۳۵۔ ۷۳۶۔ ۷۳۷۔ ۷۳۸۔ ۷۳۹۔ ۷۴۰۔ ۷۴۱۔ ۷۴۲۔ ۷۴۳۔ ۷۴۴۔ ۷۴۵۔ ۷۴۶۔ ۷۴۷۔ ۷۴۸۔ ۷۴۹۔ ۷۵۰۔ ۷۵۱۔ ۷۵۲۔ ۷۵۳۔ ۷۵۴۔ ۷۵۵۔ ۷۵۶۔ ۷۵۷۔ ۷۵۸۔ ۷۵۹۔ ۷۶۰۔ ۷۶۱۔ ۷۶۲۔ ۷۶۳۔ ۷۶۴۔ ۷۶۵۔ ۷۶۶۔ ۷۶۷۔ ۷۶۸۔ ۷۶۹۔ ۷۷۰۔ ۷۷۱۔ ۷۷۲۔ ۷۷۳۔ ۷۷۴۔ ۷۷۵۔ ۷۷۶۔ ۷۷۷۔ ۷۷۸۔ ۷۷۹۔ ۷۸۰۔ ۷۸۱۔ ۷۸۲۔ ۷۸۳۔ ۷۸۴۔ ۷۸۵۔ ۷۸۶۔ ۷۸۷۔ ۷۸۸۔ ۷۸۹۔ ۷۹۰۔ ۷۹۱۔ ۷۹۲۔ ۷۹۳۔ ۷۹۴۔ ۷۹۵۔ ۷۹۶۔ ۷۹۷۔ ۷۹۸۔ ۷۹۹۔ ۸۰۰۔ ۸۰۱۔ ۸۰۲۔ ۸۰۳۔ ۸۰۴۔ ۸۰۵۔ ۸۰۶۔ ۸۰۷۔ ۸۰۸۔ ۸۰۹۔ ۸۱۰۔ ۸۱۱۔ ۸۱۲۔ ۸۱۳۔ ۸۱۴۔ ۸۱۵۔ ۸۱۶۔ ۸۱۷۔ ۸۱۸۔ ۸۱۹۔ ۸۲۰۔ ۸۲۱۔ ۸۲۲۔ ۸۲۳۔ ۸۲۴۔ ۸۲۵۔ ۸۲۶۔ ۸۲۷۔ ۸۲۸۔ ۸۲۹۔ ۸۳۰۔ ۸۳۱۔ ۸۳۲۔ ۸۳۳۔ ۸۳۴۔ ۸۳۵۔ ۸۳۶۔ ۸۳۷۔ ۸۳۸۔ ۸۳۹۔ ۸۴۰۔ ۸۴۱۔ ۸۴۲۔ ۸۴۳۔ ۸۴۴۔ ۸۴۵۔ ۸۴۶۔ ۸۴۷۔ ۸۴۸۔ ۸۴۹۔ ۸۵۰۔ ۸۵۱۔ ۸۵۲۔ ۸۵۳۔ ۸۵۴۔ ۸۵۵۔ ۸۵۶۔ ۸۵۷۔ ۸۵۸۔ ۸۵۹۔ ۸۶۰۔ ۸۶۱۔ ۸۶۲۔ ۸۶۳۔ ۸۶۴۔ ۸۶۵۔ ۸۶۶۔ ۸۶۷۔ ۸۶۸۔ ۸۶۹۔ ۸۷۰۔ ۸۷۱۔ ۸۷۲۔ ۸۷۳۔ ۸۷۴۔ ۸۷۵۔ ۸۷۶۔ ۸۷۷۔ ۸۷۸۔ ۸۷۹۔ ۸۸۰۔ ۸۸۱۔ ۸۸۲۔ ۸۸۳۔ ۸۸۴۔ ۸۸۵۔ ۸۸۶۔ ۸۸۷۔ ۸۸۸۔ ۸۸۹۔ ۸۹۰۔ ۸۹۱۔ ۸۹۲۔ ۸۹۳۔ ۸۹۴۔ ۸۹۵۔ ۸۹۶۔ ۸۹۷۔ ۸۹۸۔ ۸۹۹۔ ۹۰۰۔ ۹۰۱۔ ۹۰۲۔ ۹۰۳۔ ۹۰۴۔ ۹۰۵۔ ۹۰۶۔ ۹۰۷۔ ۹۰۸۔ ۹۰۹۔ ۹۱۰۔ ۹۱۱۔ ۹۱۲۔ ۹۱۳۔ ۹۱۴۔ ۹۱۵۔ ۹۱۶۔ ۹۱۷۔ ۹۱۸۔ ۹۱۹۔ ۹۲۰۔ ۹۲۱۔ ۹۲۲۔ ۹۲۳۔ ۹۲۴۔ ۹۲۵۔ ۹۲۶۔ ۹۲۷۔ ۹۲۸۔ ۹۲۹۔ ۹۳۰۔ ۹۳۱۔ ۹۳۲۔ ۹۳۳۔ ۹۳۴۔ ۹۳۵۔ ۹۳۶۔ ۹۳۷۔ ۹۳۸۔ ۹۳۹۔ ۹۴۰۔ ۹۴۱۔ ۹۴۲۔ ۹۴۳۔ ۹۴۴۔ ۹۴۵۔ ۹۴۶۔ ۹۴۷۔ ۹۴۸۔ ۹۴۹۔ ۹۵۰۔ ۹۵۱۔ ۹۵۲۔ ۹۵۳۔ ۹۵۴۔ ۹۵۵۔ ۹۵۶۔ ۹۵۷۔ ۹۵۸۔ ۹۵۹۔ ۹۶۰۔ ۹۶۱۔ ۹۶۲۔ ۹۶۳۔ ۹۶۴۔ ۹۶۵۔ ۹۶۶۔ ۹۶۷۔ ۹۶۸۔ ۹۶۹۔ ۹۷۰۔ ۹۷۱۔ ۹۷۲۔ ۹۷۳۔ ۹۷۴۔ ۹۷۵۔ ۹۷۶۔ ۹۷۷۔ ۹۷۸۔ ۹۷۹۔ ۹۸۰۔ ۹۸۱۔ ۹۸۲۔ ۹۸۳۔ ۹۸۴۔ ۹۸۵۔ ۹۸۶۔ ۹۸۷۔ ۹۸۸۔ ۹۸۹۔ ۹۹۰۔ ۹۹۱۔ ۹۹۲۔ ۹۹۳۔ ۹۹۴۔ ۹۹۵۔ ۹۹۶۔ ۹۹۷۔ ۹۹۸۔ ۹۹۹۔ ۱۰۰۰۔ ۱۰۰۱۔ ۱۰۰۲۔ ۱۰۰۳۔ ۱۰۰۴۔ ۱۰۰۵۔ ۱۰۰۶۔ ۱۰۰۷۔ ۱۰۰۸۔ ۱۰۰۹۔ ۱۰۱۰۔ ۱۰۱۱۔ ۱۰۱۲۔ ۱۰۱۳۔ ۱۰۱۴۔ ۱۰۱۵۔ ۱۰۱۶۔ ۱۰۱۷۔ ۱۰۱۸۔ ۱۰۱۹۔ ۱۰۲۰۔ ۱۰۲۱۔ ۱۰۲۲۔ ۱۰۲۳۔ ۱۰۲۴۔ ۱۰۲۵۔ ۱۰۲۶۔ ۱۰۲۷۔ ۱۰۲۸۔ ۱۰۲۹۔ ۱۰۳۰۔ ۱۰۳۱۔ ۱۰۳۲۔ ۱۰۳۳۔ ۱۰۳۴۔ ۱۰۳۵۔ ۱۰۳۶۔ ۱۰۳۷۔ ۱۰۳۸۔ ۱۰۳۹۔ ۱۰۴۰۔ ۱۰۴۱۔ ۱۰۴۲۔ ۱۰۴۳۔ ۱۰۴۴۔ ۱۰۴۵۔ ۱۰۴۶۔ ۱۰۴۷۔ ۱۰۴۸۔ ۱۰۴۹۔ ۱۰۵۰۔ ۱۰۵۱۔ ۱۰۵۲۔ ۱۰۵۳۔ ۱۰۵۴۔ ۱۰۵۵۔ ۱۰۵۶۔ ۱۰۵۷۔ ۱۰۵۸۔ ۱۰۵۹۔ ۱۰۶۰۔ ۱۰۶۱۔ ۱۰۶۲۔ ۱۰۶۳۔ ۱۰۶۴۔ ۱۰۶۵۔ ۱۰۶۶۔ ۱۰۶۷۔ ۱۰۶۸۔ ۱۰۶۹۔ ۱۰۷۰۔ ۱۰۷۱۔ ۱۰۷۲۔ ۱۰۷۳۔ ۱۰۷۴۔ ۱۰۷۵۔ ۱۰۷۶۔ ۱۰۷۷۔ ۱۰۷۸۔ ۱۰۷۹۔ ۱۰۸۰۔ ۱۰۸۱۔ ۱۰۸۲۔ ۱۰۸۳۔ ۱۰۸۴۔ ۱۰۸۵۔ ۱۰۸۶۔ ۱۰۸۷۔ ۱۰۸۸۔ ۱۰۸۹۔ ۱۰۹۰۔ ۱۰۹۱۔ ۱۰۹۲۔ ۱۰۹۳۔ ۱۰۹۴۔ ۱۰۹۵۔ ۱۰۹۶۔ ۱۰۹۷۔ ۱۰۹۸۔ ۱۰۹۹۔ ۱۱۰۰۔ ۱۱۰۱۔ ۱۱۰۲۔ ۱۱۰۳۔ ۱۱۰۴۔ ۱۱۰۵۔ ۱۱۰۶۔ ۱۱۰۷۔ ۱۱۰۸۔ ۱۱۰۹۔ ۱۱۱۰۔ ۱۱۱۱۔ ۱۱۱۲۔ ۱۱۱۳۔ ۱۱۱۴۔ ۱۱۱۵۔ ۱۱۱۶۔ ۱۱۱۷۔ ۱۱۱۸۔ ۱۱۱۹۔ ۱۱۲۰۔ ۱۱۲۱۔ ۱۱۲۲۔ ۱۱۲۳۔ ۱۱۲۴۔ ۱۱۲۵۔ ۱۱۲۶۔ ۱۱۲۷۔ ۱۱۲۸۔ ۱۱۲۹۔ ۱۱۳۰۔ ۱۱۳۱۔ ۱۱۳۲۔ ۱۱۳۳۔ ۱۱۳۴۔ ۱۱۳۵۔ ۱۱۳۶۔ ۱۱۳۷۔ ۱۱۳۸۔ ۱۱۳۹۔ ۱۱۴۰۔ ۱۱۴۱۔ ۱۱۴۲۔ ۱۱۴۳۔ ۱۱۴۴۔ ۱۱۴۵۔ ۱۱۴۶۔ ۱۱۴۷۔ ۱۱۴۸۔ ۱۱۴۹۔ ۱۱۵۰۔ ۱۱۵۱۔ ۱۱۵۲۔ ۱۱۵۳۔ ۱۱۵۴۔ ۱۱۵۵۔ ۱۱۵۶۔ ۱۱۵۷۔ ۱۱۵۸۔ ۱۱۵۹۔ ۱۱۶۰۔ ۱۱۶۱۔ ۱۱۶۲۔ ۱۱۶۳۔ ۱۱۶۴۔ ۱۱۶۵۔ ۱۱۶۶۔ ۱۱۶۷۔ ۱۱۶۸۔ ۱۱۶۹۔ ۱۱۷۰۔ ۱۱۷۱۔ ۱۱۷۲۔ ۱۱۷۳۔ ۱۱۷۴۔ ۱۱۷۵۔ ۱۱۷۶۔ ۱۱۷۷۔ ۱۱۷۸۔ ۱۱۷۹۔ ۱۱۸۰۔ ۱۱۸۱۔ ۱۱۸۲۔ ۱۱۸۳۔ ۱۱۸۴۔ ۱۱۸۵۔ ۱۱۸۶۔ ۱۱۸۷۔ ۱۱۸۸۔ ۱۱۸۹۔ ۱۱۹۰۔ ۱۱۹۱۔ ۱۱۹۲۔ ۱۱۹۳۔ ۱۱۹۴۔ ۱۱۹۵۔ ۱۱۹۶۔ ۱۱۹۷۔ ۱۱۹۸۔ ۱۱۹۹۔ ۱۲۰۰۔ ۱۲۰۱۔ ۱۲۰۲۔ ۱۲۰۳۔ ۱۲۰۴۔ ۱۲۰۵۔ ۱۲۰۶۔ ۱۲۰۷۔ ۱۲۰۸۔ ۱۲۰۹۔ ۱۲۱۰۔ ۱۲۱۱۔ ۱۲۱۲۔ ۱۲۱۳۔ ۱۲۱۴۔ ۱۲۱۵۔ ۱۲۱۶۔ ۱۲۱۷۔ ۱۲۱۸۔ ۱۲۱۹۔ ۱۲۲۰۔ ۱۲۲۱۔ ۱۲۲۲۔ ۱۲۲۳۔ ۱۲۲۴۔ ۱۲۲۵۔ ۱۲۲۶۔ ۱۲۲۷۔ ۱۲۲۸۔ ۱۲۲۹۔ ۱۲۳۰۔ ۱۲۳۱۔ ۱۲۳۲۔ ۱۲۳۳۔ ۱۲۳۴۔ ۱۲۳۵۔ ۱۲۳۶۔ ۱۲۳۷۔ ۱۲۳۸۔ ۱۲۳۹۔ ۱۲۴۰۔ ۱۲۴۱۔ ۱۲۴۲۔ ۱۲۴۳۔ ۱۲۴۴۔ ۱۲۴۵۔ ۱۲۴۶۔ ۱۲۴۷۔ ۱۲۴۸۔ ۱۲۴۹۔ ۱۲۵۰۔ ۱۲۵۱۔ ۱۲۵۲۔ ۱۲۵۳۔ ۱۲۵۴۔ ۱۲۵۵۔ ۱۲۵۶۔ ۱۲۵۷۔ ۱۲۵۸۔ ۱۲۵۹۔ ۱۲۶۰۔ ۱۲۶۱۔ ۱۲۶۲۔ ۱۲۶۳۔ ۱۲۶۴۔ ۱۲۶۵۔ ۱۲۶۶۔ ۱۲۶۷۔ ۱۲۶۸۔ ۱۲۶۹۔ ۱۲۷۰۔ ۱۲۷۱۔ ۱۲۷۲۔ ۱۲۷۳۔ ۱۲۷۴۔ ۱۲۷۵۔ ۱۲۷۶۔ ۱۲۷۷۔ ۱۲۷۸۔ ۱۲۷۹۔ ۱۲۸۰۔ ۱۲۸۱۔ ۱۲۸۲۔ ۱۲۸۳۔ ۱۲۸۴۔ ۱۲۸۵۔ ۱۲۸۶۔ ۱۲۸۷۔ ۱۲۸۸۔ ۱۲۸۹۔ ۱۲۹۰۔ ۱۲۹۱۔ ۱۲۹۲۔ ۱۲۹۳۔ ۱۲۹۴۔ ۱۲۹۵۔ ۱۲۹۶۔ ۱۲۹۷۔ ۱۲۹۸۔ ۱۲۹۹۔ ۱۳۰۰۔ ۱۳۰۱۔ ۱۳۰۲۔ ۱۳۰۳۔ ۱۳۰۴۔ ۱۳۰۵۔ ۱۳۰۶۔ ۱۳۰۷۔ ۱۳۰۸۔ ۱۳۰۹۔ ۱۳۱۰۔ ۱۳۱۱۔ ۱۳۱۲۔ ۱۳۱۳۔ ۱۳۱۴۔ ۱۳۱۵۔ ۱۳۱۶۔ ۱۳۱۷۔ ۱۳۱۸۔ ۱۳۱۹۔ ۱۳۲۰۔ ۱۳۲۱۔ ۱۳۲۲۔ ۱۳۲۳۔ ۱۳۲۴۔ ۱۳۲۵۔ ۱۳۲۶۔ ۱۳۲۷۔ ۱۳۲۸۔ ۱۳۲۹۔ ۱۳۳۰۔ ۱۳۳۱۔ ۱۳۳۲۔ ۱۳۳۳۔ ۱۳۳۴۔ ۱۳۳۵۔ ۱۳۳۶۔ ۱۳۳۷۔ ۱۳۳۸۔ ۱۳۳۹۔ ۱۳۴۰۔ ۱۳۴۱۔ ۱۳۴۲۔ ۱۳۴۳۔ ۱۳۴۴۔ ۱۳۴۵۔ ۱۳۴۶۔ ۱۳۴۷۔ ۱۳۴۸۔ ۱۳۴۹۔ ۱۳۵۰۔ ۱۳۵۱۔ ۱۳۵۲۔ ۱۳۵۳۔ ۱۳۵۴۔ ۱۳۵۵۔ ۱۳۵۶۔ ۱۳۵۷۔ ۱۳۵۸۔ ۱۳۵۹۔ ۱۳۶۰۔ ۱۳۶۱۔ ۱۳۶۲۔ ۱۳۶۳۔ ۱۳۶۴۔ ۱۳۶۵۔ ۱۳۶۶۔ ۱۳۶۷۔ ۱۳۶۸۔ ۱۳۶۹۔ ۱۳۷۰۔ ۱۳۷۱۔ ۱۳۷۲۔ ۱۳۷۳۔ ۱۳۷۴۔ ۱۳۷۵۔ ۱۳۷۶۔ ۱۳۷۷۔ ۱۳۷۸۔ ۱۳۷۹۔ ۱۳۸۰۔ ۱۳۸۱۔ ۱۳۸۲۔ ۱۳۸۳۔ ۱۳۸۴۔ ۱۳۸۵۔ ۱۳۸۶۔

کرنے کے روز و نکات ہوتے ہیں، کیونکہ صفات الہی کا اس سے بہتر اور منزہ تصور ہر لحاظ سے ناممکن ہے۔ خدائی صفات میں مقرریت اور خلق و توجہ کا عارفانہ ذکر لائقیتاً فردی اثرات رکھتا ہے۔

کاش! مسلمان اس سکوتی حید کو بابر پارہ نہ، اس میں تہ تبرہ تفکر کرنے اور اس کے قدسی فیوضات سے بہرہ مند ہونے کی سعی کریں۔ ع  
ذلت بادہ غنائی بجز تانہ بخشی۔

### رسالہ ہشتی اور دوزخی کی پہچان

اللہ تعالیٰ نے اپنی مخلوقات میں متنوع اقسام کی چیزیں پیدا کی ہیں اور کیسے چیز کی صورت، سیرت، خاصیت، علیحدہ علیحدہ بنائی ہے۔ یہ نہیں ہو سکتا کہ شکل، عین کی ہوا اور اندر میں بکری جو یا بظاہر گائے ہو اور اندر میں گدھا جو یا سی پر سلمان کو بھی قیاس کر لیجئے۔ مسلمانوں کی دو قسمیں ہیں۔ نیک و بد۔ اچھا و برا۔ مہلک و ناس اور بدہاش مومن کامل اور ناقص، قانون اسلام کا پابند اور مخالف؟

اس تمہید کے بعد مولانا رسالہ مذکورہ بالا کا لہجہ باب بیان فرماتے ہیں: "یہ چوتھا رسالہ اس واسطے بدیع ناظرین پر ہوا ہے تاکہ وہ اپنے افعال و اعمال کو اس آئینہ میں دیکھ کر پرکھ لیں کہ وہ قانون الہی کے موافق یا مخالف ہیں سے کس فرست میں آسکتے ہیں؟"

اب قرآن حکیم سے ہشتیوں کی علامات بیان کرتے ہیں:

وَالَّذِينَ يَتَّبِعُوا الطَّاغُوتَ أَتَىٰ عِصْيَاكَ أَتَىٰ مَا كَانُوا يَكْفُرُونَ  
الْبَشَرُ لَا يُفْقَهُ عِبَادَهُ

۱۔ رسالہ ہشتی اور دوزخی کی پہچان ص ۱۰۔ مصنفہ حضرت مولانا احمد علی

۲۔ سونہ زمرہ ۲۹ آیت ۱۶۔

یہ رسالہ ۱۲ صفحات پر مشتمل ہے۔ اس میں حضرت مولانا نے اسلام کے ان رسالہ و صحافت کے چہرے سے پردہ اٹھایا ہے۔ جن کو تصوف و احسان اور کبر و قلوب کی درجہ رواں کرتا چاہیے۔ امام غزالی جیسے فلسفی اسلام اور متفکر قرآن کا تجربہ علمی تمام ذرا اہمیت پروردگار کی طرح عیاں ہے۔ مولانا لاسوچری نے اس رسالے میں معرفت کر دگار کی دعوت دی ہے۔ کیونکہ جب انسان عبدیت کی صفت میں کھڑا ہوا ہے، ملک حقیقی کی غفلت کا احساس دل میں رکھ کر اپنے سر نہایت کو جھکا نا چاہتا ہے تو اس کو کسی عارفِ راجہ طریقت کی احتیاج پیدا ہوتی ہے۔

تمن از طریق نیرسم رفیق سے جو تم  
کر گفتہ اندک تن رفیق و باز طریق و اقبال

اس رسالے کا مصلہ کرنے والا شخص لائقیتاً اسرار الہی، فی اور صفات الہیہ کے اسرار و عوالم میں تک بعد استعداد و وجدان رہنمائی حاصل کر سکے گا اور ہر جس اہم الہی کو درو زبان نہائے گا۔ بفضل از و متعال روحانی قدرت سے نواز جائے گا۔ اس رسالے میں طالبِ صداق کو بالیقین اقرب در بار احدیت اور رشتہ عبودیت کو استوار

رہا ہے۔ پچھلا صفحہ اگرچہ وہ اہم میں ہوا وہ مشارکت صورت میں ہو۔ اِنَّ اللہَ لَفِ شَیْءٍ خَفِیٍّ عَلَیْہِمْ۔ ہر صفات اسرار و صفات کے عالم کے ساتھ بھی مناسبت رکھتے ہیں۔ اور صدی مشارکت ان کے درمیان ثابت ہے یعنی ہر طرح اللہ تعالیٰ میں علم ہے۔ ممکن اور جو میں بھی اس علم کی صورت ثابت ہے جس طرح وہاں قدرت ہے یہاں بھی قدرت کی صورت ہے۔ ہر صفات ذات کے ممکن اس دولت سے بے نصیب ہے اور اس کو قیام بذات خود حاصل نہیں ہے بلکہ ممکن جو کچھ تعالیٰ کی صفات و اسرار کی صورتوں میں مخلوق ہے۔ اس لیے سب کا سب عرض ہے اور اس میں جو ہریت کی یونیں۔ اس کا قیام حق تعالیٰ کی ذات کے ساتھ ہے۔ تمام ممکنات کا قیوم حق تعالیٰ ہے؟

(مکتوب نمبر ۱۴ ص ۱۲) نظر دوم مصنفہ حضرت مجدد ثانی جویم

۱۔ زبور جمع ص ۱۲۔ مطبوعہ مقبول عام پریس، لاہور۔









جہالت معنی خیر اور کارآمد ہدایات بیان فرمائی ہیں۔ لہذا ہم ان کی تحفیں کر کے پیش کرنا ضروری سمجھتے ہیں۔

”مرکزِ کثیفیت میں باہر جانا ہے۔ اولاد و گھر میں ماں کے پاس رہتی ہے۔ ماں اگر حوٹ نہیں ہوئی لگائیں کرتی، نماز کی پابند ہے، روزہ رکھتی ہے، قرآن حکیم کی تلاوت کرتی ہے، گلی گلیچ نہیں دیتی تو بچوں اور بچیوں کے اندر بھی اس قسم کے اوصافِ حمید پیدا ہو جاتے ہیں اور اگر ماں حوٹ ہے، لگ کرے والی، بد زبان، فضول خرچ اور بے دین ہے تو بچوں کے اندر بھی وہی بُری صفیں پیدا ہوں گی اور یہ بچہ کن برائیاں آخر عمر تک جاتی ہیں جس کے نتائج دنیا و آخرت میں جھٹکتے پڑیں گے اور یہ سب مالِ حق ماں کا کھوج ہوا ہے۔“

مولانا اس کے بعد جنسکایت کرتے ہیں کرنائیں بچوں کی تربیت اور دینی تعلیم کا کم خیال رکھتی ہیں۔ ان کو کچھ کچھ سے پشیمان چاہیے کہ پانا، بانہا، بارو جو جاکے تو تعلیم یافتہ ہوئے علاج کروانا اور دل پوس کر جب گھر گھر جانے کے قابل ہو جاتے تو قادی کر دینے سے سمجھتی ہیں کہ ہم نے فرض ادا کر دیا۔ اس کا مطلق خیال نہیں کرتیں کہ بچوں کو اس خدا تعالیٰ کی پہچان کرائیں جس نے انہیں پیدا کیا، اس کی بندگی کا حق ادا کرتے کی تینیں کریں۔

اس رسالے پر چرچہ علماء کرام کی تصدیقات موجود ہیں، جو ہر لحاظ سے قابلِ تحسین ہیں۔ ان لوگوں نے نہایت بے لوث طریقے سے رسالے کی دینی افادیت کو اجاگر کرنے کی کوشش فرمائی ہے۔ چونکہ مولانا نے عورت کو دینی فرائض و حقوق سے آگاہی دلائی ہے، لہذا اس صنعت کی رہنمائی کو تمام حضرات نے نہایت ہمتی و دلچسپی سے دیکھا ہے۔

ہر شخص حقارت اور ذلت کی نگاہ سے دیکھتا ہے۔ ہر شخص اسے بے حیا، بد معاشر اور کمین خیال کرتا ہے۔ یہ تو دنیا کی ذلت ہے۔ آخرت کی سزا اس کے علاوہ ہے۔

کثرت ذکر: اللہ تعالیٰ کی نیکی بندوں کی دسویں صفات اللہ تعالیٰ کو بہت یاد کرنا ہے۔ بہت زیادہ یاد افرا کرنے کا یہ طریقہ ہے کہ اے **مُحِبُّهُ** **سُبْحَانَ اللَّهِ وَالْحَمْدُ لِلَّهِ وَلَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَاللَّهُ أَكْبَرُ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللَّهِ** ایسا کہات کا ورد کرتی رہتی ہیں۔

حضرت مولانا نے ابتدائے مضمون میں فرمایا کہ اس رسالے میں ایک آیت اور ایک حدیث کی تشریح پر اتفاق کیا جائے گا۔ عن ابن عمر عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال: **رَاعَ رَاعٌ** وَكَلَّمَ مَسْتَوِلٌ عَنْ رَعِيَّتِهِ وَالْأُمِّيُّ رَاعٌ وَالنَّجْلُ رَاعٌ عَلَى أَهْلِ بَيْتِهِ وَالْمَرْءُ رَاعِيَّتِهِ عَلَى بَيْتِ نَفْسِهِ هَذَا يَوْمَ فَلَكَ رَاعٌ وَكَلَّمَ مَسْتَوِلٌ عَنْ رَعِيَّتِهِ۔

اب نہایت اختصار سے اس کی تشریح کرتے ہیں۔ پھر حفاظتِ مال پر رقمطرح کرتے ہیں۔ مرقہ کا کیا ہوا مال عورت کے پاس امانت ہے بعض عورتوں کی عادت ہے کو گرہن کے اپنے رشتے دار یا جنیں تو دوست، ملائی، پھل، مہو، گوشت، سیویاں اور ہلاک وغیرہ دل بھل کر بچاتی ہیں۔ مرد اس کو نفرت کی نگاہ سے دیکھتا ہے ایسا کرنا خیانت ہے۔ کھلانے والی گنہگار اور کھانا شرعاً حرام ہے۔ مسلمان بنو! مرد کی مرضی کے بغیر اس کے مال سے کچھ خرید کر اور بہن کرنا زانیہ کی طرحی کو قبول نہیں ہوگی۔

حفاظتِ اولاد :- مولانا نے نہایت سادہ الفاظ میں حفاظتِ اولاد کے سلعے میں

۱۰۔ رسالہ "خدا کی نیک بندیاں" ص ۱۲ مصنفہ مولانا احمد علی مرحوم۔

۴۳۔ بنجامی شریف جلد دوم ص ۴۳

۴۔ رسالہ "خدا کی نیک بندیاں" ۹ صفحہ۔ مصنفہ مولانا احمد علی مرحوم۔



عورت کا حق، مرد کا حق، اولاد کا حق، ارشدہ داروں کا حق، ہمسایہ کا حق، مال کا حق، دنیا کا حق، آخرت کا حق۔

### خدا تعالیٰ کا حق

خدا تعالیٰ ایک ہے۔ سارے جہاں کو فقط اسی نے بنایا ہے۔ سارے جہاں کا فقط وہی مالک ہے۔ سارے جہاں کا انتظام فقط اللہ تعالیٰ ہی کرتا ہے۔ رزق کا انتظام اسی کے قبضہ میں ہے۔ غیب سے ان فقط اللہ تعالیٰ ہے۔ اولاد دنیا فقط اللہ تعالیٰ کا کام ہے۔ فقط اللہ تعالیٰ کو سجدہ کرو۔

مولانا نے بیٹے اللہ تعالیٰ کا حق بندوں پر ثابت کیا۔ توحید، ناقیت، بازشاہت، ہر طرح کے نظام کی باگ ڈور و رزاقیت، قدرت اور علم عظیمیں غیر کی شرکت کا شائبہ بھی تسلیم نہ کیا جاتے اور یہی چیز عقیدہ توحید کی روح ہے۔

### رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کا حق

قَوْلُهُ تَعَالَى: وَمَا أَرْسَلْنَا مِنْ رُسُلٍ إِلَّا يَدْعُوْنَ إِلَىٰ دِيْنِ اللّٰهِ

لَهُ - وَ اِلَھِکُمْ اِلَھٌ وَاحِدٌ ط (سورہ آیت ۲۱۳)

لَهُ - وَ هُوَ الَّذِیْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضَ وَ الْحَقُّ ط (سورہ انفصاح آیت ۴)

لَهُ - قَوْلِیْلَھِ مُلْکُ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ ط (سورہ آل عمران آیت ۵۴)

لَهُ - اِنَّ الْمَلِٰئِکَۃَ اِذَا یَدْعُوْنَہُ (سورہ یوسف آیت ۴)

لَهُ - وَ فِی السَّمٰوٰتِ یَدْعُوْنَہُ بِمَا هُوَ عَدُوٌّ لِّہُ (سورہ اللہ آیت ۵۱)

لَهُ - قَوْلِیْلَھِ غَیْبُ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ ط (سورہ النمل آیت ۶)

لَهُ - یَقُوْبُہُ اِنْ یَّکُوْنَا فِیْ اَرْضٍ یَّہْدِیْہُمْ اِلَیْہِ سَبَیْلَ الذِّکْرِ ط (سورہ المؤمنین آیت ۵۲)

لَهُ - اَنْ یَّکُوْنَا فِی السَّمٰوٰتِ یَدْعُوْنَہُ بِمَا هُوَ عَدُوٌّ لِّہُ (سورہ النمل آیت ۵۱)

لَهُ - (سورہ نعام آیت ۶۴)

اپنی زندگی کے ہر لمحہ میں مسلمان رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کو نوازشیں اور شہب و روز کے انکسار کا وہی دستور العمل بنائیں۔ جو آپ کا تھا۔ جس طرح آپ کی ساری زندگی کا مقصد رضائے الہی تھا اسی طرح ہماری زندگی کا مقصد فقط اسی کی رضا طلبی ہو۔ سلام کے امکان غمیر پر عمل، غریب پروری، شفقت بر خلق، حسن کردار اور بندہ کی اخلاق خیرہ تمام کلمہ گو مسلمانوں کو خواہ مردوں کی عورتوں کا فرض عین ہے کہ ہر معاملہ میں رسول خدا کے نقش قدم پر چلیں۔ تاکہ رضائے الہی کا تمنا پائیں۔

قَوْلُهُ تَعَالَى: اِنَّ الْمَلِٰئِکَۃَ یُحِیْطُوْنَ بِمَا فِیْ صُجُوْبِکُمْ اَللّٰهُ دَالِعٌ تَوَلَّوْا عَمَّ یُزِیْرُکُمْ کَانَ یُزِیْرُکُمْ وَ یَا یٰۤاَسْلَمَ دِیْنًا قَدْ جَعَلَہُ لَہِیْہَا (صل اللہ علیہ وسلم)

### قرآن حکیم کا حق

قَوْلُهُ تَعَالَى: اِنَّ هٰذَا الْقُرْاٰنَ یُتَدِیْنُ لَیْسَ فِیْہِ حِیْثُ اُتُوْا مَر (سورہ ۱۱۸)

قرآن پاک باریت ہے۔ مسلمان کا فرض ہے کہ شام بظاہر حقیقی عَدَاۃً جَلَّ عِہْدُہُ کے فرمان و قرآن مجید کو اپنی زندگی کا دستور العمل بنائے۔ تاکہ دنیا اور آخرت کی دونوں سے کی جائے؟

### اسلام کا حق

قَوْلُهُ تَعَالَى: وَ اَمْرٌ مِّنْ اَنْ اُحِلَّ لَہِ لِیْسَ فِیْہِ حِیْثُ اُتُوْا مَر (سورہ ۱۱۸)

پوشخص علی غور پر اللہ تعالیٰ کا تابع فرمان نہیں بنتا اور مسلمان کہلاتا ہے تو اس کا

لَهُ - رسالہ خدا کی مرضی ملا۔ مصنف مولانا احمد علی مرحوم۔

لَهُ - رسالہ خدا کی مرضی ملا۔ مصنف مولانا احمد علی مرحوم۔

لَهُ - رسالہ خدا کی مرضی ملا۔ مصنف مولانا احمد علی مرحوم۔

”عورت مرد کو اپنا حاکم سمجھے۔ اور حاکم بھی وہ ہے اللہ تعالیٰ نے اس کا حاکم تجویز کیا ہے۔ ایسے حاکم کی نافرمانی گویا خدا کی نافرمانی ہے۔ نیک بیبیوں کا فرض ہے کہ اللہ تعالیٰ کی فرمانبرداری کریں اور خداوندوں کی بھی تابع فرمان رہیں۔ ان کی عزت، مال اور اولاد کی تربیت کا پورا حق اوکریں۔ عورت کا فرض ہے کہ مرد کی ہمیشہ جھڑپ اور غیر خیر کی کرے۔“

### اولاد کا حق

مولانا فرماتے ہیں: ”باپ کے ذمہ فرض ہے کہ اولاد کی جسمانی تربیت کرے اور پھر ان کو دروغ کی آگ سے بچائے۔ ان کو کتاب و سنت کی تعلیم دلائے۔ بعد ازاں اس پر سختی سے عمل کرائے ورنہ یہی اولاد قیامت کے دن لعنت کرے گی!“

### رشتہ داروں کے حقوق

يَسْمَعُ اَنْ يَنْتَهَى مَا كُنَّا يَنْتَهَى عَنْ طَقْلٍ مَا كُنَّا نَقْطَعُ مِنْ خَيْرٍ قُلُوبِ الْيَتَامَى  
وَاَنْ يَنْتَهَى الْيَتَامَى وَالْيَتَامَى وَالْيَتَامَى وَالْيَتَامَى وَالْيَتَامَى  
نَحْبِسُ قُلُوبَ الْيَتَامَى عَلَيْهِمْ سَلَامٌ (سورہ البقرہ ۲ آیت ۱۰)

مولانا فرماتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل کرنے کے لیے جو مال خرچ کیا جائے اس میں والدین اور رشتہ داروں کا بھی حق ہے۔ بلکہ اپنے محتاج رشتہ داروں میں خرچہ کرنے سے دلگنا ثواب ملتا ہے۔ البتہ ان کی خوشنودی کے لیے فضول خرچی کی اجازت نہیں۔ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے۔

لَا طَاعَةَ لِمَا خَلَقَ فِي مَعْصِيَةِ الْخَلِيقِ۔

رشتہ داروں کے ساتھ صلہ رحمی کو قطع رحمی نہ کہو۔

۱۔ رسالہ خدا کی مرضی ۱۹ ص ۱۵۱ مصنف مولانا محمد احمول مرحوم۔

۲۔ رسالہ خدا کی مرضی ۱۹ ص ۱۵۱ مصنف مولانا محمد احمول مرحوم۔

دعویٰ زبانی ہے۔ جو شخص چاہے، قدمہ برائی، کتاب کی زبانی تمہاری کتاب ہے کیا اس کا پیٹ بھر جائے گا۔ ہرگز نہیں۔ یہی حال بدعمل اسلام کے مذہبی ہے۔

### والدین کا حق

اب اس ضمن میں مولانا کے ارشادات کو کافی سنئے !  
”اب باپ سے ہر طرح کی نیکی کرو۔ خواہ کافر ہی کیوں نہ ہوں اور غصہ میں آکر ان کو کسی غلطی پر ادنیٰ لفظ ”ہوں“ کا بھی ذکر اور باپ کے خلاف ہے ان کے دیوتاؤں ان کے کو حقیر خیال کرے اور ان کے حق میں ہمیشہ دعا دینے کی جائے۔“

### عورت کا حق مرد پر

محمودوں کو مگر خوشی سے ادا کرنا۔ عورتوں سے اچھا سلوک کیا جائے۔ ان کو تنگ دینے کی نیت سے اپنے نواح میں مت بند رکھو تاکہ تم ان پر زیادتی کرو۔ اور عورتوں کا مردوں پر دیا یہی حق ہے عید کے مردوں کا عورتوں پر ہے اور مردوں کو عورتوں پر ایک قسم کی فضیلت حاصل ہے۔ مولانا مذکورہ بالا قرآنی مضمومات کی تشریح نہایت مؤثر انداز میں فرماتے ہیں۔“

### مرد کا حق

قَوْلُهُ تَعَالَى: اَلَمْ يَجْعَلْ لَّكَ شَرْعًا مَّا كُنَّا يَنْتَهَى عَنْ طَقْلٍ مَا كُنَّا نَقْطَعُ مِنْ خَيْرٍ قُلُوبِ الْيَتَامَى  
وَاَنْ يَنْتَهَى الْيَتَامَى وَالْيَتَامَى وَالْيَتَامَى وَالْيَتَامَى وَالْيَتَامَى  
نَحْبِسُ قُلُوبَ الْيَتَامَى عَلَيْهِمْ سَلَامٌ (سورہ البقرہ ۲ آیت ۱۰)  
۱۔ رسالہ خدا کی مرضی ۱۹ ص ۱۵۱ مصنف مولانا محمد احمول مرحوم۔  
۲۔ رسالہ خدا کی مرضی ۱۹ ص ۱۵۱ مصنف مولانا محمد احمول مرحوم۔  
۳۔ رسالہ خدا کی مرضی ۱۹ ص ۱۵۱ مصنف مولانا محمد احمول مرحوم۔  
۴۔ رسالہ خدا کی مرضی ۱۹ ص ۱۵۱ مصنف مولانا محمد احمول مرحوم۔  
۵۔ رسالہ خدا کی مرضی ۱۹ ص ۱۵۱ مصنف مولانا محمد احمول مرحوم۔



”میرے بہنو! غور کرو کہ حدیث کی دوسری ہیشیاں آخرت میں وہ کام آئیں گی کہ  
بیشے سو بھی کام نہیں آ سکتے۔ اس سے بڑھ کر کوئی شرف نہیں ہو سکتا کہ تقاسمت کے  
دن سید المرسلین خاتم النبیین علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ساتھ تمہیں بہشت میں جگہ ملے۔  
لہذا یاد رکھو کہ بیشیں کی خدمت کے اسامات خیال کیا کرو۔ بیچ ساق صرف کھانا، پینا،  
پیشانا، جان ہر جانے تو یہاں کر دینا ہی نہیں، بلکہ تمہارا فرض ہے کہ ضروریات دین کی  
تعلیم دو۔“

اس کے بعد مولانا ہدایت علیہ السلام اور اس ماحول پر نہایت کڑی تنقید فرماتے ہیں۔  
”میری بہنو! ابھی بڑے شہروں میں لوگوں کی تعلیم کی طرف بڑی توجہ ہے لیکن ان  
سکونوں والوں میں تیسرے بار یہی ہیں۔ وہاں دینی تعلیم نہیں دی جاتی۔ اس تعلیم جدید کے  
نصاب سے خوف خد، غلبت الہی، انکر عاقبت، انجام آفرت کے ذرائع بتلانا، ان  
پر علم کرانا، حرف غلط کی طرح مٹا دیا گیا ہے۔ لیکن ان کو گناہ گار سمجھا جاتا ہے۔ ملز  
سنیما، عورتوں کی تعلیم کا جزو بنائے جا رہے ہیں۔ خود ہی ایمان نہ کر لو کہ اس تعلیم کے  
کیا نتائج نکلیں گے۔ لہذا یہ جتنا کہ تعلیم دل کر تمہارا دینی اللہ پر موقوف ہے۔  
مسلمان مورت لکے لڑکے مل مسلمان مولانا احمد علی مرحوم

### خاوند کا حق

عَنْ أَنَسٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: الْمَرْءُ إِذَا  
وَسَلَّتْ خَشْمَتَا وَصَامَتْ شَهْرُهُمَا أَحْسَنَتْ خُلُقَهُمَا أَفْأَعَتْ بَعْضُهُمَا  
فَلَمَّا دَخَلَ مِنْ بَيْتٍ ابْوَابُ الْجَنَّةِ شَاعَتْ

میری بہنو! مسلمانوں کے گھر پیدا ہونے سے تمہاری نجات نہیں ہوگی لیکن  
عورتیں مردوں کو اپنا تابع بنانا چاہتی ہیں کہ مرد جو کماں سے ان کی ہتھیلی پر لکھ دے۔

أَلْفَةً رَغِيفَةً أَلْفَةً قِيلَ مَنْ يَا رَسُولَ اللَّهِ - قَالَ مَنْ أَدْرَكَهُ يَ الْيَدِ الْيَمَانِ  
عِنْدَ الْكَبِيرِ أَخَذَ خَشْمَتَا وَكَلَامَهُمَا شَعْرَةً يَدْخُلُ الْجَنَّةَ رِوَاهُ مُسْلِمٌ  
”میری بہنو! ابھل فتنہ و فساد کا دوسرا درجہ ہے۔ شرم و حیا رخصت ہو  
رہے ہیں۔ ماں باپ، اساس اور شکر کا ادب نہیں رہا۔ عام طور پر آپ دیکھیں گی کہ  
بیشیاں اپنی برتری میں ماؤں کو اس طرح ممانعت دیتی ہیں جس طرح خادموں کو روکا جاتا  
ہے۔ حالانکہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے کہ اگر والدین سے کوئی غلطی ہو جائے تو ان سے بھی مت  
کوا اور بڑی برکت ہوں گی، وہ جو ماں باپ جیسے شفیق مرغانوں کو راضی نہ کریں  
اور جہنم میں جائیں۔ اَلْهَيْفَةُ اَعْلَا نَامِيْنَةُ جَمِيعِ الْمُسْلِمِيْنَ :

رشتہ داروں کا حق بیان کرتے ہوئے امام ربیع مقدس سے استنباط کرتے  
ہیں۔ عَنْ جَبْرِابِ بْنِ مَعْطُفَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ  
لَا يَدْخُلُ الْجَنَّةَ غَاطِطٌ - دیکھو کہ شریف باب البر والصدقات (مستحق علیہ)  
اولاد کا حق بیان کرتے ہوئے مولانا امام ربیع مقدس کی طرف رجوع فرماتے ہیں  
اور اس کے بعد امام ہدایت کے کلمات آپ کی زبان پر جاری ہوتے ہیں۔  
دنیا دار اکثر بیشیوں کو حقارت کی نگاہ سے دیکھتے ہیں۔ جب بیٹی پیدا ہوتی ہے  
تو خوش نہیں ہوتے۔ اس کی خدمت کو حتی خیال کرتے ہیں۔

ہمارے پنجاب میں فلاسی بات پر اگر ان ملامن ہر جانے تو بیٹی کو ان الفاظ  
سے کوستی ہے:

نہیں توں مرعائیں : نہیں توں ٹپ جائیں، میں توں گروں بہ جائیں :  
میری بہنو! یہ سارے فقرے پتہ دے رہے ہیں کہ تمہیں بیٹی کے پیدا ہونے  
پر خوشی نہیں ہوتی۔

## عام انسانوں کے حقوق

عَنْ جُرَيْرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يُرْحَمُ اللَّهُ مَنْ لَا يُرْحَمُ النَّاسُ -

له - متفق عليه : مكواة شريف باب الشفقة والرحمة على الخلق ٣٢

سے۔ مسلمان عورت کے فرائض: ص ۲ مصنف مولانا احمد علی مرحوم

تھے۔ ” علامہ امت نے صنف کو نور کی طرف ہی زیادہ تر اپنی توجہ مبذول فرمائی ہے۔ اور صنف نساؤں کی طرف کا حقہ انتفاع نہیں فرمایا۔ اس امر کو محسوس کرتے ہوئے محی السنۃ قابع البدعہ الخلیص مجتہد حضرت مولانا احمد علی صاحب امیر انجمن خلع العزیز نے اصلاح نساؤں کا سلسلہ جاری فرمایا۔ یہ رسالہ اصلاح نساؤں کے لیے نہایت مفید ہے۔ اللہ تعالیٰ مولانا کو اجر و جہیل اور طہرۃ نساؤں کو اس سے مستفید ہونے کی توفیق عنایت فرمائے۔ وھو الموفق والمستعان۔

حضرت مولانا محمد خلیل صاحب سابق مفتی ریاست مالیر کوٹاہ۔

نہاں کو دے، نہاپ کی خدمت کرے، دیکسی بہن بھائی کا حق ادا کرے۔ ایسی صورت میں اگر مرد نے بیوی کا کما مان یا تو قریب نو بیویوں کا ایندھن بنیں گے۔ وہ اے عفتیقا! اے السلام! اس اسی ضمن میں ارشاد فرم کر رہیں کرتے ہیں۔

عن ابی ہریرہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کوکتہ  
امس حدا ان تسجد لاحد من امرائے ان تسجدین وجہا لرفقہ  
اب دلہ تارہ انما اولی کے اسباب پر میر حاصل تبصر و فراق میں اور دلیت  
کہ تم میں کہ اس قوم کا عقیدوں سے مسلمان عورت کو ہر گز سے بچنا چاہیے ۔

پڑوسی کے حقوق

اب مولانا مسلمان عورت کے فرائض میں حجاب کے متعلق پرعقروت ہیں۔  
 چونکہ حجابوں کے ساتھ ہر وقت بڑا کاسٹلن مقبورات ہی سے جڑتا ہے، حیثیت خد  
 سے نہایت جرت کمال نتیجہ اندر کے حجابوں کے ساتھ نہ سونک کی کالید فرماتے  
 ہیں اور پھر ان اسباب وعلل کی نشاندھی کرتے ہیں جو حجاب عورتوں کی خفاشا کا  
 باعث ہوتے ہیں۔

۱۰ عورتوں کا بدن ان موتا بعض عورتیں مرد کے ہاں پکاوہ اور جھانک دیتی ہیں۔ عورت کا  
 منظر غریب نہ ہوا۔ مرد کی مرضی کے بغیر عورت گھر سے جاتے۔ خواہ رشتہ داروں کے گھر میں۔ عورتوں کے  
 سامنے مرد عورت کا کھینچنا، پینس کرنا ایسی کسانیت ہے جس کا نہایت برا خیال ہے۔ (دوسرا مسلمان عورت کے فرائض پر)  
 ۱۱۔ عَنْ ابی ہریرۃ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ فَلَانَةَ تَذَكَّرُ مِنْ كَثْرَةِ  
 صَلَاتِهَا وَتَسِيئَاتِهَا وَصَدَقْتُهَا عَيْنٌ جِدْرًا نَهَا بِسَاءِهَا۔ قَالَ  
 جَعِيَ فِي الْمَدَارِ۔ قَالَ يَا رَسُولَ اللَّهِ فَلَانَةَ تَذَكَّرُ قِلَّةَ صَالِحَاتِهَا وَصَدَقْتُهَا  
 وَصَدَّقْتُهَا بِأَنَّهَا أَتَقَرَّبُ إِلَى اللَّهِ مِنْ الْأَصْفِيِّ لَا تَقْرَبُ إِلَّا تَقَرَّبُ بِسَاءِهَا  
 جِدْرًا نَهَا۔ قَالَ جَعِيَ فِي الْحَقِّهِ دَوَاهُ الْبَشَرِ





اب مولانا حضرت اور حقیقت پر تبصرہ کرنے کے بعد خاص احسان کا عنوان قائم رہتے ہیں۔ ان کے وہ بے کردار کی نسبت فرائض کی شخص میں غلطی یہ صلا حجت و ولایت فرما دے اور اس پر بلا غلب و جستجو کو کئے عرفان کی راہیں کھل جائیں۔ تو یہ تادم زوال لہول کا خاص احسان ہے۔

اب شریعت فقہیہ کے خلاف چلتے والوں کا ذکر کرتے ہیں۔

”حقیقت و طریقت کے دونوں مسلک شریعت اسلام کے خادم ہیں۔ لہذا اگر کوئی شخص ایسی چیز پیش کرے جو شریعت کے خلاف ہو اور اس کو تصوف اور فقری سے منسوب کرے تو وہ مردود و ناجاہل التفات ہے۔“

## تقسیم عمل

حضرت مولانا خیر القادری قدس سرہ کے دور سید سے لے کر بعد کے ادوار کا تجزیہ کرتے ہوئے فرماتے ہیں۔

”سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم تعلیم و تکریم دونوں کا امام و معلم تھے۔ حضور راؤ نور کی صحبت میں صحابہ کرام کے سینے نورِ علم سے منور ہوتے تھے۔ ان پر تکریم نفس کا ایسا رنگ پڑا جو ان کا سب سے بڑا کام بن گیا، جاہ و علمی، اندیشہ کی اور خود پسندی کی کدورتوں سے بالکل پاک ہو جاتا تھا۔ پھر صحابہ کرام نے اپنے شاگردوں و تابعین کو علم و عمل کی تعلیم دی۔ ان دو سہار کثرتوں کے بعد جب رحمت و وعام صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد جاویں کو زیادہ بھگد ہوا۔ تو لوگ ثبات و استقلال کے سہار سے عاری ہونے لگے اور فطرتوں کی بندی زوال پذیر ہوئی۔ اب علم و تکریم دو جدا گانہ چیزیں قرار پائیں۔ علمی خدمت کرنے والے علماء کرام کھلائے اور علمی رنگ پریشانے والے صوفیاء عظام کھلائے۔“

۱۔ رسالہ پیر و مرید کے فرائض و معصیت حضرت مولانا احمد علی مرحوم۔

۲۔ رسالہ پیر و مرید کے فرائض و معصیت حضرت مولانا احمد علی مرحوم۔

علماء ربانی اور صوفیاء پاکیزہ کے ساتھ مولانا نے علماء ربانی کی بھی نشانہ دہی فرمائی ہے کہ ان کی زندگی کا نصب العین شخص ربانی کی تلاش ہے جتنا، مسلمانوں کو بھاری پٹھانوں کے خیر نشانہ ہے اور اس۔ اس بگڑا ایک لطیفہ نقل کرتے ہیں۔

## جعلی صوفی

”جعلی صوفی سے مراد غلام ساز فقیر ہے۔ جسے خدا صوفیاء کرام کے اخلاق و عہدہ سے کوئی نسبت نہیں ہے۔ ان کا سیاہ، جوگی لباس ترک لذات کی وجہ سے نہیں۔ بلکہ یہ لوگ ہلے درہلے کے حریص، طماع اور عیاش واقع ہوئے ہیں۔ واصل کھوتے پیر اور جعلی صوفی دین کے دشمن ہوتے ہیں۔“

## سچے پیر کی پہچان

مولانا سچے پیر کے صفات حسب ذیل نقل فرماتے ہیں۔

پہلی شرط: اسے تائب و سبقت کا علم ہو۔ یعنی وہ نہیں کہ پورا عالم ہو، بلکہ اگر کم تفسیر مذاکر، جالبین یا ان میں کسی کوئی تفسیر کسی عالم سے پڑھی ہو اور مدعی شہین ہے۔ حزیں شیخان عین راہ پر گزرا رہا ہے کہ سست است و از تفصیل و اخلاص نظر جمیع مائتہ آن عزیز مرآت پر رسید۔ عین گفت کہ کلام رسو اس وقت دین کا ربا من خود مدعی علم کلام و اس میں محمد نازع ماسفند۔ والحق دین زمان پرستی و مائتہ کہ در امور شرعیہ واقع شدہ است و غیرتوں کے تہذیب و مائتہ دین ظاہر گشتہ است سب پر دشمنی علماء و امت و قضا و ثبات ایشان آئے علماء و ثروت از دنیا لے رفعت اندوز و حب جاویں است و مال و رفعت آرزو اند۔ از علماء و ثروت اند و در انبیا را مدعی علم الصلوات و التسلیمات و بہترین خلایق ایشانند

(مکتوب نمبر ۳۳۔ حصہ اول، معصیت حضرت مجدد ملت ثانی مرحوم)

۳۔ رسالہ پیر و مرید کے فرائض و معصیت حضرت مولانا احمد علی مرحوم

۴۔ رسالہ پیر و مرید کے فرائض و معصیت حضرت شاہ ولی اللہ دہلوی رحمۃ اللہ علیہ۔



میں حکومت کے دلدانگان نے اسلامی جمہوری اقدار کو پامال کرنا شروع کر دیا چڑھ کر وہ عالم کو خیرالام کی تباہ و برباد بنھو رہے، لہذا قرآن اول سے صالحین کی جماعت اور بندگی میں ایسی بزرگ بستیاں منصف شہود پہ جلوہ گر کی رہیں اور آئندہ بھی کرتی رہیں گی۔ جن کی ساعی جمیل و شہورہ سے دین اسلام کا چہرہ روشن اور تاباں رہے گا۔ اگرچہ اس موقع پر بھی بدعات، عقائد باطلہ اور رسومات قبیحہ کا دور دورہ نظر آ رہا ہے تاہم گویا کہ اوپر سابقہ میں حامیان دین کی اصلاحی سرگرمیاں اور ابائیس کی چہرہ دستان مظاہم پر آتی رہی ہیں۔

۱۸۔ اٹھویں صدی ہجری میں جبکہ مسلمانوں میں علم دین کے متزلزل و انحطاط کا بیج بار آور ہو چکا تھا، اعلام ابن تیمیہ کا پیدا ہونا اور ان کا علاوہ علوم و فنون میں درجہ درجہ و اجتہاد و میدان کرنے کے امر بالمعروف و نہی عن المنکر کی راہ میں ہر طرح کے شہائد و مصائب کا کوارہ کرنا اور اپنے تلامذہ و متبعین کی ایک بہت بڑی جماعت پیدا کرنا جس میں علامہ ابن قیم جیسے اشخاص کا میلاد ہو، اس قدر عجیب و غریب ہے۔ اس زمانے میں شیخ احمد رشتی کا نامور ہوا، جو ایک غیر معروف گوشے میں بیٹھ کر لوگوں کو اپنی صدائے رشد آسانے حق کا شیفہ بنائے، میں اور اچلے طریقہ تہذیب و شعار اسلامی اور اعلان حق و امر بالمعروف کے لیے اپنے وجود کو کسر و قسٹ کر دیتے ہیں۔ پھر گیارہویں صدی کے اواخر اور بارہویں کے آغاز میں حضرت شاہ ولی اللہ اور ان کے خاندان نے امر بالمعروف کی تاریخ میں جو حیرت انگیز خدمات و نیا انجام دیے، میں، مجمع بیان نہیں، علی الخصوص شاہ ولی اللہ کا وجود تہذیبی و حقیقی تہذیب اپنے اندر اہم رگائی و فیضان الہی اور فطرت کاملہ و اقتباس انوار نبوت کی ایک مثالی

پروکھ نسل انسانی کو صراطِ مستقیم سے ہٹانے کے لیے شیطان رجیم اور اس کے پیٹے جانے پر مامور الشریک کا رگاہ، ہستی میں اپنے کام میں لگے رہیں گے اور ہر طریقے سے ایسی ہی نظام کو کامیاب بنانے کی کوشش کرتے رہیں گے۔ لہذا دین مصطفویٰ میں ہی رسومات باطلہ کا راہ پانا عین سبب ہے اور اس کے تاریخی خدا بد بھی موجود ہیں۔

عبدتوت، عبدی صاحب اور تابعین کے مبارک زمانے کے بعد امتِ آسمانہ و أرضیہ کے پٹے مذہبی لبادہ پین کر فاضلین اور راہنویں کی صفوں میں آگئے، میدان سیاست

۱۹۔ اس تاہم دینی کا نتیجہ ہے کہ گویا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے ہی وقت میں فتنانات کی بنیاد پڑ گئی اور پھر شخصی حکومتوں کے قیام، ملکی اغراض اور سیاسی مطامع کے فشار و جبر اقدام اور عجمی تمدن کے اتار و بالا و عہد اور نہی عن المنکر کے ضعف سے روز بروز فتنہ و فساد میں ترقی ہوئی گئی۔ یہاں تک کہ زوالِ بغداد اور عربی حکومتوں کے خاتمے کے بعد فتنہ و فساد کا ایک ایسا تباہ کن سبب تھا جو بنی اسرائیل پر بکت نصر کے تسلط کی تباہی سے کسی طرف نہ تھا۔ لیکن پھر بھی اسلام کی دعوت کا بیج اپنے اندامی قوت و نور سے تھکا کر پال جاتا تھا اور پھر ابھر جاتا۔ حوادث و مصائب کے ہاتھ میں قدراس کی شاخوں اور پتوں کو کاٹتے تھے، آتی ہی اس کی توت بن جاتے ہوئے پتے کی طرح اچھل اچھل کر عینہ حق تھی فتنہ و فساد کی باہر صر اگر اس کی شاخوں کو چارہ ہی قوت و نور کا دستِ حکمران کی جڑ کو منہ و پڑے ہوئے تھا۔ راتاً نعتی فتنہ اللہ کے زمانہ لطف و لطفون، زمین کے اور اس کے پتے جڑ جڑ کر گر رہے تھے۔ یہ سب کہ اسلام تہذیب کی تمام جہدیں اور گرمیاں ایک ایک کر کے اس سمت کو بھی پیش آئیں، کوئی گراہی بنی اسرائیل اور مشرکین مکہ کی ایسی نہ تھی جس سے انجبر گریوں میں مسلمان مبتلا نہ ہوتے ہوں۔ مگر عین آخری کے بعد اذیہ کا یہ مجموعہ تھا کہ ان میں کوئی مضامین بھی اصل سرچرہ تعلیم کو مکدر نہ کر سکے اور تحریک و سرخ اور مدعت و اضافہ سے قرآن کریم ہمیشہ محفوظ رہا۔

و مضامین اسلام صلا مولانا ابوالکلام آزاد مرحوم

لہ لآتنا لک من حق علی الحق لا بدین ولا فیہدھمن غدا لہدھ حق باقی امر اللہ و رضی  
- لا تکتال من اھتق ظاہرین علی الحق حتی یاتھموا امر اللہ و صدق ظاہرین و شفق علیہ  
- ان اللہ تعالیٰ یحبب لہذہ الامۃ علی راس کل ما لہ منۃ من عید و لھا و دینھا و اہل و اولادہا  
پیش

ہائیں میں اقامت کسنی چاہیے۔ اس کے بعد تحنیک منسحب ہے۔

### عقیقہ کے احکام

احادیث نبویہ سے عقیقہ کے احکام بتاتے ہیں اور پھر باقی ضروری امور کی وضاحت بھی احادیث معتبرہ سے ہی پیش کرتے ہیں۔ گویا عبدعزیز بن محمد نبوی کی یاد کو زندہ کیا جا رہا ہے۔

اب علما، اصناف کے اقوال مثلاً نقل فرماتے ہیں۔

### تحتہ کے احکام

تحتہ کرنا مسلمانوں کا مذہبی شعار ہے۔ حضرت ابوہریرہ فرماتے ہیں :-  
قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَمْسٌ مِنَ الْفِطْرِ الْإِسْلَامِيِّ وَالْحَتَانُ وَتَمَنُّ الْمَسَاكِينِ وَتَشْتِ الْأَبْلُوطِ وَتَقْلِيدُ الْأَخْطَفَارِ  
اس موقع پر دعوت کرنا۔ اگر غیر شرع کاموں کو گنا، بھانا، سودی قرضہ اٹھانا، نام و نمود کے لیے دعوت کرنا ہے تو منع کیا جائے، تو کوئی مواخذہ نہیں۔

عَنْ عَائِشَةَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يُؤْتِي بِالصَّبِيَّانِ خِيَمَةً لِيُعَبِّرَ اللَّهُ عَلَيْهِمْ وَيَحْتَكُمُهُمْ (رواہ بیہق) ثُمَّ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ انْضَامُ مَرْجَعِهِمْ لِعَقِيقَةِ يَذْبَحُ عَنْهُ يَوْمَ اسْبَاعٍ وَيَسْتَحْيِي وَيُحْلِقُ عَنْ غُلَامٍ شَاتَانِ يِ  
عَنِ الْبَابِ يَلِيَّةُ شَاةٍ (رواہ بیہق) ثُمَّ وَعَقَّ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ  
الْحَسَنِ بْنِ أَبِي قَالٍ يَأْتِيهِمْ حَلْقِي دَاسِلَةً وَتَصْرُفِي بِزَيْلَةٍ شَعِيرَةٍ فِضَّةً -

گھہ عقیقہ مستحب ہے۔ اگر ساتویں دن نہ ہو سکے تو چوبیسویں دن۔ اگر اس دن بھی نہ ہو سکے تو کسی دوسری دن عقیقہ میں پھر کر کے۔ اگر خواہ نہ ہو یا وہ سب جائز ہیں۔ گوشت کا تقسیم نہیں تھکے کر لیں۔ ایک سحر فقہاء اور مائیں کو۔ دو گھہ اپنے اپنے ہاتھ میں لیں اور رشتہ داروں پر خرچ کرے (رواہ احمد)  
عَنْ - رِوَاةُ أَحْمَدَ - مَسْنُودُ حَضْرَتِ مَوْلَانَا اَبُو عَلِيٍّ مَرْجُومَ -

مثال رکھتا تھا۔ اس گیا رسول میں مدنی کے اطراف میں قاضی شوکانی کا تین میں مہر اور راجہ سنت اور رفع بدعت کے لیے سختی منگوا کر عادیث مذکورہ بالا کی پیشین گوئی کے لیے ایک زندہ مثال کا حکم رکھتا ہے۔

سابقہ سطور کے مطالعہ اور تفصیل کی روشنی میں اب ہم حضرت شیخ التفسیر مولانا احمد علی لاہوری علیہ الرحمۃ کا اصلاح رسوم اور احیاء سنت کا عمل قدرے شہید وادگر سے پیش کرتے ہیں۔

رسالہ

### تذکرۃ الرسوم الاسلامیہ

اس رسالے میں مولانا نے ابتدائے تحریر میں آیات قرآنیہ سے اتباع رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی اہمیت اور مخالفت کرنے والوں کے انجام بد پر روشنی ڈالی ہے اور اس کے بعد اس تحریر کو بدیع مسلمان کرنے کی غرض و نعت پیش کی ہے۔  
بل وادان عزیزین! آپ کو اس مذکورہ القصہ رتاب سے بجا کو نہ لاندہ ونداروں سرخو کرنے کے لیے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے سچے تابع فرمانوں کی رسوم صلیکات پیش کیا جاتا ہے۔ خدا تعالیٰ سے مستعدی ہوں کہ مجھے اور آپ کو ان پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے، تاکہ قیامت کے دن دربار الہی میں سرخو ہو کر پیش ہوں :-

### بچہ پیدا ہونے کا دن

بچہ پیدا ہونے کے بعد سب سے پہلے نماز رکھ کر دائیں کان میں اذان اور

لَعَنَ - وَمَنْ يَشَاقِقِ الرَّسُولَ مِنْ بَعْدِ مَا تَبَيَّنَ لَهُ الْهُدَىٰ وَيَتَّبِعْ غِيْرَ سَبِيلِ الْإِسْلَامِ يَنْزِلْ فِي قُلُوبِهِمُ الْقُلُوبُ وَالْغُلُوبُ وَجَهَنَّمَ سَاءَ مَأْوًى لِمَنْ يَصْنَعُ كَذِبًا (سورۃ بقرہ ۱۷۵)

## منگنی کے احکام

اپنے گھوٹے شب سے زیادہ دیندار اور خوش خلق ہونے سے نفرت کرنا چاہیے۔  
کسی رسم و رواج کی ضرورت نہیں۔ اگر بلاشبہ فرما مارا ملے ہو جائے تو یہی منگنی ہے۔  
ہونے اور ہونے کی عمر کا تناسب بھی ملحوظ رہے۔

## سنت طریقہ کا نکاح

اب حضرت علیؑ اور حضرت فاطمہؑ کی شادی کا ذکر فرماتے ہیں اور مسلمانوں کو  
پس الفاظ دہانت کرتے ہیں۔ ہونے کی تخصیص کسی قسم کا تکلف نہیں ہونا چاہیے۔  
چنانچہ رسولؐ نے خاتمہ حضرت فاطمہؑ کو ام المومنین کے جبر اور حضرت علیؑ کے گھر بھیج دیا تھا۔  
دیکھو یہ دونوں جہان کی شہزادی کی تخصیص ہے۔ جس میں درحوم نہ دھام نہ میا نہ زانہ  
پاکلی نہ کبھی وغیرہ۔

رسم تبدیل خلاف شرع ہے۔ اس رسم فقیر سے بھیجیں۔ بالخصوص جبکہ مسلمان اس  
ظہار سے پرہیز و قرضہ سودی اٹھا لیتے ہیں؟

اب رسالہ کے اختتام پر مال میراث کے متعلق شرعی احکام کا تذکرہ کرتے ہیں۔  
ہر مسئلہ کا فرض ہے کہ ان رسوم اسلامیہ کی خود پابندی کرے اور رشتہ داروں  
اور دوست احباب کو ان کی پابندی کی ترغیب دے اور جو ان رسوم کا لحاظ نہ رکھیں  
سے۔ رسالہ عذا خدا۔ مصنف حضرت مولانا احمد علی مرحوم۔

سے۔ احباب کو پانا مسنون ہے۔ حضرت فاطمہؑ کے نکاح حضرت افریخ کو حضور اکرمؐ نے فرمایا  
کہ جاؤ اور ابوہریرہؓ رضی اللہ عنہما اور طہ و زہیرہؓ اور ایک جماعت انصار کو بلا لاؤ۔  
ہونے کا یہ خود نکاح کا غلطہ چمچے تو بہتر ہے۔ اگر بات کو کھانا کھلا دے تو کوئی حرج نہیں  
نہر اور سدا جہ کا مونا چاہیے، جمیز دینا مسنون ہے۔ رضا الہی مطلوب جو نام و فود سے پرہیز  
کیا جائے۔ دیکھیں اس میں بھی رضائی و شہابی نظر ہو (رسالہ جامعہ)

توان لوگوں کی خلاف ورسیوں میں بزرگ شرکت میں کرنا چاہیے۔  
آزاد سنت والجماعت کے ہاں سنت کے مال کے چار حصے مندرجہ ذیل ہیں  
۱۔ سنت کے مطابق کفن و دفن کے مصارف۔  
۲۔ اس کے بعد قرضہ ہونا کرنا۔  
۳۔ اگر میت وصیت کر گیا ہو تو تیسرے حصہ مال سے ادا کرنا۔  
۴۔ قرآن حکیم کے مقرر کردہ حصوں کے مطابق یتیم مال و یتیموں میں تقسیم کرنا۔  
(رسالہ ہذا۔ ح ۱)

دسالہ

## شہادۃ النادر علی حرمة المزامیر

### باجوں کی حرمت

كُنْتُمْ خَيْرَ أُمَّةٍ أُخْرِجَتْ لِلدُّنْيَا تَأْمُرُونَ بِالْعَدْلِ وَتَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَتُقِيمُونَ الصَّلَاةَ وَتُؤْتُونَ الزَّكَاةَ وَتُحِبُّونَ الرِّقَابَ  
(سورہ عمران آیت ۱۱۰)

یہ جزیہ اذروئے شریعت باجوں کی حرمت پر مبنی ہے۔  
عزیز میرا بیٹا غلامی کسی شخص کو اس میں شک نہیں ہوگا کہ باج بھجوانا دین نہیں  
بلکہ مکمل تماشا ہے۔ اور اس امر پر فخر کرنا ہے کہ ہم دوسروں سے کم نہیں ہیں۔ اور  
باجے کے بغیر بات بے لزیت ہے۔

سے۔ رسالہ عذا خدا۔ مصنف حضرت مولانا احمد علی صاحب۔  
سے۔ اَعْلَمُوا أَنَّمَا الْغَنِيُّ مِنَ الدُّنْيَا لَيْتَ قِيٌّ لَّهُ فَيَتَّقِ وَيُخْلِصُ لَهُ مِمَّا كَفَرَ بِهِ يَتَّقِ  
وَيَكْفُرُ فِي الْأَمْوَالِ وَالْأَنْفُسِ وَلَا يَدْرُسُ كَمَلْ غَنِيَّتْ أَعْيَبَ الْكَلْبُ رَمَانَهُ لَيْتَ  
يُخْلِصُ مِمَّا مَشَقَّتْ لِقَوْمِهِمْ لِيَكُونَ حُطًا مَّا فِي الْآخِرَةِ عَذَابٌ مُّسْتَدِيرٌ  
مُعْطِيٌّ قَوْمٌ وَاللَّهُ يَرْضَىٰ لَنَا وَاللَّهُ يَرْضَىٰ لَنَا وَاللَّهُ يَرْضَىٰ لَنَا وَاللَّهُ يَرْضَىٰ لَنَا وَاللَّهُ يَرْضَىٰ لَنَا

بیان کیا ہے۔ علاوہ ازیں دنیا کے نفع کی بجائے سراسر نقصان ہوتا ہے کیونکہ اپنی حلال کی کمائی میراثیوں اور بیعتوں کی نذر کرنی پڑتی ہے اور ان کو اس کام کو کہتے ہیں جس میں زندگی کا فائدہ نہ دینا کا۔  
اس مسئلے میں مولانا کے اشارات ملاحظہ ہوں۔

بندہ کہہ رہا ہے، توبہ بن کر دکان کا حکم شناسی کے آگے سر جھکاؤ۔ اور اعراض نفسانی کے پورا کرنے کے لیے جو کچھ کرے ہو۔ اس سے باز آجاؤ۔ ورنہ پورا الحساب میں کیا جواب دو گے کہیں ایسا نہ ہو کہ اس دنیاوی فرحت اور سرور عارضی پر دائمی راحت کو قربان کر بیٹھو؟

اب مسئلہ مذکورہ بالا کی تائید میں احادیث نبوی اور اقوال فقہاء سے استشہاد فرماتے ہیں اس رسالہ کے اختتام میں علماء محصر کی جو تصدیقات موجود ہیں۔

۱۔ صَوْتَانِ مُتَعَلِّقَيْنِ فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ فَمَنْ مَاتَ عِنْدَ الْفِتْنَةِ وَرَفَعَتْ عَنْهُ

مُصِيبَةٌ رَحِمَهُ اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ عِلَّامُ الدِّينِ سَيُوفِي بِرَوَايَةِ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ

فِي هَذِهِ الْأَمَةِ خَسَفَتْ وَتَضَعَتْ رِمَازِ اسْتِثْنَاءٍ بَعْضُ كَوْنِهِ

مِنْ مُرَقِّعٍ هُوَ كَافٍ أَوَّلَانِ كِ سَوْتَيْنِ بَعْضُ سَخِّ هُوَ كَافٍ عَذَابُ تَبِ هُوَ كَافٍ

گھنے والی عورتیں اور آلات سودا ہمارے ہوں گے (ترمذی شریف)

۲۔ اِمْتِصَابُ الْمَذْهَبِ وَالْمُتَعَلِّقُ كَتَمَهَا حِرَاطُ (بسوط)

الْمُتَعَلِّقُ وَالْمُتَصِفِقُ وَالْمُتَصِفِقُ وَالْمُتَصِفِقُ وَالْمُتَصِفِقُ وَالْمُتَصِفِقُ

كَرَّاهَتْ رَجَاءً

لَهُ - رِسَالَةُ هَذِهِ صَدَقَ وَالَّذِينَ لَا يَشْعُرُونَ بِالْمَوْتِ فَادْفَعُوا

بِالْعُقُوبَةِ مَرَّةً كَثِيرًا

وَأَمَّا مَنْ أَفْقَى كِتَابَهُ دَرَكَ ظَهْرِهِ هُوَ مُتَوَكِّلٌ عَلَى اللَّهِ

فِي نَفْسِهِ سَعِيدٌ هُوَ كَافٍ كَاتِبُهُ مُتَوَكِّلٌ هُوَ

۳۔ غَسَدُهُ وَفَصْلُ حَلِّ رَسُولِهِ الْكُفْرُ بِهٖ بِإِشْرَافِ كَاتِبِهِ هُوَ مُدْبِرٌ هُوَ اِدْبَرِ  
حرام ہے۔ ترکِ باب اِن افعال خیر و حرکات شیعہ کے لایرِ باسق و قاطع ترکِ کتب  
کیا نہ ہو و غضبِ جبار و متحقِ عذابِ نار میں نیز میڈر و صرف ہونے میں شک  
نہیں لہذا ہیکہ قرآن حکیم اخوان الشیاطین ہیں۔ موٹی قلعے مسلمانوں کو  
اعمالِ حسنہ و اعمالِ محمودہ کی توفیق دے اور از شرکابِ شنیات سے بچائے  
و قبلہ و قافلہ و بطعمہ العید المذنب ابوالبرکات حضرت مولانا سید احمد صاحب  
الحسنی الحنفی الرضوی الدارونی المفتی القدیم فی بلدہ اکبر آباد

۴۔ مسئلہ مزامیر کے متعلق جو کچھ عجیب ہے تحریر فرمایا ہے، بالکل صحیح ہے چنانچہ  
قَوْلَانِ حَمِيدٌ مِّنْهُ: لَا تَجِدُ تَجِدُ مَرَّةً وَاحِدَةً فِي مَرَّةٍ وَاحِدَةٍ مِّنْ حَدِيثِ اسْتِصْحَاحِ  
الْمَلَائِكَةِ مَحْصِيَّتِهِ وَاجْلُوسَ عَلَيْهِ فَنُفِثَ وَاشْتَدَّ بِهَا كُفْرُهُ مُتَقَوْلٌ هُوَ۔ جس  
سے مزامیر کی حوریت صاف معلوم ہوتی ہے۔

(حضرت مولانا عبدالحزیز مدنی صاحبی مسجد لاہور)

۵۔ فَقَالَ رَجُلٌ مِنَ الْمَسْلُومِينَ يَا رَسُولَ اللَّهِ قَسَمْتُ لَكَ مَا ظَهَرَ

الْعَتِيَانِ وَالْمَعْلُوفَاتِ شَوْبَتِ الْخَمْصَةِ وَتَرَدَّى عَنْ وَرَنِ بْنِ صَيْفٍ

رسالہ

## اسلام میں نکاح بیوگان

اسلام کی ضیاءِ شایوں کے باوجود بعض حکامانوں میں ہندوئی تہذیب کے اثرات  
پائے جاتے ہیں۔ یہ لوگ اپنی بیٹی یا بیٹے کے راندھنے پر اس کے متبادل میں لڑکے  
تبادل و تسامع سے کام لیتے ہیں۔ بیکانپور غرت اور اس بیجاپور کی صنعت کا نشان سمجھتے  
ہیں کہ اس کی دوبارہ شادی نہ کی جائے جس کے نتیجے میں ہزاروں طرح کی بیماریاں  
پیدا ہوتی ہیں لیکن اسلام دینِ فطرت ہے، لہذا اس کا تقاضا ہے کہ سوا بیٹی کی







## رسالہ مؤتمہ تحفہ معراج النبی

قوله تعالى: سُبْحَنَ الَّذِي أَسْرَى بِعَبْدِهِ كَيْفَ لَا يَتَنَبَّهَاتُ الْمَلَائِكَةُ وَالْمُسْجِدَاتُ أَنْ تَصْأَلَهُ الْخَلْقُ  
(سورہ النبی، سورہ اعراف ۱۱: ۱۰)  
آقا محمد حسین علیہ السلام اور فرزند ماجہ کی راہ عمل پر روشنی ڈالتے ہیں۔ اہل خانہ  
چند عنوانات تجویز فرما کر ان پر باہر تہ تبصرو کرتے ہیں۔ آپ کی عبارت میں کتب و سنت  
کے حوالے اور مشرین حضرات کے اقوال بطور خواہد موجود ہیں۔

بہار الدین استقام! ہم خدا کے قدوس و وحدہ لا شریک کے بندے ہیں اور سید المرسلین  
علیہ السلام کی امت ہیں۔ مذہب ہمارا اسلام ہے جس کا مجموعہ احکام قرآن ہے۔ اس  
کی شریعت حدیث خیر الانام ہے۔ سرور کائنات کا فرمان ہے کہ آپ کی امت میں تنقیر فرماتے  
ہوں گے۔ بہر ذریعہ میں جائیں گے اور ایک ہفت میں جائے گا نہات پانے والے  
فرشتے کی راہ عمل وہی ہوگی، جس کا ذکر علاحدہ فقہاء اسلام میں آچکا ہے۔ وہ اس دائرے  
سے باہر نہیں جاتا۔ باہر طرف سے کوئی ایسی چیز بکار نہیں کرتا جس سے مقصد اسلامی نیت  
موجود نہ ہو۔ اسلامی فتاویٰ اور مطلقہ گوشاں اسلام میں افلاس آئے اور تنقیر ہو جائے۔

چند عنوانات

معراج جہانم ہوا یا روحانی  
معراج کا عقلی ثبوت  
بعض خلاف شرح رسومات  
حدیث المعراج  
روایات معراج میں مسائل کا اختلاف  
تجوید اختلاف  
تجوید تاکر تحفہ معراج  
و عید تاکر تحفہ معراج

۱۔ رسالہ تحفہ معراج النبی ص ۱۔ مصنفہ حضرت مولانا احمد علی مرحوم۔

جن میں اس مبارک سعید رات کے فضائل، اسرار و فطیرہ احوال اور مسنونہ عبادات کا  
ذکر کیا ہے۔

احادیث کی نقل اور احادیث منقولہ کے مطالب و مضامین کو باہر تہ تب و  
فرماتے ہیں۔ فقہاء احناف و جمہم ائمہ کے اقوال متعلقہ بشب برآء بھی شامل  
مضمون کرتے ہیں۔

رسالے کے شروع میں ایک سوال ہے۔ اب اس کا جواب تحریر فرماتے ہیں۔  
اب شب برآء پر چراغاں اور آتش بازی کو اسراف سے تعبیر کر کے اسراف کے معنی  
بیان فرماتے ہیں۔

”اسراف لغت میں بے اندازہ اور لاف و گزاف کے طور پر خرچ کرنے کو کہتے  
ہیں یعنی جس خرچ میں نہ آخرت کی بہتری مقصود ہو اور نہ دنیا کا کوئی پہلا ہو نہ بھلا نہ اچھا  
حاصل اور نہ کسی انسانی ضرورت میں صرف ہو۔ یہ نقص شب برآء کے چراغاں اور  
آتش بازی میں ہوسے طور پر موجود ہے۔ نہما کہ بندو! اللہ تعالیٰ قرآن شریف کی  
سورۃ النازعات میں ہے: ذُرْهُ فَتَشْتَغِلُ عَنْ مِذْقِنِ النَّبِيِّ“

دراصل مولانا نے بہت دلائل و رسومات کے خلاف ہمیشہ نبی جہاد کیا اور احباب نے  
سنت گویا آپ کی حبیبیت تائید میں کی تھی۔ اس پر فقہان زمانے میں خود آپ کی زندگی سنت  
نبوی کی ایک زندہ جاوید مثال تھی۔ آپ اپنے لواحقین اور متبعین میں اسی مبارک  
نوشہ حیات کو پانے کا پرچار کرتے تھے۔

۲۔ شبان کی چند عرصوں رات میں کوسلمان شب برآء کہتے ہیں۔ اس کے متعلق اسلامی  
احکام کیا ہیں؟ اور موجودہ وقت میں جو کچھ ملان کرتے ہیں۔ دن کو صلا پڑھ کر رات کو چراغاں  
اور آتش بازی۔ آیا ان چیزوں کا بھی ثبوت ہے؟ بدیع القیامی۔

۳۔ سوال کے پہلے حصے کا جواب گذشتہ مسطور میں دیا جا چکا ہے۔

۴۔ رسالہ احکام شب برآء ص ۱۱۔ مصنفہ مولانا احمد علی مرحوم۔

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی روح اور جسم مبارک دونوں کو مکہ منقر سے بیت المقدس اور وہاں سے آسمانوں کے اوپر حضور باقی شاد و مقرب راہ میں پہنچا گیا۔

وَالْحَقُّ الَّذِي عَلَيْهِ أَكْثَرُ نَاسٍ وَمَعْلُومَةُ السَّلَاطَةِ وَغَايَةُ الْمَنَافِعِ مِنَ الْمُتَأَخِّرِينَ مِنَ الْمُتَقَدِّمِينَ وَالْمُتَكَلِّمِينَ أَمَّا أَسْمَى بِنْتُ مَرْجَدٍ وَجَدَهُ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَدْ قُتِلَ عَلَيْهِ تَوَلَّى سِجَانَهُ قُلْتُ لَهَا "سَبِّحِ اللَّهَ أَتُسَمِّي الْعَبِيدَ لِيَلْ وَتَقُطُّ الْعِبَادَةَ عَنْ مَجْمُوعِ الرُّوحِ وَالْجَدِّ (تَفْرِيقَانِ جَدِّ) وَبِهِ تَقُتُّ عَنْ عَاشِقَةٍ أَهْمًا كَأَنَّكَ تَقُولُ مَا فَتَحَتْ جَنَّةَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَلَكِنَّ اللَّهَ الشَّرِيفَ بِرَجَبٍ وَالْأَكْشَرُ عَلَى أَمَّةٍ أَسْمَى بِنْتُ مَرْجَدٍ فِي الْبَقِيَّةِ وَتَوَاقُاتِ الْأَخْيَارِ وَالصَّحِيحَةِ عَلَى ذَلِكَ (عالم اضرار)

ج) وَالْأَكْشَرُ عَلَى أَمَّةٍ أَسْمَى بِنْتُ مَرْجَدٍ فِي بَيْتِ الْمُقَدَّسِ شَعْبَةَ عَجْرَجٍ بِهَ الْإِسْلَامُ حَتَّى أَتَهْتَمِلَ الْإِسْلَامَ دُونَ الْمُنْتَهَى قُلْتُ لَهَا "تَحْبِبُ تَحْسِبُ" وَاسْتَحَالَتْ دِيَّانِي شَرِيفٌ جَدَّالًا

د) آپ کو ایک رات مسجد اقصیٰ کی سیر کرانی گئی جس کے بعد آپ سدرۃ المنتہیٰ تک پہنچے اور جہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو لے جانا چاہا، وہاں تک آپ پہنچے۔ یہ واقعہ آپ کے جسم ہادی کو بحالت بیداری پیش آیا لیکن اس کا ٹھہرا ایک ایسے موقع میں ہوا جس کو عالم مثال (عالم روحانی) اور عالم شہادت (عالم ہادی) کا برزخ کہنا چاہیے۔ جہاں کہ دونوں کے احکام ملے جیلہ ہوتے ہیں۔ اس آئینہ شمس احکام کا قیوہ ہوتا ہے کہ جب ظہاری پر روح کے احکام جاری ہوتے ہیں اور روح معانی (روحیہ) کو اجسام ہادی کی صورت میں تشکل حاصل ہوتا ہے۔

ملکیت کے انوار آپ پر غالب آگئے اور اسی میں یہ استعداد پیدا ہو گئی کہ غیظۃ القدس سے جو انوار اور علوم اس پر نفاش ہوں وہ ان کو قبول کرے۔ بیت المقدس میں آپ کو لے جانے کا راز یہ ہے کہ وہ شہنشاہ اللہ کے ظہور کی جگہ ہے۔ دنیا علیہ السلام کا وہ مطیع نظر اور مرزا توجہ رہا ہے اور ملاد اعلیٰ کے ملائکہ کو زمین کی توجہ سہلک

اس پر مبدول رہی اور رہتی ہے۔ باطن ظاہر گیر وہ اس عالم ہادی میں عالم ملکوت کا درجہ ہے۔ وجہ اللہ باطنہ مصدر روح اس کی کفایتی واقعات طے شاہ ولی اللہ دہلوی (رحم) اس سلسلے میں بعض حضرات نے نہایت مکلف آفرینی اور تفریق رسی سے کام لیا ہے اور اس کے لیے تاریخ و سیر سے شواہد پیش کئے ہیں۔

اختلاف روایات بلحاظ سنون و رشود پر حضرت مولانا تاریخی واقعات پیش کرتے ہیں اور فتح الباری اور معنی (شرح بخاری شریف) کے سوار حوالہ جات نقل فرماتے ہیں۔ مولانا بعد از خلاف شرع رسوم کی نشان دہی کرتے ہیں، اہو کہ مراجع اہلبیت کے موقعہ پر جہاں میں مردہ ہیں۔ حدیث بتعلق مراجع شریف بھی نقل کی گئی ہے اور

۱۔ لیکن حضور اکرم چونکہ سرور دنیا و اور سپہدا اولاد آدم تھے۔ (اس لیے اس حقیقۃ القدس اور باکام و لاکان میں آپ کو وہاں تک رسائی حاصل ہوئی۔ جہاں تک کسی فرزند آدم کا قدم اس سے پہلے نہیں پہنچا تھا اور وہ شاہد کیا، جواب تک دوسرے معارف باکام کی حد لغز سے باہر تھا۔ دیرۃ النبی مصدر روح ۳۵۵ میلان قادی مرحوم خبر ملی ہے یہ مراجع مصطفیٰ سے ہے

۲۔ کہ عالم بشریت کی زمین ہے گردوں (عالم ارضی) دوسری جگہ عارف اقبال نے "یا عاشر الجہنم والانس ان استطعتوا ان تنفذوا من اقطار المسلمات والارض لا تنفذوا الا تنفذوا" (یا سلطان، اے میں حضور اکرم کے مراجع جہاں کی دلیل پڑی ہے۔

۳۔ پنجاب میں شب مراجع شریف تائیسویں حبیب کو منائی جاتی ہے۔ ان کو ملحق علی کیا جاتا ہے۔ لیکن کاندھل کی جیٹاں لگے جاتی ہیں۔ رات کو تیش باری چلائی جاتی ہے۔ بجلی کی چھوٹی چمچ لکڑیوں پر لگے کاشی سے جاتے ہیں جن میں چراغ و کھڑک رات کو چراغ لگے جاتا ہے۔ پنجابی میں اس رسم کو لکھا جاتا ہے کہ "پنجشہن ان رسوں کی حفاظت کر لیں۔ وہاں کا لقب دیا جاتا ہے حالانکہ یہ رسوم فضول ہیں اور اسرار و تدبیر کا باعث ہیں جو شرعاً طوط ہے۔ (رسالہ تفسیر مراجع طے شاہ)

”جب دنیا ایک خلعت کہ حق اور مذہبی معتقد اور اللہ تعالیٰ کی راہ سے روکتے تھے۔ نظام عالم کو جس جامع ہادی کی ضرورت تھی۔ ان تمام خوبیوں کا حامل عالم تقدیر میں سید المرسلین خاتم النبیین شفیع المذنبین کا وجود باوجود تھا۔ اس لیے وسبت قدرت نے قزو قال بنام قراد اللہین والاخرین قداہا فی واقعی ہی نکالا۔  
اب فرماتے ہیں کہ اسکا ان کا کیا فرض ہے:

”تمت محمد علی صاحبہ الصلوٰۃ والسلام کے ہر فرد پر لازم ہے کہ ان کمالات مستندہ کا علم و مزہر بنے۔ اسی عالم جمعی کو سب سے پہلے اپنا حال تباہت اور بعد ازاں اس قول و فعل محمدی کو اپنا فرض قرار دے۔“

مولانا اب سرور اور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے فرائض اربعہ کی تشریح و توضیح بیان فرماتے ہیں، جن پرصوص قرآن یہ ہاں ہیں:

”هَلْیَ الَّذِیْ بَعَثَ فِی الْاَوَّلِیْنَ رَسُوْلًا یُّبَشِّرُ بِشَیْءٍ اَعْلَمُ مِنْهُ اَیُّهَا الَّذِیْنَ کُتِبَ عَلَیْهِمُ الْکِتَابُ وَ اَلْیُسْرَۃُ فِیْ اَنْ کَانَ مِنْ قَبْلِ یَوْمِ هَلْیَ الَّذِیْنَ ؕ“  
(سورہ الحجۃ ۷۰: ۲۵)

۱۔ فرض اول یشقو اعلیٰہم ایتیلہ۔ علامت مسعود کے دو جزو ہیں۔ الفاظ کا دہرا اور معانی کا سمجھنا حضور سرایا نور صلی اللہ علیہ وسلم کی طرح تلاوت کا حق صحیح تھی جب او اسو سکتے کہ پڑھنے والا دونوں کا الفاظ تام کرے۔ بے شک قاعدہ شرعی ہے کہ ہر ایک کو وہ بھی قرآن کی تلاوت پڑھیں سیکھیں ملتی ہیں۔ لیکن ایک ہر تلاوت کرے والا اپنی حیالت علی کے باعث باز رہا دفتر میں جا کر عملی حفاظت کرتا ہے اور روزانہ تلاوت کے باوجود خالق رہتا ہے۔ لہذا معنی صحیح

۲۔ قوله تعالیٰ: ”یَا اَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اِنَّ کُلَّیْسَ مِنَ الْاَوْحَاۃِ وَ مِنَ الْمَرْحَبَانِ لَیَا مَعْکُوْنٌ اَشْقٰۃٌ اَلَّذِیْنَ یَاۡبِیْطُوْنَ بِکُلِّ یَسْمٰۤیْلٍ اَللّٰهُ رَاسُہُ ۝ ۱۰۲“  
۳۔ رسالہ تحفہ میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم من مسند حضرت مولانا اصغر علی عیاد رحمتہ۔

اس کے بعد تحفہ مولاج (مجاز) کے موضوع پر نہایت لطیفانہ انداز میں چند معنی نیز ملحوظ پیش کرتے ہیں۔

رسالہ

## تحفہ میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم

قوله تعالیٰ: ”اِنَّ فِیْ هٰذَا لَکِبَآۤءًا لِّعُوْمٍ یَّعْلَمُوْنَ ؕ“ وَمَا اَرْسَلْنَاکَ اِلَّا رَحْمَةً لِّعَالَمِیْنَ ؕ

(سورہ البیہ ۸۱: ۱۰۱)

میلاد ان جلت! وہ کون کون کرے، جسے خیر العالائق سید المرسلین خاتم الانبیاء علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ولادت باسعادت پر خیر نہیں، ہر مسلم حضور سرایا نور کے وجود باوجود کو برابر محبت خیال کرتا ہے۔ یہی نہیں۔ بلکہ آپ رجوع تعلیق ہیں:

”ملا ان کو حضور سرایا نور کے حضور کی خوشی اس لیے ہے کہ آپ کی برکت سے انہیں وہ آپ حیات ملا جس سے وہ دنیا میں مرہ قوم سے زندہ قوم بن گئے۔ ذلیل سے عزیز قوم بن گئے۔ معصیت سے مصلح بن گئے۔ راہزن سے محافظ راہ بن گئے۔ چور سے پاسبان بن گئے۔ بد اخلاق سے با اخلاق بن گئے۔ بد امن سے امن پسند اور غیر بد امن سے مستند اور بہت پرست سے خدا پرست بن گئے۔“

مولانا اس کے بعد بابت نبوتی سے ما قبل حالات پر تبصرہ فرماتے ہوئے یوں رقمطراز ہیں:

۱۔ بعد از دش کی طرح واضح ہے کہ رسول خدا باگاہ ایمنی سے پہلے وقت کی نشان دہی کا حقہ لائے ہیں لہذا چرمان کا فرض ہے کہ وہ خداوندیکہ جو رسول پاک لائے ہیں اس کو قبل کہ سکھو اس تحفہ مولاج کو تمام لہذا تہ سے جانے نہ دے جو شخص اس حق کو قبول نہیں کیا تو گویا وہ مولاج شریف کی برکت آسمانی سے محروم رہنا چاہتا ہے اور حضور راہ نور کا وہ ہاتھ جو اپنی ہمت کے ہر گز کو توختہ مسطر دینے کے لیے فرما رہا ہے اس سے تحفہ لینے سے انکار کرنا ہے۔ (رسالہ تحفہ مولاج و مسند حضرت مولانا اصغر علی عیاد رحمتہ)

۲۔ رسالہ تحفہ میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم۔

کر چھنے والا اگر ایک کو حق کی تلاوت کرتا ہے تو وہ تھوڑے دنوں میں انشاء اللہ تھلائے اعلیٰ دسے گا کہ سب گناہیں گریں جائے گا۔

۲۔ تھلکے تھلکے تصدق و بطریق اربعہ نقشبندی، قادری، سہروردی اور چشتی کے ذریعے سے جو تزکیہ کرایا جاتا ہے اس کا مطلب صرف یہ ہوتا ہے کہ خدا کے دل میں محبت الہی کا ذوق اسی طرح غالب ہو جائے جس طرح محبوب کو باطن میں توجہ ہے۔

۳۔ فرضِ موسوم، قیامِ مہینہ الکتاب، معقر قرآن میں اس استعداد کا ہونا ضروری ہے۔ جس سے متعلمین کے فکوک و شبہات رفع ہوں اور ان کا دل کتاب اللہ کے معانی کے علاوہ مصالح و حکم سے بھی روغن ہوں۔ اور ان کے قلوب میں کتاب اللہ کے حقائق و مسمارف سے مشعل کی کتاب جلی جھلائی و معقر بسم اللہ کی عظمت و رفعت کا سکھ بیٹھ جائے اور اس کتاب پاک کی تعلیم ربانی کا وہ نشان پر چڑھے کہ جب تک ساری دنیا کو پیغام حق پہنچا نہ لیں، چین نہ آئے۔

۴۔ فرضِ چہدام تعلیم و حکمت، حکمت کے معنی دانش ہے یعنی مقاصد قرآن حکیم پر عمل کے بعد درگاہ ہوتی ہے صحابہ کرام کو وہ فہم و دانش اور عقل و شعور سکھایا جاتا تھا کہ وہ دنیا بھر کے بہادر جرنیلوں سے بڑھ کر بہادر جرنیل تھے۔ دنیا بھر کے حکماء سے بڑھ کر وہ پڑے عالم تھے۔ دنیا بھر کے منصفوں سے بڑھ کر عالی دماغ منصف تھے۔ دنیا بھر کی منتقم فوجوں سے بڑھ کر وہ منتقم فوج تھے۔ سپاہیوں سے بڑھ کر فرائد بردار سپاہی تھے۔ دنیا بھر کے سنیین سے بڑھ کر وہ مبلغ تھے۔

اب آخری عرضداشت کے عنوان کے تحت فرماتے ہیں، ہر گز کہہ کر فرض

۱۔ رسالہ تحفہ میلاد النبی ص ۱۱۱ معتقد حضرت مولانا احمد علی مرحوم۔

۲۔ رسالہ میراث ص ۱۱۱ معتقد مولانا احمد علی مرحوم۔

ہے کہ سال کے بارے میں اور ہر مہینے کے تیس دن اور ہر دن کے چوبیس گھنٹے اور ہر گھنٹے کے سواٹھ منٹوں میں حکمت میلاد النبی کو اپنا حال بنائے۔ اور دوسرے بنی نوع انسان کو اس نعمت غفلتی کی شرکت کے لیے دعوت دیتا رہے۔ رسالہ کے اختتام پر موجودہ مجلس میلاد کی چند رسومات کی نشاندہی فرما کر ان سے جتنا باب کرنے کی ہدایت کرتے ہیں۔

رسالہ اللعاب میراث میں

## حکیم شریعت اور اختیار رواج کی سزا

سوال: ترکہ میت میں شرع محمدی سے انکار کر کے رواج کے مطابق مال تقسیم کرنے والوں کی شریعت محمدیہ علیٰ صاحبہا الصلوٰۃ والسلام میں کیا سزا ہے؟ بیٹا تو جروا۔

الجواب: مولانا نے مذکورہ بالا سوال کا جواب باصواب دینے سے پہلے مذہب اسلام المسلمان، کافر اور فاسق کی دینی نقطہ نگاہ سے تعریف بیان فرمائی ہے۔

۱۔ وہ مذہب جس میں تمام وہ احکام الہی صحیح و سالم ہلاک و کاست موجود ہیں جو کہ فیہ السلام تازل ہوئے تھے اب یہ مسلمان ہے جو اس بات کو تسلیم کرے کہ مذہب اسلام کے مجموعہ احکام الہی کو اپنا سمجھتا ہے اور اس کی کوئی زندگی کا دستور العمل بنائے رکھوں گا۔ (۱) جو شخص مجموعہ کلام الہی و جنس قرآن مجید یا ارشادات نبویہ میں ضروری قرار دیا گیا ہے، یا بعض احکام ربانی کے ماننے یا ان کو اپنا دستور العمل بنانے کا منکر ہو اس کو کافر کہا جاتا ہے۔ (۲) جو شخص زبان سے احکام الہی کی حقانیت مانے اور عملی جامہ پہنانے کا منکر نہ ہو لیکن حرم مال یا محبت جاہ یا غنا جنت نفسانی میں غرق ہونے کے باعث احکام الہی کو عمل میں نہیں لاتا یا اس کو فاسق کہا جاتا ہے۔ (۳) رسالہ میراث ص ۱۱۱ معتقد مولانا احمد علی مرحوم۔

اب آپ شریعت سے انکار کر کے رواج پر فیصلہ کرنا کافرا قرار دیتے ہیں۔ اور زبانی انکار کی بجائے عملی انکار کو عیسائیوں سے تعبیر کرتے ہیں، جس کی منشا دوزخ ہے۔ مولانا فرماتے ہیں:-

بجواب دلائل محبت؛ اگر زبانی اقرار شریعت کرنے کے باعث ہم محکوم تھے بھی گئے۔ لیکن عملی انکار کرنے کی وجہ سے دوزخ میں جا کرے تو ہم بے گناہ حقیقت اسلام کو نہ پایا، بلکہ اپنی بدکرداریوں کے باعث سب دلائل پریشان کے پاک دامن پر بدنامی کا نشانہ بن دیا۔ کھڑی کھڑی کھڑی کھڑی ہے:-

اس کے بعد مولانا ارشاد کرتے ہیں کہ اگر کثرت خلاف شرع تقصیر میراث کا فیصلہ کر گیا ہے تو دوشا کا حق ہے کہ اسے موافق شرع کر دیں اور یہ کوئی جرم نہیں۔

اب آپ تارکین شریعت یعنی رواجی مسلمانوں کے دیگر اعمال صالحہ کے مردود ہونے کا غلطو پیش کرتے ہیں۔ انسان خواہ کتنا ہی مصیبت زدہ کیوں نہ ہو لیکن اگر اس کی عورت کو دوشاک اور تربیت مال مرام سے ہوتی ہے تو اس کی دعا بگاڑا بھی نہیں قبول نہیں ہوتی۔ اس کی خیرات بھی ناقبول ہے۔

۱۔ وَلَقَدْ نَزَّلْنَاهُ بِإِذْنِنَا وَإِلَٰهُنَا فَتُحْمَلُهُ إِلَىٰ جَهَنَّمَ فَنُفِثُ فِيهِمْ وَهُمْ لَا يَخْتَصِمُونَ ۝ وَمَا أَفَاءَ اللَّهُ عَلَىٰ الرَّسُولِ وَالَّذِينَ آمَنُوا وَالَّذِينَ هُمْ يَحْمِلُونَ ۝ وَكَانَ اللَّهُ سَمِيعًا عَلِيمًا ۝ (المائدہ ۶۲، ۶۳، ۶۴)

۲۔ رسول میراث میں مصروف مولانا احمد علی مرحوم۔

۳۔ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّهُ لَيُحْمَلُ إِلَىٰ جَهَنَّمَ فَنُفِثُ فِيهِمْ وَهُمْ لَا يَخْتَصِمُونَ ۝ وَكَانَ اللَّهُ سَمِيعًا عَلِيمًا ۝ (المائدہ ۶۲، ۶۳، ۶۴)

۴۔ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّهُ لَيُحْمَلُ إِلَىٰ جَهَنَّمَ فَنُفِثُ فِيهِمْ وَهُمْ لَا يَخْتَصِمُونَ ۝ وَكَانَ اللَّهُ سَمِيعًا عَلِيمًا ۝ (المائدہ ۶۲، ۶۳، ۶۴)

۵۔ رواجی مسلمان جو کہ کافر ہے جس سے اس کا ذاتی نفع ہو اور دوسرے فکروں کا نقصان نہ پہنچے۔

اس سے قانون معاشرت انسانی برائے مال اس پر نفع نہیں دے گا اور نہ صاحب کا انکار کرنا ہے۔ (اگلے صفحہ)

اب شریعت کو ترک کر کے رواج پر عمل کرنے کے معاشرتی نقصانات ہیں۔ اور انجام کار رواجی مسلمان پر پانچ دفعات سنگا جو مرنے تک ثابت کرتے ہیں۔

دینی حلقوں میں اس رسالے کو بڑی عزت اور راجہیت کی نگاہ سے دیکھا گیا اور کئی علماء کرام کی تصدیقات و تقریحات اس کے اختتام پر منتج ہیں۔ سب حضرات کا حقیقی فیصلہ ہے کہ مولانا نے معاشرتی نقصانات اس رسالے کے برے نتائج و عواقب کو نہایت مناسب وقت و جا پر لکھا۔ اگر مسلمان اس رسالے کے مضامین پر عمل پیرا ہو جائیں تو کئی قسم کے روحانی امراض اور بد اخلاقیوں سے نہایت حاصل کر لیں۔

دستخط

## فولو کا شرعی فیصلہ

حضرت مولانا علیہ الرحمہ کی تقریر سننا جنوں سے علامت انہاس کے خلاف شریعت اعمال و رسومات قبور اور عمارات شیعہ اور جمل نہیں رہ سکتے تھے۔ آپ کو اصلاح احوال تہذیب معاشرہ تزکیہ نفوس اور برہان غلط سے اجاڑنے سنت کا بے پناہ جذبہ ہمیشہ (بھیر چھلوا صفحہ) ب۔ ہمنوں کی حق منہی ہمنوں کے دلوں سے بدعا نکلتی ہے۔ رواجی مسلمانوں کو مظلوم ہمنوں کی دل آزاری سے ڈرنا چاہیے۔ جانے بھی ماموں صاحب کے ظلم کے باعث اس سے نفرت کریں گے۔

ج۔ ہمنوں بھی بدعائیں دے گا۔

د۔ اس ظالم جہانی کی اس ناشائستہ حرکت پر ہمنوں کا سارا خاندان بلکہ ہر نصف مزاج عقیدہ

انکار و نفرت کرے گا۔ علاوہ انہیں دل اخلاقی حیدر سے بھی محروم ہو جائے گا۔ (رسالہ ارشاد ص ۱۰)

۱۔ دوسری جگہ فرماتے ہیں: اے اللہ تعالیٰ کا مخالف ہے۔ (بہ) رسول خدا کے دین کا دشمن ہے۔

۲۔ تو ان کو حیدر سے جدا کر دے گا۔ (د) قانون معاشرت انسانی کا رکن ہے۔ (د) اپنی جمیعت

دوش سے اخلاقی حیدر کا خون کر رہا ہے۔ (رسالہ ارشاد ص ۱۰) مصنف مولانا احمد علی مرحوم

یہ لوگ پوچھا کرتے تھے۔

سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم نے پیشین گوئی فرمائی تھی، کہ ہر امراض میوہ و فصلان میں پیدا ہونے والے وہی امراض مسلمانوں میں ضرور رونما ہوں گے۔ چنانچہ مرض سابق یعنی صالین کی تصویر کشی کا مسلمانوں میں رواج ترقی کر رہا ہے۔ یہاں تک کہ ہندوستان کے بعض علاقوں میں اپنے مرض کی تصویر قرآن مجید میں لکھی جاتی ہے۔ قرآن مجید مکتوب کے بعد سب سے پہلے مرض کے فوٹو کو انھوں سے لگایا جاتا ہے۔ بعد ازاں قوم کے بیکردوں اور بعض مجلس احباب کے فوٹو تعلیم اور بادل پر آویزاں کئے جاتے ہیں۔ اب مولانا حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے فرامین پیش کرتے ہیں، جو تصویر کشی کو ممنوع قرار دیتے ہیں اور انبیاء کرام علیہم السلام کی تصاویر کا ذکر کرتے ہیں بعض مستثنیات کا بھی آپ نے انداز فرمایا ہے۔ فوٹو کے باعث اخلاقی اور اقتصادی نقصانات کا ذکر بڑی شدت سے کرتے ہیں اور اس دم بدست نہایت حاصل کرنے کی ترغیب دلاتے ہیں۔

حضرت عبداللہ بن مسعودؓ سے روایت ہے، فرمایا، کہ میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا، آپ نے فرمایا، اللہ تعالیٰ کے ہاں سب سے زیادہ مستحق

دفعہ چارچھاپہ (صاف) اس کے حکم ہی کی پرستش کرنے لگتا ہے۔ مثلاً ہر اسلاف برستی کا اصل مقصد تو اعمال حسنہ کی باطنی تکمیل و تجرید باطنی ہے، نہ کہ اعمال کی یاد دہانی اور مرض انسانوں کی شخصیتوں اور انموں کی پوجا ہونے لگی۔ ہر شخص مرض رسوم و اسما کی عظمت و پرستش پر ہی قانع ہو گیا۔ یہی وجہ ہے کہ مشاہیر پرستی بسا اوقات دنیا میں بت پرستی کا ذریعہ ثابت ہوئی اور اکثر اشیاء جو اسے کار اعمال کی جگہ افراد و اسما کی پرستش مرض نے دو تین سطحوں کے بعد انسان کو بت پرستی تک پہنچا دیا۔

(شہادت صحیح) ۱۱ ج ۱۱۱ عام مکتبہ۔ دسمبر ۱۹۲۱ء مولانا ابوالکلام آزادؒ  
لے۔ فوٹو کا شرعی فیصلہ ص ۷۰۔ مولانا احمد علی مرحوم۔

بے چین اور بیدار رکھنا تھا۔ نباتات کے اسباب و محرکات کو معلوم کرنے کی کوشش کرتے ان کو بیخ و بن سے اکھاڑنے کے وسائل پر غور و فکر کرتے ہیں اور پھر نہایت پامردی سے اپنی منزل کی طرف قدم اٹھاتے۔ آپ علماء ربانی میں سے ایک فعال شخصیت، ایک باعمل عالم اور ایک انقلابی مفکر کی حیثیت کے حامل تھے۔  
مولانا مکتوبہ بالا چھوٹے سے رسلے کے آغاز میں فرماتے ہیں:-

”بلکہ دران اسلام اعدائے قدوس و جدہ لاشریک کی ہدایات سے منہ موڑنے اور اسے سید المرسلین کو چھوڑنے کا تجویز بھی رہا ہے کہ مسلمان اپنے دنیا اور آخرت کے مفاد سے بے خبر ہیں۔ واقعی یہ تجویز نکلتی ہی چاہیے تھا۔ کیونکہ عالم انبیاء و الشاہدہ کا اس جرم کے متعلق آج سے تیرہ صدیاں پہلے ہی اعلان ہو چکا ہے۔ یٰ کَافِرُ کُفُّوا فَاَنْذِرْنِمْ اِنَّهُمْ اَشْهَدُوْا اَنْیْ کُنْتُ حَمْدُ الْاِنْسَانِ“۔  
(دوسرہ صفحہ ۵۵ بیت ۱)

اب آپ تصویر کشی کے فحاش شمار کرتے ہیں:

قرآن حکیم سے ثابت ہے کہ حضرت نوح علیہ السلام کی قوم اس مرض میں مبتلا ہوئی اور بالآخر خدا تعالیٰ نے آسمان اور زمین سے پانی بھیج کر انہیں غرق کر دیا بس قوم کے بہت واصل اللہ تعالیٰ کے بعض صالحین بندے تھے، جن کی تصویریں بن کر لے۔ فوٹو کا شرعی فیصلہ ص ۷۰۔ مصنفہ مولانا احمد علی مرحوم۔

لے۔ وَ تَقَاتُوا اَنْ تَذَرُوْهُمْ اِنْهُمْ یَتَّخِذُوْا ذُرِّکُمْ اَوْ شِعَارَکُمْ وَ یَتَّبِعُوْا یَعْبُوْا فِیْ ذَلٰلٍ“۔  
(سورہ نوح ۴۱ آیت ۲۳)  
لے و۔ یٰ کَافِرُ کُفُّوا فَاَنْذِرْنِمْ اِنَّهُمْ اَشْهَدُوْا اَنْیْ کُنْتُ حَمْدُ الْاِنْسَانِ“۔  
یعنی آدم و نوح علیہما السلام ہمیشہ امتا حق و وحدہ بتسک کا جہوہ  
کُنْتُ اَطَالِ الْعَمَانَ یَعْبُوْا الْاَلْح“۔ (تفسیر سیدناوی)

جہا۔ یہی چیز ہے، جس کو تمام اقوام متحدہ نے مشامیر پرستی سے تعبیر کیا ہے۔ انسان کا ایک مانگیر غلطی یہ ہے کہ وہ ہر چیز کو اس کی ندج کے لیے اختیار کرتا ہے۔ لیکن جسے جلیں کٹر

عذاب کے، تصویریں کھینچنے والے میں (رداء النہدی - باب عذاب المصورین پر ملاحظہ فرمائیے)  
خودستاد ارسطو کے حکم سے حضرت ابراہیم اور حضرت اسماعیل علیہما السلام  
کی تصویروں کو حضرت عمرؓ نے ٹھوکر مارا۔

مستثنیات: مثلاً مروجہ سکے یا نوٹ پر تصویر سے۔ فن کار کی یا انجینئر کی  
تعلیم پانے والے طلبہ کے لیے تصویر کشی کی تعلیم لازمی ہے۔ اور بھی جمہوری کی  
صورتیں ہیں۔ جیسے پاسپورٹ۔ لہذا ان جمہوریوں میں حرمت تو ان اشیاء کی ویسی  
ہی رہے گی، البتہ اضطراب کے باعث عدویٰ کے اعتبار سے۔

ترسار فوٹو کا شرعی فیصلہ مگر یہ یوں فرماتے ہیں ”ہی ایا خلق ہے، جو  
فطرت انسانی کا خاصہ ہے، بالکل جڑے جڑے شہروں میں شارع عام، دکانوں  
اور گھروں میں دیواروں پر ایسے گندے، فحش اور بے حیائی کے عملی پروپیگنڈا کرنے  
والے فوٹو آویزاں ہوتے ہیں، بلکی عورتوں کی تصاویر۔ اور ادھر شرعی بجائی ہیں کڑوق  
سے دیکھتے ہیں۔“

بعض دغا خلی مسلمانوں کو کہیں کبھی سوچا کہ تمہاری تفریح طبع سے جندوستان  
کا کتنا رویہ برا ہو جاتا ہے۔ جندوستان، بھوکوں کے پیٹ کاٹ کر غریبوں میں پہنچاتے ہو۔  
فوٹو کی شین، رنگ، ناقد، شیشہ، بلکہ جو گھٹے کی گڑی بھی بابرست آتی ہے، خدا کے  
لیے اپنے ننگ دست، خافہ دست، صیصیت فودہ بنائی اور ان کی مصوم اور انکس زور  
صورتوں سے بھی تمہاری روشن خیالی اور بیدار فہمی میں اضافہ نہیں ہوتا ہے۔“

الغرض۔ مولانا نے قرآنی دلائل اور حشود زکاء کے استنباطی قرآن میں پیش کر کے  
اپنے رسالے کو مدلل بنا یا ہے اور ثابت کیا ہے کہ یہ مریض آخر شکر میں جا کر شنیخ  
ہوتا ہے۔

اس رسالے پر کچھ تصدیقات ہیں، جم غفیلہ کو یہ حوالہ ظاہر کرتے ہیں۔

۱۔ تصویر کا کھینا، لکھنا، شائع کرنا سب ناجائز ہے۔ یہ میری سخت غلطی تھی  
کہ تصویر کھینچائی تھی اور امتثال کو تصویر نہ لکھا تھا میں اب غلطی سے تائب۔

یونیکا جیوں: (مولانا ابوالکلام آزاد پر ملاحظہ)۔ ترسار فوٹو کا شرعی فیصلہ: مستند مولانا ابراہیم  
نہی۔ انھوں نے رسالہ دیکھا الحمد للہ، اگر جناب موقوف نے ایک ضروری مسئلہ جو  
روزمرہ پیش آئے اور اس میں ہر طرح سے تباہی ہو گیا ہے، پورا صحیح اور درست  
اور احادیث صحیحہ سے فقہی حاجت ثابت کر دیا ہے۔

(آئسہ المصطفیٰ حضرت مولانا اور شاہ کا فہمی۔ رسالہ فوٹو کا شرعی فیصلہ علامہ)

### آخری عنوان: پیغام بیداری

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا قول ہے کہ اللہ تعالیٰ جس کی اصلاحی چاہتا ہے اس  
کو دین کی سمجھ نہایت فرماتا ہے۔ ایک دوسری حدیث میں ہے کہ علم امامت و زکات  
منصب نبوت ہیں۔

ان احادیث کا راز یہ ہے کہ جب اللہ تعالیٰ کسی شخص پر نظر غایت خاص ہوتی  
ہے اور وہ تدبیر الہی کے تصور میں آنے کا آلہ کار ہوتا ہے تو اندیش حالات صورت  
حکمت بالغہ کا اقتضایہ ہوتا ہے کہ وہ شخص ہر طرح سے رحمت الہی کا مورد ہو۔  
اور علامہ کو اس کے ساتھ محبت رکھنے اور اس کا احترام کرنے کا حکم دیا جائے۔  
جیسے کہ اس حدیث میں ہے، جس کا مخلص دوزخوں میں سے کہ جب کبھی بندے  
پر اس کی نگاہ ٹھٹھکتی ہوئی ہے تو چہرہ جبرئیل علیہ السلام کو حکم دیتا ہے کہ تم بھی  
اس سے محبت کر۔ اس کی تقلید میں دوسرے ملائکہ بھی اس سے محبت کرنے لگتے  
ہیں جس کے بعد اس کو زمین میں مقبولیت عام حاصل ہوتی ہے۔“

آگے علماء دین کے مخالفین کے ضمن میں فرماتے ہیں کہ جب رسول خدا صلی اللہ  
علیہ وسلم کا وصال ہوا تو حقانیت کی وہ نظر جو آپ پر بندہ رسول ربی تھی، غفلت  
کی غرض سے حاملان دین میں اس کے مستحق قرار دے گئے۔ جو آپ کی ہدایت کو



## رسالہ پیغام رسول صلی اللہ علیہ وسلم

مولانا آغا زیدہ میں ارشاد فرماتے ہیں :-

"برادران اسلام! آج ہم مسلمانان ہندوستان جن گونا گوں مصائب و آلام کا شکار ہو رہے ہیں۔ ہمارا فرض ہے کہ مذہب اسلام میں ان کا علاج تلاش کریں۔ جس کے متعلق ہمارا ایمان ہے کہ وہ کامل اور مکمل ہے۔ ہرگز اہل کار نہ ہا، ہر مغوم کا غم خواہ ابر وقت مجروح کے لیے شفاء مرہم ہے، ہر سوسم کے لیے تریاق ہے، ہر بکس کا کفر یا درس ہے۔"

مسلمانوں کی بد حالی اور غریب اقوام کے حملے [اسٹیشن کا ممبر تیر کیا جا رہا ہے کسین سودر سود کے حق میں ہے پڑے ہیں اور ادھر فرنگی کی ہندو نواز حکومت ہندو سے ایک دفعہ بھی نہیں پوچھتی کہ تم نے پیاس روپے دے کر سو کمال سے بنائے؟ مولانا جامی بدست کی سبب ہے کہ راجہ و صاحب و آلام کا شکار ہوئے ہم باہمی مناقشت اور فرقہ بندی کو ہوا دے رہے ہیں جس کا نتیجہ واضح ہے کہ ہماری

۱۔ ان جنگاموں اور داخل نمازوں میں مصروف ہو کر انہوں نے ان علوم کے کوچ نکالنے سے کوتاہی کی جو بھی ملک ان کے دائرہ تحصیل سے باہر تھے۔ صرف بلکہ حاصل کردہ علوم و فنون کے مطالعہ ترقی کو رکھنے سے قاصر ہو کر ان کو آج بہت آہستہ بھول گئے۔ ان حالات میں غربت و افلاس کا یہ ہونا لازماً تھا۔ افلاس و فقر کی وجہ سے مسلمانوں کی قوت میں ضعف اور ان کے انعام اجتماعی میں کمی پیدا ہوئی اور ان کے مصلحت کے باہمی خانہات کے مسلمانوں میں اختلاف و تفریق اور تشقت و انتشار کے کوئی عنصر نہ رہا۔ وہ آپس کے جھگڑوں میں مصروف ہو گئے اور غروں کو ان پر دست درازی کرنے اور ان کے حقوق کا مال کرنے کا موقع مل گیا۔ اور اتحاد و ملی قریب مجال دین انہی مرحوم ہر جماعت کی

لوگوں تک پہنچانے کا ذریعہ ہیں۔ اس سے بڑے بڑے فائدہ مند علوم میں آئے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں: "اللہ تعالیٰ اس شخص کو ترو تازہ رکھے جس نے میرا قول سنا، اس کو اچھی طرح سمجھا اور یاد رکھا اور پھر اس کو دوسروں تک پہنچا دیا، اسی طرح پہنچا دیا جس طرح اس نے سنا۔"

مذکورہ بالا عبارات اور احادیث مقدسہ کے پیش کرنے کا مقصد جدید ہی ہے کہ علماء ربانی مناسب نبوت کے تمام امور کو شام و سحر پوری تہذیب سے ہر جگہ اور ہر زبان میں سونچا دیتے رہے ہیں اور قیامت تک یہ سلسلہ ابلاغ و دعوت اصلاح احوال اور تزکیہ نفوس جاری رہے گا اور اس کفہ کو ازل سے تائید ازلی حاصل ہے۔ اب ہم حضرت مولانا احمد علی مخدوم قرآن کے مخصوص دائرہ عمل پر نظر ڈالتے ہیں آپ اپنے عہد میں لاہور جیسے مرکز تہذیب و تمدن میں احکام قرآنیہ اور ارشادات مصلطفیہ کی نشر و اشاعت کے لیے ایک منفرد ادارہ کی حیثیت رکھتے تھے اور اپنی خوابیدہ قوم کو پیغام بیداری دیتے رہتے تھے۔

دوسرے نمبر میں کی شہانہ روزمرہ روایات کے باوجود آپ غلویت میں پڑے کہ مسلمانان ہند کی بد حالی، افلاس، زوال پذیری و شکست، جہالت اور انگریز پرستی پر غور کر کے خون کے آنسو بہاتے رہتے تھے۔ آپ کی نظروں کے سامنے مسلمان گرواناہ متابع ہو گئی و کتاب و سنت کو نااہلہ حیات تسلیم کرنے سے علی طور پر انکاری تھے۔ ہر موقع پر رواج پرستی جو تمسک القرآن کے جذبہ کے سراسر خلاف ہے: جانوں کا شمار میں چکا تھا۔ آخرت مسئلہ کا قرآن تکمیل سے یہ اعراض الای و نبوی و اخروی بلا۔ ہر شے ہو رہا تھا اور سچے مصعبین مدت اسلام۔ راہپ اپنے مراکز میں اپنی تلمیذ قوم کو پیغام بیداری دے رہے تھے۔

پانچ دھرم عارضی پر مشہور کر گیا ہے۔ دنیا تو دنیا انھوں کو کسی اس مرکز سے عوامی کی اجازت نہیں۔  
ملائے اس لئے مسودہ پر کہ اگر چار اداویٹ برقی پیش فرما کر استدلال کیا ہے کہ جو شخص مسلمانوں کی  
تخلیفی صدر پر عمل ایک کے اور دوسرے پانچ وقت بیع و شام اس اجتماع علی میں شریک نہ ہو وہ  
ہے۔ مجلس و دانشمندی کی جماعت میں شمار ہونے کے قابل نہیں، بلکہ ایک حدیث میں اس  
کی تخریر بری سزا ہے۔

اس کے بعد آپ اسلام کی نگہ نظر کی تعریف و توصیف بیان فرماتے ہیں۔ باجماعت غار  
کی ہر گیری پر گہر افشانی کرتے ہیں، جس کا ایک ایک نھوہ اسلام کی اجتماعی زندگی کا بدلہ  
فلسفہ پیش کرتا ہے۔

اس سلسلے میں مولانا کے الفاظ پر غور فرمائیے، مسودی قسود کا  
**مسودی قسود** | اٹھواں سہرہ ہر مسودہ میں مسلمانوں کو لیے درج نکل رہا ہے، بعض  
مقررین نے سنا ہے کہ اس کو چند مسلمانوں پر بھیج کر دوسرے غیر توام کا قسود  
ہے جس کا مسودہ انہیں ہر سال چندہ کو دوسرے دن پڑتا ہے۔ جس قوم کی حیب سے آنا  
دوسرے ہر سال بندہ جرنہ نکل جاتا ہے اور ہر بھیج کر دوسرے قوم کی حیب سے آنا  
قوم کو کب چین و آرام نصیب ہو سکتا ہے۔ یہ قوم دوسری قوموں کی نظر سے گرجاتی  
ہے۔ قاعدتوں یا ولی الانصار

اب اس مذکورہ مرض نمک کا سبب اور علاج بیان فرماتے ہیں: انسان کے اندر  
توہت ارادی کی شمشیر ہے۔ انسان کی اصلاح و فساد کا دار و مدار نقطہ توہت ارادی پر ہے۔  
گو انسان کی توہت ارادی مسودے اور دینے سے متفق ہو جائے۔ دنیا کی ہزار رفتیں آئیں۔  
لاکھ رسائیں اور دنیا میان اس پر نازل ہوں، لیکن سو کی محنت کو اپنے حق میں بدترین  
محنت خیال کرے۔ خدا تعالیٰ اور رسول خدا کی محنت سے اپنے آپ کو غور نظر رکھنے کا عزم  
باجزم کرے۔

۱۔ عن جابر قال سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول الشریقی موبک  
فی قبیلۃ قاتل شاذیہ یلہ فی قاتل شاذیہ موبک (رواہ مسلم)

انفرادی، اجتماعی اور دینی شان و شوکت کلیتہً ختم ہو جائے گی۔  
مولانا فرماتے ہیں کہ شریعی کی تردید اس شکل میں ہوتی ہے کہ اس میں طبع زندہ کا حق  
استعمال کیا جاتا ہے۔ معروض مسلمانوں کو دو چار سو دوسرے مسودہ کا صاف کر دیا اور ان  
کے بال بچوں کو شہدہ کر لیا۔ یا گاؤں کے بڑے چھوے بدری کو بڑی رقم کا لالچہ دے کر  
شہدہ کر لیا۔ ان کو سمجھایا کہ تم تو ہمارے بھائی بندے تھے مسلمانوں نے بہکا کر تم کو  
اسلام میں داخل کر لیا ہے۔

اب مولانا شریعی کے دام تزیور سے بچنے کی نہایت موثر تجویز پیش کرتے ہیں۔  
مسلمانوں کے پاس تحریک شریعی کو مسخوہستی سے مٹانے کے لیے ایسا بہترین  
 حربہ ہے جس سے آسانی ان کا قلع قمع ہو سکتا ہے اور وہ حربہ سید المرسلین صلی اللہ علیہ  
وسلم کے فقط ایک شرفان کی تعیل ہے:

اگے فرماتے ہیں: اگر ایک آدمی مسلمانوں کا ہر بیرو و جوان، جاہل و عالم، عام و  
خاص، شاہ و گدا، اپنی اپنی استعداد کے مطابق اس فرمان مسطوری پر سمیت سے  
عمل کرے تو میں سمجھتا ہوں کہ ایک مینے کے اندر ائمہ شریعی کی رو کے سامنے سید  
سکندری کھڑی کی جا سکتی ہے۔ یا دوسرے قرون اولیٰ میں تبلیغ کی بدولت اسلام کو  
عالمگیری کی ترقی و استیلا ملتا تھا؟

تحریک نگہ نظر سے چند عقول میں منظمی روح چھوٹی جا رہی ہے۔ ہندوؤں نے  
آج اس قومی بہبود کا قدم اٹھایا ہے۔ لیکن اسلام نے آج سے تیرہ سو سال قبل  
دنیا میں آئے ہی مسلمانوں کو سنگھٹن کا سبق پڑھایا ہے۔ اسلامی سنگھٹن میں ہر ہند

۱۔ عن عبد اللہ بن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال الذی  
نفسی مبدع لیسر من بالمعروف و لنہم عن التکس آتین شکر  
اللہ ان بیعت علیکم عدا با من عندہ ثم لکن عنہ ولا یستجاب  
مکس (رواہ الترمذی)

اصل، تاخیر و تاخیر غرضیکہ تمام خصوصیات جدا گانہ ہیں۔ حیوانات پر غور کیا جائے تو اور بھی حیرت بڑھ جاتی ہے۔

اسی طرح انسانوں کے اعضا بشیرتک نظر آتے ہیں لیکن قدرِ قامت، وضعِ طبع، عادات و اطوار، رسم و رواج، اقتصادیات و سیاسیات، وطنیت، ذہنیت، اخلاق و پوشاک وغیرہ بالکل ایک دوسرے سے مختلف ہیں۔

”ایک درخت کا پھل توڑ کر پتے جھاڑ دیے جائیں، شاخیں اور تنے کاٹ دیے جائیں، بڑھ کر پھل دی جائے۔ اس بات کو کوئی درخت نہیں سمجھتا۔ اسی طرح اگر کسی قوم کی خصوصیات قوی نہا ہو جائیں، اگرچہ اس کے اجزائے منتشرہ دنیا میں موجود ہوں، لیکن اس کو زندہ قوم نہیں کہا جاسکتا۔“

مسلمانوں کے من حیث القوم نقصانات پر تبصرہ کرتے ہیں: ”ہندوستان میں مختلف اقوام و ہندو، پارسی، عیسائی، میموری اور مسلمان اہستی ہیں۔ مسلمان ہندوستان میں آٹھویں صدی عیسوی کے ابتداء میں آئے اور انیسویں صدی کے درمیان چھ، چار، تین تھری یا ساٹھ گیارہ سو سال انہوں نے اس ملک پر حکومت کی۔ اس وقت ناقصان ہوا، ناقص مسلمان کا ہوا۔“

مولانا مسلمانوں کی موجودہ زبوں حالی کو دیکھ کر فرماتے ہیں: ”لا اعلیٰ ہم مقادیر الہی میں گرفتار ہیں۔“

مسلمانان ہند کو چار طبقوں میں تقسیم کرتے ہیں۔ ان کے لیل و نهار اور ان کے حسن و قبح پیش کر کے ان کے افعال شیعہ پر کڑا ہتے ہیں۔ علماء خیر اور علماء سور کے مشاغل کا ذکر کرتے ہیں۔

”لے۔ کلّیٰ ہوا القادریٰ ان بیعت علیکم هذا بائین فو کلّمہ او من تحت ادبکمہ او یلبسکمہ شیعاً فی ذلینک لبعکمہ باس بعض۔“

”لے۔ اہلبطوطار۔ ۲۔ اہلبطوطار تعلیم یافتہ۔ ۳۔ اہلبطوطار دولت و ثروت۔ ۴۔ عوام

اسب مولانا تمام مسلمانان ہند کو اسلامی اتحاد کا پیغام دیتے ہیں۔ آپ کے پیغام میں مولانا جمال الدین افغانی کی روح کا رفر و نظر آتی ہے۔

موجودہ رسالہ کی تائید میں، آٹھ جہت اہل قلم علماء کرام نے تقریظات لکھی ہیں۔ ہم نظرِ بخشار ان کی نقل سے مندرت خواہ ہیں

## رسالہ اسلام ہند خطروں میں

حضرت مولانا نے اس رسالے کا آغاز کائنات ارض و سماوی کی انواع و اقسام اشیاء ان کی متنوع صورتوں، ان کے رنگوں، خاصات اور یقینوں فوائد کی طرف اشارت کرتے ہوئے فرمایا ہے۔ معلوم ہوتا ہے کہ انسانوں کی اقسام کا تذکرہ آپ کے مغیر نظر ہے اور اس عالمانہ اور محققانہ تمہید و تطبیق سے تشبیلی طور پر ایک نہایت معنی خیز نتیجہ اخذ کرتے ہیں۔

برادران اسلام! انعامِ عالم کے اجزاء میں مختلف اجناس نظر آتی ہیں مثلاً جمادات، نباتات، حیوانات اور ہر ایک جنس کے مختلف انواع، پودوں کے رنگ و بو، شکل، پھول

لے۔ ان کی سرحدیں ایک دوسرے سے متصل ہیں اور وہ قرآنی دستور کی ایک وحدتِ جماعتی میں منسلک اور متحدہ العقیدہ ہیں۔ تعداد میں وہ پانچ گروہ ہیں۔ جماعت اور ہادی میں سب نباتات اور قزاقوں میں ستارہ ہوتے چلے آئے ہیں۔ پھر کیا یہ ان کا کام نہیں کہ وہ دیگر اقوام کی طرح یکدل، ایک زبان ہو کر عداوت کی مخالفت اور مابین قوی کے وقار کے لیے اقدام پر اتفاق رائے کریں۔ اس قسم کا اتفاق کا مصداق مولانا کوئی تو لکھا کام نہیں۔ اتفاق ان کے اصول دینی کا اہم پرکھ ہے۔ کیا ان میں ہر ایک کا یہ فرض نہیں ہے کہ وہ اپنے بھائی کو اذیت نہ لے لے کہ قول اللہ! المؤمنون اخوة کی تلقین میں دیکھیے اور اتحاد و یکجہتی کی ایک مضبوط پٹان اور رستہ کندہ کر دینی کی رستہ ان میں ہر ایک کی جو ہر جہت سے ان کو گھیرے ہوئے ہیں۔ دشمنینِ جمالیٰ دین افغانی ہر قوم کا اتحاد اسلامی

## علاج خطر

- ۱۔ ہرگز گورمہ دیوی عورت، سچو یا پوڑا عدا اسلامی تعلیم کا دشمنی جسے لازم آئیے۔
- ۲۔ اس کے بعد تاہریت یا ملازم یا زراعت پیشہ، اپنے اقوال و افعال میں اس خوراک کی مخالفت نہ کرے۔
- ۳۔ گھر گوسلمان بانی کی حمایت فرض اور اس کی مخالفت گناہ عظیم یقین کرے۔
- ۴۔ علماء امت اور دنیا بانی قوم خود بھی حامل ہوں۔

## رسالہ موسومہ اسلام اور اختیار

سوال:۔ مشغول از روزنامہ انقلاب مورخہ ۳ ستمبر ۱۹۳۵ء

”سول ایڈیٹری گزٹ“ نے شیخ خالد لطیف گلاب کے بیان پر تبصہ کرتے چوتے ”عالم دین“ بننے کی کوشش کی ہے اور کہا ہے کہ اسلام نے کین مسلمانوں کو غلبہ دینے کا حکم نہیں دیا۔ ہمارے خیال میں مولانا اور دوسرے غیر مسلم اخباروں کا اثر لیت اسلامی کے متعلق اس قسم کی غلط بیانی کی تصریح مخالفت فی الدین اور توہین مذہب ہے۔ علماء اسلام کو چاہیے کہ عموماً کے متعلق تمام دینی احکام مسلمانوں اور مسلمانوں اور حکومت کے خداوندوں کی اطلاع کے لیے شائع کر دیں۔

اس ضمن میں مولانا فرماتے ہیں: ”قرآن کی تعلیم فقط علماء نہیں، بلکہ مسلمانوں پر فرض ہے

۱۔ رسالہ مذکورہ مصنف مولانا احمد علی رحیم۔

۲۔ رسالہ اسلام اور اختیار مصنف مولانا احمد علی رحیم۔

۳۔ وَأَعِدُّوا لَهُمْ مَا اسْتَطَعْتُمْ مِنْ قُوَّةٍ وَ مِنْ رِجَالٍ مُّؤْتَمِنِينَ  
 ۴۔ يُلَاحِظُوا فِيكُمْ وَلَا تَقْتُلُوا النَّفْسَ الَّتِي حَبَسَ اللَّهُ  
 ۵۔ وَلَكُمْ فِي الْقَتْلِ عُقُوبٌ لَّعَلَّكُمْ تَتَّقُونَ  
 ۶۔ وَلَا تَقْرَبُوا مَالَ الْيَتَامَىٰ حَتَّىٰ يَكُونُ لَهُمْ  
 ۷۔ مَتَّعَتُهُمْ عَلَيْهِمْ إِنَّ اللَّهَ يُغْنِي عَنْكُمْ وَاللَّهُ  
 ۸۔ يُفْعَلُ

جدید تعلیم یافتہ طبقہ کی یورپین طرز زندگی پر اظہارِ تاہریت فرماتے ہیں یہ تعلیم یافتہ طبقہ میں مجاہد فی سبیل اللہ بھی ہیں۔ وہ اگرچہ تحلیل بیکرا قیل ہیں۔ ان کا وجود کفر کے لیے خارج مچ ان کی تقریریں کفر کے حق میں پیغام موت، ان کی نقل و حرکت کفر کے وجود میں نشر جڑائی، کشش اللہ، اُخْلَیَ قُصُوفِ بَاذَلَتْ فی افعالہم

”مسلمانوں کی حکومت گئی، عزت گئی، مذہبی رعب بھی ختم ہوا مسلمانوں کے مذہب کی اشاعت میں نقصان آیا۔ اسلامی تشدد و تمدن پر کاربنی ضرب لگی، انقلاب جدید سے غیر مسلم اقوام سے اسلام کا رعب اٹھنا تو لازمی تھا۔ چارہ شائستہ اعمال سے خود مسلمان اسلام سے متنفر ہو گئے۔ مسلمانوں کی طبیعت سے خصوصیات اسلامی دریافت امانت، کفایت شجاری، اعلیت، خوف خدا، فکر عاقبت، اشرم و حیا، صورت اسلامی، جذبات اسلامی، غیرت اسلامی، حمیت اسلامی اور جوش کی عزت، باقی رہیں، غریبہ کہ ہر خوبی مسلمانوں سے کوسوں دور ہو رہی ہے۔

دائے ناکامی متابع کارواں جاتا رہا

کارواں کے دل سے احساسِ نیاں جاتا رہا

اسراف ان کی گھٹی، ریا ان کا لباس، خوشامد ان کی بوٹی، غیبت ان کا شغل، باہمی تباہی ان کی عادت، مقدر بازی ان کی رسم، جھوٹی شہادتیں و دنائی کی پروردہ حاکمیت، آگے تیسرے اور چوتھے طبقہ کے متعلق فرماتے ہیں: ”مسلمانوں کا دولت مذہب ہے عموماً زیر پرستی میں غم، تمعیش کا دلدادہ اور ضروریات مذہبی سے تاواضع، عوام طبقہ کا انعام ہے، نان شبیہ کا محتاج، جس کے ہاتھ چر گیا، اسی کا ہو رہا۔

مولانا مسلمانوں کی اسلام سے اور قوامین اسلام سے عظمت شجاری اور عدم واقفیت کو آئندہ نسل کے حق میں ہلاکت غیر محسوس کرتے ہیں۔ فرماتے ہیں اگر یہی دلیل و نامہ رہے تو ہجرت سما کی طرح مذہب کی کوئی ضرورت نہیں، ہندوستانی مسلمانوں کی آئندہ پوزیشن تو جدید سے بھی ناہم رہ جائے گی۔

۱۔ رسالہ مذکورہ مصنف مولانا احمد علی رحیم۔

کو بزدل، بے نیرت، بے حمیت بنا تا نہیں چاہتا۔ بلکہ وہ اپنے پیروں کو نیرت، حمیت، حفاظت نفس کی تعلیم دیتا ہے اور ساتھ ہی نہایت بلند پایہ شرافت انسانی کے آداب بھی سکھاتا ہے۔

اب رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشادات عالیہ میں کہتے ہیں: عن عقبہ بن علی سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول یَا اَبَا اَبَا الْقَعْقَعَةِ الْمَنْبِیُّ یَقُولُ لَا تُعَدِّیْ لِمَنْ هُوَ قَدْ اسْتَطَعْتَ مِنْ قُوَّةِ الْاَدْبَانِ الْعَقَّةَ الرَّحْمٰی - اَلَا اِنَّ الْعَقَّةَ الرَّحْمٰی اَلَا اَنَّ الْعَقَّةَ الرَّحْمٰی رِوَاہُ سَمِیْعُ شَرِیْفٍ (عن عقبہ بن عامر قال سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول مَنْ عَلِمَ الرَّحْمٰی لَمْ یَعْرِ کُفْرًا فَلَیْسَ مَتًا - اَوْ قَدْ عَصٰی عَنْ اِہْلِ هَدِیَّةٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم مَنْ حَسِبَ کُفْرًا فِی سَبِیلِ اللّٰهِ اِیْسَانًا بِاللَّوْیِ لَقَدْ دَانَ بِوَعْدِهِ فَإِنَّ شَبْعَةَ وَ زَیْنَةَ وَ زَوْجَهُ وَ کُوبَةَ فِی مِیزَانِ اللّٰهِ یَوْمَ الْقِیَامَةِ وَ حُکْمُهُ شَرِیْفٌ بَابُ اَعْلَانِ اَبْرَارِ قَدَمِ تَحْمِیْلِ بِاللَّوْیِ اَعَارِیْثَ کَ بَعْدِ تَحْمِیْلِ اَنْفَرًا فَرَأٰی مِنْ بَنِیْ اَنْ اَرْشَادَاتِ تَحْمِیْلِ صَاحِبِهَا الصَّلَوةَ وَ اِسْلَامَ کَ مَعْلُومَ ہُوْنِ کَ لَعَدُوِّ کَ تَحْمِیْلِ کَ کَ تَہَ کَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے متبعین کو متیار رکھنے کا کوئی حکم نہیں دیا ایسا کہنا سرسبزستان و افروز گاہ۔

ثُمَّ - فَلَا تَقْتَدُوا اِنَّ اللّٰهَ لَا یُحِبُّ الْمُعْتَدِیْنَ کے ضمن میں اسلام کا فیصلہ دیا غزوہ بدر  
تَقُولُوْا لَا تَقْتَدُوْا اَوْ تَقْتُلُوْا اَوْ لَا تَقْتُلُوْا وَ لَیْسَ (رواہ مسلم)

خدا کی راہ میں خدا کا نام نہ کرونا، خیانت نہ کرنا، بے حمیت نہ کرنا، دشمن کے ہاتھ پاؤں نہ مارنا، کان نہ کاٹنا، بچوں کو قتل نہ کرنا، اظلمتوا یا سوا اللہ کو علی ملکہ رسول اللہ  
لَا تَقْتُلُوْا اَشْیَئًا فَاَنْتُمْ اَوْ لَا طِفْلًا وَلَا حَنِیْفًا وَلَا اَسْرَآةً وَلَا تَقْتُلُوْا وَضْعًا  
اَنْتُمْ اَلْکُفْرُ وَ اَصْلَحُوا وَ اَحْسِنُوْا اِنَّ اللّٰهَ یُحِبُّ الْمُحْسِنِیْنَ (ابو داؤد و ترمذی و ابن ماجہ)  
نوٹ: مجملہ راولپنڈی شاعر و خطاط محمد علی کی تصدیقات موجود ہیں۔

کہ اپنے وقت کے تمام ہتھیاروں سے مسلح رہیں۔ ہندو، اقرب، ہوائی جہاز، آبدوز  
کشتیاں، وغیرہ تمام سامان جنگ۔ اس لیے قوت تیار کرنے سے مراد مندرجہ بالا  
اسباب مینا کرنا مسلمانوں کا فرض ہے۔

قاعدہ یہ ہے کہ امر کے معنی لغت سے واجب کے معنی نکلتے ہیں۔ نماز کیوں فرض ہے  
زکوٰۃ کیوں فرض ہے۔ قرآن مجید میں اَقِمُوا الصَّلَاةَ اور اَقُوا الزَّكٰوةَ کا  
صیغہ آتا ہے۔ لَیْسَ اَعَدَّیْ لِمَنْ هُوَ مَا اسْتَطَعْتَ مِنْ قُوَّةٍ میں اَعَدَّیْ  
امر کا صیغہ ہے۔ اس کا مطلب یہی نکلتا ہے کہ اے مسلمانو! تمہارا فرض ہے، کہ  
دشمنوں کے لیے ہتھیار وغیرہ تیار رکھو۔

متیار بند ہونے سے اسلام کا مقصد دشمنان اسلام پر عریض و طاب قائم  
کرنا ہے۔ ہاں لڑنے والوں سے بڑا بھی فرض ہے کہ کیونکہ اسلام اپنے خرفانہ ریلوں

سے۔ حق کی بندی اور اس کی مانت اور مخالفت کے لیے ہر قسم کی ہمدردی، قربانی اور  
ایشانگہ کوڈ کرنا اور ان تمام جہانی و ملی و دماغی قوتوں کو جو اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہندوں  
کو ملی ہیں۔ اس میں صرف کرنا، اپنے عزیز و اقارب، اہل و عیال کی، خاندان و قوم کی  
جان تک قربان کر دینا اور حق کے مخالفوں کی کوششوں کو توڑنا، ان کی تدبیروں کو  
راٹھار کرنا، ان کے حملوں کو روکنا اور اس کے لیے جنگ کے میدان میں اگر ان سے  
دوتا پڑے تو اس کے لیے پوری طرح تیار رہنا، یہی جہاد ہے اور اسلام کا ایک  
رکن اور سب سے بڑی عبادت ہے ۱۱

دُحْرِ النَّبِیِّ جلد غم۔ مصنف سید سلیمان ندوی مرحوم ۱۱  
ثُمَّ - اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو مسلح ہونے کا حکم اس لیے نہیں دیا کہ دشمن پر غرور پڑیں، بلکہ  
مسلح ہونے کی حکمت یہ بیان فرمائی ہے۔ تَحْمِیْلُوْنَ عَدُوَّ اللّٰهِ وَ عَدُوَّ کُمْ جو لوگ  
مسلمانوں کی جان، مال، عزت اور اسلام پر حملہ آور ہوں، ان کی ممانعت کرنا مسلمانوں کا مذہبی و دنیاوی  
قرآن مجید میں ارشاد ہوتا ہے: قَاتِلُوْا فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ الَّذِیْنَ یَقَاتِلُوْنَ کُمْ وَ لَا تَقْتُلُوْا  
اِنَّ اللّٰهَ لَا یُحِبُّ الْمُعْتَدِیْنَ (درماد بقا ص ۵)

نہایت زور بول کر کہنے کے لیے سرکھٹ تھے، ان پر بھی ابرو جمی رہیں رہا تھا؟  
اب مولانا کا مخاطب اور اسلامی جمہور کے مفاد پر روشنی ڈالتے ہیں۔ باقی اقوام  
بھی جنگ و قتال کرتی ہیں، لیکن جمہور مسلم اور غیر مسلم میں بہت بڑا فرق ہے خصوصاً اگر

۱۔ تاہذا فی مہبل اللہ اللہ یقاتو لکمو و کاتعدو۔ اِنَّ اللہ لا یحب المتعدین۔  
۲۔ انیار کراکم کا فرض ہے کہ منافقین اور باغیوں (رافضی وغیرہ) کو سمجھا کر قانون شہنشاہی  
دیکھ کر بادشاہ حقیقی اللہ تعالیٰ سے، کے علاوہ گوش بانی کے گوش کریں، لیکن جو لوگ امن پسند  
رہا یا پھلنے کرنے سے باز آئیں تو مکمل ملکیت کی حفاظت کے لیے اپنی سپاہیوں اور انہیں حکم  
کو فائق و مہم جویت و جدوجہد۔ اصطلاح اسلامی میں کسی چیز کا نام جہاد (مبارزہ) ہے۔  
۳۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور ان کے صحابہ کرام علیہم السلام طرح اللہ تعالیٰ کے مقصد کے لیے  
حکم کی تنفیذ کے لیے ہزاروں اعضاء و جوارح کے تھے۔ صحابہ رسول کی یہ جہاد تبلیغ جو جہاد میں رسول اللہ  
کے سلسلہ میں ان سے ہو میں آتی ان اصول پر مبنی تھی جن کی تعلیم اللہ تعالیٰ نے ان کو دی تھی۔  
ان کا یہ عمل جہاد اعمال صالحہ میں سب سے بڑا تھا اور دشمنوں کا قتل و سر جو کچھ بھی ان سے ظہور  
میں آیا وہ حقیقت اللہ تعالیٰ کا فضل تھا اور ان کی حیثیت، اعضا و جوارح کے تھے۔ فَلَمَّا  
تَقَاتَوْهُ وَاَنَّ اللہ فَعَلَهُ وَاَوْحٰی اِلَیْہِ اَنْ یَّکُوْنُ اللہ رَیِّی وَاَنَّ اللہ لَیَدْرُسُ  
دوسری شہادت، باکافروں سے جہاد کرنا اور دین حق کا بول بالا کرنے کیلئے منکروں سے (حق)  
مہم برحقانی اور اہم برائی کی مواقفت ہے۔ اس لیے سامعی جہاد میں مشغول بننا انسان کو اس  
قابل بنادیتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے ارادہ میں عافیت اس کو لکھی ہے اور رحمت کاملہ اس کو  
فواہنہ لیا جائے۔ (حجۃ اللہ الباقیہ جلد دوم ص ۳۰۰) شاہ ولی اللہ علیہ الرحمہ  
تیسری شہادت، مجھے صراحت کی توقع بہت کم ہے۔ خود ہم انگریز اپنے بھری دہری مصارف  
جنگ کو بڑھا کر دنیا کے سامنے جنگ کی تیاری کو بدترین فوج پیش کر رہے ہیں۔

دلائل امیری از العرب فی القرآن ص ۳۰۰ مولانا ابوالکلام آزاد

جو حق شہادت، یہ میں صراحت کرنا سیدوں سے اپنا دل نہیں بھلا سکتا۔ روماری دیکھو مگر

انجام کا فرماتے ہیں کہ مسلمانوں کو آپس میں لڑنے اور قتل و قتال کرنے سے منع  
کیا گیا ہے اور دشمنوں پر نفذی سے منع فرمایا ہے۔ کیونکہ مسلمان کا جہاد کرنا اور صلہ کرنا  
محض رضائے الہی کے لیے ہے۔

## رسالہ خلق محمدی

قَالَ رَسُولُ اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اِنَّ اللہ لعننی نعام مکالم  
الاخلاق و کمال محاسن الافعال۔

مولانا آغاز مضمون میں رقمطراز ہیں: "اے نبی الشقیں سدا لکونین فاعلم الانبیاء  
ورجوع للعالمین صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی امت میں خیر ہے کہ تمہاری نجات  
کس چیز پر موقوف ہے؟ تمہاری نجات اتباع سید المرسلین، شیخ المؤمنین محمد رسول اللہ  
صلی اللہ علیہ وسلم پر موقوف ہے اور اتباع سے مراد یہ ہے کہ اخلاق و عادات و معاملات  
دین نکاح، اخلاق، شادی و غم، نشست و برخاست، خوراک و پوشاک وغیرہ اپنی  
زندگی کے ہر کام میں ہر قدم پر رسول خدا کے مقدس نمونہ کو سامنے رکھیں۔"

اس کے بعد ترجمہ و معانی سے رسالہ بذی القدر کا مقصد بیان فرماتے ہیں:-  
"آج مسلمانوں کی آپس میں ناچاقی، تکفیر بازی، عیب جوئی، فحش و تشنیع  
تحقیر و تدلیل کو دیکھ کر مسلمہ اعظمہ دلدل رکھنے والے مسلمان کا دل کباب  
ہوتا ہے۔ خدا جانے کہ عالم ارواح میں جس وقت یہ حالات رسول خدا کے سامنے  
پیش ہوتے ہوں گے تو آپ کے قلب پر موجود زمانہ کے مسلمانوں کی تباہی و بربادی  
کا کتنا صدمہ ہوتا ہوگا۔ یہ ناچاقیاں اللہ تعالیٰ کی ناراضگی کا پتہ دیتی ہیں۔ رسالہ بذی القدر  
مقدمہ میں ہے کہ مسلمانوں کے سامنے اسوۂ محمدی پیش کیا جائے۔ آپ رجوع للعالمین  
دشمنان دین کے متعلق آپ کے دل کی بے تابی کا اعلان خدا تعالیٰ نے یوں فرماتے ہیں:  
فَلَمَّا تَبَايَعْنَا نَعَسْكَ عَلٰی اَقْدَامِہِ اَنْ تَعْلَمَ لَوْ مَنَّا اٰیۃً اَللہ دِیۡت  
اَسْفَا۔ جو لوگ توحید کے دشمن، آپ کے دشمن کے پیارے اور قرآن کی تعلیم کو



"يَقُولُونَ إِنَّمَا هِيَ إِلهٌ مُنْجِيَةٌ لِلَّذِينَ يَشَاءُ رَبُّ رَبِّكَ الْوَاحِدَةُ هِيَ  
ذَاتُ الْعَرْشِ الْعَظِيمِ  
"مَنْ كَانَ يَرْجُوا لِقَاءَ اللَّهِ فَإِنَّ أَفْعَالَ اللَّهِ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ  
جَعَلَتْهُ أَكْبَرُ هَيْئَةً" يَسْأَلُهَا مَذْمُومًا مَدْحًا حَقًّا (رحمٰن سورت ۱۷)  
"إِنَّ اللَّهَ لَا يَزِيدُ الْوَيْسَرَ إِلَّا تَعْزِيزًا لِّلَّذِينَ فِي أَلْمَامِ أَفَامَا  
وَالَّذِينَ هُمْ عَنْ آلِهَتِهِمْ كِلَابٌ إِذْ ذُكِرُوا بِهَا فِي الْأُمَمِ هُمْ كِلَابٌ  
يَتَكَلَّمُونَ  
(يونس ۱۰ آیت ۸۸)

"وَمَنْ آذَاكَ الْوَاحِدَةَ فَذَسَّحْنَاهَا لَهَا سَاحِقًا فَهِيَ مَدْمُومَةٌ فَأُولَئِكَ  
كَانَ سَعْيُهُمْ لَشَكٍّ ذَا  
"وَمِنْهُمْ مَنْ يَقُولُ ذُبْنَا آلِهَتَنَا فَالدُّنْيَا حَسَنَةٌ وَفِي الْآخِرَةِ  
حَسَنَةٌ وَنَا عَذَابَ النَّارِ أَوْ لَيْسَ لَهُمْ لُبٌ فَلَمَّا كَسَبُوا قَسْبًا وَكَانَ اللَّهُ  
سَمِيعًا عَلِيمًا  
(سورہ بقرہ آیت ۳۱)

جو لوگ آخرت کی زندگی کو مقصود اور محبوب بنائیں گے۔ انہیں ان کے اعمال صالحہ کی برکت سے آخرت میں حصہ ملے گا۔ ان کی کوشش مقبول ہوگی۔ اللہ تعالیٰ ان کو ایمان کی برکت سے بہشت میں پہنچائے گا۔ اب طالب آخرت کا فرض ہے کہ وہ ولی رابطہ اللہ تعالیٰ سے رکھے، اسی کو حاجت دعا یقین کرے۔ اسی کا شکر ادا کرے۔ اس کے فرشتوں، کتب سماوی اور نبی اور آفرینان کو اپنا مقتدا بنائے۔ قرآن مجید کو خدا کا انوی فرمان جانے۔ تقدیر الہی پر ایمان اور مرنے کے بعد اٹھنے کو صحیح مانے۔ ان اعتقادات کے بعد نماز، روزہ، حج، زکوٰۃ کو فرض جانے۔ ان عبادات کو پوری پابندی سے نبائے تاکہ اللہ تعالیٰ کے عذاب سے بچ جائے۔ (رسالہ نجات دارین مہم حضرت مولانا احمد علی) جب تک انسان کو تعلیم نہ دی جائے۔ وہ ایک طرح کا حیوان ہی ہے کیونکہ کھانے پینے، کھانے، پھینے، بڑولنے کا ادب کرنے اور چھوٹوں پر برقت کرنے کی تیز نہیں رکھتا۔ لوازمات، انسانیت سے آگاہ کرنے کے لیے تعلیم ضروری ہے۔ مسلمان کو

کا جنازہ خود حضور اکرم نے چڑھا۔ اپنا پیرا بن مبارک کفن کے لیے دیا۔ اپنا مبارک عبا پہن اس کے مرنے میں ملا۔ جب اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں اعلان فرمایا کہ اسے محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اگر آپ سنا فقوں کے لیے ستر وغیرہ بخشیں، مگر جسے اللہ تعالیٰ انہیں برگز نہیں بخشے گا۔ تب بھی حضور شافع پر دم انور نے فرمایا کہ اگر مجھے توقع ہوئی کہ اللہ تعالیٰ میرے ستر بارے فرمایا بخشے گا، مگر پرامن بخش دے گا تو میں ان کے لیے بخشش مانگتا۔ (رسالہ خلق محمد صلی اللہ علیہ وسلم حضرت مولانا احمد علی رحمہم) نوٹ: اس رسالے کے اختتام پر بھی حیدر علیہ کرام کی ترقی یافتہ منسلک ہیں،

## رسالہ نجات دارین کا پروگرام

قَوْلُهُ تَعَالَى: آتَمَنَ أَتَمَنَ أَتَمَنَ وَوَدَّ أَنَّ اللَّهَ لَكُنَّ بِأَنَّهُ يَسْخَطُ عَنْ الْمَلِكِ ابْنِ  
یہ تقریر حضرت مولانا نے کسی جگہ اوجاع کی تشریح میں سید پرورش دفرائی ہے۔

آغاز تقریر میں دنیا سے دل اور آخرت کی حیات ہمیں کا لقا بل نقد پیش کیا گیا ہے آخرت کی تیاری کو مولانا مقصود حیات قرار دیتے ہیں۔ دنیا کی زندگی کھیل مٹا ہے چند روزہ ہے اور آخرت کی کھیتی ہے اور وہ لوگ جو محازات پر یقین نہیں رکھتے ان کو مرنے کے بعد داخل جہنم کیا جائے گا۔

پھر تکب خصال اور صالح فطرت افراد انسانی کا ذکر کرتے ہیں اور آیات قرآنی سے استنباط کرتے ہیں۔ بعد ازاں طالب آخرت کے فرائض اور اوصاف حوالہ فقہ کرتے ہیں۔ حکمران عاقبت اور اعمال حسد کی ترغیب کے بعد موجودہ عالم میں اصلاح و تعمیر کی اشد ضرورت محسوس کرتے ہیں۔

"وَمَا هِيَ إِلَّا هِيَ فِي قَيْدٍ مَيِّزٍ إِنَّ اللَّهَ أَلْبَسَهُ  
يَحْيَى الْخَيْرَاتِ مَنْ تَقَى كَأَن لَّمْ يَلْسَنْ  
(الاحکام ۱۰۹ آیت ۱۳۳)





”کسب معاش کے میدان میں عورت کے قدم رکھنے کا لازمی نتیجہ یہ ہوا کہ گھر میں زندگی تباہ ہو گئی۔ رفتہ رفتہ عورت کے فطری مشاغل اس سے چھین گئے۔ جب گھراڑ گیا تو مردوں نے دونوں اس کو خیر باد کہہ دیا اور اس طرح گھر کا وہ امن و چین جو دس ہزار سال قبل قائم ہوا تھا، ایک ہی نسل کے ہاتھوں پر باد ہو گیا۔

دراختیار اقصیٰ کھنڈ کو اکتوبر ۱۹۳۹ء۔ ول دورانت امریکہ کا مشہور مصنف، ”برن ۴ ستمبر گیسٹ ہوس کے چیف مینجر نے جرنی کی تمام عورتوں کو حکم دیا ہے کہ وہ زیادہ سے زیادہ بچے پیدا کریں۔ خواہ ان کی شادی ہوئی ہو یا نہ۔ احکام کی خلاف ورزی کرنے والے کو گھلاڑی کے جرم میں سزا دی جائے گی“

(اخبار ملاپ۔ ۶ ستمبر ۱۹۳۹ء)

”یقینی امر ہے کہ امریکہ میں اب بھی بہت بڑی تعدادی لوگوں کی ہے، جو سمجھتے ہیں کہ عورت کا دائرہ عمل گھر کے اندر ہے اور وہ بچہ نہیں کر چکا اور مسولین کے ان احکام نے کہ عورت کے لیے کوئی مقام بیک زندگی میں نہیں، بلکہ صرف خانگی زندگی میں ہے، امریکہ کی باہر کی دنیا کو بھی چپکے چپکے متاثر کر لیا۔“ (صدق، یکم اکتوبر ۱۹۳۹ء)

”یہ بات باد ہمارے تجربہ میں آچکی ہے کہ جو عورتیں زیادہ بچے پیدا رکھتی ہیں وہ یہی نہیں کر رہی تیار زیادہ سمجھدار ہیں، بلکہ عموماً کمین زیادہ ملین زندگی رکھتی ہیں اور کمین زیادہ کم سن معلوم ہوتی ہیں۔ بقا بلدان عورتوں کے جو بے اولاد اور جنین دنیا سے کوئی حقیقی وابستگی نہیں ہوتی۔“ (ڈاکٹر مین، ای، میکزی، ”ہندو“، ۲۴ اگست ۱۹۳۹ء)

بعد ازاں اٹھوئی ایم یو ٹی وی کی کتاب ”وومن کی عبادت پیش کرتے ہیں اور اسی ضمن میں ایک بلند پایہ ہندو قانون منہنوں نگار ناتھیا راوی نے انگریزی و ہندو شیش میں یہ تعلیم یافتہ بیویاں کے تحت ایک مضمون لکھا ہے۔ اس کا اقتباس پیش کرتے ہیں۔ یہ تعلیم یافتہ بیوی سے جب ایک گھر چلانے کا تقاضا کرتا ہے، تو وہ اپنے آپ کو بالکل بیکار پاتی ہے۔ جب وہ امتحان پاس کر لیتی ہے تو جہان میں طو پر اس کی طاقت ختم ہو چکی ہے۔ باقی ہونے پر چھپوری اور فائش پسندین جاتی ہے۔ ڈگری حاصل

کئے۔ اس سے نسل انسانی کی افزائش کا مختار ہوتا رہتا ہے عورت کا یہ عمل میں بڑی طبع اور پریشانی میں مبتلا ہونا۔ کمزوری، درد زہ کی جانکی، وضع حمل کے بعد سوانی عورضات اور تقاضا میں، ان تمام حکمت وہ اور جوش رہا ہونوں کے بعد بچے کی پرورش اور دو سال رضاعت کی گھڑیاں اور پھر لائق لے کو منظور ہو تو دوسرے بچے کی آمد شروع ہو جاتی ہے ساتھ دستور کے بعد فرماتے ہیں کہ ان مصیبتوں کے بعد اگر عورت خود باہر جائے اور اپنی ضروریات کے لیے خود محنت و ملازمت کرے تو یہ سراسر ظلم ہے۔ لہذا عورت کا سلیقہ شمار ہونا، کھانسی شکاری سے قلیل آمدنی میں گزارہ کرنا، مینا پرنا دکھانا، پکانا، بقدر ضرورت کھانا پھرنا سکینا، دین کی مہادیات اور فرائض و احکام کی تعلیم حاصل کرنا ہی کافی ہے۔ مگر حضرت مولانا اس تعلیم پر محض ہیں، جو کہ مستورات کو آجکل دی جاتی ہیں۔

سکولوں اور کالجوں میں آجکل جو تعلیم دی جاتی ہے، خلاف فطرت ہونے کے علاوہ ملک تباہی پیدا کرتی ہے، جس سے علماء کرام کو تیز ار ہیں ہی، خود مسلمان تعلیم یافتہ طبقہ بھی پلا اٹھا ہے۔

یہی ہے، جو تعلیم نسواں تمہاری	یہی ہے، جو امیں کی پاسداری
وہ بدنام جلوہ گری کالجوں کی	مسلمان روکی، پڑی کالجوں کی
نمائش کی خاطر وہ صورت چھپانا	وہ حصونجی، انداز میں شرم کھانا
نگاہیں اڑانا، اور امیں دکھانا	یہی ہے، نئی روشنی کا زمانا
دقیقہ فیل، بی اے۔ امرتسری،	

علاوہ ازیں مولانا ابوالاثر حفیظ جالندھری اور سان العصر اکبر آبادی کے اشعار بھی نقل فرماتے ہیں۔

مولانا لکھنے موضوع کی تقویت کے لیے دنیا بھر کے چند جید و افغوروں کے اقوال بھی پیش کئے ہیں۔ جس سے آپ کی ایک طرف وسعت مطالعہ اور دوسری طرف اصلاحِ ملت کے جذبہ کا اندازہ ہو سکتا ہے۔

کرنے کے بعد زیادہ توجہ عوامین کو زندگی کے حقائق سے دور اور سطحی ذہنیت کی کچھڑ میں لے جا رہی ہے؟

انفرض، حضرت مولانا سابقہ احوال و اقبالیات سے یہ نتیجہ نکالتے ہیں کہ ہماری قوم دنیا میں عزت پانے کے قابل رہے گی، آخرت کی نجات حاصل کرنے کی مسرت۔ تعلیمی فکری کے بعد ملازمت کی خواہش عورت کو مرد کی پابندی سے آزاد کرے گی۔ ملکہ و ملکین پھر تو رہنا پسند کریں گی، جو کہ قانونِ الہی کے سراسر خلاف ورزی ہے، جس کا نتیجہ بہت ہی خطرناک برآمد ہوگا۔ اگر نکاح کو بھی میں تو ملازمت کی وجہ سے بیوی کہیں اور میاں کہیں اور۔ ایسی شہر و علیلہ مکان، خوراک عمدہ، لباس عمدہ۔ جہاں نہ ماں، نہ باپ، نہ خاوند، نہ بھائی۔ اس زندگی کو کوئی شریف ماں، باپ اور خود خاوند تو برداشت نہیں کر سکتا؟

## قوم کی اقتصادی بدحالی کے اسباب

مولانا کے خیال میں صرف دو چیزیں مسلم کی بدحالی کی ذمہ دار ہیں۔

۱۔ ہندوؤں کا رسم و رواج۔

۲۔ تمدنِ یورپ کی دلداری۔

ہندوؤں کا رسم و رواج کے ضمن میں آپ سادہ مسلمانوں کا رسومِ اسلامیہ سے بے بہرہ ہونا اور سر پر ہندوؤں کا رسوم کی پابندی کرنا ذکر فرماتے ہیں: "ان کی کھلی عبد نبوی، عبد صحابہ کرام اور تابعین کے مبارک زمانے میں مقتود ہے، اب مسلمانوں میں یہ نتائج ہندو معاشرہ کے اثرات کا نتیجہ ہیں؟"

## تمدنِ یورپ کی دلداری

براہ راست اسلام! مسلمانوں کی اقتصادی بدحالی کا ایک سبب تو تمدنِ ہندوؤں

۱۔ رسالہ نمبر ۳۱، ۳۲، ۳۳ کی تالیف: مستند مولانا احمد علی رحمہ۔

۳۵

کی جگہ بندیاں تھیں۔ دوسرا سبب تمدنِ یورپ کی فریضگی ہے۔ دوسروں پر مہوار خزاہ ہوا پانچ ہزار ماہوار ملتی ہو۔ دونوں صورتِ زندگی پورا نہ ہونے کے باعث افسردہ خاطر رہتے ہیں، کیونکہ یہ حضرات معقول تنخواہ پانے کے بعد اگر اپنی وضع قطع، تمدنِ بھارت ساتھ ہندوستانی طریقہ پر رکھتے تو کوئی زیادہ خرچ نہ کیا مگر یہ لوگ جوں جوں زیادہ تنخواہ پاتے ہیں، یورپین تمدن اختیار کرتے جاتے ہیں؟

مولانا سابقہ مزمن کی تفصیل میں ہندوستانیوں کا کوشیاں بنانا، ملازمین کے اخراجات بڑھین، خوراک، ملبوسات، مسلمان قییش، کرباں، میزیں وغیرہ اوس طرح باقی اشیاء بغیر وری کا ہندوستانی اسلاف کی سادہ زندگی کے کفایت شمار دوازمات سے متاثر کرتے ہیں۔

آگے چل کر تمدنِ یورپ کی بدترین چیز "کے تحت سنیہ کے متعلق نہایت شرح و بسط سے تحریر فرماتے ہیں۔

مولانا سنیہاؤں پر مسلمانوں کا روزانہ اسراف اور تزیین و آفات کا نام کر رہے ہیں:۔

لہ۔ سنیہہ کے دیکھنے سے وقت ضائع، روزیہ برباد اور اخلاق خراب ہوتے ہیں۔ خود منبع

تمدن و تمدن و اقلیتان، اس سے نالاں ہے۔ مگر پورٹو ڈائٹ ایم۔ اے۔ ایف۔ آئی جی بی کا شمار اقلیتان کے ابتدائی قسم کے امیرین میں ہے۔ سکول کی تعلیمات کے موضوع پر لکھتے ہیں۔

اور حرح کے تعلیمات میں گھر بیچنے۔ اور ہواں پانے، رے لائی بیار کے لائی فلموں کے دکھانے

کی برباد کردی جو سراسر مضار ایمان و عبادت کی باعث ہوتی ہیں (ما فوق) "ہندو خدا سس،

حضرت مولانا عبدالحامد صاحب ایڈیٹر صدیقی کھنڈ کا یونیورسٹی سابقہ حوالہ دینے پر دہشت گرد

بھی کچھ سادہ لوح معلوم ہوتے ہیں۔ واکوں نے گھر سنیہاؤں میں جاکر بھی صرف اصلاحی اور

تعلیمی فلمیں دیکھیں تو سنیہا اور مدرسہ میں آخر کیا فرق رہا؟ جب تک نہ دیکھا جائے گا کہ اپنی عزت

کیے گزرائیں اور دوسروں کی عزت کیے آماری باقی ہے۔ مجبورین کے قتل کی مخالفت سے توڑے

جاتے ہیں۔ جو انکس ٹوٹاٹی سے ڈالے جاتے ہیں۔ مکان کس بنداز پھر سے پھاڑتے جاتے

ہیں، جذبات جوانی کی طرح قبل از وقت پیدا کر دیتے جاتے ہیں۔ (رسالہ ہفت صوم، اعلیٰ علی)

(ایک ایکٹس کو بچاؤ سے ترس رہی ہوتی ملی داغ و خاں سولی اینڈ ٹوی ٹوٹ لاپور ۱۵)

فرماتے ہیں۔ لاسور میں میں سنا گھر ہیں۔ ان میں تھینا چپاس ہزار یو میری شرف بوتا ہے۔ اخبار صدقہ کے دوسرے رقم طراز ہیں:-

”صدقہ طلاق میں نینا کا تذکرہ تھا۔ اب ایک اور مصیبت کا تذکرہ سنئے۔ لاسور میں تقریباً میں سنیا میں۔ ان میں سے کئی ایک نے ایک شوخیت میں عورتوں کے لیے وقت کر رکھا ہے۔ سپر کے وقت اس کو سنی کر سکتے ہیں اس کا وقت ۴ سے ۶ بجے شام تک ہے۔ ان اوقات میں سینکڑوں نہیں ہزاروں ہی مسلمان برفقہ پر شش عورتیں سنیا دیکھنے جاتی ہیں۔ جس وقت تمام شوخیت ہو جاتا ہے، عورتوں کا وہ جرم نظر کوں پر ہوتا ہے کہ شریف آدمی کے لیے راستہ چننا دشوار ہوتا ہے اور لاسور کا مسلم پریس ہے کہ اس سے سنیں نہیں ہوتا۔ یہ سیلاب جو ہمارے گھروں تک پہنچ گیا ہے۔ لاسور ہی تک محدود نہیں ہے۔ چھوٹا بڑا ہر شہر اس کی زد میں آچکا ہے“

## سیاسی رہنماؤں کے لیے صحیح راہ عمل انتخاب کا غلط طریقہ

”امیدوار برادری کو برادری کا واسطہ دے کر ووٹ لیتا ہے۔ برادری اس کی قابیلیت اور عدم قابیلیت کو نہیں دیکھتی۔ امیدوار ووٹ خریدتا ہے۔ جلسوں پر ہزاروں روپے خرچ ہوتے ہیں۔ اس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ وہ بے پروا اور وقت ضائع دوسروں میں باہمی منافرت، عیب جینی اور سب سے بڑھ کر اس لیے امیدواروں کی رائے تقابلی مدونیں کرتا۔“

اب مولانا آیات قرآنی سے انتخاب کا صحیح طریقہ اور دیگر کے اوصاف بیان کرتے

سے۔ رسالہ خجابت الدین کا پروگرام ص ۳۳۔ از مولانا احمد علی مرحوم۔

ہے۔ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ جو شخص مسلمانوں میں کوئی عہدہ مانگ کر لے تو اللہ تعالیٰ اس کی مدد چھوڑ دیتا ہے۔

ہیں اور مشورہ دیتے ہیں کہ:-

لوکل چورٹوں، میونسپل کمیٹیوں، اسمبلیوں یا دوسرے موقعوں پر اپنے نمائندے اعلیٰ درجے کے عقل مند، مال اندیش اور اسلام اور مسلمانوں کے مفاد کو سمجھنے والے ہمارے شیخ اسلام کے جانباز سپاہی، ناموس بنوئی کے جان نثار دفاعی منتخب کیا کریں، تاکہ اسلام کا پول بالا ہو۔

اَلَمْ تَرَ اَنَّ الْمَلَاَئِیَہَ بَنی اسرائیل مین لعیہ موسیٰ الذائقہ لنبی اَلَمْ تَرَ اَنَّ الْجِنَّہَ مَلِکًا تَعَالٰی فِی سَبِیْلِ اللہ۔ اللہ تعالیٰ کے نبی نے رات بھاگا انتخاب کیا۔ وَقَالَ لَقَدْ کُنْتُ نَبِیًّا۔ اِنَّ اللہَ قَدْ بَعَثَ لَکُم طَٰوُتَ مَلِکًا۔ دُگویا ساری قوم یا قوم کی نمائندہ جماعت سیاسی رات بھاگا انتخاب کرے۔

قَالَ: اِنِّیْ کَیْنُ لَکُمُ الْمَلِکُ عَلَیْہَا۔ وَنَحْنُ اَخَقُّ بِالْمَلِکِ مِنْہُ وَلَکُم نُوْتُ سَعۃٌ مِّنَ الْمَالِ رَسَایۃٌ دَارُوں کے خیال میں رات بھاگنے کے لیے سراپہ داری شرط ہے) نبی اللہ نے جواب دیا۔ قَالَ اِنَّ اللہَ اصْطَفٰہُ عَلَیْکُم وَذَادَ بِسُطۃٌ فِی الْجِلۃِ وَالْجِہۃِ دُگویا رات بھاگنے کے لیے سب سے زیادہ عقل مند، ہر شیہہ اور معاملہ میں مال اندیش ہونا ضروری ہے اور اس کے ساتھ وہ ہمارے ہی ہو۔ خدا داد برکت و شجاعت رکھتا ہو۔

## استحکام پاکستان

قَوْلُہُ تَعَالٰی: اِنَّ تَتَّبِعُوْا اللہَ یَضَرْ کُمۡ فِی دِیْنِہٖ اَلَا اَمَکُم۔ حضرت مولانا پاکستان کے دُجو کا دنیا کے نقشے پر ابھرتا پروردگار عالم کے احسان عظیم سے تعبیر فرماتے ہیں۔

عمر اکبر لیاقت علی خاں مرحوم نے جو قرارداد پاکستان، ۴ مارچ ۱۹۴۹ء کو دستور ساز اسمبلی میں پیش کی تھی، اس کے متعلق مولانا کا ارشاد ملاحظہ ہو:-

سے (رسول محمد پاور ۲۶ آیت ۴)

بلے ایمان، شہیدیت آزاد پاکستان کی قیمت کے سلسلے میں ہم سے چھین کر لے جائیں۔  
 دہلی کے شہر میں مسلمانوں کا قتل عام ہونا اور ارد گرد وچالیس ہزار کا قتل ہونا محسوس بہادر  
 میں مسلمانوں کا قتل عام بمبئی قیام میں دس لاکھ مسلمانوں کا قتل اور ساٹھ ہزار  
 عورتوں کے اغوا ہونے کے علاوہ ۱۵ لاکھ مسلمانوں کا اپنے وطن و دیار سے بلے خاندان  
 جو کہ محدود پاکستان میں آ جانا بھی ہے۔ یہ ایک ایسا حادثہ ہے جس کی مثال تاریخ  
 میں کم ملے گی۔ (رسالہ استحكام پاکستان ص ۱۱) مولانا احمد علی مرحوم

آگے مولانا پاکستان کے عروج و ارتقاء کے وسائل پر تبصرہ کرتے ہیں۔ ان کو  
 دو حصوں میں تقسیم کرتے ہیں۔ ایک مادی اور دوسرے روحانی وسائل۔  
 مادی وسائل میں غلہ، کپڑا، چمچہ، ادویہ اور پینے کی پیداوار اور ان کے اشتیاق  
 کا ضروریات زندگی کی کفالت کرنا نہایت وضاحت سے بیان کرتے ہیں۔

دوسرے نمبر پر روحانی وسائل و ذرائع پر نظر ڈالتے ہیں تو قرآن و اولیٰ کی سعادت  
 کے نزول کا باعث روحانی ذرائع پر منحصر یقین کرتے ہیں۔ یہ روحانی وسائل بغیر اللہ تعالیٰ  
 پاکستان کے لیے مخصوص ہیں۔ نہرو اور پینل کی حکومت کے لیے یہ وسائل مفقود  
 ہیں۔ یہ روحانی وسائل اگر ہاتھ آجائیں اور مادی وسائل کمزور ہوں تو بھی مسلمان  
 سلطنت مادی وسائل والی سلطنت پر یقیناً فتح پا لیتی ہے۔ یہی وہ وسائل تھے  
 جنہیں مہینا کے عرب کا بانی نشین بدو کسریٰ اور قیصر کی تربیت یافتہ فوجوں کے  
 مقابلے میں جاتا تھا اور اپنے سے پچاس گنا فوج کو شکست دے کر حملہ و شہداء الٰہی  
 کے گیت گاتے ہوئے واپس آتا تھا؟

”وہ دراصل میرے دل کی آواز ہے۔ یہی وجہ ہے کہ میں پورے طور پر اس  
 کا مزید بول اور میری محرومات کا عنوان ”استحكام پاکستان“ بھی اسی قدر یاد  
 کی تاہم ہے۔“ اب قرارداد کو سن و عن نقل کرتے ہیں اور وزیراعظم قیامت علی مرحوم  
 کی تقریر کے اقتباسات نقل فرماتے ہیں۔  
 اس کے بعد مبارک باد کے عنوان سے چند طور پر پیش کرتے ہیں:-

”میں وزیراعظم پاکستان کو اکثر یہ وقت علی خاص صاحب کی خدمت میں مبارک باد  
 پیش کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ نے ہمیں صحیح راستہ سجا دیا۔ اللہ تعالیٰ سے دعا کرتا ہوں  
 کہ انھیں ان پاکیزہ خیالات کو عملی جامہ پہنانے کی بھی توفیق عطا فرمائے۔ وہ عظمت  
 پسندی اور رجحان پسندی کے غنوں سے دیکھیں اور اللہ تعالیٰ ان کو ان  
 پاکیزہ خیالات پر قائم رکھے۔

”پاکستان کی گراں قیمت“ کے عنوان سے ۱۹۴۷ء کے نو چمکان المیہ کا لفظ  
 نہایت جاگندہ اسلوب سے پیش کرتے ہیں۔

”لیکن اس نعمت کے حاصل کرنے کے لیے جو قیمت ادا کرنی پڑی ہے۔ اس  
 کے تصور سے بھی دل کانپ اٹھتا ہے۔“ انھوں میں اندھیرا آ جاتا ہے۔ دماغ ٹکرا  
 جاتا ہے اور بدن لرزہ برانداز ہو جاتا ہے۔ دس لاکھ مسلمان مردوں اور عورتوں کی  
 ”مظہبتی ہونے“ کا تصور کیجئے، جو خون میں لت پت ہوں۔ ان کی بے گورگو فتن  
 لاشیں جنگلی درندوں کی حواری بنادی جائیں جہر سیدہ ماؤں کو موت کے گھاٹ اتار  
 کر جوان عورتوں کو لعین جبراً یکڑ کر لے جائیں۔ ساٹھ ہزار جوان مسلمان عورتیں، وہ

لے - رسالہ استحكام پاکستان ص ۱۱۔ مصنف مولانا احمد علی مرحوم۔

لے - باجارت علامہ صاحب۔

لے - باجارت علامہ صاحب۔

لے - رسالہ استحكام پاکستان ص ۱۱۔ مولانا احمد علی مرحوم۔

لے - رسالہ استحكام پاکستان ص ۱۱۔ مصنف مولانا احمد علی مرحوم

لے - خاندان وید نے جب موت کے موقع پر اپنے سے پچاس گنی فوج کو جو سلطنت  
 روم کی قواعد اور آئینی فوج تھی اپنے رضا کاروں کی محبت و معاونت سے شکست  
 دی تھی (رحمۃ اللعالمین جلد سوم ص ۱۱) مصنف علامہ علی مصطفیٰ قاضی سلطان مفسر پوری

دوسری چیز جو پاکستان کو استحکام اور بقا سے دوام دینے کی مٹاس ہے وہ یہ ہے "برادری اسلام"؛ اگر آپ نے پاکستان میں اسلام کی تعبیر اور اس کو افریقہ، افریقہ کرنے کے لیے لوگوں کے ہاتھ میں باگ و مور دے دی، جو قرآن مجید اور سنت نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام سے بے برہہ ہوں تو یہ اسلام پر ایک مہبت جہانگرم ہوگا۔ ملتان میں مشورہ دیتا ہوں کہ پاکستان کے آئندہ ایکشن میں ماضی کی طرح سربراہ داروں اور زمینداروں کے دسترخوانوں سے زور نہ، بلکہ دار اور قورمہ رکھ کر اور اندر دیر وصول کر کے دوڑ نہ س، بلکہ سرکار مدینہ صلی اللہ علیہ وسلم کی یونیورسٹی کا سند یافتہ ہو۔ اس کے علاوہ اس کی گزشتہ زندگی علیہ اس بات کی نگاہ ہو کہ سرکار مدینہ کا سچا نام یہاں ہے، نمازی ہو، نکلے اوکرتا ہو، جو غرض ہے تو سچ کر دیکھا ہو۔

تیسرے نمبر پر آپ قرآنی تعلیمات کے لازمی ہونے پر زور دیتے ہیں قرآن مجید کی جامعیت کے سلسلے میں مولانا قاسم علی خان مرحوم کے خط کے وہ فقرے نقل فرماتے ہیں جو انہوں نے اگست ۱۹۴۴ء کو مدرسہ کاشمی کو لکھے تھے اور پھر اسی منہج کا ہی نام عہد کے موقر مصلحان پاکستان کو دیا تھا۔

کے۔ رسالہ نمبر ۲۲۱/۲۲۲ مصنفہ حضرت مولانا احمد علی مرحوم۔

تھے۔ قرآن مسلمانوں کا ضابطہ حیات ہے۔ اس میں مذہبی اور عیسوی، دیوانی اور قومی داری، عسکری اور تفریحی، سماجی اور حاشائی، غریبہ کہ سب شعبوں کے احکام موجود ہیں۔ مذہبی پریم سے لے کر روزانہ کے امور حیات تک۔ روح کی نجات سے لے کر جسم کی صحت تک، جماعت کے حقوق سے لے کر فرد کے حقوق و فرائض تک، دنیوی زندگی میں جہاں سزا سے لے کر عقیبی کی جہاں سزا تک ہر قول و فعل اور حرکت پر ممکن احکام کا مجموعہ ہے ۵

کے۔ ہر مسلمان جانتا ہے کہ قرآنی تعلیمات محض عبادات و اخلاقیات تک محدود نہیں بلکہ ہر ممکن مسلمانوں کو دین و دایمان اور قانون حیات ہے یعنی مذہبی و معاشرتی و تجارتی و اقتصادی جسرعی اخلاقی اور اقتصادی برتری کا مجموعہ ہے۔  
(دعا کا عظیم حرم کا پانچواں مجلد ۱۳۴۵ھ)

وہ صحرا سے نکل کر ساری دنیا پر چھا جاتی ہے۔ تہذیب کے ہمارے ادیشا اور پ کے  
رومیں تین اس کو روک پاتے ہیں۔ روم و ایران اس وقت دنیا کی دو بڑی طاقتیں  
شاہنشہ بیان تھیں۔ یہ دونوں اپنی پوری قوت کے ساتھ آگے بڑھیں، انکلاں کرتے  
ہوتے سیلاب کو روک دیں، لیکن تنگے کی طرح ہو گئیں۔ تواسیہ کے میدان میں ایران  
کے سلطوت و جودت کا آفتاب غروب ہو گیا۔ یرومک کے کنارے روی لکھو و اقتدار  
کھاتمہ ہو گیا اور قیصر کسری کے تخت کے ماتے عزت و جلال سرنگوں ہو گئے۔ عرب کے  
ہدقوں نے حکومت و فرمانروائی کی باگیں اپنے ہاتھ میں لے لیں اور عربان گنجان  
عالم اور یونان جہانیاں کے فرائض انجام دینے لگے۔

قرآن حکیم کے معجزہ نما اثرات و نتائج کے بعد مولانا کی نگاہیں استحکام پاکستان  
کے مسئلے میں چڑھنے اصول پر پڑتی ہیں، ہم سابقہ اوراق میں مولانا کے رسالہ "فلسفہ  
نماز" کے فریدی پھولوں کی خوشبو سے اپنے منام جان معطر کر چکے ہیں، اس  
جگہ بھی آپ نے چند اضافات ضروریہ کے ساتھ اس مقدس فریضہ کے خصائص، فوائد  
اسرار و غوامض اور اسلام کے تمام عناصر و ارکان میں اس کی روحانی فوقیت کو  
ضمائیت پر عظمت العظام میں بیان فرمایا ہے۔

مسلمان کی اقتصادی، سیاسی، تمدنی، معاشرتی اور اخلاقی زندگی کیلئے انہی  
فیروزمندی کی ضمانت نماز کی ادائیگی کے سلسلے میں ہستی آسکتی ہے۔ مولانا نے

لے۔ " شوکت و دبیت کا یہ عالم تھا کہ عباسی خلیفہ کی زبان پر ایک تہذیب آمیز کلمہ کے  
آتی ہی ادھر فتنوں، دین کا سر فوراً جھکتا ہے اور ادھر یورپ کا عظیم ترین بادشاہ  
زہ برانڈم ہوتا۔ انہی میں محمود غزنوی، ملک کشف لہوئی اور صلاح الدین ایوبی گذرے  
جو قرون متوسطہ کی کتاب تاریخ میں سزاوارک حیثیت کے مالک ہیں بشرق میں لایر ترموگرگوں  
مغرب میں سلطان محمد فاتح، سلطان سلیمان عثمانی، عیسائی رعب شاہنشاہوں کے مظاہر اب بھی کانوں  
میں گونج رہے ہیں۔ مسلمانوں کے ناقابل انحراف شریعت کے بجا ایضاً، بجا اور دیر چندین اقتدار  
تصرت کے واحد مالک رہے۔ (مضامین جمال الدین افغانی مرحوم رحمہ)

مولانا فرماتے ہیں: "اے پاکستان کے مسلمان! اتحاداً عظیم مرحوم کے ان اعلانوں  
کے بعد تیرے لیے بزرگ زیبا نہیں کہ تو اس رہنمائی کے لیے کانل مارکس، لینن اور عثمان  
کے دروازے کو کھٹ کھٹائے۔  
حکومت خدا واد پاکستان کا فرض ہے کہ وہ پرائمری سے لے کر ایم۔ اے تک  
قرآن مجید کی تعلیم کو لازم کر دے۔  
اب آپ قرآنی تعلیمات کے معجزہ نما نتائج کے ثبوتات کے لیے تاریخی شواہد پیش  
کرتے ہیں۔

قرآن مجید کی تعلیم کے بحر حلال پر مولانا کیوں موزعہ تعلیم نشا تے ہیں؟ اسلام  
نے دنیا میں جو عظیم ارشاد، انقلاب برپا کیا، اس کی کوئی نظیر اقوام و ادیان عالم کی تاریخ  
میں نہیں ملتی۔ تہذیب و تمدن کے مرکزوں سے دور عرب کی بے آب و گیاہ سرزمین  
میں ایک قوم آباد تھی۔ اچانک اس میں ایک جنبش نظر آتی ہے اور دیکھتے ہی دیکھتے

لے۔ رسالہ ہذا ۲۔ مصنف مولانا احمد علی مرحوم۔

لے۔ "خطاب کا بیٹا عمر فاروقی جو اب کے اوٹ چرایا کرتا تھا اور پھر بھی باپ کی سخت و  
درشت خوئی سے سمارتا تھا اپنی خلافت کے ایام میں بائیس لاکھ مربع میل پر حکومت  
کرتا تھا اس کی سعادت گسٹری اور صلہ پروردی اور عبادت نوازی اور دین داری کا درجہ ہمیشہ  
ہر ایک کے لیے موجب غبطہ رہا۔ خود کہ وہ کھراڑی کی یہ قابلیت اور شوکت کی یہ اہلیت  
کدینا کے تین بڑے براعظماں کے زیر نگین تھے اس قرآن مجید کی تعلیم پر عمل کا نتیجہ تھی؟  
درجہ تاعلمین جلد سوم ۱۱۱۱ مصنف قاضی مسلمان منصور پوری، راجہ خاندان رسالہ استحکام پاکستان  
یا دیکھو۔ قرآن مجید زندہ کتاب ہے کبھی نہیں مٹے گی جس کی قرآنی عبادت کا کچھ حصہ گان  
ممود اور قابل تعریف ہے اور جو قرآنی حقائق کی روشنی میں کسی درجہ میں بھی متفق غصب ہو گا۔ وہی  
والصلہ متفق غصب ہے۔ خدا کی کتاب یہ مشرق نہیں چوٹی اس کی طرف آتا اور اس کو غصہ  
اور اپنی طبیعت پر حکم تادور۔ والدین غافل ماحولوں و مضامین جمال الدین افغانی مرحوم رحمہ  
لے رسالہ استحکام پاکستان ۲۰۱۱۔ مصنف مولانا احمد علی مرحوم۔

ذات الطمینین، صحن خاتمہ کے طور پر فرماتے ہیں: اگر حکومت پاکستان کے ذمہ دار حضرات ان پانچ چیزوں کو منسوب بنیاد پاکستان قرار دے کر ان پر اس کی تعمیر کریں تو اللہ تعالیٰ کی زمین و آسمان کی قوتیں ان کی پشت پناہ ہوں گی، اور یہ ناقابل تسخیر بن جائے گا۔

مولانا قاسم بریلوی اور حجت پسندی کے طعن و تبلیغ سے بے نیاز ہو کر باب حکومت کو صدیقی و نازکی طریقہ حکومت پر عمل کرنے کا مشورہ دیتے ہیں۔ آپ کو کتاب و سنت کی حاکمیت میں شعاثر اللہ کی حفاظت و صیانت، اسلام کا نظریہ و مسئلہ امت مسلمہ کی حکمت رفتہ کی بازیابی کے باوجود حق و انار و قرآن اور نجات و امین کے تابندہ نقش نظر آتے ہیں۔ وہ اپنے ضعیف دل و دماغ سے نصف صدی تک بے لوث خدمت دین کے بعد اہل دین سے فقط یہی صلہ مانگتے ہیں کہ حکومت خدا واد کا قانون "الحکام علیہ و لا حکم الا بھ" کا آئینہ وار ہو۔

دردِ پیشانیہ دُندگی  
نہیں منعم کو اس کی بوند نصیب  
میند برستا ہے، جو گدازوں پر

(مولانا حالی)

مردِ مومن

جہاں تمام ہے۔ میراثِ مردِ مومن کی  
مرے کلام پر تخت ہے۔ کلمۂ نولاک

(اقبال)

سبق پڑھ پھر صداقت کا عدالت کا شہادت کا

لیا جائے گا، تجھ سے کلام دنیا کی اہمیت کا

(علامہ اقبال مرحوم، بانگ درا صفحہ ۳۳)

اس موقع پر حضرت عمرؓ کے ایک خط کی نقل پیش کی ہے۔

عَنْ عَمْرِو بْنِ الْفَلَّاحِ أَنَّهُ كَتَبَ إِلَى مَثَالِ بْنِ أَهْمٍ أَمْرًا كَمَا جَاءَ فِي  
الْمَسْلُوكَةِ مِنْ حَقِّهَا وَأَحَافِظَ عَلَيْهَا حَقَّهَا وَدِينَهُ وَمَنْ ضَيَّعَهَا فَهُوَ  
بِمَا سَوَّاهَا أَضَيَّعَ (الحدیث)

ترجمہ۔ حضرت عمرؓ سے روایت ہے کہ انہوں نے اپنے تمام سرکاری ملازموں کو حکم بھیجا کہ تمہاری تمام ذمہ داریوں میں سب سے بڑھ کر میری نظریں نماز ہے جس نے خود اس کی پابندی کی اور دوسروں سے بھی پابندی رکھی ان سے اپنے دین کو بچایا اور جس نے نماز کو ضائع کیا تو وہ دوسرے کاموں کو زیادہ ضائع کرتا ہوگا۔ حضرت مولانا علیہ الرحمہ کی پاکیزہ نگاہوں میں پانچویں جزو پاکستان کو زندہ و پائندہ بنا سکتی ہے اور اس کو ناقابل تسخیر قوتوں سے ہم کر دے سکتی ہے، وہ فساد خیز جہاد ہے۔

جہاد و جہد للبقاء کا نام ہے۔ جس طرح دوسری قومیں اپنی بقا کے لیے ہر ممکن کوشش کرتی ہیں۔ اسی طرح مسلمانوں کو بھی حق ہے کہ اپنی قوم کو زندہ رکھنے اور سر بلند و سر فراز کرنے کے لیے ہاتھ پاؤں لگائیں، یہ غیر مسلم اقوام کو قیامت اور وطنیت یا بعض اپنے خود ساختہ نظریات کے تحت جان دیتی ہیں، لیکن مسلمان اپنے حقیقی مولیٰ عزہ اسماء و علی مجدد کے رضا کے لیے جیتا ہے اور ایسی رضا حاصل کرنے کے لیے مرتا ہے۔ کُلُّ رَأٍ صِلَاتِي وَشُكْرِي وَمُحِبِّي أَيْ وَمَسَافِي لِلَّهِ  
لے۔ رسالہ استحوکام پاکستان صفحہ ۵۴۔ مولانا احمدرحیم مرحوم۔

”خبردار! اس مخلوق میں شمار کئے جانے کی کوشش نہ کرو، جن کے اہقوں میں اللہ تعالیٰ نے نفع کا جھنڈا دینا پسند کیا اور ان کو اپنے اقدام سے پیچھے ہٹا کر یاد دہانی کی کہ جہاد سے جی پرانے دلوں میں شامل ہو کر بیٹھے جو غیر دارالافتاء عقول کے بارے میں فرماتے ہیں۔ وَصَوَّابَانِ يَكُونُ مَنَافِعُ الْفَوَائِدِ وَطَبِيعُ اللَّهِ عَلَى قَلْبِهِ وَهُوَ قَدِيرٌ لَا يَفْهَمُونَ۔ (اتحاد اسلامی سید جمال الدین افغانی علیہ الرحمہ صفحہ ۵۴)



أَدْعُ إِلَى سَبِيلِ رَبِّكَ بِالْحُجَّةِ وَمَوْعِظَةٍ مَحْسَنَةٍ وَجَادِ لِهَيْبَةِ  
بِالْبَقِي حَيٍّ أَحْسَنُ وَأَسْجَنُ پروردگار کی عبادت کی دعوت نہایت حکمت اور خبریں کلامی  
سے دو اور جب ان سے متنازع امر میں بات کریں، تو آپ نہایت عمدہ اخلاق سے کریں۔  
کسی کی آنکھ میں بار آور تری زبان میں ہے۔

## فَنِّ خَطَابَتِ

فن خطابت انسانی کمال کا دوسرا نام ہے۔ مذہبی مسائل ہوں یا سیاست کے  
میدان میں نگر و عمل کی جو لائیاں ہوں، بیچ و کھراڑی کا سہرا ہمیشہ حسن خطابت کے سر  
پر رہتا ہے۔ احساسات و مہمات، جذبات و عواطف اور گرد و پیش کی کیفیات و قرائن  
کی حکاسی کا انحصار شیخ اور خطیب کی خدا داد استعداد پر مبنی ہے۔ ہم نے حسن تکلم  
کے سامعین کو بار بار دیکھا ہے کہ وہ ہر موقع پر اپنے بلیغ و فصیح انداز میں سامعین کو  
وجہ میں لاسکتے ہیں۔ اگرچہ ان کے پیش کردہ دلائل و براہین کو فلسفہ و منطق کی کسوٹی  
پر پرکھا جائے تو وہ چٹان و قیح نہیں چوتے۔

حضرت شیخ التفسیر مولانا احمد علی علیہ الرحمۃ

## بِحِشَّتِ خَطِيبٍ

انہی کے اعظم السلام کا قرینہ، ابلاغ بھی خطابت سے شروع ہوتا ہے اور ان کا حسن  
کردار، نیابت الہی کا منصب، امانت الی اللہ کا شرف ان کے قول کی تصدیق میں  
سونے پر ساگر کا کام دیتا ہے۔ تمام کمالات کے سامنے دان مل کر بھی قیامت تک  
انسان کی تخلیق سے قاصر رہیں گے کیونکہ ہر لمحہ نئے سے نئے احساسات و واردات  
کی ترجمانی کے لیے زبان کا کون صرف انسان کا خاصہ ہے۔ گویا تمام حواس ظاہری  
باطنی کے مددگار کو، الفاظ کا جامع ہونا، اور کلمات و وحی کو من و عن بیان کرنا محض  
انسان کے ساتھ مختص ہے۔

نہایت اختصار سے خطابت کے ضمن میں چند ایک عبارات پیش کی جاتی ہیں۔  
فرخ مصنف موسیٰ و اکثر لبیان کی کتاب جن کا عربی میں ترجمہ کیا گیا ہے  
اور اس کا نام روح الاجتماع اور انگریزی میں اس کتاب کا نام CROWD ہے۔

چاہیے جیسا کہ پہلی اور قیاسات خطابی میں کیا فرق ہے۔ خطیب جو استدلال میں کتابت ہے۔ اس کی کیا نوعیت ہوتی ہے۔ تمثیل اور استعارہ میں کس کا جماعت پر زیادہ اثر ہوتا ہے۔ تشبیہات و استعارات سے جمیع کس طرح اثر پذیر ہوتا ہے۔ مدح و ذمہ یا رغبت و نفرت کے جذبات پیدا کرنا ہوں، تو اس کے لیے خطیب کیا کیا تدابیر اختیار کر سکتا ہے؟

اب ہم خطبات پر تبصرو کرتے ہوئے ان قدسی الاصل آداب خطابت پر بھی طائرانہ نظر ڈالتے جائیں گے، جن پر ہمارے اسلاف کرام اور اخلاف عظام نے عمل کر کے اپنی مبلغانہ زندگیوں میں کامیابی حاصل کی۔ وہ آداب قرآنی اور اقی کے چند قصص میں تلاش و تفحص سے مل سکتے ہیں۔

سیدنا موسیٰ علیہ السلام اور یونس علیہ السلام کو معجزات سے لیس کر کے وحیوں کے پاس جانے کا حکم دیا جاتا ہے، موسیٰ علیہ السلام اپنی بے بساہتی کا احساس کرتے ہوئے بے ساختہ غوغا مچا دیتا ہے۔ ان کی دعا انشراح صدر، فربلہ عیض ملہ۔ خواہ کیا بیان فرائیں گے نزدیک جماعت کی نفسیاتی لغت نہ لگا۔ ہر حسب ذیل تصویر ہے۔

”چونکہ جماعت کیفیت نیم شعوری کا مکمل منظر ہوتی ہے اس لیے حالت اجتماع میں کراہی اور نفی خصوصیتیں قائم ہوجاتی ہیں اور حالت اجتماع میں اصول کے پیش و پس گم ہوجاتے ہیں اور عام افراد کی طرح یہی کہیں کہیں کرنے لگتا ہے۔ اثر پذیر بی شعبت عقلی حوالن مزاجی، مبالغہ پسندی اور غیظ و غضب یہ تمام اوصاف جو ناقص العقل افراد کی خصوصیتیں ہیں، حالت اجتماع میں گہری سب اوصاف تمام افراد میں پیدا ہوجاتے ہیں اور چونکہ جماعت میں اگر عقل کند ہوجاتی ہے، اس لیے جماعت میں استدلال کرنے کی صلاحیت باقی نہیں رہتی۔“

روح الاجتماع فی الاصل (۲۰۲) ص ۱۰۲

تہ۔ قال رب انی اشد فی صدقہ و فی ریتہ و فی امری و فی لعلی و عتدہ و بینہ  
تسائی فی یقینہ و حق فی (خطبہ ۲۰-۲۱ آیت ۲۵ تا ۲۸)

عربی زبان میں فنی پاشا زغول نے اس کا ترجمہ کیا ہے۔ اس کتاب میں جماعت سے انسانی کے اصول نفسیہ پر بحث کی گئی ہے۔ دنیا کے نظریہ میں یہ کتاب اپنی نوعیت کے اعتبار سے نادرات کی فرست میں ہے۔ کیونکہ ڈاکٹر یسبان سے پہلے اس علم (نفسیات) کی تدوین نہیں ہوئی تھی۔ اگرچہ ابن خلدون کی منتشر عبارتیں اس علم کی بعض جزئیات کی طرف اشارہ کرتی ہیں۔

ڈاکٹر یسبان صاحب خطیب کی کامیابی کے وسائل کا ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں: ”جو شخص جماعت کو اثر پذیر کرنا چاہتا ہے، اس کو چاہیے کہ جماعت کو اثر پذیر کرنے کے لیے حسب ذیل وسائل اختیار کرے۔“

(۱) استدلال سے گریز کرے۔

(۲) تمثیل بیانی یعنی کسی واقعہ کو تشبیہات یا استعارات کی صورت میں بیان کرے۔

(۳) بعض خاص الفاظ کا جو جماعت کے نزدیک پسندیدہ ہیں، ان کو زیادہ استعمال کرنا اور جو الفاظ اور جملے جماعت نا پسند کرتے ہیں، ان کے استعمال سے حتی الامکان احتراز کرنا۔

(۴) جماعت کو کامدہ عمل اور اثر پذیر کرنے کے لیے یہ ضروری ہے کہ اس کے مذہبی عقائد یا مروجہ خیالات سے زیادہ استدلال کرے۔

(۵) مدح و عداوت اور تحقیر و طعن خطابت۔

(۶) الفاظ اور معانی کی تکرار۔

اسی وجہ سے چند رسطور بھی درج ذیل کی جاتی ہیں۔

”البتہ یہ ضروری ہے کہ ان سب باتوں سے شغاف میں خطابت پر نہایت زور سے تحریر کیا جائے۔ وہ لکھتا ہے:

”خطیب دیتے وقت خطیب کو کون سے الفاظ اور کس قسم کے جملوں کا استعمال کرنا

ملہ۔ روح الاجتماع ص ۱۰۲۔ مقدمہ مترجم۔

۲ روح الاجتماع و بیباہ ملہ۔ خواہ کیا بیان فرائیں مترجم۔

ہے۔ بلکہ موادِ ار کے موطن پر بھی آقاؑ نے مدنی اپنے خلیقِ عظیم کے اتقنا و سفرِ قیامی کے مقابلے میں احسن نظر آئیں۔ تاکہ اتمامِ محبت کا کوئی پہلو تشریح و تکمیل نہ رہ جائے۔

اب جہاں سے پیش نظر حضرت مولانا احمد علیہ الرحمۃ کے اندازِ خطاب میں ۔  
مولانا چار سے نو تک مدرسی طور پر اپنے کمالِ برکاتِ تربیتی کے نتیجہ کی وجہ سے پانچاس  
سال کی درس و تدریس کی عمارت و مزاوت کی بنیاد پر موعود بالا آدابِ خطابت پر  
بڑی حد تک حاوی تھے ۔ آپ کے ساتھ فقط اوواہ حیات میں مختلف اذان  
کے لوگ آتے رہے ۔ وہی آئے ، جو آپ کے درس قرآن کے حلقہ کو ، بلکہ آپ کو  
نیست و نابود کرنے کا تہمتہ کیسے جوئے تھے اور وہی آئے ، جو آپ کے پاؤں  
سے انگلیں سمیٹا لیتے تھے ۔ گزرا مائے پوری نصف صدی آپ کو بھلا داستانِ  
مریبا نہ موت و مدارت اور پیکرِ لدیبت بن کر اپنے مقصد کو نبائیے ہوئے دکھیا  
آپ ہمیشہ فرما یا کرتے تھے کہ خطبہ جموع کے لیے اس شخص کو منبر رسول پر بیٹھ کر  
خطاب کرنا چاہیے ، جو اپنے سامعین کے روحانی امراض کی تباہی و تخریب کر  
سکے اور پھر کتاب و سنت کی روشنی میں ان کے لیے صحیح علاج بھی پیش کرنے کی  
اعلیٰ ترین صلاحیت رکھتا ہو ۔

دوسری چیز جو متعدد دفعہ راقم الحروف نے مولانا کی زبان حقیقت ترجمان سے سنی وہ یہ ہے کہ:

”اللہ تعالیٰ ایک جمعی کے تقریر اور ایک درس عمومی میں جو کچھ عیسائی مسلمانوں کے سامعین میں سے جو کوئی میرے معروضات کو دل پر لکھ کرے جائے اور اس پر صدقہاً تہنیت سے زندگی بھر عمل پر اُترے۔ اگرچہ تاہم دوبارہ کتاب و سنت کو لفظِ نئے کا اس میں پیشِ رخسار، انشاء اللہ تعالیٰ وہ نجات و ارس حاصل کرے گا۔“

له - اُدْعُ إِلَى سَبِيلِ رَبِّكَ بِالْحُكْمِ وَالْمَوْعِظَةِ الْحَسَنَةِ وَجَادِلْهُمْ بِالَّتِي هِيَ أَحْسَنُ ط  
(سورة النحل ١٢٥-١٢٦)

تہذیب صحابہ کا نقیب، ہاتھ میں قرآن حکیم، چٹون میں بنہیدگی کے انوار، زبان کے کلمات نذیری و پیری کے آئینہ دار اور حاضرین میں ہر ذوق کا آدمی اور کبھی حضرت امیر بشر لیت سپہ عطا راہ شاہ بخاری مرحوم اور کبھی خطیب پاکستان مولانا قاضی احسان احمد مرحوم جیسی عظیم المثل شخصیتیں۔

نیکر عاقبت، رزقِ حلال، تعلیم قرآن پر زور، علمی محبت، اولیاءِ امت سے عقیدت، سنت نبوی پر نجات دہین کا مدار اور باقی مسائل حاضرہ کے ختمات ابواب کی تشریح و توضیح آپ کے پسندیدہ موضوعات، خطبات جمعہ، ہوتے تھے بغیر وقفہ غلام الدین کے اجراء کے بعد حضرت کے خطبات ہر شام سے میں چھپ جاتے تھے اور ہزاروں گھروں میں مشعلِ ہدایت کا کام دیتے تھے بعض عنوانات درج ذیل ہیں۔

۱۔ دنیا میں سوشل سے انسانوں کی دو قسمیں رہی ہیں۔ اللہ تعالیٰ کی اصطلاح میں ان کے نام یہ ہیں۔ حزب اللہ، حزب الشیطان۔

۲۔ مرتے دم تک مسلمان رہنے کا حکم۔

۳۔ اسلام نظامِ رحمت ہے۔

۴۔ ہر فرقہ کے علماء کرام اور ہر فرقہ کے دیندار عوام سے ایک درمناں اپیل۔

۵۔ انسان کی ترقی کا صحیح مفہوم۔

۶۔ قرآن مجید سے فیض حاصل کرنے کی شانِ اظہار۔

۷۔ دربارِ اہل سنت و حضور انور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو رحمتہ للعالمین کا لقب عطا ہوا ہے۔ رحمتہ للعالمین کی شان کے شواہد۔

یہ خطبات رسالہ غلام الدین میں چھپ کر پاکستان کے ختمات شہروں اور بیرون ملک لندن، کویت، مدینہ منورہ اور باقی ممالک میں علم و عرفان کے بادل برساتے رہے۔ ان کی تعداد تقریباً تین سو ہے۔

اگر حضرت شیخ التفسیر کی حیاتِ عارفانہ کے آخری چھ سال کی تبلیغی سرگرمیوں کا اندازہ لگانا مقصود ہو تو آپ کے خطبات جمعہ کا بنظر تحقیق مطالعہ کیجئے۔ ان کی

ہم نے آپ کے محکومہ بالا دعویٰ کو بر لحاظ سے جانچ لیا آپ کے ارشادات نہایت جامع ہوتے تھے۔ کتاب و سنت کا پھر اور احکام دینیہ کے اکثر و بیش تمام اجزاء کی تشریح آپ کی تقاریر میں پائی جاتی تھی۔ آپ فرمایا کرتے تھے "پورے قرآن حکیم اور صحاح ستہ کا خلاصہ یہ ہے کہ بندہ خدا کو عبادت سے اور مخلوق کو خدمت سے راضی رکھے۔"

آپ کے جذبات میں صدق و صفا، اندازِ حکم میں بزرگوار و تنویر و ترغیب، مصلحت و مشائستہ، سادگی اور عاجزیت کے انوار ہوتے تھے۔ عام میدانِ مقررین کی طرح سامعین کو اقبال و روٹی کے اشارے سے خوش نہیں کر سکتے تھے لیکن اہلِ بورد کی گروہی گدگد کا یہ عالم تھا کہ کئی کئی میل سفر کر کے آپ کے فرمودات سننے کے لیے حاضر ہو جاتے تھے۔ آپ کے خطبہ جمعہ میں علماء کرام اور جدید تعلیم یافتہ طبقہ کی اکثریت ہوتی تھی تقریر کا ہر جملہ مذہبی رنگ میں ڈوبا ہوا ہوتا تھا۔

حقوق اللہ اور حقوق العباد اور اکثر حقوق العباد میں حقوق والدین اور حقوق اولاد پر اکثر نظر رہتی تھی۔ اصلاح احوال کا پسلوہ ہر موقع پر نمایاں ہوتا تھا۔ توحید رسالت اور معاش و معاہدے کے ہر مسئلہ پر عام فہم زبان میں نہایت مؤثر طریق سے تبصرہ ہوتا تھا۔ آپ جب تک تقریر فرماتے تھے، حاضرین کا ذوق سامعتِ محمدیہ لمحہ تیز تر ہوتا ہوا معلوم ہوتا تھا۔

قوم کی بدحالی، بدذوقی، کور باطنی، بے راہروی، فریگیانہ تہذیب کی گولانہ تقلید، دینی تعلیم سے محرومی، عوام اور حکام کا الالہ ابا نذر و غیرہ رسوماتِ تمیز کی مسلمانوں میں ترویج اور عقائدِ باطلہ کی تعظیم پر جب نیش کی فرمائے تو بعض افراد پر ایک لمحہ کے لیے خاموش ہو جاتے تھے۔ اس وقت معلوم ہوتا تھا کہ شاید پیش میں اگر بدعاکریں گے یا کسی آنے والے غذا پ الہی کی پیش گوئی فرمائیں گے۔ مگر آپ جب دوبارہ زبان کھولتے تو رشہ و ہدایت کے پھول آپ کے منہ سے جھرتے تھے۔ اصلاحی مآثر کا ایک ناقابلِ فراموش درس ہوتا تھا۔ ہم نے سادگی میں اتنی عاجزیت کم ہی دیکھی ہے۔ ایک گندہ پرورش، بزرگ صورت، سینہ دریش،

ہیں۔ محمدؐ میں اور آپؐ میں صرف یہ فرق ہے کہ میں یہاں قرآن مجید سنانے کے لیے آیا ہوں اور آپؐ کو اس لئے سنانے کے لیے آیا ہے۔ آپؐ یسریٰ اور آلہ تعس و وسکینا ولا تنقیصا (مستحق علیہ) پر ہر مروت کو نگاہ رکھتے تھے یہی وجہ تھی، آپؐ کی تحمل میں قرآن فہمی، تبرک، صمیمیت، حسن عمل، ذکر الہی اور غلبہٴ خلق کا جذبہ بیدار ہوتا تھا۔

## دینی کمالات

غیر بحث عنوان میں حضرت مولانا لاہوری نور اللہ مرقدہ کے ذاتی کمالات اور متابعت سنت کے واقعات کا نقشہ پیش کیا جائے گا لیکن یہ تمہید و توطیہ کے طور پر تمام مسندت پر مختصر تبصرہ کرنا چاہتے ہیں تاکہ اہل احادیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اہمیت کے اکثر گوشے آنکھوں کے سامنے آجائیں۔

## مقامِ مسندت

• اِنَّمَا كَانَ قَوْلَ الْمُؤْمِنِينَ إِذَا دُعُوا إِلَى اللَّهِ وَرَسُولِهِ لِيَحْكُمَ بَيْنَهُمْ أَنْ يَقُولُوا سَمِعْنَا وَأَطَعْنَا وَأُولَٰئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُونَ •  
وَمَنْ يُضِلَّهُ اللَّهُ وَرَسُولُهُ وَتَحِيضُ اللَّهُ وَتَيْتُهُ فَأُولَٰئِكَ هُمُ الْفَٰسِقُونَ •  
(سورہ انفور ۴ آیت ۵۷)

دوسری جگہ اہل احادیث رسولؐ کی تاکید انصوص قرآنیہ میں ایں الفاظ وارد ہوئی ہے۔  
وَمَا كَانَ يُؤْمِنُ قَوْمٌ قُلُوبُهُمْ حَتَّىٰ إِذَا تُفِيضَ اللَّهُ فِي شَيْءٍ لِّكَ أَمْرٌ أَنْ يَتَّبِعُوا لَكَ الْقَوْلَ أَلَمْ يَعْلَمُوا أَنَّ اللَّهَ يَفْضِلُ عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ حَكْمَهُمْ أَلَمْ يَكُنْ لَهُ الْخَبْرُ قَبْلَ هَٰذَا وَلَمْ يَكُنْ لَهُ الْبَصَرُ قَبْلَ هَٰذَا وَلَمْ يَكُنْ لَهُ الْيَدُ قَبْلَ هَٰذَا وَلَمْ يَكُنْ لَهُ الْوَعْدُ قَبْلَ هَٰذَا وَلَمْ يَكُنْ لَهُ الْوَعْدُ قَبْلَ هَٰذَا وَلَمْ يَكُنْ لَهُ الْوَعْدُ قَبْلَ هَٰذَا  
(سورہ الاحزاب ۳۳ آیت ۶۶)

ان آیات سے معلوم ہوا کہ رسولؐ خدا کے تمام فیصلے منصفانہ ہوتے تھے اور

ہر طرح میں حضرتؐ والا جاہ کے خوب جگر کی چاشنی ہے۔ بلا شک و شبہ آپؐ کی ہر اوصالی میں خدمت دین کے لیے زندہ جاوید شاہکار ہیں۔ ان کو کتنا ہی صورت میں شائع کر دیا جاسکا ہے۔ ان کے معارف سے ہر طالب صاف ترقی کتاب و سنت کی جو چیز کہہ پا کیزہ زندگی کا سراغ لگا سکتا ہے۔

جہان سے راگراگروں کو ایک مردِ خود آگاہ ہے! (ذہب و عجم)  
واقفِ اُحرف کا ذاتی مشاہدہ ہے کہ نیکو کندگی جامعِ محمدؐ میں رحمت للعالمین کے عنوان پر آپؐ کو ہر افشائی کی رستہ تھے۔ دورانِ تقریر آپؐ کی زبان مبارک سے نکلا۔  
۱۔ افسردہ دل افسردہ کند انجمنے را۔

اللہ! اللہ! وہ کس قدر اندھا نہ کہ ہندبات تھے کون کے غلبہ و استیلا سے حضرتؐ مرگنا کی گھنگلی بندھ گئی اور ان واحد میں ہزاروں انسان ابدیدہ ہو کر رہ گئے اسی طرح شیراز کی جامعِ محمدؐ میں واقعیت کہ بلا موضوع تقریر کا غلبہ وقت سے آپؐ چپ ہو گئے۔ چند لمحات کے لیے سامعین بھی اٹھکا رہی میں آپؐ کے ہم نوا رہے۔

روضان البارک کا آخری جود شیر انوار دروازہ سے باہر بارگ و وسیع و عریض صحن میں بہتا تھا۔ شامیانوں کا ڈیڑھ پر شکوہ انتظام کیا جاتا۔ ہزاروں کی تعداد میں آپؐ کے مریدین اور متقدمین بیرونِ شہر سے حاضر ہوتے۔ شہر یوں کی شہریت بھی بڑی ہوتی تھی۔ ان علمی اور روحانی ہماروں کو دیکھ کر یقیناً ایک صاحبِ دل کو اٹھتا تھا۔

اللہ! اس سینا کوں کی دنیا والا ہور میں قرآنی تائوں کو کون الہامی قوتوں سے بلند کر رہا ہے، جس کی آواز سے امت مسلمہ کا بھولا بھٹکا کارواں پھر سے ٹھٹھک گیا ہے اور ہجرتِ گوش ہو کر اللہ تعالیٰ کا آخری پیغام میں رہا ہے۔

اکثر و مشیر آپؐ کی زبان پر دعوتِ الی اللہ اور ترم کی ترغیبی کی دعائیں ہوتی تھیں بعض اوقات فرمانے کہ آپؐ مجھ سے اچھے ہیں۔ میں نے کتاب و سنت اور اس کے متعلقہ علوم و معارف کی برسوں تحصیل کی، پھر سب میں آیا ہوں۔ آپؐ نے ان الہامی علوم کو حاصل بھی نہیں کیا، مگر آپؐ محمدؐ میں نہایت شوق سے تشریف لائے



علیٰ ذکرتہا۔

حضرت لاہوری علیہ الرحمۃ نے ساری زندگی سادہ اور سفید لباس پہنا۔ آپ کھدر کا کرتہ، کھدر کی شلوار، کھدر کی ٹوٹی اور اس پر کھدر کا عمامہ بنا کرتے تھے۔ رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق ہے۔ ”کان قمیصی و رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اثنی عشرین“ حضرت مولانا کو ساری زندگی آپ کے متعلقین نے یہاں ہی کرتہ زیب تن کرتے دیکھا، جس کی آستینیں گلائی تک ہوتی تھیں۔ مولانا حمزہ انکساری کا نادر امثال پیکر تھے۔ ارشاد مصطفویٰ ملاحظہ ہو: ”جو شخص باوجود قدرت کے عاجزی کی وجہ سے کسی بیڑ کیلئے قیمتی لباس کو ترک کرے گا۔ اللہ تعالیٰ اس کو قیامت کے روز تمام مخلوقات کے سامنے بلانے کا اور اس کو اختیار دے گا کہ ایمان والوں کے لباس میں سے جو لباس چاہے وہیں لو۔ تم نے دنیا میں اللہ تعالیٰ کے لیے قیمتی لباس ترک کیا۔ اب جنت کے بہترین لباسوں میں جو پسند کرو! پہنو! سبحان اللہ والحمد للہ۔“

”سفید کپڑے پہنا کرو، کیونکہ سب سے اچھا لباس ہے اور اسی سفید کپڑے میں اپنے مردوں کو کفن کیا کرو۔“

مولانا لاہوری نے تمام زندگی سفید موٹا کھدر پہنا اور اسی مشابہت اور متابعت میں سوات کو دیکھ کر سیدۃ الاررار سیدہ عطاء اللہ شاہ بخاری مرحوم نے فرمایا تھا۔ ”مولانا لاہوری عہد صحابہؓ کے نقیب ہیں۔“

مہوسات کے متعلق رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے وحی ترجمان الفاظ

”ما یبذل فی الدین الشکرین علیٰ علی بن ابی طالب“ (ترمذی شریف ابواب ایس ۲۲۵)۔

”ترمذی شریف ابواب ایس باب ما جاء فی القمص ۲۲۵۔“

””” ”منقول از جوامع الکلم۔“ ۱۹۲۔“

””” ”باب ما جاء فی بس ایاض ۲۳۶۔“

اب ہم محمد بالا حقائق کے آئینے میں حضرت مولانا احمد علی نور اللہ مرقدہ کی زندگی کا جائزہ لیتے ہیں۔ اتنا باریک سنت آپ کا حال تھا۔ رات دن کے چوبیس گھنٹوں میں آپ اپنے بر فضل حیات کو حضور اکرمؐ کی سیرت مبارکہ کے سانچے میں ڈھالنے کی فکر میں رہتے تھے۔ ہم واقعات اور مشاہدات سے اس عنوان کو زیب و داستان بناتے ہیں۔ ہم حضرت مولانا محمد شعیب صاحب کے قدان اور مشورے کا اس سلسلے میں تہ دل سے احترام کرتے ہیں۔ کیونکہ اس موضوع کی طرف انہوں نے ہماری رہنمائی فرمائی۔

## ”آداب لباس“

اصحاب اکرام رضوان اللہ علیہم اجمعین نے حضور پر نور صلی اللہ علیہ وسلم کی متابعت کو رضا و خوشنودی، الٰہی کامیابی یقین کیا اور حضور اکرمؐ کی فعال شخصیت کے اثر و نفوذ نے ان کی رگوں میں اسلام و ایمان کی ایسی نظم ریزی کی تھی کہ وہ اتنا باریک رسالتیاب کو ہی عین دین سمجھتے تھے۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم سادہ اور موٹا لباس پسند فرماتے تھے۔ آپ کے لباس چادر، قمیص اور تہ بڑوتا، پاجامہ کبھی استعمال نہیں فرمایا، لیکن عمامہ اور صحابہؓ منین اور نے روایت کی ہے کہ آپؐ نے منی کے بازار میں پاجامہ خریدی تھا۔ حافظ ابن قیمؒ نے لکھا ہے کہ اس سے قیاس ہوتا ہے کہ پنا بھی جوگا۔ موزوں کی عادت دھمی۔ لیکن نجاشی نے جو سیاہ موز سے بھیجے تھے، آپؐ نے استعمال فرمائے۔ عمامہ کا ٹکڑا کبھی دوش مبارک پر کبھی دونوں شانوں کے بیچ، عمامہ کے نیچے ٹوپی کا احترام تھا۔ ارشاد نبویؐ ہے۔ ”اعمل الذہب والحدید لئلا ینث من امتی و حرم“

””” حضرت مولانا محمد شعیب صاحب دیوبند کے فاضل ہیں اور حضرت مولانا لاہوری کے ممتاز خلفاء میں آپ کا شمار ہوتا ہے۔

””” سیرۃ النبیؐ جلد دوم ص ۳۳۱ مصنف سید علی نعمانی مرحوم۔

””” ترمذی شریف ابواب اللباس ص ۲۱۱۔ منشی نو کلتور۔





فرماتے۔ اگر کھانے میں کوئی خامی بھی ہوئی، تو آپ ذکر و نذر کرتے۔ ایک دن نمازِ عشاء کے بعد آپ نے کھانا کھایا۔ اُن جان کے علاوہ افسرِ اودھا دوسو کچے تھے تقریباً دو دن بعد پتہ چلا کہ آپ کو جس برتن میں سالن ڈال کر دیا گیا تھا، اس میں پسا ہوا نمک تھا۔

اُن جان کی چار پائی پر بیچ کر کھانا کھایا جاتا۔ بچے بھی بہراہ ہوتے۔ اور آپ غرضِ طبعی سے فرمایا کرتے کہ ہم آپ کی چار پائی پر اس پیسے بیچ کر کھاتے ہیں، اگر چٹوئیاں آپ کی سیلیاں میں، بعد میں ان کو آپ کی چار پائی پر ہی آجانا چاہیے۔ کھانے کی چیزوں کو ڈھانک کر رکھنے کی تاکید فرماتے۔ پانی ہمیشہ بیچ کر پیتے اور کھانے کے بعد دعا بھی پڑھتے۔

مذکورہ آدابِ طعام کے اثرات تمام افرادِ کنبہ اور شاگردِ کنبہ کا طعام پر نہایت احسن نتائج پیدا کرتے۔ دراصل آپ کی زندگی کے یہ پہلو سُنّتِ مصطفویٰ پر عمل کرنے والوں کے لیے ہزاروں برکات کا باعث تھے۔

## آدابِ ملاقات

ہم اس باب کے شروع میں رسولِ پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی مقدس عادتِ نقل کرتے ہیں اور پھر ان کی روشنی میں حضرت لاہوری علیہ الرحمۃ کی زندگی پر نورِ نوافل کرتے ہیں۔

عالمِ ربّانی فضلی ایزد متعال پیغمبرِ وقت کی متابعت میں فنا ہوتا ہے اور نبوت کے سراپا منیر اسے ہمیشہ کسبِ ضیاء کرتا ہے۔ حسنِ سلوک کے متعلق ارشادِ نبوی ہے۔

لے۔ راوی حبیہ کوثر حضرت مولانا امجد علی رحمتی نویسی۔

لے۔ الحمد للہ القدی اطعمنا من مَدَنَّا نَا وَجَعَلْنَا من المسلمین۔

(سیرۃ نبوی۔ بخاری شریف کتاب الاطعمہ باب ۲۴۹)

بیچنا جو مسنونہ نشت ہے۔ کھانا کھانے کے بعد برتن کو انگلیوں سے صاف کرنا۔ اور انگلیوں کو منہ سے اچھی طرح صاف کر لینا چاہیے۔ پانی عشرِ شکر کر تین سانس میں پینا چاہیے۔ پانی کے برتن میں سانس نہیں لینا چاہیے۔

مذکورہ بالا آدابِ طعام کے نقل کرنے کا مقصد یہ ہے کہ حضرت لاہوری ان سُنّتِ پر عمل پیرا تھے۔

رسولِ مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاداتِ گرامی سے پتہ چلتا ہے کہ مل کر کھانے میں برکت ہے۔ کیونکہ یہ عادت تمام افسرِ اودھا زمینِ تالیف و موافقت کے جوہر کو چمکتی ہے۔

مولانا حبیب الرحمن صاحبِ ابدول مولانا حبیب اللہ راتور، حافظ حبیب اللہ مرحوم، اپنے پوتوں رحمداجمل، محمد اکمل، اور اپنی پوتی رقیہ کو اپنے بہراہ شریکِ طعام فرماتے۔ حافظ حبیب اللہ و آپ کے بڑے صاحبزادے کا بیان ہے کہ مکہ معظمہ میں آپ ہمارا انتظار فرماتے اور جب سب اکٹھے ہو جاتے، تب کھانا کھاتے۔

کھانے میں شائبہ نہیں نکھانا چاہیے۔ کیونکہ اس سے گھروالوں اور کام کرنے والوں میں تفریق پیدا ہوتی ہے۔ حضرت لاہوری پر کھانا نہایت رغبت سے مشاغل

لے۔ بخاری شریف کتاب الاطعمہ باب ۲۴۵

لے۔ بخاری شریف کتاب الاطعمہ باب ۲۴۵۔

لے۔ بخاری شریف کتاب الاطعمہ باب ۲۴۵۔

لے۔ کتاب الاطعمہ باب ۲۴۵۔ بخاری شریف کتاب الاطعمہ باب ۲۴۵۔

لے۔ قالوا اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم۔ یا رسول اللہ انا ناکل ٰی و لا نشبع۔ قال ما کُلُّنا کما کُنْنا نَقْتَرُ تَوْن۔ قالوا نعم۔ قال فاجتنبوا علی طعامکموا فاذا کُموا استسأل اللہ فیما رزقتم ناسہ۔

(باب ۲۴۵ بخاری شریف کتاب الاطعمہ)

لے۔ سیرۃ النبی ص ۱۵۵ حدیث شریف کتاب الاطعمہ باب ۲۴۴

ہو، تھاکر حضرت حواریں نے میرے ساتھ خصوصی مروت و مہفت کا سلوک کیا ہے۔ حضرت کا اخلاق آپ کی تعلیمات کی ہر نوا کی اور میری خوبی امرا و بزرگاری گریہ کی کا باعث بنتی۔ وزیر ارشاد نہیں پر ان کی نہایت ادب سے بیٹھے تھے اور ان سے نہایت خوش کلامی خندہ پیشانی، نرم گوئی اور لیے کی آہنگی سے پیش آتے تھے۔ وہ لوگ جو آپ کے صلف و محبت کے ایسے تھے وہ یوں محسوس کرتے تھے، جیسے کوئی خوش نصیب بچہ، وہ شفقت کی آنکھیں عاطفت میں سرور ہو۔

آپ پر فرشتے کے اثرات رہتے۔ جسم مبارک میں تکیاں اور عضلات میں دریا ندگی کا احساس ہوتا تھا۔ نوجوان مریدین آپ کے پاؤں دھانے، پنڈلیاں، ہاتھ، بازو اور گردن دبانے کے لیے قریب ہوتے، تو ان کو ہدایت فرماتے کہ جب تک میرے پاس بیٹھے، ذکر بھی نہیں شامل رہیے۔

علاقات کے اوقات متعین نہیں تھے۔ آپ ہر نماز کے بعد مل سکتے تھے آپ ساری نمازیں باجماعت پڑھتے۔ تنگی سے پہلے مسجد میں نشر لینے آتے۔ سنتیں پڑھتے۔ بابا تمام آداب میں مرحوم نے ساری زندگی آپ کے شانہ بشانہ رہنے کی طرف کھڑے ہو کر نماز پڑھی۔

۱۔ الکلمۃ الطیبۃ صدقۃ (مجموعہ شریفین باب ۵۹: کتاب الارباب)

۲۔ ان الله يحب التوفیق فی الامور کلہ (۵۹: ۵۰)

۳۔ در پہ بیٹھے ہیں ترے بے زنجیر

کس طرح کی یہ پا بندی ہے

۴۔ ایک حبیب ہم ذکر قلبی میں غفلت کرتے تو حضرت ایک واقعہ ہم سے اللہ فرمادے کہنے۔ (واقعہ المعروف انکھ)

۵۔ ایک بہرہ اور دو ناکامزور جو گلاس پیکر گذر راقا کرتا تھا۔ اس نے مسجد میں رہنا شروع کیا۔ دو لاکھ انعام حضرت کے گھر سے کیا گیا۔ یہ شخص باوجود اپنی فطری کمزوریوں، دقتی زبان، بہرہ پر، کفایت عشا۔ کے بعد قرآن مجید کا ترجمہ کرنا (واقعہ المعروف انکھ)

(حدیث ترمذی، عمال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم ان الله يتبادلني بقدرتي يوم اقامه الله للمتحابين ليلاني ايسر ليلته في غلظ بعد لا غلظ في اوطاني۔  
روایہ ایک باب فی المتحابین فی اللہ عزوجل)

معلم اکبر محبوب خدا صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے۔

قال رسول الله صلى الله عليه وسلم يستبشك الی وجهه اخيك لك صدق قلہ  
ترجمہ شریف باب البر والعبد ۴۱۰

دوسرے مقام پر فرمایا: اپنے بھائی کے ساتھ تیرا مسکراہو مسکرتا رہے۔  
اللہ تعالیٰ کے بندوں میں سے بعض ایسے ہیں کہ نہ وہ نبی ہیں اور نہ شہید۔ مگر گمراہ مرتد کی وجہ سے جو قیامت کے روز اللہ تعالیٰ ان کو عطا فرمائے گا۔ نبی اور شہید ان پر رشک کریں گے۔ عرض کیا: یا رسول اللہ! یہیں بتائیں۔ وہ کون منکر ہیں۔ فرمایا یہ وہ لوگ ہیں جو محض اللہ تعالیٰ کے لیے آپس میں محبت کرتے ہیں۔ نہ ان کے اندر کوئی قرابت داری ہے اور نہ مال و دولت کا لین دین۔ پس خدا کی قسم ان کے چہرے سراپا نور۔ وہ خود نور عظمیٰ نور ہیں گے اور جب لوگ قیامت کی ہولناکیوں سے خوفزدہ ہوں گے تو ان کو کوئی خوف نہیں ہوگا اور جب لوگ اپنے اعمال کی وجہ سے غمزدہ ہوں گے تو ان کو کوئی غم نہیں ہوگا۔

حضرت مولانا بڑھی اپنے آسٹناؤں اور آسٹناؤں سے نہایت عمدہ اخلاق سے پیش آتے تھے۔ آپ کی ملاقات کے لیے علماء کرام سے لے کر ہر عامی ماہر ہوتا تھا۔ لیکن چند مشغول کی صحبت کے بعد جب واپس ہوتا، تو اس کو یہ گمان غالب

۱۔ ان صاحب حسن الخلق يسبلغ به درجة صاحب العزم والصلوہ

ترجمہ باب حسن الخلق، دوسرا باب۔ اسلام کے یہ رسول ارکان پر عمل کرنے سے گرا خدائی حسد ہر نہ ہو، تو سمجھ لینا چاہیے کہ وہ دشت میں، جن میں چل نہیں۔ وہ چوں کہ جن میں خوشبو نہیں، وہ غالب ہیں، جن میں دوح نہیں۔ (سیرۃ ابنی حصصہ شہیدان مدنی)









تاکید فرماتے۔ تمام نماز میں بیت الحرام اور مسجد نبوی میں پڑھتے، چلی میں بارے  
آبا جان اور باقی جان بہت سی قربانیاں کرتے تھے۔ گھر کے تمام افراد کی طرف سے  
قربانیاں کی جاتیں۔ حضرت آبا جان اپنے والدین ماجدین، حضرت امروٹی علیہ الرحمۃ  
حضرت دین پورشی، باقی اساتذہ کرام اور خصوصیت سے حضور پر نور صلی اللہ علیہ وسلم اور  
سیتنا عبد القادر جیلانی علیہ الرحمۃ کی طرف سے ہمیشہ قربانیاں پیش کرتے تھے۔  
آپ کی یہ استثنائی سعادت تھی کہ آپ کی زندگی کے تمام لمحات میں آپ کفل و دماغ  
پراسرار مقدس کا تصور ہی مستطرد رہتا تھا۔ \*

کیسا وہ خواب تھا، کراچی تک ہوں خواب میں

### صلوۃ اللہ اور حضرت لاجپوری

حضرت شاہ ولی اللہ دہلوی قدس سرہ نے صلوۃ اللہ کو اعظم شائراثر میں  
قلم افرمایا ہے۔ ہیں اس موقع پر صلوۃ کی فرضیت احادیث نبوی میں اس کی تاکید و  
ترغیب اور حضرت لاجپوری کی اس مقدس فریقہ پر مزا و امتداد و امت کی تشریح و  
توضیح منظور ہے۔

نماز تمام انسانی روابط سے روکنے والی قوت پیدا کرتی ہے انسان بہیمیت  
اور ملکیت سے معرکت ہے۔ بہیمیت رذائل کی محرک ہے۔  
قرآن پاک میں مختلف دعاؤں کے پڑھنے کی تاکید ہے۔ خدا کی تسبیح و تحمید کا حکم

لے۔ جوہر، وعدہ خلائی، خیانت، غداری، بہتان تراشی، جہل غری، اور غاپن، بگڑانی  
جہل، عیسیٰ، چوری، دھوکہ بازی، رشوت، سود غری، غیظ و غضب، کینہ، نفور، یا جہد  
فحش گوئی اور شہوت وغیرہ۔ اِنَّ الْمَشْهُوَّةَ تَشْغَلِي عَنِ الْفِكْرِ سَائِرِ وَالْمُسْكِرِ  
يَلْذِزُّ كَلِمَةَ اللّٰهِ الْكُبْرٰى (سورہ عنکبوت ۲۹-۳۰ آیت ۴۵)  
لے۔ سیرۃ النبی جلد چہم ص ۱۹ مصنف سید سلیمان ندوی۔

ہے۔ دعا اور استغفار کی تعلیم ہے۔ دل کے خضوع و خضوع کا فرمان ہے۔ رسول خدا  
پر درود شریف بھیجنے کا امر ہے۔ اس لیے نماز کی تشکیل اس طرح کی گئی ہے کہ اس  
ایک عبارت کے اندر قرآن پاک کی تمام سمائی، انسانی اور روحانی عبادتوں کا احکام  
یکجا ہو گئے۔ گویا مذکورہ تمام احکام کی مجموعی تعمیل کا نام نماز ہے۔

اسی نماز کی برکت سے اصحاب کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے مبارک چہروں پر  
سینیں انور چمکتے تھے۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز کو اپنی گھول کی گھول کو روڑوں کے  
حق میں حجاز سے تعبیر فرمایا اور عابد بارگاہ کبریا میں قریب ترین مقام حاصل کرتا ہے  
محققین اسلام نے نماز کے صفات نہایت عمدہ طریق سے بیان فرماتے ہیں۔

الغرض! حضرت لاجپوری قورائد مرقدہ کی علی زندگی قرن اول کے نیکان اسلام  
کے رنگ میں رنگی ہوئی معلوم ہوتی تھی۔ جب آپ نماز کے لیے کھڑے ہوتے تو علم  
ہوتا کہ آپ کو شبانہ روز فراغت ہی فراغت ہے۔ آپ کے رکوع و سجود اور قیام و  
قعدہ میں عجیب نوعیت کا عالم ہوتا تھا۔ گویا فَاَظْهَرَ اَخْرَجْتَ قَا لَصَبَّ قَا وَ اِطْلَ  
وَرَبَّكَ قَا وَ عَجَبٌ ہ پر پوری تدبیر سے عمل ہو رہا ہے اور ہم جو کچھ نبی کادوں  
میں نماز کے اثرات اور احسان پڑھتے ہیں۔ حضرت لاجپوری کی نماز ان سب کا  
ایک جامع مرقع ہوتی تھی۔

حضرت مولانا علیہ الرحمہ نے اپنے رسالہ فائدہ نماز میں ایک غیر مسلم کی  
شہادت نقل فرمائی ہے۔

لے۔ تَمْلِكُكُمْ رُكْعَتَا سُبْحَتَا يَكْتُمُونَ كُفْرَكُمْ مَعَ اللّٰهِ قِي وَ صُحُوْا اِنَّ اَذْ  
يَسْمَعُهُ قِي وَ جَوْجِہُمْ مِّنْ اَخْرِجُ الشَّجْوِہُ (سورہ نوح ۳۸-۳۹ آیت ۳۵)

لے۔ قرۃ عظیم فی السلوۃ (حدیث) سنائی۔ باب عشرۃ النساء۔

لے۔ قِي سُبْحَتَا فَالْحَرْبُ (سورہ علق ۹۹ آیت ۱۹)

(نوٹ)

شہادت کا انگریزی متن کتاب ہذا کے ۲۹۰ پر درج ہے  
اور اس کا اردو ترجمہ آخر میں ضمیمہ میں ملاحظہ کریں

معنوی راہ پاتی رہی۔ ہوا پرست پیشواؤں نے تبلیغ حق اور کتمان حق سے اپنی  
وہابی اغراض کو پورا کیا۔

مسیحیت کو دیکھ لیجئے۔ وہ عیسے علیہ السلام جو اپنی والدہ مریم صدیقہ کے پاکیزہ  
بطن سے پیدا ہوئے ہی ۔۔۔ اِنیٰ ھِبْکَ اللہ کا اعلان فرماتے ہیں۔ ان کی امت کے  
اجبار اور حبان نے ان کو الوہیت کا استحقاق بخشا اور پھر پروردگار عالم کی توہین سے  
بھی نڈھڑے۔ جبکہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو الوہیت کی گدی پر لا بٹھایا۔

حضرت عزیر علیہ السلام کو خدا کا بیٹا بنایا گیا۔  
میسور دیوں اور عیسائیوں کو چھڑ کر خاص عرب کے لوگ اللہ نام ایک ہستی سے  
ضرور واقف تھے۔ مگر اس کی عبادت کے معنوں سے بے خبر تھے۔ لات، جہل، غلبی  
اور اپنے اپنے قدید کے جن بتوں کو حاجت رہا سمجھتے تھے، ان پر جانور قربان کرتے  
اپنی اولاد کو سبب بن کر بڑھاتے۔ سیول میں شریک ہوئے۔

بت پرست یونانی اپنے بادشاہوں، ہرور کے بچے اور ستاروں کے میکس پوجتے  
تھے۔ روم، ایشیائے کوچک، یورپ، افریقہ، مصر، بربرہ حبشہ عیسائی مکوں میں حضرت  
عیسیٰؑ، حضرت مریمؑ اور سینکڑوں دیوں اور شہیدوں کی مورتیاں پوجی جا رہی تھیں۔  
زرتشت کی ملکات میں گل کی پرستش جاری تھی۔ ہندوستان کے سب سے کابل، ترکستان  
چین، جزائر ہندسہ بودھ کی مورتوں اور اس کی جل ہوئی مجلیوں کی راکھی پوجا پڑی  
تھی۔ ہندوستان میں سورج دیوتا، گنگا مائی اور اوتاروں کی پوجا ہو رہی تھی عراق

۱۔ یاھل الکتاب لہ تبلیسون الحق بالباطل و تکتمون الحق و انتھو  
تکلمون۔

۲۔ سورہ مریم پارہ ۱۱ آیت ۲۰

۳۔ سورۃ النبی حصہ پنجم ص ۳۲۔ سید سلیمان ندوی علیہ الرحمۃ۔

۴۔ ۳۲/۲۳

## اسلام سے پہلے عبادت کا مفہوم

حضرت مولانا لاہوری علیہ الرحمۃ کو بحیثیت پروفیسریت متعارف کرانے سے پیشتر  
یہ ضروری ہے کہ چند امور پر تبصہ کیا جائے مثلاً اسلام کی آمد سے پہلے عبادت کی  
کیا تعبیرات تھیں؟ اسلام نے ان کی اصلاح و تصحیح کے بعد عبادت کا کیا معیار پیش  
کیا؟ ان کا ماحذ کیا ہے؟ احسان کیا ہے؟ کشف و کرامت کا کیا مفہوم ہے؟ رسالت و  
احوال علم تعارف میں کس کو کہتے ہیں اور پھر نبوت و ولایت کا باہمی رابطہ، استخادہ  
اور احسن نتائج۔

یہ کچھ امر نکوخی ہے کہ مرد و زمانہ میں ہر ایک آسمانی مذہب میں بھی تحریف لفظی و

۱۔ تَحْدِثُ نَحْوِ الْكَلِمَةِ عَنْ مَعْنَى اَصْلِهَا۔ (پارہ ۲ سورہ مدہ آیت ۱۸)





ولایت عامہ اور خاصہ کے مرتبوں اور ولایت خاصہ کی بعض خصوصیتوں کے بیان میں مخلص محمد بن ابی صاحب کی طرف لکھا: "مکتوب ۱۳" از حضرت محمد العف ثانی نور اللہ روحہ۔

”جاننا چاہیے کہ ولایت فنا اور بقا سے مراد ہے۔ اور وہ عام ہے۔ یا خاص۔ اور عام سے باری مراد مطلق ولایت ہے اور ولایت خاصہ سے مراد ولایت محمدیہ ہے۔ علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام۔ کہ جس میں فنا اور بقا اکمل ہے۔ اور جو شخص اس بڑی نعمت سے مشرف ہو۔ اس کا بدن الاماعت کے لیے نرم ہو جاتا ہے اور اس کا سیدہ اسلام کے لیے کمل جاتا ہے۔ اس کا نفس مطہر ہو کر اپنے مولیٰ سے راضی ہو جاتا ہے اور اس کا مولیٰ اس سے راضی ہو جاتا ہے اور اس کا دل دونوں کے پیہرے والے کے لیے صحیح و سالم ہو جاتا ہے اور اس کی روح پورے طور پر حضرت صفات لاجوت کے مکاشفہ کی طرف پناہ کرتی ہے اور اس کا سر شیون و اعتبارات کے ملاحظہ کے ساتھ مقام مشاہدہ تک پہنچ جاتا ہے اور اس مقام میں حقیقت ذاتیہ برحقہ سے مشرف ہو جاتا ہے اور اس کا فنی کمال منتظر اور تقدس اور کبریا کے باعث متعیر ہوتا ہے اور اس کے انظار کو بلا حیل و بلا مثال اتصال ہوتا ہے۔ اس وقت یہ مثال اس کے فنی میں صادق ہوتی ہے

ھٰذِیْثًا لَا دِیَابَابَ التَّعْبِیْرِ فِیْہِا

مبارک شمعوں کو مال و دولت

اور وہ بات کہ جس کا جاننا ضروری ہے، وہ یہ ہے کہ ولایت خاصہ محمدیہ علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام عروج و نزول کی دونوں طرفوں میں ولایت کے تمام مرتبوں سے متمیز ہے۔ لیکن عروج کی طرف اس وجہ سے کہ انظار کا فنا و بقا دونوں ہی ولایت خاصہ سے مختلف ہیں اور باقی ولایتوں کا عروج فقط فنی تک ہے۔ ان کے درجوں کے اختلاف کے بموجب یعنی بعض ولایت والوں کا

عروج مقام روح تک اور بعض کا مرتب تک اور بعض کا فنی تک ہے اور یہ درجہ ولایت عامہ کے درجوں میں گر یا وہ اعلیٰ ہے۔ لیکن نزول کی طرف میں اس وجہ سے کہ اولیٰ نے محمدیہ علیہ السلام کے جسموں کے لیے اسی ولایت کے درجوں کے کمالات سے کچھ حصہ حاصل ہوتا ہے۔ کیونکہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ہر حال کی رات جہد کے ساتھ جہان تک اللہ تعالیٰ نے پاؤں، سیر لائی اور بہت اور دوزخ آپ کو پیش کئے گئے اور اس کی طرف وحی بھی بھی گئی۔ پسے کے حق تھا اور اس وقت رویت لہری سے مشرف ہوئے اور اس قسم کا مزاج حضور انور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہی سے مخصوص ہے اور حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا کمال تابع قرآن اولیٰ کرار اور آپ کے زیر قدم سارکوں کے لیے بھی اس مرتبہ مخصوص ہے کچھ حصہ ہے۔ ولایت دین کا سبب المکرام نصیب دے گا سزا کلام سے حضور زمین کو

حاصل کلام یہ ہے کہ دنیا میں رویت کا واقع ہونا حضور تقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہی سے مخصوص ہے اور وہ حالت جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے زیر قدم اولیاء کو حاصل ہوتی ہے وہ رویت نہیں۔ اس رویت اور حالت کے درمیان وہی فرق ہے جو حاصل اور نفل کے درمیان ہے۔ جو حاصل اور قریق اور نفس اور نفل کے درمیان ہے۔ اور ایک دوسرے کا عین نہیں ہے۔

## نبوت اور ولایت

نبوت کے خصائص اور ولایت کے صفات پر قلم اٹھانا انکروہن اور مکمل اسلام کا حق ہے۔ ان کا شعور قرآن فہمی میں رائج اور احادیث کے ادراک کی فطری استعداد ان میں موجود ہوتی ہے۔ لہذا کتاب و سنت کی روشنی میں ان کی عبارات و تعبیرات کو مسلمات کا مقام حاصل ہوتا ہے۔ اس لیے ہم مجبور ہیں کہ اس باب میں مکمل اہمیت کے چند اقوال نقل کریں۔ تاکہ سلسلہ زیر نظر کے کفر پہلوا اگر ہوجائیں۔ اب رہی بات کہ ہم اس مقالہ میں اس باب کو کیوں شامل کرنے کی ضرورت محسوس کرتے ہیں۔ اس کا جواب یہ ہے کہ ہمیں ثابت کرنا ہے کہ ولایت نبوت و رسالت کے بڑے اعظم سے مستیز ہوتی ہے۔ نبوت کے انوار دی ہوئے ہیں اور ولایت کے کمال انسانی کسبیت سے ہے۔

عقل پرزہ کا کو نبوت کے اسرار و حکم و مابعد الطبیعیات پر غور و فکر کی جگہ توفیق نہیں ہے کیونکہ یمن و یمن کے پر دل پراڑی ہے۔ لہذا ہم ان حضرات کی چند سطور حوالہ نقل کرتے ہیں، جن کو خدا نے وہ باب نے جہاد صلاحت سے نواز ہے۔ عبارت میں تمہیں کامیال رکھا جائے گا۔

”معلوم ہونا چاہیے کہ مختلف قسم کے لوگوں کے کیفیات میں سب سے اعلیٰ اور بلا طبعیت نہیں کا ہے۔ یہ یقین ایک خاصا سطرات اور خصوص طریق اصلاح کے حامل ہوتے ہیں۔ ان کی نسلی قوت انتہا درجہ بلند ہوتی ہے۔ داعیہ حقایق جذبات حق کے ساتھ نظم مطلوب کا قائم کرنا ان کے لیے آسان اور سہل ہوتا ہے اور یہ لوگ نظم مطلوب کے قائم کرنے کے لیے مبعوث ہوا کرتے ہیں۔ بلائے اعلیٰ سے ان پر علوم عالیہ اور احوالی البیہ مترشح ہوا کرتے ہیں۔ منہم متعدد مزاج ہوتا ہے۔ اس

لے جہاد اور عقل حقیقت نبوت اور اس کے خواص سے متعلق حضرت شاہ ولی اللہ دہلوی

کی خلیقت اور اخلاق و عادات بالکل صحیح و درست اور سموار ہوا کرتی ہے۔ وہ سب سے زیادہ سنت راشدہ اور طریق ہدایت کو لازم پکڑنے والا ہوتا ہے۔ عبادات میں وہ بہت اونچا درجہ رکھتا ہے۔ معاملات میں لوگوں کے ساتھ عدل و انصاف برتنے میں بہت بلند میاں رکھتا ہے۔

تعمیر نگہی اور نظام اصولی کو بہت پسند اور محبوب رکھتا ہے۔ قواعد معاشرت اس کو انتہائی رغبت ہوتی ہے۔ کسی کو تکلیف دینا یا گوارا نہیں کرتا۔ وہ ہمیشہ عالم غیب کی طرف مائل اور راغب رہا کرتا ہے۔ یہاں تک کہ اس کے کلام چہرے اور پیشانی کے تیور سے بھی میلان و رجعت کے اثرات مترشح ہوتے ہیں۔ وہ اپنے کو ایسا پاتا ہے کہ عالم غیب سے اس کی تائید و مدد ہر دہی ہے! اسے اونٹنی سے اونٹنی ریاضت پر قرب اپنی حاصل ہو جاتا ہے اور قرب الہی سے سکون و لذت کے دو ذائقے مشتوح ہو جاتے ہیں اور اس طرح کبھی دوسرے پر نہیں ہو سکتے۔

• سلف صالحین میں سے بعض نے اس کو (القافیۃ الرحمۃ، دل میں مغان نبی کی حکمت تعلیم، توفیق الہی اور قوت تبیین سے تعبیر کیا ہے۔ امام غزالی (رحمۃ اللہ علیہ) اور دوسرے متکلمین نے اس کو حکم نبوت سے دیکھا ہے۔ شاہ ولی اللہ صاحب اور علماء اصول نے اس کو غیر از قوت اجتہاد دیکھا ہے اور صوفیہ کی عام پسند اصطلاح میں اس کو علم لدنی، کہا جاتا ہے۔ مگر ان سب کے معنی تقریباً ایک ہی ہیں یعنی نبی کے ائمہ و غیر ائمہ قوت سے بھرپوری قوت، اور جس کے ذریعہ سے وہ وحی کی تشریح اسرار شریعت کا بیان اور دقائق حکمت کی اپنی زبان سے ترویج کرتا ہے۔

”نبی اکرام علیہم السلام کے ان ربانی انکادات کی فرست پڑھتے، جن کا اندکہ قرآن مجید نے جا بجا کیا ہے، تو وحی کی مخصوص نعمت کے بعد فرست میں جو چیز نظر

لے۔ ہیرۃ النبی جلد چہارم ص ۱۱۴، ۱۱۵ مصنفہ سید سلیمان ندوی

سے۔۔۔۔۔ ص ۱۴۰

”حاصل کلام یہ ہے کہ مقام ولایت، مقام نبوت کا نقل ہے اور ولایت کے کمالات کلمات نبوت کے نقل ہیں۔“

حضرت شاہ اسماعیل عظیمی علیہ الرحمۃ نے اپنی کتاب مصیبت اہلسنت میں نہایت شرح و بسط سے نبوت و ولایت پر تبصرہ فرمایا ہے۔

اس موقع پر تاجری محمد طیب صاحب کی عبارت کی چند سطور ضروری معلوم ہوتی ہیں۔  
 ”ہاں مگر اللہ جلّ وکڑ کے وہ احمد و کمالات جن کے اکتساب سے آدمی تلبیۃ الہی قرار پاتا ہے، اصولی نقطہ ہنگامہ سے تین نوعوں پر منقسم نظر آتے ہیں۔

۱۔ کمالات علم و ادراک

۲۔ کمالات وصف و اخلاق

۳۔ کمالات مسندت و افعال

اس لیے قدرتی بات ہے کہ انسان اللہ کا نائب یا خلیفہ اس وقت تک نہیں ہو سکتا، جب تک اس سرگاز کمالات میں اسی کے طور و کمال کا نمونہ بن کر نہ دکھلائے۔“

و نیز عارف صوفیہ (م) (مشہد آخر علماء کرام کا مقام، رسول اللہ کے نزدیک بہت بلند ہے) ترجمہ:-

”میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ان اعتراضات کی تردید کرنے کی اجازت چاہی۔ جو علماء بزرگین نے بعض صوفیائے برکتے ہیں۔ تو مجھے اس چیز کی اجازت دہلی اور میں نے علماء میں کو دیکھا کہ جن کا علم متفقین تصفیہ کے موافق ہے، اور فقر علم دہیں کرتے ہیں اور آپ کو عزت ہیں۔ ان صوفیہ سے آپ کو محبوب ہیں۔ اگرچہ یہ اہل فتا اور نقابا اس جذبہ سے تعلق رکھتے ہوں۔ جو کہ نفس ناظم میں سے تصور کرے اور اہل توحید وغیرہ میں سے ہوں۔ جو صوفیہ کے ہاں اعلیٰ مقامات ہیں۔“

۱۔ مکتوبہ مجددانہ ثانی علیہ الرحمۃ مکتوب نمبر ۴۰ دوم دفتر ص ۲۳

۲۔ ایکس قرآن۔ مصنفہ تاجری محمد طیب صاحب

آتی ہے وہ علم نبوت ہے، جس کو میں ذکر کہیں حکم و حق و اہل میں ہمیر و حکم کہیں حکمت و دانائی کہیں شرح صدر، کمال تقیہ، کمال تعلیم کہیں ارادت و دینی دنیا، سوجا دینا کا گمان ہے۔ ان سب مختلف الفاظ کا مفہوم وہی ہے نیچے اور عقل بشری سے اوپر عقل نبوی کے سوا اور کیا ہے۔ ان سے مراد وہی ہے۔ اس لیے نہیں کہ ان کا ذکر وحی سے الگ ہوتا ہے اور عقل بشری اس لیے نہیں کہ عقل بشری خاص ہی ہو کہ انعام نہیں۔ کہ یہ نعمت تو ہر انسان کو کچھ و کچھ ملی ہے۔ اس بنا پر اس سے مراد عقل نبوی اور حکمت نبوی کے سوا کچھ اور نہیں ہو سکتا۔“

امیاد کرام کی تعلیم کا امتیازی عقیدہ جو حدیث ہے اور وہی نبوت کے سوا کا اصلی اور لازمی جز ہے۔

## ولایت

اسی موضوع کی تفصیل میں ولایت کے مقام کی اہمیت اور عظمت کا اظہار بھی ضروری ہے۔ لہذا اس موقع پر بھی چند عرفائے امت کے اقوال ہی نقل کرتے ہوں گے کیونکہ اس جگہ عام مضمون نگاری کی قوتیں شل ہو کر رہ جاتی ہیں۔

”الْعَارِفُ إِذَا كُنَّ لِلتَّصَقُّفِ رُوحَهُ بِالْمَلَأِ اَوْ عَلٰی“

”استاذتہ صلی اللہ علیہ وسلم فی دیناً ما اوددہ علماء الحدیث مینی علی بعض الصوفیہ قلے یأذنی۔“ (روایت العلماء والعلمین وفق علمہم المشتغلین بنوع من التصفیۃ للناشئین للعلم والدين اقرب الیہم کا ذکر) فی الحبۃ عندہ من حیۃ لاء الصوفیۃ کی کافی میں اہل الصفاہ ابقالیہ والیہ اناشی من صبیہ النفس الناطقۃ فی الفسحید کی غیر ذلک من المقامات المشایخۃ عند الصوفیہ۔

۱۔ فیوض الحرمین ص ۲۵ مشہد نمبر ۲۵ مصنفہ حضرت شاہ ولی اللہ دہلوی

۲۔ مشہد ۳ فیوض الحرمین ص ۲۵ مصنفہ (ربانی المصنف)

اولیائے امت کے متعلق ارشاد نبوی ملاحظہ ہوں۔ خداوند عالم اپنے بندوں کو کس قدر رحمت و رافت کی نگاہ سے دیکھتا ہے:-

إِنَّ اللَّهَ إِذَا أَحَبَّ عَبْدًا جَبَرَهُ فَقَالَ فِي أَحَبِّ خَلْقِي فَتَأَلَّجَهُ  
تَأَلَّجَ جَبْرِيْلُ عَزَّمَ يَنَادِي فِي السَّمَاءِ فَيَقُولُ إِنَّ اللَّهَ يُحِبُّ خُلُقًا  
فَاجْبُوهُ يُحِبُّهُ أَهْلُ السَّمَاءِ ثُمَّ يُوَضِّعُ لَهُ الْقَبْرَ فِي الْأَرْضِ ۝

حدیث قدسی نے بندگانِ الہی کے تقرب و تعلق (باخلاق اللہ) کو بایں الفاظ پیش کیا ہے۔

لَا يَزَالُ يَقْتَرِبُ عَبْدِي بِالْإِعْقَابِ حَتَّى أَجِيئَهُ فَأَذَا أَعْبُدُ كُنْتُ  
سَمْعَهُ الَّذِي يَسْمَعُ يَلْمُ وَبَصَرَهُ الَّذِي يَبْصُرُ يَلْمُ وَكَيْدَهُ الَّذِي يَكِيدُ  
بِمَكَارِجِلَةٍ الَّتِي يَمْشِي بِهَا - وَلَنْ سَأَلَنِي وَاعْبُدِيَّتَهُ وَكُنْ اسْتَعَانَنِي  
لَأَعْبُدَ تِلْكَ

حدیث قدسی۔

مَنْ عَادَنِي لِي وَلِيًّا فَقَدْ  
يَا دُنِيَ بِالْخُرْبِ

جس نے میرے دوست سے عداوت کی۔  
اس نے میرے ساتھ اعلان جنگ کر دیا۔

۷۷۔ مؤطا امام مالک باب فی المتحابین فی اللہ ص ۳۸

تھے۔ ترجمہ میرا بندہ فواعل کے ذریعہ قرب حاصل کرنے کی کہیں کرتا۔ یہاں تک کہ میں اسے اپنا دوست بنا لیتا ہوں۔ جب وہ میرا دوست بن جاتا ہے تو میں اس کے کان بن جاتا ہوں، جن سے وہ سنتا ہے اور اس کی آنکھیں بن جاتا ہوں جن سے وہ دیکھتا ہے اس کے ہاتھ بن جاتا ہوں، جن سے وہ چھوتا ہے اور اس کی تنگی بن جاتا ہوں، جن سے وہ چلتا ہوں اور جب وہ مجھ سے سوال کرتا ہے تو میں اسے پورا کرتا ہوں اور جب وہ مجھ سے پناہ مانگتا ہے تو میں پناہ دیتا ہوں (غالی شریف، بابکدک، صفحہ ۱۱۱) (فصل اول، سچے منقول از منصب امامت صفحہ ۱۱۱) (ابا علی شریف، بابکدک، ۱۱۱) (ابا علی شریف، بابکدک، ۱۱۱)۔

حکیم الاست علامہ اقبال علیہ الرحمۃ نے اولیاء کرام کا تعارف کرایا ہے۔  
 بندہ مومن سرفیلی کنندہ  
 بندہ صاحب نظر پیر آدم  
 رزدار اندیشہ آں پختہ کار  
 خدا تمہیں سعادت بخشے۔ تم پر واضح ہو کہ لفظ ولی باہموم مشہور ہے اور  
 کتاب وسنت بھی اس کے لیے گواہ ناقل ہے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:-  
 اَلَا اِنَّ اَوْلٰیَیَّاءَ اللّٰهِ لَکُنُوْا عَلَیْہِمْ وَاُولٰٓئِکَ یُحْزَنُوْنَ۔  
 پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے:-

إِنَّ مِنْ عِبَادِ اللَّهِ لَعِبَادًا لَا يَتَّبِعُهُمُ الْإِنْبِيَاءُ وَالشُّهَدَاءُ  
فِي مَنْ هُوَ يَا رَسُولَ اللَّهِ صَفِيَّهُمْ لَمَّا خَلَعَتْ تَحِيَّتُهُ - قَالَ تَوَمَّنْ  
تَحَابُّوا بِرُوحِ اللَّهِ مِنْ غَيْرِ أَعْمَالٍ وَلَا كِتَابٍ وَجُوهِهِمْ نَوُورٌ  
عَلَى مَنْابِرٍ مِنْ نُورٍ لَهُ يَتَخَاوُنُ إِذَا خَافَ النَّاسُ وَلَا يَمْنُونُ إِذَا  
حَسَنَ النَّاسُ ثَقَرَتْ تِلْقَاتُ أَوْبَاعِ اللَّهِ رَاحَتُهُ عَلَيْهِمْ وَكَرَهُهُ يَمْنُونُ

ذکر اللہ کے برکات و ثمرات

اس باب میں چند مخصوص قرآنہ اور احادیث نبویہ کا پیش کرنا ضروری ہے تاکہ ذکر الہی کی فضیلت واضح ہو سکے۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے پیغام میں کائنات کی سیدہ رحوم کو اپنے قرب کی دعوت حسب ذیل الفاظ میں دی ہے:-

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اتَّقُوا اللَّهَ وَاعْبُدُوهُ وَاعْلَمُوا أَنَّ اللَّهَ عَزِيزٌ حَكِيمٌ  
 اَللّٰهُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ عَلٰى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ  
 پس تم میرا ذکر کرو اور تم میرا شکر ادا کرو  
 اور قرآنِ نعتِ ذکر کرو۔

۱۵۲:۲

قَالَ كَذَبْتَ كَثِيرًا ۚ  
سَبِّحْ بِحَمْدِ اللَّهِ فِي الْبُكُورِ  
اور اللہ تعالیٰ کا کثرت سے ذکر کرو اور  
صبح و شام تسبیح بیان کرو۔

محبوب خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی ذاتِ اقدس کو مکمل جہان ہے۔

وَرَدَ نَظَرُ الَّذِينَ يَكُونُونَ  
فِي الْبُكُورِ وَالْآخِرِينَ  
اور جو لوگ اپنے رب کو صبح و شام  
پکارتے ہیں ان کو آپ سے دور  
نہیں کر دیا اور اللہ تعالیٰ کی رضا چاہتے ہیں

فَالَّذِينَ مَخْلُصِينَ لَهُ الدِّينَ

اے اللہ تعالیٰ! جو لوگوں کو بچانے کے لیے  
اس کو حد سے بڑھنے والے پسند  
نہیں کرتے اور زمین میں اس کی

اصلاح کے بعد فساد کرو اور اسے  
ڈرا اور طمع سے بھاڑ دے۔ پس اللہ  
تعالیٰ کی رحمت نیکو کاروں سے

قریب ہے۔

فِي الْمُنْعَبِثِينَ ۚ  
لَهُ الْفَتْحُ وَمُؤَرَّذُونَ الَّذِينَ

جسے شک ایمان والے دہی ہیں۔  
جب اللہ کا نام آئے تو ان کے کھل  
ڈر جائیں اور جس کی آیات میں برتری

جائی ہیں تو ان کا ایمان زیادہ بڑھتا ہے  
اور وہ اپنے رب پر بھروسہ کرتے ہیں۔

وَقِيلَ يَتَنَبَّهُونَ ۚ  
لَهُ سُورَةُ الْبَقَرَةِ ۚ آيَتِ ۱۲۶

اے

سے سورتہ البقرہ ۱۲۶ آیت ۱۲۶

سے سورتہ الانعام ۶ آیت ۵۲۔

سے سورتہ الاعراف ۷ آیت ۵۶۔

يُنَبِّهُ الْغَافِلِينَ ۚ  
اللَّهُ كَذَلِكَ يُعَلِّمُ الْبَشَرَ  
اے آدمی! جن کو غفلت اور غیہ و فرحت  
اللہ کے ذکر سے غافل نہیں کرتی۔

وَالَّذِينَ آمَنُوا  
وَالَّذِينَ اسْتَمَرُوا  
اور جو شخص ان کی طرف متوجہ رہتا ہے  
کو اپنی غفلت پاک کر دیتے ہیں۔

وَالَّذِينَ اسْتَمَرُوا  
وَالَّذِينَ اسْتَمَرُوا  
جس جو ایمان لائے اور اللہ کے ذکر سے غافل  
نہیں رہے۔

وَالَّذِينَ اسْتَمَرُوا  
وَالَّذِينَ اسْتَمَرُوا  
اور جو ایمان لائے اور اللہ کے ذکر سے غافل  
نہیں رہے۔

وَالَّذِينَ اسْتَمَرُوا  
وَالَّذِينَ اسْتَمَرُوا  
اور جو ایمان لائے اور اللہ کے ذکر سے غافل  
نہیں رہے۔

وَالَّذِينَ اسْتَمَرُوا  
وَالَّذِينَ اسْتَمَرُوا  
اور جو ایمان لائے اور اللہ کے ذکر سے غافل  
نہیں رہے۔

وَالَّذِينَ اسْتَمَرُوا  
وَالَّذِينَ اسْتَمَرُوا  
اور جو ایمان لائے اور اللہ کے ذکر سے غافل  
نہیں رہے۔

وَالَّذِينَ اسْتَمَرُوا  
وَالَّذِينَ اسْتَمَرُوا  
اور جو ایمان لائے اور اللہ کے ذکر سے غافل  
نہیں رہے۔

وَالَّذِينَ اسْتَمَرُوا  
وَالَّذِينَ اسْتَمَرُوا  
اور جو ایمان لائے اور اللہ کے ذکر سے غافل  
نہیں رہے۔

وَالَّذِينَ اسْتَمَرُوا  
وَالَّذِينَ اسْتَمَرُوا  
اور جو ایمان لائے اور اللہ کے ذکر سے غافل  
نہیں رہے۔

وَالَّذِينَ اسْتَمَرُوا  
وَالَّذِينَ اسْتَمَرُوا  
اور جو ایمان لائے اور اللہ کے ذکر سے غافل  
نہیں رہے۔

وَالَّذِينَ اسْتَمَرُوا  
وَالَّذِينَ اسْتَمَرُوا  
اور جو ایمان لائے اور اللہ کے ذکر سے غافل  
نہیں رہے۔

وَالَّذِينَ اسْتَمَرُوا  
وَالَّذِينَ اسْتَمَرُوا  
اور جو ایمان لائے اور اللہ کے ذکر سے غافل  
نہیں رہے۔

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ  
شجرة خاندان عالیقدر ویرا شدیہ

ابن حجر مت شمس الضحیٰ نواری احمد مجتبیٰ محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم رحمۃ اللہ علیہ

ابن حجر مت باب العلوم اسلامہ الغالب علی ابن ابی طالب آلہ و جسد مزارع شریف علیا

ابن حجر مت حضرت خواجہ ابن بصری رحمۃ اللہ علیہ بصرہ

ابن حجر مت حضرت خواجہ حبیب علی رحمۃ اللہ علیہ بصرہ

ابن حجر مت حضرت داؤد طائی رحمۃ اللہ علیہ بغداد شریف

ابن حجر مت معروف کفری رحمۃ اللہ علیہ

ابن حجر مت حضرت شیخ سرتی تقی رحمۃ اللہ علیہ

ابن حجر مت حضرت شیخ جفید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ

ابن حجر مت حضرت شیخ ابوبکر شیبلی رحمۃ اللہ علیہ

ابن حجر مت حضرت عبدالواحد قمی رحمۃ اللہ علیہ

ابن حجر مت حضرت ابو انرح طرطوسی رحمۃ اللہ علیہ طرطوس

ابن حجر مت حضرت شیخ ابوالحسن جباری قرشی رحمۃ اللہ علیہ بغداد شریف

ابن حجر مت حضرت شیخ ابوسید مبارک مغربی رحمۃ اللہ علیہ

ابن حجر مت حضرت شاہ محمد امین عبدالقادر جیلانی اول رحمۃ اللہ علیہ

ابن حجر مت حضرت شیخ سیف الدین عبدالوہاب رحمۃ اللہ علیہ

ابن حجر مت حضرت سید محمد امین صوفی رحمۃ اللہ علیہ

ابن حجر مت حضرت سید ابوالعباس احمد رحمۃ اللہ علیہ حلب شریف

ابن حجر مت حضرت سید مسعود رحمۃ اللہ علیہ

ابن حجر مت حضرت سید علی رحمۃ اللہ علیہ

ابن حجر مت حضرت سید شاہ میر رحمۃ اللہ علیہ حلب شریف

ابن حجر مت حضرت سید شمس الدین جیلانی بغدادی صلی اول رحمۃ اللہ علیہ

ابن حجر مت حضرت سید محمد عوث گیلانی الحنفی حلبی اچي رحمۃ اللہ علیہ حلب شریف

ابن حجر مت حضرت سید عبدالقادر ثانی رحمۃ اللہ علیہ

ابن حجر مت حضرت سید عبدالرازق رحمۃ اللہ علیہ

ابن حجر مت حضرت سید حامد گنج بخش کلال رحمۃ اللہ علیہ

ابن حجر مت حضرت عبدالقادر ثالث رحمۃ اللہ علیہ

ابن حجر مت حضرت سید عبدالقادر رابع رحمۃ اللہ علیہ

ابن حجر مت حضرت سید حامد گنج بخش ثانی رحمۃ اللہ علیہ

ابن حجر مت حضرت سید شمس الدین ثانی رحمۃ اللہ علیہ

ابن حجر مت حضرت سید محمد صالح رحمۃ اللہ علیہ

ابن حجر مت حضرت سید عبدالقادر جیلانی فاس رحمۃ اللہ علیہ بیروت مدینہ

ابن حجر مت حضرت سید محمد بقار رحمۃ اللہ علیہ بیروت مدینہ

ابن حجر مت حضرت سید محمد راشد رحمۃ اللہ علیہ

ابن حجر مت حضرت شاہ حن رحمۃ اللہ علیہ

ابن حجر مت حضرت شیخ حافظ رحمۃ اللہ علیہ

ابن حجر مت حضرت غلام محمد رحمۃ اللہ علیہ

ابن حجر مت حضرت مرشد مولانا رحمۃ اللہ علیہ

ابن حجر مت حضرت قاسم سرور رحمۃ اللہ علیہ

ابن حجر مت حضرت مولانا رحمۃ اللہ علیہ

ابن حجر مت حضرت مولانا رحمۃ اللہ علیہ

ابن حجر مت حضرت مولانا رحمۃ اللہ علیہ

### حضرت مولانا حیثیت پر طرقت

رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ اب تک امت مسلمہ میں بہار کی سلسلہ جاری نہ ہو سکی ہے کہ شریعت کرام اپنے عقیدت مندوں سے بیعت لیتے ہیں بشیروہ حسب و نسب کی طرح شجرہٴ صحبت کا یہ روحانی نظام پورے حرم و احتیاط سے محفوظ و مصدق ہے۔ علمائے ربانی نے نبوت کے مناصب اربعہ کے اجراء و احیاء کے لیے جہاں شریعت مبارکہ کے علوم و حکم پر لاکھوں کتب مختلف زبانوں میں لکھی ہیں اور دینی تعلیمات کے لیے اسلامی درسگاہیں قائم کی ہیں۔ وہاں انہی پاکیزہ، نیکو فطرت علماء کرام کے فیض صحبت سے تزکیہٴ نفوس اور تصفیہٴ قلوب کا ہم زندہ و تابندہ ہے۔ اگرچہ یہ گروہ اب نہایت قلیل ہے، لیکن ان کے وجود سے احکار کا پیغام رس و جان صلی اللہ علیہ وسلم کے فیوض نبوت سے شوق رقی کے مترادف ہو گا۔ حضرت لامہ ربی فرمایا کرتے تھے:-

”کہ اللہ والے نایاب نہیں ہیں، کیسا بندہ ضرور ہیں اور ان کی صحبت میں وہ موتی ملتے ہیں، جو شمشاد ہوں گے، جانوں میں نہیں ہوتے۔“

### بیعت کا طریقہ

حضرت مولانا مندرجہ ذیل الفاظ میں اپنے مریدین سے بیعت لیتے تھے بیعت ہونے والے حضرات آپ کے ساتھ ساتھ یہ فقرات کہتے:-

”توبہ کی میں نے شرک سے، کفر سے، اللہ تعالیٰ کی نافرمانی سے، اے اللہ! میں تیرے دروازے پر آیا ہوں، تو مجھے اپنا شوق نصیب فرما۔ اپنا نام

لے۔ آخر حضرت کو ۱۹۳۰ء میں حضرت مولانا چ محمد امروہی علیہ الرحمۃ کے حکم فرمایا۔ احمد علی بیٹا، تم خلقِ خدا کو بیعت کے لیے دو دروازہ کا سفر لے کر لے کر تکلیف نہ دو کرو۔ آئندہ لامہ ربی میں خود بیعت لے لیا کرو۔ (دائرۃ المعارف لالین انکسار) لے۔ مریدوں کے حصہ ہذا علیہ خاں صاحب۔ مطبوعہ فیروز سنٹر، لاہور۔

نصیب فرما اور بیعت وہ کام کہ حاجن سے تو راضی ہو۔ میں آپ سے بیعت کرتا ہوں، اس بات کی کہ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا جو حکم آپ بتائیں گے، اس کو مانوں گا اور اس پر عمل کروں گا اور اس بات پر میں اللہ تعالیٰ کو گواہ کرتا ہوں۔“

ان الفاظ کے بعد آپ نہایت شفقت سے مصافحہ کے لیے اپنے دونوں ہاتھ مریدین کی طرف بڑھاتے۔ اب ذکرِ قلبی کا طریقہ متعین فرماتے۔ آپ اپنے دست مبارک سے ان کے قلوب کی نشاندہی فرماتے اور رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیثِ شامہ دوت کرتے۔ اب اللہ۔ اللہ۔ اللہ۔ اہم ذات کا ورد کرتے اور مریدین کو بھی اپنے ساتھ کہنے کی ہدایت فرماتے اور اکثر ارشاد ہوتا تھا کہ دل پر اللہ کی تحفیت سے ضرب بھی لگائی جائے۔ پھر فرماتے کہ اللہ جو کار خدا موشی سے کرنا ہو گا۔ صبح سے شام تک ایک ہزار دفعہ ذکر کی تاکید فرماتے۔ علاوہ ازیں چلتے پھرتے اور رسی کا دوبارہ کے وقت ذکرِ قلبی کی علاومت کی تفصیل بیان فرماتے۔ آپ کو فرصت کم ہوتی یا زیادہ۔ بیعت کے طریقہ کی وضاحت نہایت اطمینان سے کی جاتی تھی۔ یہی وجہ تھی کہ جاہل سے جاہل آدمی بھی آپ کے ارشاد وایت گرامی دوسرے نشین کر لے میں وقت غموس ذکر تا تھا۔ اہل اذان بیت کی غرض و غایت نہایت اختصار سے بیان فرما کر بڑھتا تھا، اللہ تعالیٰ اور استقامت کی دعا کرتے، جس میں تمام حاضرین شامل ہوتے تھے۔ جاہل یوں یا عالم ہوں بیعت لینے کے بعد مریدین کو مخاطب کر کے فرماتے تھے کہ ہماری جماعت میں پانچ وقت نماز پڑھنا اور کسی کو کھڑکھڑ دینا شرط ہے۔

ذکرِ قلبی کی تکمیل کے چند ماہ بعد باقی اذکار کی اجازت مرحمت ہوتی، جو کہ طریقہ

سے۔ اَللّٰہُ اِنِّیْ فِی الْجَسَدِ مُضْطَّعٌ اِذَا صَلَّيْتُ صَلَّی الْجَسَدُ کَلَمَہٗ وَاِذَا خَسَدْتُ خَسَدَ الْجَسَدُ کَلَمَہٗ اَلَا تَجِیُّ الْقَلْبُ

در صحیح بخاری کتاب الامان باب ۳۹ (فصل فی استبوا الدینہ)





مہمان نوازی، عادت ان اس کی خیر خواہی کا جذبہ، غورنگ کو آدمیت کا احترام، انہوں اور بیگانوں کی گرویدگی کا باعث بنا ہوا تھا۔ لوگ سیکڑوں سیلوں سے سونکر کے شہر انوار کی مسجد لائن سہاں خاں میں حاضر ہوتے۔ آپ کے جہاد و درس مہمانی کے فرمودات سے تنفعیض ہوتے اور روحانی اشتغال وادارہ میں رہنمائی حاصل کر کے چلے جاتے بعض لوگ مینڈل تک مسجد کے حجروں میں رہائش پذیر ہوتے اور روحانی اسباب کی تکمیل آپ کی عطا شدہ صحبت میں کر کے رہتے۔ یہ لوگ اپنے کھانے پینے کی چیزیں حضرت رحمۃ اللہ علیہ کو رکھا کر پھر استعمال کرتے۔ بیت کے لیے عوام کی درخواست فوراً منظور کی جاتی تھی۔ لیکن علماء کرام کو مسجدیت کرنے سے پہلے استخارہ کرنے کے متعلق فرماتے اور بعض حالات میں بلا استخارہ بھی حلفہ درشد میں داخل فرماتے۔

آپ کی خدمت اقدس میں علماء، طلباء، گروہیوٹ، وزراء، اہل حقارہ، حضری اور بدوی (درواہی) حاضر ہوتے۔ لیکن جرحض کو یہ یقین ہوتا تھا کہ حضرت مولانا جس محبت و اخلاق سے مجھ سے ملے ہیں شاید ہی ایسا مشفقانہ برتاؤ کسی کو نصیب ہوا ہو گا۔

ہر کہ اندر دست اوٹ شیر لاسٹ  
جملہ موجودات را فرمانرواست علامہ اقبالؒ

### مجلس ذکرِ خیر

مگر توحید اسلام کے ارکان خمس میں اولین حیثیت رکھتا ہے یہی وہ مبارک اقرار ہے جس کی برکت سے شرک و کفر کی تاریکیاں اور اعمال بد کی شامتیں انسانی مخلوق سے یک قلم کا فور ہو جاتی ہیں اور انسان سابقہ عدوان و عصیان سے یوں بری

ہے۔ مرد و عورت، حاضر و غائِب کی خدمت اقدس میں اسلام لانے کے لیے حاضر ہوتے ہیں اور یوں فرما ہے۔ **قَالَ اَمَّا هَذِهِ فَتَاَلْ تَطْبِيْطُ مَا فَا، خَالِ اَمَّا نَحْنُ يَا عِزُّ اَنْ اَسْلَام مَا كَانَ قَبْلَهُ** (مسلم شریف)

وَدَعَا لِيْغِيْرَ، اَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ الَّذِيْ لَا اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الْحَيُّ الْقَيُّوْمُ وَالْغُوثُ عَلِيْهِ سَلَامٌ  
میں اور تلبیہ، اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَصَلِّ عَلٰی اٰلِهِ وَصَلِّ

مذکورہ بالا کا ذکر کے پہلے وظیفہ کے متعلق فرمایا کرتے تھے کہ کرام کرام کرام سو فدیہ یومیہ پڑھا جائے۔ دوسرا وظیفہ دوسو فدیہ یومیہ اور سب سے زیادہ وظیفہ درود شریف کرام کرام نہیں سو فدیہ روزانہ پڑھا جائے علاوہ ان کے اور کوئی اور وظیفہ نہ ہے جو اہل حاجت سرور دن حضرت مولانا سے اجازت لے کر پڑھا کرتے تھے۔ جن میں عبارت الہی، ان کے مصائب و نوائب کا حل اور فضائل خدا آسانکشی حیات کے اسباب و نتائج برآمد ہوتے تھے حضرت کے تعلیم کردہ وظائف وہی ہوتے تھے جو خیر الہام خیر الاولین و الاخرین صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے صحابہ کرام کو باذن اللہ ارشاد فرمائے۔ اس طرح سے اچانکے سنت کا لامر بھی پورا انجام پاتا تھا اور خلق خدا کو اہل دجل و فریب پران باطل سے نجات بھی ملتی تھی۔

آپ کے سر میں کی تعداد لاکھوں تک پہنچی ہوئی تھی لیکن آپ کسی کا پتہ نہ دیتے نہیں لکھواتے تھے۔ آپ کی لکھت، منہاج نبوت پر استقامت، استغناء عن الخلق کا وسع حُسن خلق، فقرا، اساکین، بیانی، بیوگان، طلباء اور متحق غریب علم پر بے بدل و تیار کی عادت شریف، تمام سوسائلیں سے مرنوئی، خوش بختی، خدمہ پیشانی بقدر استطاعت علی اللسان لعلیسان فی المیزان حبیبان الی الرحمن سبحان سبہ  
و بحمدہ سبحان اللہ العظیم و ہدیہ شریف بکلمہ شریف۔ اب تسبیح حدیث ۲۱۹  
مَنْ قَالِ اَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ الَّذِيْ لَا اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الْحَيُّ الْقَيُّوْمُ وَالْغُوثُ عَلِيْهِ غُفِرَتْ

۲۲۵

ذُنُوْبِهِ اِنْ كَانَ قَدْ فَتِنَ مِنَ الرَّحْمَةِ وَ جَادَ الْوَرَادُ  
لَهُ التَّائِبُ مِنَ الذَّنْبِ كَمَنْ لَا ذَنْبَ لَهُ رَحْمَةُ شَرِيْف بِاِسْتِغْفَارِ التَّوْبَةِ فَصَلِّ اَدِلْ صَدَقَ  
تھے آپ نے انہیں کے رُکوعہ تہنہ سے فرما کے باوجود انھیں مقرر کئے ہوئے تھے۔  
تقریباً چالیس سو روزن متفقین مای مدد حاصل کرتے تھے اور یہ سلسلہ ابھی جاری ہے۔  
(دعوت انہیں ضام الدین رحمہ اللہ رُکوعہ تہنہ رضی اللہ عنہما ص ۱)



- ۳- مولانا الحاج عبدالعزیز علیہ الرحمۃ خلیفہ مبارک شریفی میاں شیخ محمد نور الدین رحمۃ اللہ علیہ صاحب حضرت لاہوری
- ۵- الحاج حضرت مولانا عبدالحیہ مرحوم و مفتوحہ جامع مسجد پورہ، جامع مسجد پورہ۔
- ۶- جانشین حضرت شیخ القسیر حضرت مولانا ماری عید اللہ انورہ ظلالہ العالی۔ لاہور
- ۷- مولانا حافظ محمد انور علیہ الرحمۃ خلیفہ حضرت لاہوری۔ لاہور
- ۸- حضرت مولانا محمد شعیب صاحب (میاں علی شیخ پورہ)
- ۹- قاضی زابدالحسینی صاحب۔ جامعہ مدینہ، کیمیل پورہ۔
- ۱۰- حضرت مولانا اعظم محمد صاحب (کوئٹہ)
- ۱۱- سید احمد شاہ بخاری مرحوم و مفتوحہ چکرہ۔ سرگودھا۔
- ۱۲- مولانا ابروین صاحب تحریک پانی۔ سکھ۔
- ۱۳- حضرت مولانا گل محمد صاحب (ایران)
- ۱۴- حضرت مولانا محمد حسن صاحب (خانہ نوال)
- ۱۵- مولانا قاضی عبداللطیف صاحب (جہلم)
- ۱۶- حضرت مولانا حافظ غلام رسول صاحب۔ شریعہ اسماعیل خان
- ۱۷- جناب قاری عبدالحکیم صاحب ترکستانی۔ حال کراچی۔
- ۱۸- حضرت مولانا محمد علی صاحب سرگودھا۔
- ۱۹- مولانا عبدالمجید صاحب۔ رحیم یار خان۔
- ۲۰- مولانا احمد شاہ صاحب دیوانی (سندھ)
- ۲۱- حاجی میر محمد صاحب۔ پنجگل۔
- ۲۲- حضرت مولانا امین الحق صاحب۔ شیخ پورہ۔
- ۲۳- حضرت مولانا خادم قادری صاحب۔ مٹان۔
- ۲۴- حضرت مولانا محمد حسن صاحب۔ سندھ۔
- ۲۵- حضرت مولانا دوست محمد صاحب۔ خوش پوری۔
- ۲۶- حضرت مولانا عبدالرشید صاحب۔ دین پور (سندھ)

تقریبیں امراض روحانی کے اسباب و علل اور مناسب علاج و پرہیز بنایا جاتا، احوال و کیفیات قلبی کا احساس رکھنے والے حضرات کو دینی طور پر اعتراف تھا کہ حضرت مولانا روحانی معالج ہیں یہی وجہ تھی کہ لوگ جہدین اشتیاق بن کر ان مجالس میں حاضری دیتے تھے۔ دراصل حضرت لاہوری علیہ الرحمۃ نے اس دورِ لادور زندگی میں روحانیت کے پختہ کی آبیاری فرما کر مسلمانانِ ہند پاک پر بہت بڑا احسان و امتنان فرمایا کیونکہ کلہویش کا دور ایک لاکھ چوبیس ہزار انبیاء کرام علیہم السلام کے اعوان و جہد کا ایک جامع اور پختہ نمونہ ہے۔ اکابر ملت اور حکماء اسلام نے اس مبارک گزشتہ کو نہایت پسندیدہ اور پختہ حسین و جمیل الفاظ سے تحسین فرمایا ہے۔ مجالس ذکر کے بعد اس فقارِ کبر کے عنوانات اکثر تھیں ہوتے تھے۔ رزق حلال، صدق مقال، ذکر الہی کی اہمیت، اخلاص، خشیت الہی، نجاتِ ذکر پر موقوف ہے۔ باطن کی بصیرت حاصل کرنے کا طریقہ، حسد، بغض، اکینہ، باطلی، زبطلی، غیبت، بد نظری، بدینی وغیرہ روحانی امراض پر نہایت بصیرت افروز تبصرو ہوتا تھا اور نابینا کے لیے مجلس ذکر برخواست ہو جاتی تھی۔

### شجرہ خاندان عالیہ قادریہ راشدیہ

حضرت رحمۃ اللہ علیہ کے جھلکا، کرام

مندرجہ ذیل حضرات حضرت مولانا شیخ المشائخ علیہ الرحمۃ کے خلفاء و حجاز ہیں۔

- ۱- الحاج مولانا حافظ محمد حبیب اللہ علیہ الرحمۃ و حضرت مولانا محمد علی کے خلف، مگر کمزور
  - ۲- الحاج مولانا عبدالعزیز خلیفہ الرشید سلطان، انارکین حضرت دین پوری (چاندین)
  - ۳- الحاج مولانا ابوالحسن ندوی مہتمم دارالعلوم ندوۃ العلماء، کھنٹو
- رقیب مایہ ستر گذشتہ، اللہ کو حقون علیہا سکرات الموت۔ دینا کھب نامن ازواجنا  
قد درینکنا قسرة اعدین واجعلنا لعمتین امانا۔ اللہ تعالیٰ فقنا لما تحب و ترضی  
و اجعل اخرتنا خیر من الاولیٰ و مرد مومن عتۃ ۱۳ مصنفہ عبدالحمید خان مرحوم  
نہ کلک تویدکر، خلاص، کمر تقویٰ، کمر طیبہ، عروۃ الوثقی، عروۃ الحق، فمن اللہ و علیہ السلام ہم نوا علیہ الرحمۃ

اللہ والے موتیوں سے بھی گراں قیمت ہوتے ہیں۔ موقی غفرلہ انراں، لیکن اللہ والے غنے گراں۔ و دنیا بانی نہیں ہیں، کیا یہ ضرورہ ہیں۔ اگر کامل مل جائے تو اس کے قلب سے اوزب، حقیقت اولیٰ موت کی تین تدبیریں چوڑنے سے خاکہ ہوتا ہے۔

## کشف و کرامت

تغاریق و کرامات کا خلاصہ ہونا ولایت کی شرط نہیں کیونکہ ولایت قرب الہی سے وارد ہے جو عاصی کے نبیان کے بعد اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کو عطا کرتا ہے بعض کو قرب عطا فرماتے ہیں لیکن غائبانہ حالات پر اطلاع نہیں بخشتے اور بعض کو قرب پکڑ نہیں دیتے لیکن غائبانہ حالات پر اطلاع دے دیتے ہیں۔ یہ تیسری قسم کے لوگ اہل استدراج ہیں بغض کی صفائی نے ان کو غائبانہ کشف میں مبتلا کر کے گمراہی میں ڈالا ہے یَحْشُرُونَ آفَکَهُمْ عَلٰی شَیْءٍ وَاَوَّاہُمْ هُوَ الْکَذِبُ لَئِنْ وَاَسْتَفْهَمُوا عَلَیْہِمْ الشَّیْطٰنُ قَاتَلُہُمْ ذٰلِکَ اللّٰہُ اَوْ لَیْسَ ذٰلِکَ جُزْءًا مِّنْ الشَّیْطٰنِ اَلَا جَزَاءُ الشَّیْطٰنِ هُوَ الْخَسِرٰتِیْنَ (سورۃ المجادلہ ۵۸ آیت ۱۹)

پہلی اور دوسری قسم کے لوگ جو ولایت قرب سے مشرف ہیں، اولیاء اللہ ہیں۔ نہ غائبانہ امور کا کشف ان کی ولایت کو پر جاتا ہے، نہ کشف ان کی ولایت کو چھٹاتا ہے۔ جب اوقات ایسا بھی ہوتا ہے کہ کشف والا بلا عثر زیادہ قرب کے جو اس کو حاصل ہوتا ہے۔ کشف والے شخص سے افضل و پیش قدم ہوتا ہے۔

حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی شاہ عیدالرحۃ تھانوی نے انکشف میں اولیاء کرام کی قسام پریر حاصل نظر فرمائی ہے۔ بتانا چاہیے کہ اولیاء اللہ کی دو قسمیں ہیں ایک تو وہ جن کے متعلق خدمت، ارشاد و ہدایت، اصلاح، قلوب، تربیت نفوس تعلیم طرق اور

یہ تمام غلاف عظام تعلیمات اسلامی میں مہارت تامہ رکھتے ہیں اور ان لوگوں نے حضرت شیخ المشائخ کی ہدایت کے مطابق رشتہ الہی کی عاقل خلق خدا کی فلاح و بہبود کو رات دن پیش نظر رکھا اور اپنی اپنی جگہ اعلیٰ نگاہت اللہ اور اصلاح احوال میں نہایت مستعدی سے کوشاں ہیں۔

حضرت شیخ التذییر معمولات قادریہ کی روزانہ تکمیل فرماتے۔ آپ اس وقت تک چارپائی پر استراحت نہیں فرماتے۔ جب تک آپ کے اوراد و وظائف ختم نہیں ہو جاتے تھے۔ معمولات یوسر سے کبھی زائد پڑھے گئے اور کراہتیں نہیں ہو جاتے تھے۔

- ۱۔ استغفار۔ ۱۲۵۰۰ بار
- ۲۔ سبحان اللہ و بحدہ سبحان اللہ اعظم۔ ۱۲۵۰۰ بار
- ۳۔ لا الہ الا اللہ۔ ۱۲۹۰۰ بار
- ۴۔ رب اغفر لی الغفلات۔ ۱۲۵۰۰ بار
- ۵۔ یا ستار یا غفار۔ ۱۲۵۰۰ بار
- ۶۔ یا رحمن یا رحیم۔ ۱۲۵۰۰ بار

مولانا ابوالخانی کی کشف ولایت اور حیثیت پوری موانہت کے ساتھ تھوڑا سا کواولیا ربانہ کی صف میں لاکر کھڑا کر دیتی تھی۔ ہم نے اپنی آنکھوں سے دیکھا کہ چڑھتے چڑھتے صاحب ثروت اور اہل علم و فضل آپ کے پاس حاضر ہوتے لیکن قریباً آپ سے ان کی گز نہیں جھک جاتی تھیں۔ آپ کے لڑائی چہرے پر نظر پڑتے ہی بے ساختہ خدا کی یاد تازہ ہو جاتی تھی، اور مدد و روت کے سارے نقشے ہرن ہو جاتے تھے۔

آپ اولیاء کرام کی تعریف میں فرمایا کرتے تھے۔ نبوت کا دروازہ بند ہو چکا ہے لیکن کمال نبوتی کے حاملین قیامت تک رہیں گے۔ ان کی صحبت میں اصلاح حال ہوتی ہے۔

۷۔ راوی حضرت مولانا عید اللہ انور صاحب جالین حضرت شیخ التذییر۔

۸۔ حبیب مرید خدا انرا لا! از ملا سقاہ علیہ الرحمۃ

۹۔ حضرت مولانا محمد شعیب صاحب غفرلہ مجاہد حضرت لاہوری۔

۱۰۔ مکتوبات و فتوہ امام ربانی حضرت مجدد الف ثانی علیہ السلام مکتوب ۲۳

۱۱۔ انکشف مکتبہ۔ مکتبہ حضرت پیر اشرف علی تھانوی حکیم الامت علیہ الرحمۃ

قرب و جہول خدا اللہ ہے۔ اور یہ حضرات اہل ارشاد و کلمات تھے جس اور ان میں سے اپنے نصیر میں جو مکمل و افضل ہو اور اس کو فیض اتم و اعظم ہو اس کو قطب الارشاد کہتے ہیں اور یہ نائب حقیقی ہوتے ہیں۔

دوسرے وہ ہیں جن کے متعلق خدمت و اصلاح معاش، انضام امور دنیویہ و دفع نیات ہے کہ اپنی بہت باطنی سے باطن الہی ان امور کی درستی کرتے ہیں اور یہ حضرات اہل یکتوں کہلاتے ہیں۔ ان میں جواعلیٰ و قوٰلی اور دوسروں پر عام ہوتا ہے۔ اس کو قطب انگبین کہتے ہیں۔

اب ہم حضرت مولانا کے واقعات زندگی پر غور کر کے ان کے احوال و مقامات کا جائزہ لیتا چاہتے ہیں جن سے آپ کا مقرب باطنی ہونا مائل اور غور و ثبات ہو سکے۔ یہ باب واقعات پر مبنی ہے۔ اس میں نہایت ثقہ اور حقیقی روایات کی شہادت کو حسب استطاعت حزم و احتیاط سے درج کیا جائے گا کہ یہاں نے پر زہد و مہربانی سے پرانندہ کے عبارت اس کے جزئیات کو ہر طرح محفوظ و مصون رکھا جائے۔

فاضل دیوبند حضرت مولانا عبدالغفور صاحب ساکن کوٹیک کے درخواب

پہلا خواب :- میں نے خواب میں خواب کی شکل کا ایک دروازہ دیکھا جس پر چلی حروف سے "قطب انقلاب" کے الفاظ تحریر تھے میں نے اپنے پاس ایک جہدوب کو دیکھا

میں نے حضرت مولانا عبدالغفور صاحب کو ٹیپ سے شیر نواز شریف لائے یہ درخواب آپ نے میرے سامنے بیان فرمائے ہیں ان دنوں حضرت علیہ الرحمۃ کی سیرت کا دوسرا حصہ مقامات و ولایت کو براہِ بقا مولانا فرماتے تھے کہ ان خوابوں کا سبب یہ معلوم ہے کہ چند دنوں میں حضرت لاہوری علیہ الرحمۃ کے روحانی مقام کے متعلق علماء کرام اور صوفیہ نظام سے سوال کر رہا تھا جس کا حل پروردگار عالم نے اپنے لطف خاص سے دیا ہے عبادت کی صورت میں بے انتہا نام پر شہادت فرمادیا اللہ تعالیٰ زاک (و احقر رقم الحروف اٹھکر)

جس کو میں پہلے سے بھی جانتا تھا۔ میں نے اس سے پوچھا کہ حضرت! یہ دروازہ آپ کا ہے اس نے نفی میں جواب دیا۔ پھر میں نے پوچھا کیا یہ دروازہ میرا ہے تو پھر بھی اس کا وہی جواب تھا۔ بعد ازاں میں نے استفسار کیا کہ حضرت فرمائیے یہ دروازہ حضرت مولانا احمعلی لاہوری کی ذات گرامی قدرت سے منسوب ہے تو میں نے دیکھا کہ اس مرد حق آگاہ کے چہرے پر شہادت کے انوار دکھائی گئے اور وہ شہادت کے انداز میں سکرا گئے۔

دوسرا خواب :- میں نے خواب میں ایک نورانی چہرہ بزرگ کو دیکھا۔ میں نے ان سے سوال کیا کہ آپ کے نزدیک حضرت شیخ التفسیر کا روحانی مقام کیا ہے؟ اس نے جواب دیا کہ وہ قطب عالم ہوں گے۔ لیکن میں نے ان سے عرض کیا کہ میرا تو یقین ہے کہ حضرت لاہوری جابر سے بعد کے قطب انقلاب میں میری یہ بات سن کر وہ مثبت اور صریح اگر کسی طریق سے سکرا نہ گئے اور خاموش ہو گئے۔

ثانیہ ایزد و متعال

حضرت مولانا رحمۃ اللہ علیہ ایک دن نمازِ صبح کے بعد مسجد سے باہر تشریف لے جا رہے تھے۔ تو راقم الحروف کو فرمایا کہ آج او۔ میں بھی صرت سے اپنے آٹا سے روحانی کے پیچھے چلے چلا دیا۔ آپ کی دروازے کے پولیس اسٹیشن سے کچھ آگے ایک گلی میں داخل ہو گئے۔ قریب ہی بائیں جانب ایک مسجد نظر پڑی۔ حضرت نے ایک آدمی سے پوچھا کہ حافظ صاحب کہاں ہیں؟ اس نے جواب دیا کہ حافظ صاحب بیمار ہیں۔ آج نمازِ تہجد کے بعد ان کو گھر لے گئے ہیں۔ حضرت نے یہ افلاک سن کر واپس ہوئے۔ اب حضرت نے بازار میں بیچ کر آتے کو ساتھ ساتھ چلنے کا اشارہ فرمایا۔ جب میں قریب ہوا تو آپ نے فرمایا کہ ایک دن صبح درس قرآن مجید کے بعد ایک سادہ پوش آدمی مجھ میں ایک سحر کوٹایا گیا۔ میں نے اس کے قریب جا کر سلام کے بعد پوچھا کہ کیا آپ کو میرے ساتھ کوئی کام ہے؟ وہ اب میرا زور دیکھ کر قدرت سے انحراف میں لے گئے اور فرمائیے گئے حضرت مولانا آج میں آپ کے درس میں تمام وقت بیٹھا رہا۔ اس سے

اسی دن درس میں فرمایا کہ ایک دن ایک آدمی نے اگر اپنا خواب بیان کیا کہنے لگا کہ ”حضرت! میں آپ کے خلام میں سے ہوں۔ ایک رات میں نے خواب میں حکم لکھایں رب العزت کا دربار دیکھا۔ قیامت باطنی اور لوگ خوف و ہراس سے جھانکتے پھرتے تھے۔ اب لوگوں کے اعمال نامے تھنے گئے۔ لوگ باری باری اللہ تعالیٰ کے حضور میں پیش ہو رہے تھے۔ حضور باری تعالیٰ میں جو شخص پیش ہوتا۔ اللہ تعالیٰ اس کے ہاتھ پر آگ لکھ دیتے۔ میں وحشت سے کانپ رہا تھا۔ جتنی کہ میری باری بھی گئی میں ڈرتے ڈرتے غریب جوانو اللہ تبارک و تعالیٰ نے میرے ہاتھ پر رحمت کے پھولوں کا

## کشفِ قلوب

پروردگار عالم کے الطاف کی رعایت نے حضرت شیخ الغزالیؒ کو نور بصیرت اور فہم و فراست سے نوازا تھا۔ یہی وجہ تھی کہ حاضر اس سلسلہ میں مصلحین و متجددین اور اولیائے ہدایت آپ کو نہایت عزت و احترام کی نگاہوں سے دیکھتے تھے۔ مجالس اذکار کی مختصر مگر جان و جانف تر قریروں میں صاحبِ دل سامعین کو حقیقتیں بکاس احساس ہوتا تھا کہ چارے سے قلوب کا تذکرہ و تصفیہ ہو رہا ہے۔ ہم چند ایک واقعات کے درج ذیل کرنے سے پہلے حضرت کے اپنے فرمودات کو گامی بہ یہ ناظرین کرتے ہیں۔

”میں نے بفضلِ ایزدی سندھ سے بڑی تہتیں حاصل کی ہیں۔ ان میں سے ایک دل کی بصیرت ہے۔ میرا دعویٰ ہے کہ چار سال کا خرچہ بیوی بچوں کو دے کر میرے پاس آجائے۔ سہ ماہی والی میں نیم کے بیڑ کے نیچے بٹلاؤں گا اور صرف وہ چیزیں کھائے گا جو دوں گا، جو حلال ہوں گی۔ ورنہ کھائے سے یہ نور حاصل نہیں ہوتا میں نے خود چالیس سال صرف کئے ہیں۔ لیکن تم کو چار سال میں بفضلِ ایزد متعال سکھا سکتا ہوں۔“

اگر ایک قطرہ خون داری، اگر شبت پرے داری  
بیابان یا تو آموزم طریق شاہبازی را  
ایک دفعہ ایک شخص بیعت ہوئے کے لیے حاضر ہوا۔ تین دن تک رہا اور بیعت ہوئے کی درخواست کرتا رہا۔ مگر حضرت مولانا انکار ہی فرماتے رہے۔

لے۔ رمونی جہانلو اعداد گنگ۔ خدام خاص حضرت لاہوری۔

لے۔ علامہ اقبال علیہ الرحمہ۔ زبور مجسم ص ۱۱۱۔ مطبوعہ مقبول عام پریس۔ لاہور

پرورش دل کی اگر مد نظر ہے، تجھ کو

مرد مومن کی نگاہ غلط نماز ہے بس

کی مذہبی و اخروی زندگی میں ہم آہنگی پیدا کی جائے تاکہ اولاد آدم دارین میں کامیاب ہو سکے۔

قرآن حکیم کا ارشاد ملاحظہ ہو۔  
لَا تَلْعَنُوا اُولَئِكَ لَئِنْ لَمْ يَخْرُجْ اَدْنٰى مِنْ الظُّلُمٰتِ اِلَى النُّوْرِ يَبَاذِلْ بِذَنبِهِ اُولَئِكَ اَصْحٰبُ السَّنَنِ الْعَمِيْدَةِ  
الفرض! مولانا لاہوری اپنے عہد کے ایک ممتاز عالم ربانی تھے۔ پیرائیں اپنے حلقہ اثر کے مردوں کو کفر و شرک اور بدعت کی تاریکیوں سے نکال کر اسلام کے نورانی ماحول میں لاتے رہے۔

”بغت روزہ غلامِ دین کا اجزاء پر چکا تھا۔ حضرت مولانا علیہ الرحمہ نے ایک دن فرمایا: ”اگلے دن ایک آدمی مجھ کو بتنے کے لیے آیا۔ مسجد کے حجرے میں علیحدہ وقت لیا۔ ملاقات کے ساتھ ہی اپنی بغل سے رسالہ غلامِ دین نکال کر میرے سامنے رکھ دیا اور کہنے لگا: ”حضور! میں کبھی ہوں اور ہمارا کنبہ اتنے افراد پر مشتمل ہے۔ ہم چند مہینوں سے اس رسالے کا مطالعہ کرتے رہے ہیں۔ جس کے نتیجے میں ہم تمام مردوں اور عورتوں نے بدکاری سے توبہ کر لی ہے۔ اب ہم اپنا مکان چھوڑ کر دوسری جگہ جا رہے ہیں۔ حضرت آپ ہمارے لیے استقامت کی دعا فرمائیے۔“

جہانے را در گروں کو یک مرد خود گاہ چھے

لے۔ سورہ ابراہیم شروع پارہ ۱۳ آیت علی

لے۔ پروفیسر خرقہ پوشوں کی ارادت ہو تو دیکھان کو  
یہ سینا ہے بیٹھے ہیں، اپنی آستینوں میں  
چلا سکتی ہے، شمع کشتہ کو کوچ نفس ان کی  
الہی! کیا چھاپتا ہے۔ اہل دل کے سینوں میں  
(حلقہ اقبال ”ہنگامِ دراز“ ص ۱۱۱)



### کشف حالات

ایک دفعہ آپ نے کسی کے ہاں کماٹکی دعوت قبول فرمائی۔ کھانے کے بعد پھل کے ساتھ چلوڑہ کی گراں بھی رکھی گئیں۔ آپ نے ان سے زیادہ شوق فرمایا۔ صاحب خانہ جو بیٹے سے ہی حضرت کے کشف حال کا قائل تھا، عرض بردار ہوا: حضرت! آپ کو دوسرے پھلوں کی نسبت چلوڑے زیادہ پسند آتے ہیں؟ آپ نے فرمایا: ان میں نورانیت زیادہ دکھائی دیتی ہے۔ دراصل یہ گراں صاحب خانہ کی چھٹی صاحبزادی نے دھوکہ کے اور دھول بڑھنے کے بعد ذکر قلبی میں مشغول رہ کر تیار کی تھیں۔

ایک دفعہ حج وعمرہ سے واپس تشریف لائے تو فرمایا: اس سال تمام حجاج کرام میں جس کا مقام سب سے زیادہ ارفع تھا۔ وہ بزرگ جوش کے رہنے والے تھے۔

### قطب التکوین

راقم الحروف کے ہمدرد و برسرِ نہرِ مولوی حیات محمد صاحب ساکن ریحانوالہ ضلع شیخوپورہ کا بیان ہے کہ میری زمین میں مزار ہے جھوکو، جانا رنگ کرتے تھے میں نے جڑی کو شش کی، کرمان سے نجات ملے لیکن کوئی صورت بن نہ آئی۔ ایک دن میں حضرت علیہ الرحمہ کی محبت میں آپ کے گھر کی طرف جا رہا تھا۔ دل میں بار بار خیال آتا کہ میں حضرت سے دعا کے لیے عرض کروں۔ لیکن ہر بار طبیعت رک جاتی تھی۔ حتیٰ کہ آپ اپنے دیوانہ پانچ گئے۔ میں نے حضرت سے سوچا نہ مصافحہ کیا۔ حضرت پردے کے اندر قدم رکھتے ہی باہر تشریف لائے۔ میں شکر کیا۔ میرے قریب تشریف لاکر فرمانے لگے: آپ فکر کریں، کام ہو گیا ہے، المینان سے جائیں۔ میں نے حضرت سے یہ بھی نہ پوچھا کہ کونسا کام ہو گیا ہے۔ بہر صورت آپ کے ارشاد میں ایک روحانی صریح کا پیغام تھا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم میں اپنے گاؤں میں پہنچ گیا۔ میری بڑی خلاف معمول خوش تھی۔ روٹی وغیرہ میرے سامنے لائی اور الحمد للہ کھڑکے تانے لگی کہ آج وہ

کہ حضرت! جو کوئی آتا ہے، آپ اس کو جیت کر لیتے ہیں۔ لیکن مجھ کو انکار کرتے ہیں۔ کیا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کا یہی طریقہ تھا؟ آپ یہ سن کر اس کو اندر لے گئے اور پوچھا کہ کچھ بتاؤ، تم کس لیے بیعت چاہتے ہو؟ اس نے عرض کیا۔ حضرت! میں ایک آدمی سے رشتہ مانگتا ہوں، مگر وہ لوگ آپ کے مرید ہیں۔ رشتے کی شرط یہ ہے کہ میں آپ کا مرید ہو جاؤں۔ یہ سن کر حضرت نے فرمایا: میں نے بار بار تیرے دل کی طرف توجہ کی ہے، مگر اس کو انکار کرتے ہوئے پایا۔ اگر میں انہما ہو تا، تو مجھ کو جیت کر لیتا!

ایک دفعہ راقم الحروف (لال دین انگر) نے ارادہ کیا کہ میں حضرت سے پوچھوں گا۔ اگر کسی مرید کو خواب میں اپنے روحانی پیشوا سے کچھ ارشادات غیبیہ سننے کا موقع ملے تو کیا اس کی اطلاع پیر صاحب کو بھی ہوتی ہے۔ میں نے بھی سوال ہی نہیں کیا تھا کہ رستے میں چلتے چلتے مجھ کو قریب بلا کر فرمانے لگے: یہ خواب میں اگر کسی کو اپنے مرشد کا مل کی زیارت ہو اور کوئی اطلاع و بشارت کی صورت بھی وقوع پذیر ہو، تو اس کی اطلاع پیر صاحب کو ہونا ہرگز ضروری نہیں۔ دراصل خدا تعالیٰ کی طرف سے صحیح خبر کا انشاء مرید صادق کے دل میں کیا جاتا ہے اور پیر کی صورت میں اس لیے ظہور پاتا ہے کہ میرے پیر صاحب جب بیداری میں برہات سچی کرتے ہیں تو خواب میں بھی صحیح اطلاع دے رہے ہیں۔ حضرت لاہوری علیہ الرحمۃ کے متوسلین اور مجاہدین کے پاس ایسے واقعات کی کمی نہیں۔ لیکن خوفِ طوالت سے ان کو درج نہیں کیا جا رہا۔



ہی دایہ تر رہے۔ بابا نام دین مرحوم گیس فروخت کر کے اپنی روزی کمانے والا نہ رہا تھا۔ اب عرصہ میں سال سے حضرت کی مسجد میں روزی شانہ زندگی بسر کر رہا تھا۔ ہر دو گھر حضرت کی صحبت میں انوار فیض سے دھکتے رہے۔ یہ چند ایک ایسے لوگ تھے جن کی درویشی پر اصحاب مقدس عمریت گامنان ہوتا تھا۔

ایک دن حضرت اپنے حجرے کے سامنے تشریف فرما تھے۔ اتنے میں بابا نام دین حاضر خدمت ہو کر اپنی توہی زبان میں کہنے لگا، مولوی جی! دعا کیجئے۔ اللہ تعالیٰ مجھ کو حج کروائے۔ حضرت نے فوراً ہاتھ اٹھائے اور دم دھونے کا نام لے کر حج کی دعا فرمائی حضرت کی دعا جاسے حق میں حرف بھرت قبول ہوئی۔ ہم دونوں کے سال ایک ہی پڑی جاتی ہیں حج زیارت زمین اشرفین کے لیے کہ مسافر اور عین سفر حاضر ہوتے۔

خواجہ ذہیر احمد مرحوم حضرت لاہوری کے خاص مریدین میں سے تھے۔ ان کا بیان ہے کہ میرے بھائی خواجہ لطیف اکبر صاحب فکر ربوے میں ملازم تھے۔ ایک دفعہ ان کا تیار ایسے ایشیٹ پر ہونے والا تھا، جہاں تین ایشیٹ، اٹھوں کو قتل کیا جا چکا تھا۔ بھائی صاحب حضرت کی خدمت میں دعا کے لیے حاضر ہوئے۔ حضرت نے دعا فرمائی اور کچھ پڑھنے کے لیے بھی ارشاد کیا۔ بھائی صاحب اب متعلقہ افسر کے پاس حاضر ہوئے۔ بہت عرض کیا کہ میرا تبادلہ وہاں نہ کیا جائے۔ اس نے ایک دینی آفٹنڈر کھنے شروع کر دیے۔ کھنے کے بعد دیکھا تو کسی اور آدمی کا نام لکھا گیا کاغذ چھڑا ملا اور اسی طرح دو اور کاغذوں پر آفٹنڈر کھنے کی ناکام کوشش کی۔ بار بار کسی اور آدمی کا نام لکھا جاتا۔ آخر کار کھنے لگا۔ بھائی صاحب! جائے آپ اسی ایشیٹ پر کام کریں، جہاں پہلے سے کام کرتے ہیں۔ آپ کا مرشد بڑا کامل معلوم ہوتا ہے۔

برادر میکدہ آن مرو تخلصند باشند

کھستند نو دھند تاج ششفا ہی را

لے۔ راوی مولانا محمد صابر صاحب، اب کوٹ عبداللہ کب میں مقیم ہیں۔

لے۔ مقامات ولایت قضاۃ ۲۵۰، سانچ حیات مولانا احمد علی علیہ الرحمہ

میں تھے۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ حضرات حنین رضی اللہ عنہما بھی تھے۔ حضور اکرم چار پانی پر رونق افروز ہوئے اور صابنہ زکوان بھی آپ کے ساتھ چلے گئے۔ حضرت مولانا نے مجھ کو خواب کے دوران فرمایا کہ حکیم صاحب! یہ امام حسن ہیں اور یہ امام حسین ہیں۔

حضرت کی تخلص دانا قوت کے واقعات دیکھنے ہوں تو آپ کے سانچ حیات کے دوسرے حصے مقامات ولایت کے قضاۃ سلطان بابا چک شامہ اور عبدالواحد بیگ صاحب پٹنہ لکھنؤ کے واقعات زندگی کا مطالعہ کیجئے۔

حضرت مولانا حافظ غلام رسول صاحب دفترہ اسماعیل خاں ہولہ لاہوری کے تخلص مجاز ہیں۔ حضرت کے پاس تربیت باطنی کے لیے حاضر ہوتے۔ مجاہدہ میں حافظ صاحب کا قدم بہت اٹھے تھا۔ زہد و ریاضت سے جو سوکھ کر لانا ہو گیا، عدوان قیام انقباض کی کیفیت طاری ہوئی۔ حضرت کے حجرے میں حاضر ہوتے۔ حضرت نے فرمایا، مولانا کوئی کام ہے، عرض کیا۔ حضرت میں تباہ ہو گیا۔ تین دن سے انقباض کی سخت شکایت ہے۔ حافظ صاحب کا بیان ہے کہ میری بات سن کر حضرت دینا اللہ علیہ نے میری چھائی پر اپنے دھبے ہاتھ کی انگلی پھیری اسی وقت میری کیفیت ٹھیک ہو گئی۔

### قبولیت دعا

بخلوت اند و کندے بر مہر و ماہ چچند

بخلوت اند و زماں و مکان در آغوشند

اولیاء اللہ مستجاب الدعوات ہوتے ہیں۔ ان کی برکات روحانیہ سے شجر و حجر بھی متوجہ ہوتے ہیں۔ استجاب دعا، خطبات غدیر اور قرب الیہ کا ثمر ہوتی ہے۔ حضرت مولانا کی زندگی کے ایک دو واقعات اس ضمن میں درج ذیل کئے جاتے ہیں۔

”مولانا محمد صابر صاحب حضرت لاہوری کے دامن شفقت سے لوہکن سے

لے۔ غلام، قبال علیہ الرحمہ۔

پانی پت کے ایک ہی لم عامل کے متعلق وہاں کے ایک تلمذ نے اس علاقہ کے  
حاکم اعلیٰ کو لکھا تھا ہے

باز گیر آن عاملی بد گو برے

در نہ دارم ملک تو با دیگرے

حضرت شیخ الغفریر رحمۃ اللہ علیہ نے ۱۹۵۸ء مکہ معظمہ میں غلاب کعبہ کو حاکم کر  
عکسی قرآن جیکو کی طباعت کے لیے دعا مانگی تھی جس کو رب العزت نے نہایت پر سرور  
طریق سے قبول فرمایا۔ آپ فرمایا کرتے تھے کہ میں اپنے حجرے میں بیٹھا تھا۔ اتنے  
میں دو غیر حضرات میرے پاس تشریف لائے۔ میں ان سے واقف نہیں تھا۔ انہوں  
نے یحییٰ بن خلدی بن عبد اللہ کے کسی کاروبار میں معاونت کی پیش کش کی۔ میں نے ان کے سامنے  
عکسی قرآن مجید کی طباعت کا ذکر کیا۔ وہ حضور نبی ویر بیچ کر چلے گئے۔ چند دن کے  
بعد آئے۔ پچاس ہزار کی رقم خلیفہ طباعت قرآن کی خاطر میرے حوالے کر گئے۔ آپ  
اس واقعہ پر دلی مسرت محسوس کر رہے تھے۔ آپ کا روٹنگل روٹنگل موصوفہ معلوم تھا  
تھا۔ حقیقت تو یہ ہے کہ حضرت لاہوری مستجاب الدعوات تھے اور تنوکل علی اللہ تھے  
اکثر درس میں فرمایا کرتے تھے ہے

خدا خود میرے سال است ارباب توکل را

### کشف قبور

حضرت لاہوری علیہ الرحمۃ کو اللہ تعالیٰ نے کشف قبور کی نعمت سے نوازا  
تھا۔ جبکہ آپ کے بعض خلاء کو بھی یہ روحانی دولت میر ہے۔

حضرت کی ایک مریدہ کے دو بیٹے فوت ہو گئے۔ اس نے حضرت سے دونو  
لے۔ مولوی عبد الوہاب صاحب مکی (راوی) چنگ صاحب حضرت ملا شان  
کے بڑے مقرب اور آپ کے دفتر میں بطور محرر کام کرتے تھے۔

لے۔ حضرت مولانا عبد اللہ انور صاحب (راوی)

چٹوں کی قبروں کا حال پوچھا۔ آپ نے مکاشفہ کے بعد فرمایا کہ ایک جفتی ہے اور  
دوسرا دوزخ میں۔ اس صورت نے عرض کیا حضور! آپ نے ٹھیک فرمایا۔ ایک  
بیٹا شہادت کی موت جاں بحق ہوا۔ دوسرا خود کشی سے مرہ۔

مولانا سید گل بادشاہ صاحب کا بیان ہے کہ میں نے ڈیرہ اسماعیل خاں میں  
حضرت مولانا فخر الحق صاحب افغانی کی موجودگی میں حضرت لاہوری سے پوچھا  
حضرت! آپ مولانا اسماعیل شہید اور مولانا سید احمد بریلوی کے مزارات پر  
تشریف لے گئے تھے۔ کیا وہاں کچھ باتیں کشف معلوم ہوئیں؟ آپ نے فرمایا وہاں  
میں نے مولانا اسماعیل شہید علیہ الرحمۃ کے مزار پر راقبہ کیا تو یہ فی الواقع انہی کا مزار  
تھا۔ لیکن جب سید احمد بریلوی کی قبر پر راقبہ کیا تو صاحب قبر نے بتایا کہ میں  
سید احمد بریلوی نہیں ہوں۔ گوگل غلطی سے مجھ کو سید احمد بریلوی کہتے ہیں۔ انہوں  
نے اپنا نام سید احمد بتایا۔

راقم الحروف نے خود حضرت لاہوری کی زبان مبارک سے سنا۔ آپ فرماتے  
تھے کہ میں نے سفینۃ الاولیاء مصنفہ دارالمنکویہ میں پڑھا کہ حضرت علی جوہری علیہ الرحمۃ  
کا مزار لاہور کے قلعے کے اندر دفن کوئے میں ہے۔ میں نے اپنے چھوٹے بڑے  
حافظ حمید اللہ صاحب کو ساتھ لیا اور قلعے میں چلے گئے۔ وہاں جاکر ادھر ادھر دیکھا  
کیا مگر کہیں مزار کا سرخ نہ ملا۔ آخر کار ہم قلعہ کے اندر داخل ہو گئے۔ شاہ جہاں  
کی مسجد کے دروازے سے باہر چھ کو خدا نے ذوالمنین کے فضل سے انوار ولایت  
نظر آئے اور اب میں بتا سکتا ہوں کہ حضرت علی جوہری علیہ الرحمۃ کا سر مبارک  
کہاں ہے اور پاؤں مبارک کہاں ہیں۔ لیکن علامہ اناس میں فتنہ چھیننے کا اندیشہ  
ہے۔ اس کے بعد حضرت مولانا نے صاحب قبر کے ساتھ جو مکاشفہ و مراقبہ میں گفتگو  
ہوئی۔ اس کو دہرایا جو کہ حسب ذیل ہے۔

لے۔ راوی۔ حضرت مولانا محمود صابر صاحب۔

### حضرت مفتی حسن محمد صاحب کے ارشادات گرامی

مفتی صاحب نے میری عرض سن کر فرمایا:-

”میاں احسان! وہاں حقوق سے ماڑ۔ لیکن ادب ملحوظاً طرہ ہے۔ جتنا تم میرا ادب کرتے ہو۔ اس سے دس گن زیادہ ان کا ادب کرنا۔ یاد رکھو۔ اس وقت سلسلہ عالیہ قادریہ کا کوئی شہریشہ اور ایسا شہریشہ روئے زمین پر زندہ انسانوں میں وجود نہیں۔ جیسے مولانا احمد علی صاحب میں تمہاری باتوں سے تو معلوم ہوتا ہے جیسے تمہیں ان کی باتوں کا یقین نہیں ہے۔ تم حقوق سے ان سے سوالات پوچھو مگر ادب ملحوظاً خاطر ہے۔ مولانا احمد علی صاحب کی آواز سے زیادہ اونچی آواز بھی مت نکالنا۔ تم انگریزی خواں انسانوں میں میں نے ایک کمی دیکھی ہے کہ جب کوئی شیخ پکڑتے ہو تو اس کا ادب تو بہت کرتے ہو۔ لیکن دوسرے مسائل کے بزرگوں کا ادب کماتھ نہیں کرتے ہو۔“

میں نے مفتی صاحب سے دست بستہ عرض کیا کہ حضرت! مولانا صاحب کی جوتوں کی خاک کو بھی اپنے سے افضل سمجھتا ہوں۔ آپ امینان رکھیں۔ احقر چڑھے ہی ادب سے گفتگو کرے گا۔

الغرض! احقر نماز عصر کے وقت نذرالوالہ دروازہ کی مسجد میں حاضر ہوا اور حضرت سے پانچ منٹ خلیفہ میں بات کرنے کی اجازت طلب کی۔ آپ نے اجازت دے دی۔ جب میں نے آپ کی خدمت میں سوال کیا تو آپ نے جواب دیا: ”قلعہ میں مدفون بزرگ اور سیالٹی گیٹ میں دفن شدہ بزرگ دونو ایک ہی نام، ایک ہی شمار و ایک ہی محلہ کے رہنے والے ہیں اور میں دونو کو اہل اللہ سمجھتا ہوں۔“

میں نے سمجھا۔ حضرت اس کی تفصیلات میں جانا نہیں چاہتے چنانچہ میں نے اجازت چاہی۔ لیکن حضرت نے اجازت نہ دی اور فرمایا کہ مجھے ایسے معلوم ہوتا ہے کہ آپ کو میری بات پر اعتبار نہیں آیا کہ ایک اور علی جوہری بھی قلعہ میں مدفون ہیں۔

اصل علی جوہری غم۔ ازغزنی آمدہ بودم۔ اینجا رہاں دریا شستہ بودم مایں جاترم و ایں جادفن کردہ شدم۔ اوہم کردشوہر است۔ ہوتا مین ست و از شہر است۔ مکتوبہ بالا واقعہ کے بعد ہم جناب احسان قریشی صاحبی پر پینل گورنمنٹ کا کیج کرشل ٹریننگ انشٹیٹیوٹ سٹاکھولم کا اپنا بیان قدرے اختصار سے نقل کرتے ہیں، جو کہ آپ نے محولہ بالا حضرت علی جوہری علیہ الرحمۃ والے واقعہ کے ضمن میں ہفت روزہ خدام الدین میں ۱۵ مارچ ۱۹۶۳ء کے شمارہ میں شائع کروایا تھا۔

سر خدا کا عارف و سالک کس گفت

در حرم ترک بادہ فروشن از کجا شنید

”حضرت مولانا احمد علی رحمۃ اللہ علیہ کا کشف قبور ارحمان قریشی صاحبی

شمارہ ہفت روزہ خدام الدین ۱۵ مارچ ۱۹۶۳ء

خلاصہ:- راقم الحروف (احسان قریشی) کو حضرت شیخ التفسیر سے عمر صرف ایک ہی دفعہ ملنے کا اتفاق ہوا اور وہ ملاقات ہی ایسی ملاقات ہے، جس پر ہزاروں ملاقاتیں قربان کی جاسکتی ہیں۔ چھ سات سال جوئے کے احقر نے اغیارات میں یہ خبر پڑھی کہ حضرت شیخ التفسیر نے اپنے کشف کی بنا پر فرمایا ہے کہ حضرت علی جوہری کی قبر لاہور کے قلعہ میں ہے۔ میں اس خبر کو پڑھ کر بڑا حیران ہوا اور دل میں نشان لی کہ کسی جملہ کو لاہور جا کر حضرت مولانا احمد علی صاحب سے ضرور ملاقات کروں گا۔ حضرت نے زیارت بھی ہو جائے گی اور اپنے دل کے شکوک بھی رفع کر لوں گا۔ چنانچہ اگلی جمعہ کو لاہور روانہ ہو گیا۔ حضرت اقدس مفتی حسن محمد علیہ الرحمۃ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ احقر ان کے ہاتھ پر سجیت تھا۔ میں نے ان کی خدمت میں عرض کیا کہ مولانا احمد علی صاحب سے ملنا ہے۔ اور فلاں بات کے متعلق گفتگو کرنا ہے۔

بزرگ نگہد کبریا شش مردانہ  
فرشتہ صید و پامبر شکار و یزدان گیر

زبدۃ العارین حضرت میاں شیر محمد شہر قنوری نور اللہ روحی خدمت اقدس میں  
خوش اختر صاحب دل مرید حاضر ہوا آپ اس وقت محویت کے عالم میں تھے۔ اور  
مندرجہ ذیل شعر آپ کی زبان مبارک پر جاری تھا۔

اولیاء را هست قدرت ازالہ  
تیر جستہ باز گردانند زراہ

اور بار بار "ازالہ" "ازالہ" "ازالہ" فرماتے جاتے تھے۔

### حقوق و فرائض

تمام آسمانی شرائع کے دو اعظم ترین ارکان ہیں "حقوق اللہ" اور "حقوق العباد"۔  
ان ارکان کی تشریح و توضیح کے لیے اقتضاءِ ازلہ کے مطابق انبیاء و مرسلین کو  
مبعوث کیا گیا۔ عقیدہ اور نیت کے انحصار کو ہر عملِ حیات کی روح رواں بنا لیا گیا  
موجودہ کاسر کو عبودیت کی معراجِ کمال حاصل کرنے کے لیے سب سے زیادہ پسندیدہ  
طریق یقین کیا گیا۔ حقوق العباد اور حقوق اللہ میں اخلاص و ملتیت کے جذبات  
کو ہر شرعیت میں سراہا گیا۔ سب کے آئین میں خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم نے  
وہ جامعیت تیار کی۔ جس کے برقرار دروزن ہونے بلندی کا رکاوٹ غیور و پیش  
کی کہ ان کے خوش نصیب اخلاف و تابعین اور تبع تابعین، ان کے نقوشِ قدم  
پر چل کر تمام دنیا کے پیشوا و امام بن گئے۔

ہم نہ کوہ بالا نہ کوہ دہلیا نہ کی روشنی میں ہر متا زد کا میرا شخصیت سکونِ دنیا  
کا جائزہ لے سکتے ہیں۔ حضرت مولانا صاحب لاہوری اقدس سرہ العزیز کی زندگی مبارک  
متاثر کا موضوع ہے۔ حقوق العباد کا جہاں تک تعلق ہے مولانا کی حیاتِ طیبہ  
کے سابقہ صفحات اور آئندہ اوراق آپ کے عبدِ منیب، مشب بیدار، عالم باعمل

میں نے عرض کیا۔ حضرت اگر میں ہاں میں جواب دیتا ہوں تو سوا ادب ہے۔ جس  
سے میرے مرشد نے مجھے منع فرمایا ہے۔ اگر تشریف جواب دوں، تو کذبِ بیانی ہے۔  
فرمائے گئے۔ آپ کسی کے مرید ہیں؟ میں نے عرض کیا۔ حضرت مفتی حن محمد صاحب  
سے اہلوت رکھتا ہوں۔ فرمایا۔ آپ کے شیخ بہت بڑے بزرگ ہیں۔ ان کے کلاسج  
بعد اللہ بڑے بلند ہیں۔ پھر فرمایا۔ میری بات میں حق یا آپ کو میری بات میں شک  
ہے؟ میں نے عرض کیا۔ حضرت سوا ادب کی شائستگی ان ہاں پاؤں تو عرض کروں؟  
فرمایا۔ نہیں نہیں۔ معاصات بات کریں۔ اس میں کوئی سوا ادب نہیں؟ اب میں  
نے عرض کیا۔ کچھ کچھ شک ہے کہ عمل جو میری نامی کوئی اور بزرگ موجود ہیں؟ حضرت  
نے فرمایا کہ "آپ نے کچھ کہا ہے اور اپنے دل کی بات بھول کر کہی ہے۔ اب آپ  
اس طرح کریں کہ دو تین منٹے مراقبہ میں بیٹھیں اور دل میں اس بات پر غور کریں کہ  
میں جو میری نامی کوئی بزرگ لاہور کے قلعہ میں مدفون نہیں ہیں، چنانچہ اچھڑنے آنکھیں  
بند کر لیں اور اقبہ میں چلا گیا۔ ناگہان کیا دیکھتا ہوں کہ قلعہ لاہور میں بیٹھا ہوں  
ایک قبر شریف ہوئی اور اس کے سپرد باس نورانی صورت بزرگ وہاں سے نمودار ہوئے  
اور فرماتے گئے۔ یہ عمل جو میری میرے ہم نام ہیں، ہم شہر لاہور میں ملن ہیں؟  
اتنا کم کردہ بزرگ غائب ہو گئے اور میں نے آنکھیں کھول دیں۔ میں نے اب  
حضرت کے ہاتھ جوڑے اور واپس آ گیا۔ فی الواقع حضرت کا کشفِ اکمل تھا۔ حضرت  
کا کمال تھا کہ بیدار میں ہی اچھڑ کو قلعہ والے بزرگ کی زیارت کرا دی؟

کیے ہا میں مردان آشنا آویز  
زیار اگر نگہ عروہ سے خواہی (اقبال طیار رحمت)

یہ اہلیا۔ کہ لاہور کا گروہ ہے۔ یہ نمبر لاہور کے کھٹا زکین ہیں۔ ان کا وجود میں حق  
کی دلیل ہے۔ ان کی صحبت خوفِ بریزوں کو در شاہجہاں کی تابانی عطا کرتی ہے۔

وہی زمانے کی گروہش پر غالب آتا ہے  
جو ہر نفس سے کرے۔ جو ہر جاؤں پیدل (اقبال طیار رحمت)

دکھ مذہب کی پیروی (کار) نے میرے خلاف شکاکت کی حالانکہ میں اس معاملے میں حق بجانب تھا۔ لیکن مولانا سندھی نے مجھ کو جو توں سے مارنا شروع کر دیا۔ یہ دیکھ کر ایک شخص شریفانہ طور پر آگے بڑھا۔ تو میں نے اس سے عرض کیا کہ آپ مافلت نہ کریں۔ وہ میرے باپ ہیں اور میں ان کا بیٹا ہوں۔ یہ اسماعیلی جذبات کا غلبہ و استیلاء تھا جس نے آپ کو اس قدر جی میں ثابت قدم رکھا۔ آپ نے حضرت سندھی کے اس رویہ کو صرف پردہ کارروائی سے تعبیر نہیں فرمایا، بلکہ آپ پورے عرصے تک ایسا کما کرتے رہے تھے۔

جمعہ کے خطبات، روزانہ درس قرآن مجید اور دیگر مناسب موضوعوں پر آپ حقوق والدین کو نہایت مؤثر انداز میں بیان فرماتے تھے اور نہایت جوش میں ان کا اعلان کرتے تھے۔ عالم دین ہوا، حافظ قرآن ہوا، حج بھی کر لیا ہوا، زکوٰۃ کی پائی پائی ادا کرے تھیں گے اور ہر فرائض و حقوق میں مثالی زندگی بسر کر رہا ہو، اگر مر جائے اور ضعیف والدین اپنے روضہ دار ہفتوں کو اٹھا کر اللہ تعالیٰ کے ہاں شکایت کریں کہ مولانا کو ہم تو اپنے خاندان پرانے کے پرناسخ ہیں تو احمد علی فتویٰ دیتا ہے کہ وہ سعدا جہنم میں جائے گا اس پر اٹھوں بہشت کے دروازے بند کر دیے جائیں گے۔ ہاں اگر ایمان نہ ہو تو سزا کے بعد نہایت ہو جائے گی۔

راقم الحروف نے حضرت کی تعداد پر کی خوشہ چینی کر کے آپ کی زندگی میں ہی "محنت کائنات" کہتا بہ مرتب کی۔ آپ نے اس پر تقریظ لکھی۔

نہ۔ "مجھے یقین کامل ہے کہ چترول انسان بھی "محنت کائنات" پر چڑھے گا تو اس کا دل موم ہو جائے گا۔ پہلی حالت میں وہ دوزخ کی طرف جارہا تھا، تو محنت کائنات پر چڑھنے سے اپنی والدہ کے پاؤں کی خاک کو بھی سرسبز چمن بنائے گا۔ بغضہ تعالیٰ اس تبدیلی کے باعث رہائے گی، اللہ تعالیٰ حاصل کرے گا اور سعدا جنت میں جائے گا۔"

تقریر مولانا احمد علی علیہ الرحمۃ رحمۃ کائنات و مسند لالہ دین انگریز

اور اخص کا پیکر ہونے پر شاید مطلق میں اور اسی طرح حقوق العباد کے باطن سے جب آپ کے اعمال زندگی کا وزن کیا جاتا ہے تو آپ کی سیرت کا ہر پہلو اسلامی معیار پر پورا اترتا ہے۔

## حقوق والدین

حقوق العباد میں حقوق والدین کو اولیت حاصل ہے۔ یہ حقیقت ہے کہ ہم نے اپنی آنکھوں سے حضرت لاہوری کو اپنے والدین کی جوتوں کو بوسے دیتے ہوئے تو نہیں دیکھا۔ لیکن آپ کی زندگی کے واقعات پکار پکار کر کہہ رہے ہیں کہ حقوق والدین کی ادائیگی میں آپ کا مقام انھوں نے انہوں میں بھی بتا دیا تھا۔ کم سنی کے ایام میں مولانا علیہ الرحمۃ آپ کے اہل بیت کے اہل بیت کے کاشف رکھتے ہیں۔ انہوں نے آپ کی طبیعت میں فرزند تسلیم و انقیاد کے جوہروں کو بچا دیا اور آپ کو اپنے گھر پر اپنے بچوں کے ہمراہ تعلیم و تربیت حاصل کرنے کی اجازت مرحمت فرمائی۔

حضرت دین پوری قلوب عالم تھے۔ انہوں نے پہلی نظر میں ہی آپ کو اپنے عظیم الشان میں شامل کر لیا۔ حضرت امروٹی علیہ الرحمۃ کے مدرس میں قیام کے دوران آپ کی شخصیت خدمت نے حضرت موصوف کی انوش ولایت آنکار کو آپ کے لیے خالی کر دیا۔

ابتداء عمر سے لے کر جوانی و صیغے تک مولانا کو حضرت سندھی کی سرپرستی میں رہنے کا موقع ملا۔ آپ اس عرصہ دوران میں آپ فرزند کی ایک حسین و جمیل رفیق تھے۔ حضرت سندھی کے کپڑے دھونا، گھر کی ضروریات کے لیے سر پر اٹھا کر باہر سے پانی اور کھانا لانا اور راقم الحروف نے خود حضرت لاہوری علیہ الرحمۃ کے درس قرآن میں اپنے کانوں سے سنا۔ آپ فرماتے تھے "میں اس وقت سندھ فراغت حاصل کر کے صلی کے فرائض ادا کر رہا تھا کہ ایک دن حضرت مولانا سندھی کی والدہ ماجدہ نے۔ انوار ولایت ص ۱۱۰ سوانح حیات حضرت مولانا احمد علی علیہ الرحمۃ۔

کے دھماکا دکنیں۔ بلکہ دونوں کو محبت، وفاداری، عزت اور اعلیٰ نصیب جانیں  
کے رشتے میں باندھ دیا ہے۔ سرور کونین کے ارشاد وایت گرامی نے اس سلسلے میں دونوں  
کی خوب دیکھیری فرمائی ہے۔

حضرت مولانا اپنے اہل و عیال کے لیے بھی بے حد شفیق تھے۔ آپ مشکل گزار  
صدقہ و اخلاص کے پیکر اور برباری کا مہر تھے۔ ادھر آپ کی اہلیہ محترمہ میں اخلاص  
شعاری، وفاداری، تحفظ مال و برہد کا جذبہ کوٹ کوٹ کر بھرا ہوا تھا مولانا اپنے  
نوجوان صاحبزادوں اور صاحبزادیوں کو فرمایا کرتے تھے: تمہاری اماں جان بڑی  
صابرہ و قانعہ ہے۔ اگر میں ایک دوپٹہ بھی خرچ کرنے کو دوں، تو پھر بھی وہی شکایت  
زبان پر نہیں لاتیں؟

اور ساتھ ہی اولاد میں والدہ کے احسانات کا احساس پیدا کرنے کے لیے  
جب بھی اماں جان کا ذکر فرماتے تو یہ الفاظ زبان پر لاتے: تمہاری بیجاری اماں جان،  
اماں جان بیمار ہوتی تھیں تو حضرت ابا جان ہر طرح ان کی و بھرتی فرماتے۔ دعا اور  
غذا کا انتظام فرماتے اور اپنی مصروفیات کے باوجود گھر نشین لاتے۔

اگر اماں جان کو کسی سفر پر جانا ہوتا تھا تو آمدورفت کا انتظام بطریق حسن  
انجام دیا جاتا۔ روٹی کھانے کا وقت ہوتا تو آپ اماں جان کی چارپائی پر بٹھرجاتے  
اور کہنا کہ (غرض میں)، فرمایا کرتے تھے۔ چڑشیاں آپ کی سببیاں ہیں۔ ان کا  
آپ کی چارپائی پر رکھ دینا ہی شیک ہے۔ بہر صورت جانیہن کی حق شناسی نے  
حضرت مولانا کے گھر کو رشکِ جنت بنا رکھا تھا۔ اماں جان عابدہ تھیں پاکیزہ  
تھیں، خادمتیں، غلام و رعیتیں اور علم و عمل کی جامعہ تھیں۔ باقی اولاد و وظائف کے

لے۔ خیرکہ خیرکہ لاہلیہ و آغا خیرکہ لاہلی (داین نام)

لے۔ حضرت مولانا عبد اللہ انور صاحب جانشین حضرت لاہوری علیہ الرحمۃ

لے۔ عائشہ بی بی دختر نیک اختر حضرت لاہوری۔

## اولاد کا حق

اسلام سے پہلے دوسری آسمانی کتابوں میں اولاد کے حقوق والدین پر نہیں تھے۔  
عرف والدین کے غیر محدود اختیارات اولاد پر تھے۔ نبی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک  
نہایت چھوٹے سے فقرے میں وہ اصول بتا دیا ہے۔ جو تمام حقوق کا نہایت جامع متن  
ہے۔ ان حقوق کی جس قدر تشریح کی جائے۔ یہ متن ان سب پر محیط ہے۔ فرمایا:  
”لیس ینتا من لہو یرحمہ صغیرنا۔ ۱۔ لہو یرحمہ صغیرنا۔ (ترجمہ) یہ  
اہل عرب کے ظالم و سفاک ہاتھوں کو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ الفاظ فرما کر دیکھا: خدا  
لے تم پر ماؤں کی نافرمانی اور لڑکیوں کو زبردہ و فتن کرنا حرام کیا ہے۔“  
مذکورہ بالا احادیث کی روشنی میں ہم مولانا لاہوری کی زندگی کے غدر و قال پر  
نظر ڈالتے ہیں۔ آپ صاحب اولاد تھے۔ آپ کی اولاد میں اثاثہ و زکوٰۃ موجود تھے۔  
مقالہ کے پہلے حصے میں ہم آپ کی اولاد کے متعلق قدر تفصیل سے لکھ چکے ہیں۔  
لہذا ان حقائق کے پیش نظر ہم آپ کو ایک مثالی باپ تسلیم کرتے ہیں۔

## حقوق زوجین

وَمِنْ آيَاتِهِ أَنْ خَلَقَ لَكُمْ مِنْ أَنْفُسِكُمْ أَزْوَاجًا لِتَسْكُنُوا فِيهَا  
وَيَجْعَلُ بَيْنَكُمْ مَوَدَّةً وَرَحْمَةً إِنَّ فِي ذَلِكَ لَآيَاتٍ لِقَوْمٍ يَعْلَمُونَ  
دوسری جگہ ھُنَّ بَسَاتٍ لَكُمْ فِي أَنْفُسِكُمْ بَسَاتٍ لَكُمْ فِي أَنْفُسِكُمْ  
بَسَاتٍ لَكُمْ فِي أَنْفُسِكُمْ بَسَاتٍ لَكُمْ فِي أَنْفُسِكُمْ

لے۔ سورۃ البقرہ حصہ ششم ۲۳۱۔ بمعنی سیدہ سلیمان ندوی علیہ الرحمۃ۔

لے۔ صحیح بخاری۔ مسلم شریف کتاب الآداب بخاری شرح حقوق اولادین من الکبار باب ۱۵۵

لے۔ سورہ دوم آیت ۱۸۰۔

لے۔ سورہ بقرہ آیت ۱۸۰۔



## حسن خلق اور اسلام

اسلام حسن خلق کا دوسرا نام ہے۔ سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی نبوت کا مقصد حسن خلق کی تکمیل فرمایا ہے۔ فی الواقع حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات باریکات میں انوارِ حیات کے ایک لاکھ چوبیس ہزار نبوت کے انبیاء کی مجموعی تائیدی سے نیا دہ درخشندہ ہو گئی اور اُن کے اعلیٰ الخلق عظیم کا منہ آپ کو عطا کیا گیا۔ اَلْحَمْدُ وَنَمَادُوْهُ تَحْتَ لَوَائِي۔

دوسری جگہ ارشاد نبوی کا خلاصہ ہے۔ كُنْتُ اِمَامَ النَّبِيِّينَ وَخَلِيْفَهُمْ اَوْ دُوْرِي اس کے برعکس سیاست زائل جاواری

آنحضرتؐ جو ہاں ہمہ دارند تو تنہا داری

آپؐ کے اخلاق کے متعلق حضرت عائشہ صدیقہ کا جواب آپؐ اپنی مثال آپؐ ہے۔ كَانَ خَلْقًا عَظِيمًا، حضرت ابی ذر غفاریؓ کے بھائی نے مکہ معظمہ میں آپؐ کی فریاد کی۔ واپس جا کر اپنے برادرِ مکرم سے عرض کیا کہ راعی نبوت کی شان یہ ہے کہ قَاتِلُهُ يَأْمُرُ بِمَكَارِمِ الْاِخْلَاقِ۔

اسلام نے اخلاقِ حسنہ کا نہایت بلند تخیل پیش کیا ہے اور یہ ہے کہ اخلاقِ حسنہ درحقیقت صفاتِ الہی کا سایہ اور اعلیٰ ہے اور اسی کی ذاتِ کاملہ کے ادنیٰ ترین مظاہر ہیں۔ حدیث میں ہے کہ آپؐ نے فرمایا، حَسَنُ الْخَلْقِ خَلْقُ اللَّهِ الْوَاعِظُ۔

۱۔ صحیح حدیث، ماہوز از رحمۃ اللہ علیہ، جلد سوم ص ۲۵ مصنف سلمان منصور پوری  
۲۔ حدیث الشفا عت۔

۳۔ صحیح مسلم مناقب ابی ذر جلد دوم ص ۲۴ مصر۔

۴۔ سیرۃ النبی حصہ ششم ص ۲۲ سید سلیمان ندوی علیہ الرحمۃ۔

علاوہ قرآن عوامی کا جذبہ دیوانگی کی متک تھا۔ ہر ہفتہ مکمل قرآن مجید ختم کرتے تھے اور تا دمِ آخر یہ عمل جاری رہا۔

## قرابت داروں کے حقوق

قُلْ مَا اَنْفَعْتُكُمْ مِنْ شَيْءٍ فَلْيُلْقِ الْاَبْدَانُ الْفَاسِقَةُ وَالْمُتَكِبِينَ قرآن عزیز میں تقریباً بارہ جگہ قرابت اور صلہ رحمی کی تاکید فرمائی ہے۔

مولانا علیہ الرحمۃ کو جب ہم واقعات کے آئینہ میں دیکھتے ہیں تو آپؐ کی سیرت میں قرابت کے حقوق کی ادائیگی کے درخشندہ جوہر پاتے ہیں۔

والد محترم شیخ حبیب اللہ علیہ الرحمۃ کی وفات کے بعد چھوٹے بھائیوں دماغی، محمد علی، مولانا عزیز احمد اور محیو رشید صاحبؒ کی کفالت کی ذمہ داری بطریق احسن نبھاتے رہے۔ حکیم، پرشید، احمد صاحب کو درس قرآن مجید کے بعد ہم نے حضرت رحمۃ اللہ علیہ کے ہاتھوں پر بوسہ دے دیکھا ہے اور وہ صبح کا ناشتہ بوجھ پانچ گنا مسجد کے حجرے میں حضرت کے ساتھ کرتے تھے۔

آپؐ کے داماد حضرت مولانا عبدالحمید صاحبؒ پھر سارا مسلمان مسوہہ رہی وہ روکیوں و وحیدہ بی بی، سمیعہ بی بی، اور ایک روکے عبدالحامید کو کم سن میں چھوڑ کر راجی ملک عدم ہوئے۔ آپؐ نے ان سب کی پرورش میں دینی میسر کو قائم رکھا۔ روکیوں کو دینی تعلیم کے علاوہ ان کی شادیوں کا انتظام کیا۔ روکے کو قرآن مجید حفظ کرایا۔ علاوہ ازیں سب سب کے حقوق کی ادائیگی، مساکین اور یتامی کی پرورش کرنا آپؐ کی زندگی کے واقعات سے ثابت ہے، جس کے نتیجے میں خلقِ خدا آپؐ کے حسن سلوک کی گرویدہ تھی۔ نواسی و عیثہ بی بی آپؐ کی گنگھی کے بال سینت سینت کر رکھا کرتی تھی۔

۱۔ سورہ بقرہ ۲۰۰ آیت ۲۵

۲۔ سمیعہ، حضرت لاجوردی کی نواسی داری ہے۔

اب حضرت مولانا لاہوری کے اخلاقِ حذو اور فضائل و شمائل کا مختصر خاکہ ملاحظہ ہو۔ چونکہ آپ کی زندگی کے واقعات سے عوارجات پیش کرنا پڑیں گے۔ لہذا موجودہ باب کو (REPETITION) تکرار کیا جائے۔

## برأت ایمانی

ایمان باللہ کا اقتضا ہے کہ مومن کے دل میں غیر اللہ کا خوف و ہراس نہ ہو۔ برأت ایمانی مسلمانِ غریمیت و پامردی کا دوسرا نام ہے۔ شاہی بت خائے کی شکستِ ریخت اور تزلزل و تھوڑے بعد جب غصہ ناک قوم نے میدانِ ابرار علیہ السلام پر لڑائی لگایا تو آپ نے حکومتِ مرد اور داور بھڑے سونے عالم کو غلبہ ہو کر فرمایا اِنَّ لِّكَوْنِیْ دَبَّارًا لِّمَنْ دَبَّیْ مِنْ دُبِّیْنَ اَللّٰہِ اَوْ لَا تَعْلَمُوْنَ۔ فرعون کے بلائے چوتھے چاند گرہوں نے جب حضرت حکیم اللہ اور دارون علیہ السلام کی میزبانہ وجاہت اور تائیدِ نبی کے اسبابِ دائرہ کار کو منظرِ عام پر دیکھا تو پکارا اٹھے۔ قَالُوا اَلَا اِنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ وَ مَوْسٰی۔ فرعون یس کرگاہِ گولہ ہو گیا۔ جنتِ انتہائی کاروائیوں کی دھمکیاں دینے لگا لیکن نوسلمگر وہ نے فرعون کی عدائی کا انکار کرتے ہوئے جواب دیا اَنْتُمْ مَّا اَنْتُمْ قَاضِیْنَ اَمَلٍ مَّحْضُوْرٍ اَمْ عَلٰی عَلٰی وَطٰی تَبِیْعِیْ مَرْغَرِیْمُوْنَ خَافَتْ ہُوئے تو آپ کے چچا ابو طالب سے شکایت کی اور شرائطِ صلح پیش کئے۔ آپ کو بلایا گیا۔ آپ کے

لے۔ تَاٰتٰی اَنْتُمْ قُلْتُمْ هٰذَا اِلٰہِیْنَا یَا بَلٰیہِیْمُ (سورہ انبیاء آیت ۶۳)

لے۔ سورہ انبیاء آیت ۶۴۔

لے۔ تَاٰتٰی السَّحَرَةُ سِحْرًا قَالُوا اَلَا اِنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ اَمْ مَوْسٰی (سورہ طہ آیت ۶۴)

لے۔ قُلْ اَطِيعُوا اَمْرًا یُّبٰیحُ لَکُمْ اَوْ یَنْہٰی عَنْکُمْ اَوْ اَدْبَارُکُمْ فَرِحْتُمْ خِلَافَہٗ اَوْ وَصَلَتْ لَکُمْ فَاِیْمٰنُکُمْ اَلَمْ یَكُنْ لَّکُمْ اَلْفَاکُ (سورہ طہ آیت ۶۴)

لے۔ پارہ ۱۶ آیت ۴۲ سورہ طہ۔

”دنیا کے آخری منظر کی تعلیم میں حکمرانِ ہندوستانی اور مصلیٰ و قریبی فرمانِ الٰہی اور اخلاقی نکتہ دہی، امرِ ربّانی اور حکمِ انطرتِ کتاب اور حکمتِ دونوں کی آمیزش ہے اور آج زمین کے کیر پر جہاں ہمیں بھی عُمنِ اخلاق کی کوئی کرن ہے، وہ نبوت ہی کے کسی مطلعِ افوار سے چمنِ رکھل رہی ہے“

حضور پر نور صلی اللہ علیہ وسلم اپنی نمازوں میں دعا مانگتے۔ وَاٰہِلٰی بَیْتِیْ الْاِخْلَاقِ لَا یُہْدِیْ وَاَحْسَنُهَا اَوَّلًا اَنْتَ۔

اسلام نے باقی اعمالِ حسنہ کی طرح اخلاقی حسنہ کی روح رواں بھی نیت اور اچھے ارادہ کو ہی قرار دیا ہے۔ یہی علم جو جدید فلسفہ اخلاق میں ممتاز حیثیت کے حامل ہیں، ان کی تصانیف سے بھی یہی حقیقت واضح ہوتی ہے۔

مولانا نظریات کے آئینہ میں ہم ہر کسی بلند شخصیت کی زندگی کے ایامِ رشور کو پرکھ سکتے ہیں لیکن سلمان کا وہی عمل درجہ قبولیت کو پہنچ سکتا ہے جو تاجِ نبوت صلی اللہ علیہ وسلم سے تقدیرِ جاں حاصل کرے ۴۔

ک۔ ہرۃ البیاض حصہ ششم مسندِ سید سلیمان مدنی علیہ الرحمۃ۔

لے۔ مسلم شریف۔ باب الدعاء۔

سے جو چیز پر حکم لگایا جائے وہ صاف ہے یعنی فعلِ ارادی جیسا کہ پہلے معلوم ہو چکا ہے یہی وہ چیز ہے جس سے اخلاقیات میں شروع سے آخر تک بحث ہوتی ہے اس کا کام تمام تر ارادہ کی صحیح جہت ہی کا بتلانا ہے جو اخلاقی احکام ہر لگاتار ہیں ان کا تعلق بھی ارادہ ہی سے ہوتا ہے جس فعل میں ارادہ شامل نہیں، اس کی اخلاقی حیثیت نہیں۔

(جان ایس میکنزی سینولی آف انجس کتاب اول باب ششم) ”اسی لیکنٹ لفظی اخلاقیات کی کن جگہں مشورہ معروف دعویٰ کے ساتھ شروع کیا ہے اس کی ہم کو تصدیق کرنا پڑتی ہے۔ وہ کہتا ہے کہ بڑا اچھے ارادے کے زیبا بھریش بہر دنیا سے باہر بھی کوئی ایسی چیز نہیں جس کو عملی اطلاق یا کسی تہذیب و خطا کا چمکا سکا ہے“

علم اخلاق کتاب اول باب ششم فیول انجس بیان ایس میکنزی ہرچہ پرندہ جیسا کہ ایسی مدنی یا مشرقیہ ۵۴۱

چچا صاحب نے نہایت دردمندانہ انداز میں کہا ”محسب! میں بھی اکثریت کے مقابلے میں آپ کی مدد میں کر سکوں گا؟“

تو حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی شانِ مسعودہ کے شانِ شایانِ جواب دیا۔ اور آپ کے چہانے آپ کی حمایت کا اعلان کر دیا اور برادرانِ قوم ایسوں کو رکھ چلے گئے۔ ہمیشہ انبیاء و کرام کا ورثہ کمالاتِ اولیاء و ائمتہ کو مقارن رہا ہے۔ مولانا لاہوری امام انقلاب دکن کو صوبہ برطانیہ کے باغی و تاختی حضرت مولانا عابد اللہ سندھی کے پروردہ صحبت تھے۔ حضرت سندھی نے باطل کی تاریک گھٹاؤں میں بھی ہمیشہ چراغِ حیات جلایا۔ حضرت لاہوری علیہ الرحمۃ ساری زندگی اپنے مرنے کی نفسِ عدم پر چلتے رہے۔

(۵) بطاویق ہیرین سیاست نے جب چاہا تو کلکولت ہند کی تحریک اسی میں ہے کہ کولائی سبہ کے دیوانہ وار سپاہی مولانا سندھی کو ملک بدر کر دیا جائے۔ اس وقت مولانا صاحب علیا رحمۃ مولانا سندھی کے ارشاد کے مطابق مدرس نظامۃ العلماء رضائے قرنیہ دہلی میں معلمی اور سرنگار اعلیٰ کے فرائض ادا کر رہے تھے۔ آپ کو فوری طور پر وہاں گرتا کر دیا گیا۔ یہ ریشمی خطوط کی سازش کا نتیجہ تھا جس میں آپ کو ملک کی مختلف جیلوں میں چکر لگوا رہے تھے۔

ایں سعادت بھروسہ شہباز و شاہین کو رہا نہ

نے۔ چچا بابا انگریزوں کو سرج کور سے لے جانے کا حق پر لکھیں اور چاند کو ان کے ہاتھ پر تہ بھیجیں  
 اپنے کام سے نہیں ہٹوں گا اور خدا کے حکم میں سے کیا نہ ہو مجھ کو پیش نہیں کر دوں گا اس کام میں خواہ  
 بری جان بھی جانی رہے ۛ

(صورت ابن خنجر، جلد اول صفحہ ۛ)

[illegible]

(ب) خاکساروں کی تحریک کا وقت آیا۔ پنجاب کے گورنر سرسید رجحیات نے تمام علماء کرام کو خاکساروں کے خلاف فتویٰ لینے کے لیے بلایا۔ سرسید رجحیات نے حضرت مولانا کوٹاہانہ نمکنت سے کہا: آپ نے ہماری سرکار کے اُبیوں کا بیانیہ مہم کیوں کیا نہ دے رکھی ہے، جس پر حضرت نے خیر غرضی کی طرح گرج کر جواب دیا۔ خاکسار آپ کی سرکار کے باقی ہوں گے میری سرکار مدینہ کے تو باقی نہیں ہیں۔

خیالِ ماکہ اورا پرورش وادند طونامہا

زنگر واپ چہر نیلگوں بیروں شود روزے

حضرت گورنر پنجاب کی محفل سے ناراض ہو کر اٹھے تو اس نے غلط کراچی کار کی پیش کش کی تو مولانا نے فرمایا: ”آپ کی کار میں قدم رکھنا میرے حق کے توہین ہے۔ اگلی صبح آپ کو گرفتار کر کے پولی ڈی پی ایس بھیج دیا۔ لیکن آپ اخبارات میں اپنا فتویٰ شائع کر دیا تھے۔“ مسلمان مصیبت کے وقت مساجد کو بطور قلعہ استعمال کر سکتے ہیں۔“

ز استاد سلطان کنارہ می گیرم

نہ کا فرم کہ پرستم خدائے بے توفیق

دوسری جگہ ہے

قوموں کی تقدیر وہ مردِ درویش

جس نے نہ ٹھوڑی سی سلطاں کی درگاہ

(ج) میکین انجینرنگ کالج کے انگریز پرنسپل نے جب رسول اکرم کے حق میں گستاخی کی تو آپ عیسائیوں کی شرارت، مہندوں کی خیانت، سکھوں کی جہالت اور

۷۔ ڈاکٹر اقبال علیہ الرحمۃ -

1

۱۰۰ مقامات سوانح حیات حضرت لاهوری ص ۲۰۲۔

اور حکومت وقت کی مترواد روش کے خلاف سید سپہر ہو کر میدان میں آگئے آسمانی نصرت نے آپ کی مساعی حمید کو نوازا اور برطانوی سہیدین تاجدار مدینہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دین اسلام کو پچھلے سے بھی زیادہ سر بلند ہی حاصل ہوئی ہے۔

عزیزت ملت: بیٹنا کی حفاظت کے لیے

دوش پہ لاکھ بھی سرہیوں کو توکھ تے جاوے

(د) ایک مختصر رسالہ "اصلی حقیقت" کے نام سے لکھ کر مولانا نے شائع کروایا۔ اس میں حقیقت کی اہمیت، باقی مسالک پر اس کی ترجیح، مولانا کا اپنے مسالک کا اعلان اور بدعات موضوعات کی تردید کا مواد ملتا ہے۔ ماحول کے مطابق یہ بھی ایک بڑا تعلیمی جواڑ تھا۔

(ج) علامہ عنایت اللہ مشرقی نے اسلام کے چند حقائق کی تیسرا ت میں اسلام کرام کی روش سے اختلاف کیا۔ پشاور میں جلسہ ہوا۔ حضرت مولانا کے ذریعہ لکھا گیا کہ آپ ان کے عقائد کی تردید فرمائیں۔ آپ نے ایک ہاتھ میں قرآن کریم اور دوسرے میں علامہ مشرقی کی تصنیف "تذکرہ گوہر" کو لوگوں سے پوچھا آپ کس کو صحیح مانتے ہیں۔ جلسہ کا انداز نگاہ ہی بدل گیا۔ سب نے قرآن پاک کی صداقت کی تصدیق کی۔ آپ نے مصطلح قوم کے آداب کو ملحوظ خاطر رکھتے ہوئے نہایت باوقار طریق پر تذکرہ کی عبارت پر تنقید کی۔

غلام احمد پر پیر نے عادیث نبوی، ردایات اور دعوات پر بحثیں کیں حضرت لاہوری نے دیال سنگھ کالج میں طلبہ اور دانشوران ملت کی موجودگی میں پروپریٹی مذہب کے خیرین بھل کر برقی محافظ بن کر جھگڑ کر دیا۔ حضرت کی زبان مبارک سے نکلے ہوئے الفاظ تمام ایمان لاسجد کی زبان پر جاری تھے۔

"منکر حدیث منکر قرآن ہے ہر قرآن غار قرآن اسلام ہے"

قادیانی فتنہ پر حاضر کی تحریک ارتداد ہے۔ اس کے استیصال کے لیے آپ نے زعمائے ملت کے ساتھ مل کر تحفظ ختم نبوت

کے راول دستے میں کام کیا۔ قیدیوں کی مصیبتوں کو نہایت پامردی سے جھٹلا کر ۱۹۵۲ء میں اسی مسئلے میں گرفتار ہوئے۔ کسی صاحب نظر نے جھگڑیاں اور چڑیاں اُچی ہوئی لکھیں تو فرمایا یہ ضعیفی نے مولانا کے قوائے جہاد کی مضاعف کر دیا تھا۔ پولیس کی حراست میں جھگڑیاں لگی ہوئی تھیں۔ یوں معلوم ہوتا تھا کہ عصر حاضر کا کوئی امام احمد بن حنبل ہے۔ دلائل مولانا کی زندگی کی یہ تمام بار بار سرگرمیاں حضرت سندھی ادیب شیخ انصاری مولانا محمود حسن کی تربیت کی مرہون احسان تھیں۔

## تواضع و انکساری

قَوْلُهُ تَعَالَى: وَخُشِعْتَ لِجَبَا حَاكٍ وَلَمُنَّ بِعَيْنَيْهِمْ دَسَمَهُ جبر وادراپنا بازو منہوں کے لیے جھکا دو

انسان کے ضمیر میں عجز و انکساری کے جوہر حلقی و فطری طور پر ودیعت کئے گئے ہیں۔ عاجزی و فروتنی حکمرانوں میں رعایا کے قلوب کی تسخیر اور حکومت کے استحکام کا باعث اور عوام میں اخفت باہمی کی ضامن اور علامہ دین و صلحا میں تقرب الہی پر منتج۔ علم کی دولت نے آدم علیہ السلام کو ملا کر پھر فضیلت دلائی تو عجز و ادراج اور توبہ و اتابیت کے وصف نے پولیس اور اس کی ذریت کے مقابلے میں ان کو قرب و خلافت کا شرف عطا فرمایا۔ قرآن حکیم نے امیس لعین کے قہر کو اور آدم علیہ السلام کی انکساری کو کئی مواقع میں بیان فرمایا اور مفسرین حضرت نے اتابیت الی اللہ اور تصرف الی اللہ کے قصاص قصص تفصیلاً بیان فرمائے ہیں۔ حافظ شمس الدین ابن القیم علیہ الرحمۃ نے اپنی مسرکہ الآثار تصنیف بدائع الفوائد میں پندرہ وجوہ سے مثی آگاہ کیا ہے۔

دور حاضر کے ممتاز ترین مفسر مولانا عثمانی نے خواہشی میں خلقت من قادی و خلقت من طین کی تفسیر میں نہایت معنی نیکزات پیدا کئے ہیں۔

سے۔ فی الحقیقت میں چیز پر اسے بڑا فخر تھا۔ کردہ آگ سے پیدا ہوا ہے۔ وہی

نے جو کہ دامن کو نہیں چھوڑا۔

پکڑ کر رکھ کر دامن پہنچے عرش میں مقلیٰ ایک

نگاہوں کو نظر اس بام کا زینہ نہیں آتا

مذکورہ بالا اوصاف انسانیت کو ملحوظ رکھتے۔ اب حضرت مولانا صاحب علیہ الرحمۃ کی زندگی پر غور کیجئے۔

”مولانا کا تصور آتے ہی ہماری آنکھوں کے سامنے سادگی و تواضع، انکساری و خاکساری کا ایک کلونی قریع آجاتا ہے۔ سر پکھڑ کی ٹوٹی اور اس پکھڑ کی دستار و ولایت، جس کے عموماً چار پچھ ہوتے تھے۔ کھدڑ کا لباس آٹنی نما کرت، جس کے موٹے موٹے دھاگے نمایاں نظر آتے تھے جنہوں کے اوپر کھدڑ کی شلوار، کندھوں پر یا ہتھوں میں دو اڑھائی گز کا ٹیلساں، چھڑے کا لمبا سا بیڑہ، مسجد تھر گھر یا گھر مسجد آتے جاتے ہمیشہ اپنے پاس رکھتے تھے۔ سرویوں اور گر مہیل میں دی کھدڑ کا لباس۔ تصنع و تکلف سے تمام زندگی بیزاری۔ اب اس روش حیات میں منکر المزاجی اور خدمت خلق کا جذبہ نہ ہو، تو کیا ہو؟“

سرویی دروین ماضیت گرمی۔ عدل خاوری و فقر حیدری

دیہاتوں میں بطور چوپڑ پر لقیّت مدعو کیے جاتے۔ سامرا وغیرہا رب کے ساتھ مساوا بنیں مروت سے پیش آتے۔ مسجد کے درویشوں کی ہر طرح دیکھ بھال اور خورد و نوش کی فکر دامن گیر نہ رہتی۔ بابا خرم الدین ایک گھسیا راتھا، بعد میں مسجد میں رہنے لگے۔ مولانا صاحب درویش طالب علم اور حضرت کے خادم خاص تھے۔

دینیہ پچھلا صغر کو نہیں جانا تو اس جرم پر حذر دل کر دیا جاتا، غلاموں کو بلا کر ساتھ لے لکھایا کرتے تھے اور مائیں کو سننا نہ کرتے تھے۔ تھان لوگوں پر نیت کرے، جن کو غلاموں کے ساتھ کھانے سے انکار ہے، سروان فوج کو لکھو صبحا لکھا، اذاعا کسی قوم کو ان کو توبہ ان کو تمام مسلمانوں کو طرف سے کچھ مانگیں اور فوج کو اس کا پابند نہ ہو، چڑھ کر (الغادر حق) مولانا شبلی نعمانی، نے۔ مقامات ولایت و حضرت مولانا کے علمی اور عملی کمالات

حضرت عارف سے مروی ہے۔ آپ نے منبر پر فرمایا۔ اے لوگو! متواضع بنو۔ کیونکہ میں نے رسول اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے۔ آپ نے فرمایا جس شخص نے اللہ تعالیٰ کے لیے تواضع اختیار کی۔ اللہ تعالیٰ اس کو سرور وار کرے گا۔ اپنے خیال میں ذلیل ہوگا۔ لوگوں کی نظروں میں بڑا ہوگا اور جس شخص نے تکبر کیا۔ اللہ تعالیٰ اس کو ذلیل کرے گا۔ وہ لوگوں کی نظروں میں ذلیل اور اپنے خیال میں بڑا ہوگا۔ جہاں تک کردہ لوگوں کے ہاں کئے اور غرض پر سے زیادہ ذلیل ہوگا۔

صاحب کرام کی طبیعتوں کا ساڑ جمال قریبی میں تھا۔ درویشی و شایہ میں انہوں (وحاشیہ پچھلا صغر) اس کی پاکیزہ ہدی کا باعث ہوئی۔ آگ کا ناراحت و لذت و رحمت فرش اور غلامان و بے غفلت شے کے اس میں تغل مزاجی، مناسبت اور تواضع و نظم و ترتیب پایا جاتا ہے۔ ایسی جوانی اصل قاصدہ کا حکم سر کر آگ بگولا ہوگی اور اسے قائم کرنے میں تیزی اور جلد بازی دکھائی۔ آخر تکبیر و تملی کی راہ سے آتش صحن کے رکھنے کی آگ میں چارچر بخلاف اس کے آدم علیہ السلام سے جب غلطی ہوئی تو حاضر مکانی نے خدا کے آگے فروتنی، خاکساری اور انقیاد و تواضع کی راہ کھلائی۔ چنانچہ ان کی استقامت و ثابت نے لہذا اجتہاد و تہذیب و تہذیب کا نتیجہ پیدا کیا۔ بس یہ کہا جاسکتا ہے کہ ایسی معین نے اسی دھری لحاظ سے ہماری فضیلت کے دعویٰ میں شک رکھا۔ (ایارہ مش آیت ملا حاشیہ قرآن حکیم مولانا شبیر احمد عثمانی ص ۱۹۶)

لے۔ دینیہ حقیقت ان کی عظمت و شان کے تاج پر سادگی کا طوق نہایت خوشحاصل ہوتا تھا۔ ان کی زندگی کی تصویر کا ایک رخ یہ ہے کہ درود و شام میں نوپیں بیچ رہے ہیں۔ غلام اور مزید عارف سے باز پرس ہو رہی ہے۔ درویشی کے یہ کہیں پر بارہ ہونے کا کرت ہے۔ سر پر بیٹھا سامعہ سے پاؤں میں بیٹھی جو تیان، کندھے پر رکھ رکھ لیے جارہے ہیں کہ جوہر عودوں کے گھر یا بی بیڑا ہے مسجد کے گوشے میں فرش خاک پر بیٹھ ہیں ماس یہ کہ کام کرتے کرتے شک گئے ہیں اور زندگی کی جس کسی آگاہی ہے۔ (انصار و حق) مولانا شبلی نعمانی ص ۱۹۶۔ عنوان تواضع و سادگی، دوسری جگہ :- اشعار کے عمال باقی باتوں کے علاوہ پوچھے جاتے تھے کہ ان کا قصوں سے کیا سلوک ہے۔ اگر معلوم ہوتا کہ انہوں کو روز غلاموں کی عیادت (واقی انکار)



خشعی سلطان احمد بھارے کا کیا گناہ ہے؟ اب حاضرین چپ ہو گئے۔ اس سے ایک دیر بعد وہاں شاعر کارکن پر آئی ہوئی بلا لگ گئی۔ مختصراً آپ کی ساری زندگی عدل و انصاف کے فردوسی پھولوں سے مسطر تھی۔

### موجودہ وسخا

خدا تعالیٰ کے آخری پیغام صدی میں مسلمان کے لیے موت سے پچھلے صفت سہادت کا حکم ہے۔ کیونکہ خدا تعالیٰ نے دخول جنت اور نکل جہنم کی دلیل ہے۔ حقوق العباد کی ادائیگی کا مسئلہ تب ہی نتیجہ خیز اور شیر ہو سکتا ہے، جب انسان کی طبیعت میں فطری طور پر فیاضی اور بذل و ایشار کے محرکات کا برقرار ہوں۔

قرآن حکیم نے حسن و خوبی کے متلاشیوں کو پیغام دیا ہے،

لَا تَتَّبِعُوا الْاَوَّلَیْنَ سَخِیًّا ۝۱۰۱  
وَسَتَجِدُنَ اُولَیِّیْهَا سَخِیًّا ۝۱۰۲  
میں خشعی و کجائی اللہ بہ علیہ السلام ہے اور جو بھی تم خج کرے خدا جانا (الزلزال آیت ۲۴) ہے۔

مومنین میں صفت بذل و وسخا پیدا کرنے کے لیے قرآن عزیز میں ترفیعات و

۱۔ لَا تَتَّبِعُوا الْاَوَّلَیْنَ سَخِیًّا ۝۱۰۱  
لَا تَتَّبِعُوا الْاَوَّلَیْنَ سَخِیًّا ۝۱۰۲  
ترجمہ: اے مومنو! خج کرنا اس سے جو ہم نے تم کو دیا۔ اس دن سے پہلے جس میں فریضہ درستی اور رفتار نہیں ہے اور کافر یا ظالم ہیں۔

۲۔ السَّعِیْ قَرِیْبٌ مِّنَ اللّٰهِ قَرِیْبٌ مِّنَ الْجَنَّةِ قَرِیْبٌ مِّنَ النَّاسِ ۝۱۰۳  
وَالْجَنَّةُ ۝۱۰۴  
اللہ! الجنتہ دارالاسخیا، جنت اہل وجود وسخا کا گھر ہے۔

اب ہم حضرت لاجپوری علیہ الرحمۃ کی سیرت میں عدل و انصاف کے جو اہل کائنات کا انتخاب کرتے ہیں، آپ کی ساری زندگی عدل و انصاف کی صحیح تعبیر سے ایسی کل کی بات ہے، آپ کی شانہ روزِ حیاتِ بابرکات کے تقریباً بیس گھنٹے خاص و عام کی نظروں کے سامنے گذرتے تھے۔ حقوق اللہ کی ادائیگی اور حقوق العباد کی ادائیگی کا ذکر آپ کی طبیعت تائید بن چکا تھا۔ آپ والدین اور اساتذہ کرام کے حق میں آپ فرزند کی کا ایک اعلیٰ نمونہ تھے۔ اولاد کے حق میں شفیق باپ اور اپنی اہلیہ و خیر کے حق میں مخلص و غور پرست۔

خشعی سلطان احمد (برسوں تک دفتر خدام الدین میں کام کرتے رہے) کا بیان ہے کہ آپ کے بڑے صاحبزادے حافظ حبیب اللہ مرحوم ہمارے جلدی کسی معاملے میں مجھ سے ناراض ہو گئے اور انہوں نے حضرت مولانا سے میری شکایت کر دی۔ جب مجھ کو علم ہوا تو میں بڑا خائف تھا۔ لیکن جب ہم دونوں کو آپ کے سامنے حاضر ہونے کا موقع ملا تو آپ نے حافظ حبیب اللہ سے فرمایا۔ حبیب اللہ! خشعی صاحب! تم سے بڑے ہیں۔ لہذا تم ان سے معافی مانگو۔ لہذا صاحبزادہ صاحب نے فوراً تعیل ارشاد کی۔

علامہ رعایت اللہ شرفی سے آپ کو دینی نظریات میں اختلاف تھا۔ عید کا باندہ اوراق میں تفصیلاً ذکر آچکا ہے۔ لیکن آپ نے غیاب کے حاکم اعلیٰ سرسکند حیات خان کو خاکساروں کی حمایت میں مکتب جواب دے کر عدل اسلامی کی تائید فرمائی۔

صفت مدد خدام الدین جاری کیا گیا۔ آپ ہی بانی انجمن تھے لیکن آپ کے گھر جو رہ جاتا تھا اس کا سالانہ چندہ ادا کیا جاتا تھا اور حافظ حبیب اللہ کو مدد منصفہ میں جو رہ جیسا جاتا اس کی قیمت اور ترسیل کے اخراجات حضرت اپنی گرہ سے ادا فرماتے۔

ایک دفعہ انجمن خدام الدین کے شائق کردہ قرآن حکیم میں بے شمار اغلاط اور غلطیاں۔ شکر و انجمن نے بحث و تمحیص کے وقت خشعی سلطان احمد کو اس تصور کا موردِ مٹھرایا۔ آپ کو یہ فیصلہ ناگوار لگنا۔ فرمانے لگے یہ قصور تو سامرا میرا ہے۔

۳۔ محتات و لایت ۲۳۲ راوی خشعی سلطان احمد صاحب

کو خبر ہوئی، تو فرمایا: بیگ صاحب نے تمام علماء کرام کی طرف سے فرض کفایہ ادا کیا ہے اور ساتھ ہی آپ نے ان کے بچوں کے لیے اڑھائی سو روپے اور پانچ جہات کے چند ایک تھان منان روز فرمائے۔

ماہر شجرہ سائنس فقہ والا پختہ راوی ہیں کہ میں ایک تبلیغی جلسے میں مجھ پر منقہ لائل پور گیا، جلسے کے اختتام پر چند علماء حضرات مولانا کی خدمت میں حاضر ہوئے عرض کیا گیا کہ حضرت! ہم کو کوئی نصیحت فرمائیے۔ میں نے کہا آپ نے فرمایا: رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم اپنی ساری پوچھی مکینوں، غریبوں اور یتیموں پر خرچہ کرتے تھے۔ بلکہ قرآن حسنہ کے رسمیں اہل حاجت کی مدد فرماتے۔ میں نے کئی دفعہ ارادہ کیا ہے کہ اپنے گھر کا روزہ کھول دوں اور مسکین سے کموں کہ جو جس کے ہاتھ گئے، لے جاؤ مگر سمجھت نہیں پڑتی۔ لہذا عزیزو! جو شخص خود ایک سنت پر عمل کرنے سے قاصر ہو وہ دوسروں کو کیا نصیحت کرے گا۔

اللہ! یہ آپ کی لکھنؤی و تمولیض تھی۔ ورنہ آپ کی فطرت میں مروت فیضی کے جو سر کوٹ کوٹ کر بھرے ہوئے تھے۔ آپ کی بیوہ جو دو بھائی ایک حسین لڑکان تھی آپ کی زبان میں سخاوت تھی، آپ کی نگاہ میں سخاوت تھی۔ آپ کے ہر عمل حیات میں جذبہ سخاوت کا فرما تھا۔ اصحاب صفہ کی طرح علماء اور دولیش آپ کی سمجھ میں توکل و درویشی کے قائم ہر کرتے اور تا زندگی مسجد کو چھوڑ کر نہ جاتے۔ انجمن خدام الدین سے بیوگان، یتیمان اور یتیم خانوں کو ان کے ہاؤز و ملاقات مقرر تھے۔ وہ حقیرہ تاریخوں پر وصولی کرتے اور دعائیں دیتے ہوئے چلے جاتے تھے اور یہ کار بخیر یکم جاری ہے۔

### فقرو زہد

لفظ فقر کی معنوی وسعت پر مشائخ امت اور عارفین راہ سلوک کے چند اقوال و فرمودات کا پیش کرنا ضروری ہے تاکہ موضوع پیش افتادہ کی حقیقت بوضوح کمال و وقام سامنے آجائے۔

انعامات کا ایک وسیع و عریض سلسلہ نظر آتا ہے۔

من ذا الذي يقرض الله قرضاً حسناً فيضاعفه له اضعافاً كثيرة۔  
کون ہے ایسا جو اللہ کو قرض دے  
اجھا قرض تو اس کے واسطے وہ  
اس کو ستمی بنا کر دے۔

حضرت مولانا کی زندگی کو اب مذکورہ انعامات کے آئینے میں دیکھئے۔ آپ کی زندگی جہاں اشاعت اسلام کے لحاظ سے فیاض اور قابل رشک تھی، وہاں غریب پوری اور مسکین نوازی میں بھی ایک مثالی حیثیت رکھتی تھی۔ ایک دن آپ مسجد میں تشریف فرما تھے، مجھ کو حقو بلا کر فرمایا، اس سو کی قیمت کسی انگریزی دوا کی فروش کی دکان سے دریافت کرو۔ میں حسب ارشاد تعمیل کے بعد حاضر ہوا، کوئی سو لسترو روپے بنتے تھے۔ آپ نے مطلوبہ رقم نکال کر فرمایا کہ فلاں شخص کو نسخہ اور رقم دے دو۔

اسی دن ایک نہایت ابا چ شخص پر آپ کی نظر پڑی، جو نہایت مشکل سے مسجد کی یہ مصیبت پر چڑھا ہوا تھا۔ آپ نے مجھ کو چار روپے دے کر فرمایا کہ اس بوڑھے شخص کو میرا سلام کھوا اور یہ چار روپے بھی اس کے حوالے کر دو۔ وہ آگے آئے کی زحمت گوارا نہ کرے۔

ایک دن حسب معمول چند اشخاص حضرت رحمتہ اللہ علیہ کے اشتہار میں مسجد میں بیٹھے تھے۔ باتوں باتوں میں ایک ہندوستانی بزرگ کے مجھ کو بتایا کہ تقریباً چھ ماہ گذرے ہیں۔ میں حضرت کی خدمت عالیہ میں حاضر ہوا۔ مجھ کو اپنی بیٹی کی شادی کے اخراجات کے لیے کچھ رقم کی ضرورت تھی۔ حضرت نے میری گذارش سن کر مجھ کو حجرے میں بلا کر مبلغ تین سو روپے مرحمت فرمائے۔ آج میں پھر اسی سلسلے میں حاضر ہوا ہوں۔

مولوی عبدالموحد بیگ ملتان جن کو اب جلیل حضرت مولانا عبد اللہ انور مظاہر عالمی نے اشاعت قرآن کے سلسلے میں ملتان سے بلایا ہے، عالمی قوانین کی خلاف ورزی (دیواروں پر لکھنا، پوچھ پچاں کرنا) کے تحت گرفتار ہوئے۔ جب حضرت لاہوری



ایسے لوگ کہلاتے ہیں، جن کو بھوک اور پیاس نے گھائے گھسے دستا پا جو۔  
 راہبوں کی طرح جانور میں انسانی کے ایام میں مولانا سرافراز نے ایک سیرت انگیز  
 تصویر تھے۔ پولیس کے کھانے سے انکار فرمایا کیونکہ ان کا ایندھن (واپسے) رشوت  
 کا تھا۔ اب متبادل کوئی انتظام نہ کیا گیا۔ ایک ضعیف اور عیضہ عورت نماز عصر کے  
 بعد آپ کو کھانے کے لیے بھینے ہوئے دانے اور گڑ دے جاتی اور بس۔

راہبوں میں مولانا کے جسم پر صرف ایک باریک رکت تھا اور اس پر ایک عربی  
 حجازی بن تھی۔ بچھونے کا کوئی انتظام نہ تھا۔ نمبر و سہر کی بچ بستی راہبوں پر آپ  
 نے صرف ایک جہاں بیکس۔ حقیقت ہے اس مبارک اور متوکلانہ زندگی کو  
 بچھنے کے لیے عجمان الہی کا دل و دماغ چاہیے۔ وہ کھونے کو پانا اور پانے کو کھونا  
 سمجھتے ہیں۔ اس منزل میں قدم رکھ کر ولایت کی آفتاب ہے اور ضیعت باللہ رباً  
 کی معنوی تفسیر ہے۔

۱۹۱۸ء کے اوائل میں آپ کا سفر حج کی تیاری کرنا اور پھر درخواست میں تمام  
 اہل و عیال کا نام بھی درج کرنا۔ دراصل آپ ہندوستان سے ہجرت کر کے عازم حجاز  
 ہو رہے تھے۔ حالانکہ آپ کے پاس نادر راہ یکسبھی موجود نہ تھا۔

افغانستان کی ہجرت کی ساری داستان فقر و غنا اور توکل و تسلیم کی رنگارنگ  
 ہے۔ پھر ۱۹۳۸ء میں سفر خراج ہمارے موجودہ مضمون کی جان ہے۔ کیونکہ جہاں میں کھانا پکانے  
 والے بے نماز تھے۔ اردو و فارسی اور سندھی میں درس و تدریس کا اٹھنا۔ جہاد شریف  
 نے یہ تمام واقعات مولانا کی زندگی کے ابتدائی حالات میں شامل مقرر کئے جاتے ہیں۔

مے فقر کا ریش لا سمجد است - ہر دعوت لا الہ الا یہ بن است  
 فقر و غنا و شوق و تسلیم و رضا است - ما انیم این مناع مصطفیٰ است  
 مشنوی مسافر ۲۲ - علامہ اقبال علیا رحمان

مے مرد و مرچیں اشتراک ہمارے ہو۔ مرد و مرچ ہمارے ہر دعائے خود (و ۲۲)  
 ارشاد ہوئی۔ لعلیٰ جالع ایاہ الی اللہ تعالیٰ من مینہ بن عابد آغا فضلہ - کشف المحجوب

حضرت دومین بن محمد فرماتے ہیں: من لفت الفطر حفظ مرقہ و صیانت  
 نفسه فی اداء فرائضہ - دفعہ کی تعریف یہ ہے کہ فقر کا باطن اغراض سے اور  
 نفس آفات سے محفوظ ہو۔ احکام کی تحصیل اور فرائض کی ادائیگی میں مصروف رہے۔  
 حضرت ابو الحسن نوری فرماتے ہیں: لفت الفقیر المسکوت عند العدم  
 والبدل عند الوجود - فقیر کی تعریف یہ ہے کہ چیز نہ ہو تو خاموش رہے اور اگر  
 موجود ہو تو خرچ کرے۔

حضرت شبلیؒ فرماتے ہیں: الفقر بعد البلاء و بعد العناء و بعد  
 درویشی صاحب کاست رہے اور اس کی تمام مصیبتیں درویش کے لیے باعث رحمت ہیں  
 شیخ المشائخ ابو القاسم جنید بن محمد البغید فرماتے ہیں: الفقر خلل القلب  
 عن الاشغال و فقر یہ ہے کہ دل ماسوائے اللہ کی صورتوں سے خالی ہو جائے۔

دراصل لا یصلہ الناس استہم الفقرا الی اللہ۔ واللہ و هو الغنی  
 الحسید کی توضیح و تشریح ہی تمام عبارات کا نفس مضمون ہے جیسا کہ ترجمہ (لوگو!  
 تم اللہ کے دروازے کے محتاج ہو اور اللہ بے نیاز اور تعریف کی گئی ہے)  
 حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فقیروں اور درویشوں کے حق میں تثبیت سی  
 بشارتیں دی ہیں۔

حضرت لاہوری علیہ الرحمۃ فرماتے تھے کہیں خدا کے دروازے کا غلام فقیر نہیں  
 مولانا کی طالب علمی کے ایام سے ہم آپ کو حضرت سید محمد علی جیسے بلاش اور جفاکش کی محبت  
 میں دیکھتے ہیں۔ لہذا آپ یقیناً فقر و ریاضت کے لذت چسپیدہ تھے اور پھر علیہ میں  
 لے۔ گفت المحجوب ۲۲-۲۳ - مشنوی جبریری علیہ الرحمۃ (باب فقر و غنا)

مے حضور اکرمؐ نے فرمایا۔ میری امت کے محتاج لوگ تو گھوڑوں سے پانچ سو برس پہلے جنت میں جاچکے  
 گئے و کس سعادتمند غلام غلامیؑ۔ حضرت علامہ درویشؒ نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر چاہی  
 ہو کہ قیامت کے دن میرا قدم میں تو فقر و زندگی لہر کرے اور ایسوں کے ساتھ میں بیٹھنے سے دور  
 رہو اور جب کسب پونہ نہ لگے تو بیت کو کی پڑا آتا رہو و کس سعادتمند غلام غلامیؑ

میں جا کر ایک مہنی ہوئی پھل کے کھانے پر اکھڑا ہوا کہ چشم کے عارض میں تپتا رہنا۔  
اور میرا ان مصائب و آلام پر لہجہ برست و تشکر کر اے اللہ مدد دل تو سیاہ ہونے  
سے بچ گیا ہے۔

آجکل تبلیغی دوروں پر عجیب سودا بازی ہوتی ہے۔ بینر بالوں کی زبان پر خوشامد  
تملق۔ بڑے بڑے خطابات، علامات، مضامین، بیانات، خطابت، سبحان، عصر، خطیب  
پاکستان وغیرہ، علماء، شوکی بوسنکایاں، خوش پوشی، خوش خوری اور ناموری  
شہرت کی تمنا اور آپس میں رقابت۔ نکل گیا۔

مگر مولانا کی زندگی کا ہر سانس تعمیری سرگرمیوں کے لیے وقف تھا۔ ریاضے  
مولا آپ کی منزل مقصود تھی۔ مصطفیٰ میں بیٹھے ہوئے تھے اور گڑا ہوا کہ تبلیغی  
دوروں پر جانا، اُمراء کے گھروں میں سات سات دن قیام لیکن ان کے گھر کا  
ایک لقمہ بھی نہ کھانا اور پھر قلمدانہ انداز میں فرمانا: دنیا داروں کی غورگی گزراں  
کاشنے کے لیے میں نے استغناء سے تیز تر آکر بھی نہیں دیکھا ہے۔ اب علامہ  
کی فریب کاریوں کا تسلسل اور مولانا کی مخلصانہ روش حیات کا موازنہ کیجئے تو دونوں  
کے درمیان تضاد و تباہی کا ایک جگہ زار نظر آگئے گا۔

لے اَفَنِّ تَمِثُّیْ مِکْبَیْ اَعْلٰی جَنَّةِ  
اَعْدٰی اَمِّنْ تَمِثُّیْ سُبُوْنِیْ  
عَلٰی حَوَاطِیْ مُسْتَقْبَلِیْہِ

پرواز ہے دونوں کی اسی ایک فضا میں

شاہیں کا جہاں اور ہے اگر گس کا جہاں اور (اقبالؒ)

اگرچہ زندگی کے آخری سالوں میں آپ پر فالج کا اثر تھا۔ لیکن اہلاد اور  
ٹو اکڑوں کی ہدایات کے باوجود دینی مشاغل میں سر مشغول نہ آتا تھا۔ جہزادوں  
سے خوراک کے متعلق پرچھا گیا۔ تو فرمایا: میرے صرف ایک پیالی چائے کی

لے ۲۸۸ م ۲۸۸ بیت ۲۸۸ سورہ الملک ۲۸۸

نوش جان فرمائی ہے۔ گیارہ بج گئے ہیں۔ ابھی تک ناشتہ بھی نہیں کیا۔  
بسمان اللہ پر اولیاءِ رامت ہیں۔ زندگی کے خفاقی سے آہستہ ہیں۔ خطرہ کی  
ترجانی ان کے عمل میں پائی جاتی ہے۔ یہ دراصل ایک مصلحتی دسک منظر بننے کی  
سعی مرئی ہے۔

ہم مدبر ذیل واقعہ کے بعد اس باب کو ختم کرتے ہیں۔  
روزنامہ ”جنگ“ ۲۶ فروری ۱۹۸۳ء بروز جمعہ ۲۶ شعبان ۱۴۰۴ھ حضرت مولانا احمد علی  
لاہوریؒ کے عنوان سے پرنسپل سر سید احمدی کے حوالے سے جناب محمد طہمیر میر  
رقطرز ہیں کہ:-

یہ واقعہ ۱۹۶۹ء کا ہے جس سال انجمن حمایت اسلام ہونے لگا اور مولانا قبال  
کی فرمائش پر اسلام کی تبلیغ و اشاعت کے لیے اشاعت اسلام کالج قائم کیا گیا تھا  
تا کہ آریوں اور عیسائیوں کا مقابلہ کرنے کے لیے مسلمان مبتدیان اور شاہین تیار

لے جب تک زندگی کے خفاقی پر مولانا تیز ازما جہز ہونے کے کاروبار میں  
یہ زور دیتے تھے کہ ان کا ہے تمام۔ میلان جنگ میں زعل بکڑ  
خون دل و جگر سے ہے سر پہ حیات۔ فطرت موت پر گت ہے غافل بے غل تر گت

۱۔ فطرت کے مقصد کی تباہی گنجانی۔ یا بنافہ صحرائی یا مرد و کستانی  
۲۔ میان آستان والا مقام است۔ کہ آں بہت درویشی را و ام است  
۳۔ نیا سید زکار و آفرینش۔ کہ خواب خوشگی بروئے عالم است

۴۔ صابر کاظم کو نفاذ کی شدتوں سے محفوظ رکھنے کے لیے حضور اکرمؐ کو فرمایا کرتے تھے  
لَمَسْتُ كَاهِلَ مَنْكَهٍ اَنِ اَحْمَدُ وَاسْتَقَى رَمْعَیْ بِرَحْمَتِیْ كَوْنِیْ لَیْسَ۔ جب محمد کو  
بھوک لگتی ہے تو میرا درد گار کھاتا ہے اور چلاتا ہے: بخاری شریف تباہی صابر

مرق اور نمک نمک نہیں تھا۔ تو آپ کھاتے کیا ہیں؟  
حضرت سکرانے اور فرمایا: داروغہ! ہم اپنے اللہ کے ممان ہیں جب  
وہ غذا بھیج دیتا ہے، ہم سب گھر والے اس کا شکر ادا کر کے کھا لیتے ہیں۔ جب  
وہ کچھ نہیں بھیجتا، تو ٹھنڈا پانی پی لیتے ہیں۔  
یہ سن کر سکھ انسپکٹر پر رقت طاری ہوئی اور وہ مال سے آنسو پونچھتے ہوئے  
اس نے کہا:-

”واہ گرو کی رہا ہے آج ایک رشی ماما کے درشن ہو گئے“

۴۔ چینی و عمری وہ نہ رومی و شامی  
سما سکا نہ روح عالم میں مرور آفاق

### رحم و شفقت

رحم صفت الہی ہے۔ ارحم الراحمین کا لقب اسی کی ذات باریکات کو زیادہ ہے  
اور ہر شخص جو اس صفت سے مصطفیٰ ہوگا متحقق باخلاق سمجھا جائے گا۔ گو کہ  
رحمان اور رحیم کے صفاتی اسماء کے انوار اس کی ضمیر پر مستطوع و متوسل بھیجے جائیں گے  
فرشتے خلافت اللہ کے حضور اپنی دعاؤں میں کہتے ہیں۔ ”وَبَارِكْ وَسَلِّمْ عَلٰی شَيْءٍ  
وَحَسْبُهُ“ عَلٰی رَحْمٰنِ رَحِیْمِ اَمِّ الْاَنْبِیاءِ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے فرق اقدس پر رحمہ للعالمین  
کا مریع و مزین تاج رکھا گیا ہے بلکہ اللہ تعالیٰ نے ہر ذی حیات کو صفتِ رحم سے

۵۔ سورہ مؤمن آیت ۴۷۔ اِنَّ اَبَاہِرَہٗ تَالِ مَعْتِ رَسُوْلِ اللہِ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم  
لَقَدْ جَعَلَ اللہُ الرَّحْمَۃَ مَائِمَۃً مُّجْرِیۃً فَاَمْسَکَ عَنْہُ تَسْعَۃٌ وَتِسْعِیۃٌ حِزْبًا مِّنْ اَنْزَلِ  
فِی الْاَوْصِیِّ مَرْجُوًّا اِنَّ ذٰلِكَ لَیُجْزِی اللہَ الَّذِیْ تَوَلَّی الْعَرْشَ کَافِرًا بِمَا عَنِ قُلِیْدَہَا اِنْ  
تَصِیْبُہٗ (بخاری شریف کتاب الادب باب ۵۷۵)

کئے با سکیں۔ کالج کی کمیٹی کے صدر مولانا احمد علی مرحوم اور سیکرٹری شیخ عظیم اللہ  
مرحوم ایڈووکیٹ منتخب ہوئے۔ بحیثیت پرنسپل مقرر کیا گیا۔

کالج نیا نیا قائم ہوا تھا۔ اس لیے دشمنی معاملات میں ہدایات لینے کے  
لیے مجھے اکثر اوقات حضرت لاہوری کی خدمت اقدس میں حاضر ہونا پڑتا تھا۔ ایک  
دن میں حسب معمول حضرت کی خدمت میں پہنچا تو دیکھا کہ سیکرٹریوں لوگ حضرت  
کے مکان کے سامنے جمع ہیں۔ دریافت کرنے پر معلوم ہوا کہ خفیہ پولیس حضرت  
اقدس کے گھر کی تلاشی لے رہی ہے کیونکہ کسی مغربی حکومت کو اطلاع دی ہے کہ  
حضرت کا پنجاب کی ”دشنت پسند تحریک“ سے خفیہ تعلق ہے اور ان لوگوں نے  
چند خطرناک بم حضرت کے گھر چھپا رکھے ہیں۔

حضرت کھڑے کے سامنے ایک چار پائی پر اپنے بچے حبیب اللہ اور گوگڑ میں لیے  
بیٹھے ہیں۔ میں سلام کے بعد پائنتی پر بیٹھ گیا۔ متوسل میرے بعد مینوں پولیس افسر  
دایک سکوا سپکٹر اور دو ہندو سب انسپکٹر تھے، باہر آئے اور حضرت سے کہا  
کہ مستورات جو کہ باورچی خانے میں ہیں ان کو اوپر پہنچا دیجئے، تاکہ ہم باورچی خانہ  
بھی دیکھ لیں۔

تلاشی کے بعد سکھ سب انسپکٹر نے حضرت سے کہا ”موجودی صاحب ہمیں  
ہبت افسوس ہے کہ مغربی جوئی اطلاع دی تھی۔ آپ کے گھر میں کوئی نہیں  
ہم بہت شرمندہ ہیں کہ ہم نے بلاوجہ آپ کو زحمت دی۔ ہمارے دل میں آپ  
کی قربانی عزت ہے، مگر ملازمت کی مجبوری سب کچھ کر اوتی ہے۔ اب آپ زبان  
سے کہہ دیجئے کہ میں نے تم لوگوں کو معاف کر دیا، تاکہ ہم کو اطمینان ہو جائے۔  
لہذا آپ نے ویسا ہی فرما رہا ہے۔“

انہوں نے حضرت کا شکریہ ادا کیا۔ اس کے بعد سکھ انسپکٹر نے  
حضرت سے کہا ”حضرت جب ہم نے آپ کے باورچی خانے کی تلاشی کی تو  
سب برتن خالی تھے۔ نہ آٹا تھا، نہ وال، نہ ترکاری، بلکہ کسی ڈبے میں ہلدی

کسی نہ کسی حد تک ضرور نواز رہے۔ بلا حجب و ریب اس مبارک وصفت کی بھر گیری سے اس واقعہ میں سکون وطمینانیت کی ندیاں بہہ رہی ہیں۔

حضرت لاہوری پدرانہ شفقت کا ایک حسین پیکر تھے۔ آپ کی نرم خوئی خوش کافی اور نظر لطافت آپ کے متین کسو کو مسکراتے کے لیے کافی تھے۔ آپ کی تربت کی سامنے والی دیوار پر پیشہ آپ کی سیرت کی صیغہ کا کسی کرتا ہے۔

بحکم ہے، تیری تربت پہ درد مندوں کا

تیم ہیں، تیری شفقت کو یاد کرتے ہیں دہنگ

یہ شعر لاکھوں محوروں پر دلوں کے جذبات کی ترجمانی کرتا ہے۔ یہ تمیم نواسے اور فلاسیاں گھر پر موجود تھیں۔ ان سے پوچھتے کہ آپ کے نانا جان مرحوم کس قدر شفیق تھے۔ آپ کی وفات پر بڑے بڑے حوصلہ مند انسانوں کو بچوں کی طرح انہیں بھرتے اور رونے دیکھا گیا۔

قوم کی بڑا علاقائی دین سے اعراض اور عیاشی کی دلدلاوی کو دیکھ کر آپ پورے تاجرانہ جلال سے رذائل و فحاش کے خلاف بولتے تھے۔ مگر ساتھ ہی فرمایا کرتے تھے۔

”ہم آپ کے بدخواہ نہیں ہیں، ہم تو کافروں کے حق میں بھی ہدایت کی دعا کرتے ہیں“

تماری و غفاری و قدوسی و جبروت

یہ چار عناصر ہیں، تو تمنا سے ملان

آپ کو گناہ سے ضرور لغزت تھی۔ لیکن آپ گنہگاروں کو بلا غرض ہدایت میں لے لیتے تھے۔ آپ بڑوں کو صاف کرنے کے متمنی تھے، ان کو توڑنا نہیں چاہتے تھے۔

نیک گند لاہوری جامع مسجد میں ”رحمۃ علیہم“ عزا پر تقریر فرما رہے تھے۔

قوم کی بڑوں عالی کا خیال آتے ہی آپ پر رقت طاری ہو گئی، آنسو بہنے لگے کچھ وقفے کے بعد زبان کھولی تو یہ الفاظ سنائی دیئے گئے تھے

دار ہستی کچھ سہمی، لیکن میری دیکھا گیا

بلے خبر ہنسنا کیے اور باخبر رویا کیے

افسردہ دل۔ افسردہ کندہ آنکھیں را

حیوانات پر بھی آپ کی شفقت عام تھی۔ درس قرآن میں ایک دو دفعہ آپ کی زبان سے سنا کہ کسی مجید و موزم کیڑے گئے۔ ان میں سے ایک بے گناہ تھا اور ایک قاتل تھا۔ بے گناہ خدا کاٹے سے عدل و انصاف کی اپیل کیا کرتا اور گنہگار اپنے گنہگاروں کی صفائی کے علاوہ رحم کی اپیل کرتا۔ حج نے جب فیصلہ سنا یا تو قاتل کو بری کیا گیا اور بے گناہ کو تحفہ دار پر لٹکا گیا۔ اس علاقہ کے ایک عارف بالائے ضوہ باری تھا جس میں اس حد تک کی مولا کریم کی مہر چا ہے، جواب ملا، بھگت سہیت ہمارے ساتھ اقرار، جرم کریم اور رحم کی آنکھ کرتا رہا۔ ہم نے اس پر رحم کیا۔ بے گناہ ہمیشہ عدل و انصاف کی درخواست کرتا رہا، ہم نے اس کے ساتھ انصاف سے کام لیا۔ چھٹھ ایک دن بیتے ہوئے پانی کے کنے کے رے پر بیٹھا تھا۔ اس نے ایک جینٹلی کو ایک شکا پر چڑھایا۔ تنکے کو پانی میں کھڑا کر دیا۔ جینٹلی نیچے آئے، تو ڈوب جانے اور جانے تو پریشان ہو، آخر اس تماشا کے دوران تنکا بند نکلا اور جینٹلی بھی ٹوب گئی۔ لہذا آج کے فیصلہ میں ہم نے رحم کی بجائے انصاف سے کام لیا ہے۔ اس شخص نے ہماری مخلوق پر جینٹلی، کوٹھو بھرا، آج ہم نے برہنہ انصاف اس کو تحفہ دار پر لٹکا دیا۔

حضرت لاہوری علیہ الرحمۃ یہ واقعہ بیان کر کے فرمایا کرتے، جب سے میں نے یہ سنا ہے۔ چنانچہ کے وقت بھی اگر کوئی جینٹلی نظر آجائے تو میں اس کو تنکے سے نکالتا ہوں اور اگر تنکا نہ ملے تو اپنی انگلی سے اس کو بچاتا ہوں۔

خواجہ نذیر احمد مرحوم نے بیان فرمایا کہ حضرت لاہوری ایک دفعہ کسی جلسے میں شمولیت کے لیے احاطہ میں پہنچ گئے گاؤں پر سوار ہونے سے پہلے خیال آیا کہ حیرت جہرے میں چڑیوں کے گھونسلے میں اور میں دروازے، کھڑکیاں اور روشندان بند کر کے آیا ہوں لہذا آپ نے فوراً جلسے کے منتظر کو تارویا کر میں اس گاڑی کی بجائے اگلی گاڑی پر اٹھ اٹھ آؤں گا۔ اس پیشین سے واپس آکر آپ نے مدفن دان کھولے

اور پھر دوسری گاڑی پر سوار ہو کر تشریف لے گئے۔

ہم نے نظر اختصار حضرت مولانا کے باقی فضائل و محاسن کو با تفصیل بیان نہیں کرتے بلکہ چھ مقامات و ولایت جو کہ آپ کے علمی و عملی کمالات پر قدر سے جس وقت کتاب لکھی گئی ہے اس میں تقریباً سو صفحات آپ کے عماد کے لیے مختص ہیں اور کوئی عنوان بھی ایسا نہیں ہے جس کو آپ کی زندگی کے واقعات سے مدلل اور مستند بنایا ہو لیکن افسانہ محمد، آسمان نوازی، پاکیزگی، فطرت، امانت، احسان برحق، طلب رضا کے اور علاوہ ان سب عام صفحات حسنہ کا تذکرہ اخلاقی حمیدہ کا ایک جہن ناز ہے جس کے مطالعہ سے ایمان کی کیفیت میں نورانیت اور جذبہ عمل میں ایک انقلاب پیدا ہوتا ہے۔

### مقام والدہ

يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ مَنْ اَبْرَأَ قَالَ اُمِّيْكَ - فَكُلْتُ ثَمَّ مَنْ  
قَالَ اُمِّيْكَ فَكُلْتُ ثَمَّ مَنْ - قَالَ اُمِّيْكَ - فَكُلْتُ ثَمَّ مَنْ  
قَالَ اَبَاكَ ثُمَّ الْاَوْثَرُ قَالَ الْاَوْثَرُ (ترمذی 'ابوداؤد')

ترجمہ

ایک صحابی نے عرض کیا - یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں سب سے زیادہ کس سے نیکی کروں - فرمایا - اپنی ماں سے۔  
عرض کیا - پھر کس سے - حضور اکرم نے فرمایا - اپنی ماں سے - پھر عرض کیا - پھر کس سے - فرمایا - اپنی ماں سے۔  
پھر اس نے پوچھا کس سے تو فرمایا - اپنے باپ سے، پھر فرمایا رشتہ داروں سے - بعد میں دوسرے رشتہ داروں سے۔

فارسی، اردو اور ہندی کے وہ اشعار اور مصرع  
جو حضرت علیہ الرحمۃ کی مبارک زبان سے درج قرآن  
یا خطبہ میں بے ساختہ نکل جاتے تھے

### مصرع

- ۱۔ بے میوہ ز میوہ رنگ گبرو  
ترجمہ - میوہ میوہ سے رنگ لیتا ہے۔
- ۲۔ او خوشتر گم است کرا دہری کند -  
ترجمہ - جو خود رست سے بھٹک گیا ہو، وہ دوسروں کی رہنمائی کیسے کر سکتا ہے۔
- ۳۔ بے ادب محروم گشت از فضل رب -  
ترجمہ - بے ادب پر محروم گشت از رحمت سے محروم رہتا ہے۔
- ۴۔ نمد شاخ پر میوہ سر بر زمین -  
ترجمہ - وہ شاخ جو چمیل دار ہو، وہ زمین کی طرف جکتی ہے۔

### اشعار

- ۱۔ تھی دستار قسمت را چہ سود از دیر کامل  
کو خضر از آب حوٰی نقشے آرد کند را

ترجمہ - جو لوگ تقدیر کے اعتبار سے بد نصیب ہوں ان کو دیری کی صحبت سے بھی کوئی فائدہ نہیں ہوتا مثل مشہور ہے کہ کند را نظم کو خضر علیہ السلام کی رہنمائی کے باوجود آپ حیات کا چشمہ دریافت نہ ہو سکا۔

۲۔ صدمے میں تیرے ساقی مشکل آسان کر دے

ہستی مری مٹا دے۔ خاک بے جان کر دے

۳۔ خاکسارانِ جہاں را بختِ ازلت منگر

تو چہ ذاتی کردیں گردِ سوار سے باشد

ترجمہ۔ دنیا کس نوا، دلدیش لوگوں اور سادہ پوش مایہ نیکوں کو نفرت کی نگاہ سے

مٹ دیکھتے تھے کو کیا خبر ہے کہ اس گروہ میں کوئی محبوبِ خدا بھی ہو۔

۴۔ بندہ آمد از برائے بندگی

زندگی بے بندگی شہرِ بندگی

ترجمہ۔ انسان کو دنیا میں خدا تعالیٰ کی عبادت کے لیے بھیجا گیا اگر زندگی بسر کرنے

والا مسموٰۃ حقیقی کی بندگی کی اہمیت نہیں جانتا تو ایسی زندگی باعثِ شرم ہے۔

۵۔ ایں سعادت بزورِ با زونیت

تا نہ بخشند خدا کے بخشندہ

ترجمہ۔ یہ خیر و عین انسان کی اپنی محنت کا نتیجہ نہیں۔ یہ خدا کے آداب کی عطا ہے۔

۶۔ رنگی کو نارنگی کہیں، درود کے لئے کوکبا

چلتی کو گاڑی کہیں دیکھ کر اویا

۷۔ قال را بگذار مردِ حال شو

پیش مردے کاٹے پاؤں شو

ترجمہ۔ زبان سے اظہارِ محبت کو ترک کر دے تیزی حالت ہی سے صاحبِ فرست

معلوم کرے کہ تو یا والہی میں مستغرق ہے۔ اور اس عقیدہ باندہ کیفیت کی طلب

ہے۔ تو کسی مردِ کامل کی صحبت میں ملاپ صادق بن کر زندگی بسر کر۔

۸۔ یک زمانہ صحبت با اولیاء

مہتر از صد سالہ طاعت ہے یا

ترجمہ۔ اولیاء اللہ کی صحبت میں کچھ وقت گزارنا ہزار سال کی طاعت سے اولیٰ تر ہے۔

۹۔

دوستاں را کجا کئی محسوسم

تو کہ با دشمنانِ نظر داری

ترجمہ۔ اے ربِّ کرم۔ تو اپنے چاہنے والوں کو رحمت سے محروم نہیں رکھتا نیز تو دوستوں

ازلی سے کہ تو مخلوق میں اپنے نافرمانوں کو بھی رزقِ عطا فرماتا ہے۔

۱۰۔

جان دی دی ہوئی اسی کی تھی

حق تو یہ ہے، اگر حق ادا نہ ہوا

۱۱۔ خلافتِ پیغمبر کے راہ گزید

کہ ہرگز بمنزل نہ خواہ رسید

ترجمہ۔ جو شخص رسولِ پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت کے خلاف کوئی عمل کرتے وہ کسی

صورت میں اپنے پروردگار کی خوشنودی حاصل نہیں کر سکتا۔

۱۲۔

چشم بند دگوش بند دل بند

گر نہ بینی سرِ حق بر ما بخند

ترجمہ۔ آنکھیں بند کر دو، لالچیں کھوم سننے کی عادت چھوڑ دو اور اسی تباہی یا توں کو

کہنا ترک کر دو اور نہایت توجہ سے ذکرِ الہی میں مشغول ہو جاؤ، اگر اس سبکی کا

نتیجہ دیدارِ الہی پر پہنچ نہ ہو تو میری نصیحت کو بے شک بے سود جانو۔

۱۳۔

واسے ناکامی متاعِ کارواں چٹا رہا

کارواں کے دل سے صاحبِ نیاز بٹا رہا

۱۴۔ آنچہ خیراں را کند رو بہ مزاج

اعتیاج است، اعتیاج است، اعتیاج

ترجمہ۔ شہروں جیسے غیور انسان کو جو خوشامدی بٹاتی ہے وہ غفلتِ مغلی اور

غریبی ہے۔

۱۵۔

دایرِ ہستی کچھ سہمی۔ لیکن یہی پایا گیا

بے خبر ہشتے رہے اور باخبرِ رویا کئے

## حضرت علیہ الرحمۃ کا ہم عصر بلند پایہ شخصیتوں سے تعلق

آدمی کو یہ سمجھا کہ آپ جمعہ چرماعیں، آپ نہ اس کے جواب میں فرمایا کہ میں جمعہ چڑھنے کے لیے آیا ہوں۔ لہذا حضرت شرفیوری علیہ الرحمۃ نے خود اکر آپ کو نماز جمعہ، وعظا اور خطبہ کے متعلق فرمایا۔ لہذا آپ نے نماز جمعہ پڑھائی۔ واپسی پر حضرت مرحوم نے آپ کے لیے کار کا انتظام کیا حضرت لاہوری فرمایا کرتے تھے۔ خدا جانے شرفیوری میں کار کہاں سے آگئی۔ مطلب دعواں شیر ربانی رحمتہ اللہ علیہ نے ڈرائیور کو سات روپے دے کر فرمایا کہ مولانا کو مسجد کے دروازے پر آنا رہیں۔ کیونکہ کمان کو واپس جا کر قرآن پاک کا درس دینا ہے۔

**حضرت علامہ محدث عصر مولانا انور شاہ کا شمیری** حدیث موصوف علیہ الرحمۃ کے مولانا کو دیکھ کر معلوم ہوتا تھا کہ ہم قضا کی نبوی می کی تک بس کا مطالعہ کر رہے ہیں۔ عام عادات، اطوار یکہ سر پہ پاؤں تک سنت نبوی کریم کا رنگ غالب تھا۔ دوران پانچ سو صنعتی کا مطالعہ فرماتے۔ لیکن نہایت تعلیم اور ادب آپ پر غالب ہوتا تھا۔ یہ وہ عاشق سنت تھے جن کے متعلق فکر و محنت قابل نہ فرمایا تھا۔ ۵

نگاہ مرد مومن سے بدل جاتی ہیں تقدیریں  
آپ جب لاہور تشریف لاتے تو حضرت لاہوری کے ہاں قیام پذیر ہوتے۔  
**حضرت مولانا مفتی** مجاہد کبیر حضرت مدنی علیہ الرحمۃ حضرت لاہوری کے ساتھ دلی رابطہ رکھتے تھے۔ آپ دعوۃ حدیث کے اہتمام پر بلا اعلیٰوں میں علامہ کو سند فراغت دے کر فرمایا کرتے تھے۔

”علم کی تحصیل آپ نے آٹھ سال دیوبند میں رہ کر لیکن آپ کی تکمیل حضرت مولانا احمد علی صاحب کے دورہ تفسیر میں ہوگی۔ اللہ کا ایک شہر لاہور کے دروازہ شیر افرو میں بیٹھا ہوا۔ اللہ کی ضروری سے کائنات کے دل سحر کرنے میں مصروف ہے۔ وہ اللہ کا ایسا بندہ ہے کہ اس کے درس قرآن میں شمولیت جنت کی ضمانت ہے۔“  
یہی وجہ تھی کہ حکیم الامت علامہ تاجی محمد طیب اور علامہ ابوالحسن ندوی مظلہ العالی

ہم اس موقع پر ان ممتاز اور مبارک شخصیتوں کا ذکر کر رہے ہیں۔ جو تہذیبی مکانی کے باوجود سید العارفین حضرت لاہوری سے قلبی طور پر منسلک رہے۔ یہ لوگ اپنے زمانے کے اپنے اپنے مقام پر خاص و عام نگاہوں میں وجد العصر تھے۔ اور ارشاد نبوی کے مطابق یہی لوگ برابر رہا کرتے۔ **خیر الناس من اتقوا الله**۔  
یلتاس۔ بہترین انسان وہ ہے، جو بس سے زیادہ لوگوں کو نفع پہنچائے۔

حضرت علیہ الرحمۃ کی زندگی خود فیوض و برکات کا سرچشمہ تھی۔ اس کی سوتیں عرب و عجم تک وسیع تھیں اور آپ کے حلقہ احباب میں وہ نامور و ننگہ مردان حق آگاہ تھے۔ آج کے باقیات الصالحات کا قیام قیامت تا بندہ اور درخشندہ رہیں گے۔ انہیں لوگوں کے دم قدم سے اس عہد میں نیز اسلام کی کریم عالم ناسوت کے کونے کونے میں پہنچیں۔ وہ لوگ صاحب حال تھے۔ ان کے دلی واردات تا عید ایزدی کی خصوصی رحمت و رافت کا نتیجہ تھے۔ ان کے دائرہ رشد و ہدایت سے خلق خدا متفیض ہوتی تھی۔ ان میں سے چند کے متعلق کچھ اور ذکر کیا جاتا ہے۔

**قطب دوران حضرت میاں شیر محمد شرفیوری** خاندان انقشہ بندہ کے سرخیل خاندان انقشہ بندہ کے سرخیل  
میاں شیر محمد نور اللہ مرتدہ اکثر و بیشتر حضرت لاہوری علیہ الرحمۃ کے درس قرآن میں تشریف لاتے اور فرماتے: مولانا احمد علی صاحب اللہ تعالیٰ کا نور ہیں۔ میں شیر افرو کی طرف نگاہ کرتا ہوں تو یوں محسوس ہوتا ہے جیسے فرخس زریں سے لے کر عرش بریں تک نور کی قدسیں روشن ہیں اور دنیا کو منور کر رہی ہیں۔

حضرت لاہوری اکثر فرماتے تھے کہ ”پنجاب بھر میں حضرت شیر ربانی علیہ الرحمۃ کا کوئی مثیل نہیں۔“ ایک دفع جب آپ شرق پور تشریف لے گئے۔ جمہ مبارک کا دن تھا۔ آپ مسجد میں خاموش بیٹھے تھے کہ حضرت شرفیوری علیہ الرحمۃ نے ایک

تو آپ نے منبر سے اتر کر ایسا جنازہ لے کر شاہی کوچ میں کیا۔ لیکن شاہی تیزی سے غراب میں پہنچا اور اپنے سر مبارک کا رومال آٹا کر حضرتؑ کے تہذیب میں بچا دیا۔

**حضرت داؤد غزنویؒ** | امیر علیؑ کی وفات میرے لیے انتہائی صدمہ کا باعث ہے۔

مرحوم ملک کے ممتاز ترین علما میں سے تھے۔ ان کے سامنے ارتحال سے طبیعت اسلامیہ کو جو نقصان پہنچا ہے وہ ناقابل تلافی ہے۔ مرنے والے مرحوم نے توحید و سنت کی اشاعت اور بدعات کو مٹانے کے لیے جو کالیف برداشت کی ہیں، آج کے نوجوان علماء ان کا قصور بھی نہیں کر سکتے۔ جب تک انگریز و باہر جوم نے انگریزی استعمار کے خلاف جہاد جاری رکھا اور اس راہ میں تمام مصائب کو خندہ میخانی سے برداشت کیا۔ میں نے انہیں ہر مرحلہ پر خاص اور مہر و رشتی پایا۔

آج طبیعت اسلامیہ ایک عالم باعمل، مجاہد فی سبیل اللہ، عابد و زاہد و علوم و قرآن کے مبلغ و منبر سے محروم ہو گئی ہے۔ دعا ہے کہ حق سبحانہ تعالیٰ مرحوم کو اپنے جوار رحمت میں جگہ دے۔

**علامہ ڈاکٹر محمد اقبال علیہ الرحمۃ** | انجمن حمایت اسلام لاہور کے وقت فوت تھا

کو حضرت لاہوری کے کردار اور سیرت کے مطالعہ کا موقع فراہم کیا۔ علامہ مرحوم کا ایک ذہن دل توحید و رسالت اور مقامات و ولایت کا جائزہ لینے کا مافوق الفطرت ملکہ رکھتا تھا۔ ادھر حضرت لاہوری کو خانہ کائنات نے ان فطری اور وہی عطیات سے نوازا تھا کہ آپ عبد حاضر کے بیک وقت مفسر، مفسر، فقیر، مجاہد فی سبیل اللہ، خطیب اور مرشد روشن ضمیر تھے۔

ہم اس وقت خواجہ نذر اللہ مرحوم کا بیان کردہ واقعہ تارکین کرام کے سامنے پیش کرتے ہیں جس سے معلوم ہو جائے گا کہ اہل اسلام کا حکیم و فیلسوف حضرت لاہوری کے ساتھ کس قدر عقیدت رکھتا تھا۔

جیسا اصحاب فکر و نظر آپ کے دورہ تعبیر کی شمولیت سے مستفیض ہوئے اور آسمان نقابت و روحانیت پر مہر و ماہ بن کر چکے۔

**حضرت رائے پوریؒ** | حضرت عبدالقادر راہبڑیؒ پھوٹ پھوٹ کر رونے لگے اور عالم بے قراری میں فرمایا کہ مجھ کو لاہور لے چلو۔ لیکن ڈاکٹر کا مشورہ مانع ہوا۔ آپ

نے لہذا حضرت نامہ بھیجا۔

”حضرت اقدس سیدی مولائی احمد علی نور اللہ مرقدہؒ کی خبر وصال سن کر سخت صدمہ ہوا۔ حضرت مرحوم بہت ہی بڑے بزرگ اور اولیاء اللہ میں سے تھے۔ ہمیں اس بات کا شدید صدمہ ہے کہ وہ ہم سے اوچل ہو گئے۔ مگر کیا کریں۔ یہ بات ایک ذہین و سب کو پیش آنے والی ہے۔ سب کو سی راز سے گزر کر اپنے مولائے حقیقی کے ہاں حاضر ہونا ہے اور محل بقا جس کے بعد فراق نہیں۔ اس کے واسطے اس راستے سے گزرنا ناگزیر ہے جو تعالیٰ ہم کو بھی خاص انصاف سے قرب سے نوازے اور اپنے بزرگوں کے نقشب قدم پر چلنے کی توفیق ارزان فرمائے“

**امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ** | حضرت شاہ جی مرحوم نے

فرمایا کہ آپ کے شیخ کا رتبہ کا عرض کروں۔

”ایک سو سال پہلے اور ایک سو سال بعد تک مجھے ان جیسی کوئی شخصیت نظر نہیں آتی“

شاہ جی مرحوم فرمایا کرتے تھے کہ میں اور کسی کے تھکاؤ کا قائل نہیں ہوں۔ لیکن حضرت لاہوری کے تھکاؤ کا ضرور قائل ہوں۔

اور حضرت لاہوریؒ بھی امیر شریعت پر دل و جان سے عاشق تھے۔ ایک دفعہ منبر پر کھڑے کھڑے حضرت لاہوریؒ نے دیکھا کہ شاہ جی مرحوم مسجد میں بغیر صف کے بیٹھے ہیں۔



حضرت لاہوری علیہ الرحمۃ نے ایک دفعہ علامہ مرحوم کے متعلق فرمایا کہ جب ہمارے حضرت سید تاج محمود ائمہ کو لاہور تشریف لائے تو آپ کی چار پائی رات کو تالاب کے پاس بچائی گئی۔ بھری کے وقت جو سب سے پہلے آپ کی چار پائی کے پاس زانوئے ارادت تکر کے بیٹھا وہ علامہ کو اکثر محل اقبال مرحوم تھے۔

### حضرت لاہوریؒ کی فیوض و برکات کی مختصر

حضرت لاہوریؒ کا حلقہ احباب و متوسلین سات براعظموں تک پھیلا ہوا تھا۔ ہم اس سلسلہ چند شاخہ کے نقل کرنے کے بعد دنیا کا نقشہ پیش کرتے ہیں تاکہ آپ کو حضرت کے فیوض و برکات کی دستوں کا صحیح اندازہ ہو سکے۔

حضرت مولانا لاہوری قدس سرہ العزیز اگست ۱۹۱۶ء کو ریشی خٹھوکا نیشن کے انکشاف کے سلسلے میں ایک باغی کی حیثیت سے گرفتار ہوئے اور مختلف جیلوں میں اسیری کے ایام بسر کر کے لاہور میں چند شرائط اور باندیوں کے ساتھ رہ گئے۔ فرنگی حکومت کے اس باغی و داعی مرید نے لاہور کے ام القریٰ میں نصعت صدی درس قرآن حکیم کی مشعل جلا کر اسلامیان عالم میں وہ نام پیدا کیا کہ آپ اپنے وقت کے ممتاز ترین مفسرین میں شمار ہونے لگے۔

قرآن مجید کے دروس سے کون کون مستفیض ہوئے۔ اس کا علم خداوند عالم کو ہی ہے۔ مگر انھن خدام الدین شیر نوالہ کے رجحانات جن کے مندرجات اس مرد حق نگاہ کے خود دست مبارک کی جنبش قلم کا نتیجہ ہیں، سے پتہ چلتا ہے کہ ہندو پاک کے تمام شہروں، قصبوں اور قریوں میں سے علم دین کے پیاسے شیر نوالہ کے چشمہ صافی سے کوئلہ و دھان کی تشنگی بجھاتے رہے۔ راقم الحروف نے ان علامہ کرام کے تھراپی پتے خود اپنی آنکھوں سے چمے، جو حضرت سے سندات فرخندہ حاصل کر کے گئے۔ اب ہم بیرونی ہمالیہ سے آنے والے حضرت کی فرست میں سے چند ایک بزرگوں کے نام مع پتہ درج کرتے ہیں۔

خواجہ نذیر احمد مرحوم نے علامہ اقبال مرحوم کے خصوصی حلقہ احباب کے ممتاز مہر تھے اور ادھر حضرت لاہوریؒ پر جان و دل سے فدا تھے۔ ارشاد فرمایا کہ حکومت بھائیہ کے نصف النہار کے موقع پر مغربی تہذیب کا عروج اس حد تک بڑھ گیا کہ بڑے بڑے گھرانے اسلامی روایات کو فراموش کر چکے تھے۔ یہ سیکرلا اور کاپیلا ایسے لوگوں سے آباد تھے، جن کو مذہب اسلام سے صرف پینارشی اعتبار سے تعلق تھا ورنہ وہ فیصد ان کا معاشرتی اور تمدنی رجحان مغربی تہذیب کے اثرات کو قبول کر چکا تھا۔ نوبلین طبیب کی شہناز روز زندگی میں اسلامی اقدار کا ذوق بالکل مفقود ہو چکا تھا۔ لہذا ہم نے اس لادینی کے طوفان سے مسلم قوم کے نو نماؤں کو بچانے کی یہ تجویز سوچی کہ چند ماہ میں تمام کالجوں کے مسلمان نوجوانوں سے انگریزی اور عربی مل کر ان سے وعدہ لیا جائے کہ وہ علامہ اقبال علیہ الرحمۃ کے ہاتھ پر بیعت ہو جائیں، تاکہ ان کے قلوب مغربی زہریلے اثرات سے محفوظ رہیں۔ تقریباً تین ماہ کی جدوجہد سے ایک فرست تیار کی گئی اور ہم چند احباب علامہ مرحوم کی خدمت اقدس میں حاضر ہوئے تہذیب نوی کے سیلاب کی روک تھام کا سسٹم ہوتا رہا اور علامہ مرحوم نہایت دردمندانہ انداز سے شامل گفتگو رہے۔ مگر جب ہم نے اپنی تجویز پیش کی تو آپ نے نوجوانوں سے بیعت لینے سے انکار کر دیا۔ ہم نے برحفاظہ آپ کو مجبور کرنے کی کوشش کی مگر آپ نے اپنے موقف سے ایک انچی انگوٹھ نہ کیا۔ آخر کار علامہ مرحوم نے فرمایا کہ میں نہیں بیعت کا منکر نہیں ہوں۔ بلکہ اس تجویز سے جو جامعیت میں پختہ الحلقہ وکان پیدا ہوتا ہے، اس کا ہر دل و جان فائل ہوں۔ لیکن میں آپ کو اپنے سے بہتر شخصیت کا پتہ دیتا ہوں۔ کیونکہ میں برسوں سے ان کے کردار، حریمت، عظمت، اخلاص اور مصلحتی تہذیب کا بغور مطالعہ کر رہا ہوں۔ میری تعزیرت کا فیصلہ ہے کہ اس روحانی اور علمی قیادت کی اہمیت حضرت مولانا احمد علی صاحب میں بدرجہ اتم موجود ہے۔ اب ابا محفل نے چند ساعت کے بعد اسی فیصلہ پر اتفاق کیا اور حضرت لاہوری علیہ الرحمۃ نے نماز عشاء کے بعد گرجاویٹ حضرت کے لیے درس قرآن کا کام جاری فرمایا۔

کویت، عربیہ گت، ایڈیٹر ماسکونوز۔ (دوس)  
 قاری محمد شفیع صاحب، پوسٹ آفس نمبر ۱۳۲۲۔ ابو ذبی  
 امیر حواہد، ۸۸ پریمیر، ولیٹ ٹنڈن پارک، لندن۔  
 مسقط عمان، انگلک کالج، اسٹریٹیا، کینیڈا کے محمد اوروں کے پتے بھی رجسٹر  
 میں درج ہیں۔

تیسرا شاہد :- حضرت لاہوری کے فرزند اکبر حافظ حبیب اللہ مرحوم مبارک  
 کی مدنی ۱۹۲۷ء سے اٹھائیس سال تک مکہ معظمہ اور مدینہ منورہ کی محکومی فضاؤں  
 میں تعلیم رہے۔ مسجد نبوی، باب صلیق میں بیٹھ کر درس قرآن حکیم کا فریضہ ادا  
 کرتے رہے۔ حج کے ایام میں مکہ معظمہ تشریف لاتے اور کعبۃ اللہ، زادہ اللہ خرفنا  
 کے سامنے بیٹھ کر درس دیا کرتے۔ ان کے دوس ارشاد و ہدایت میں تمام مسلمان  
 ممالک کے حجاج کرام وقتاً فوقتاً حاضر ہو کر مستفیض ہوتے اور اس طرح سے آپ  
 کے مہر ولایت کی کرنیں تمام مسلمان اسلام کے قلوب و ادواح کو منور کرتیں۔

چوتھا شاہد :- محرم جناب پرنسپل علامہ عبدالعزیز صدیقی دکن چاند  
 پنجاب یونیورسٹی لاہور کی شہادت ہے کہ میں نے مغربی ممالک کی سیاحت کے  
 دوران نہایت اہم مراکز میں حضرت لاہوری علیہ الرحمۃ کے شاگردوں کو درس قرآن حکیم  
 میں مشغول پایا۔

پانچواں شاہد :- ہم دنیا کے نقشے میں ان مقامات کی خصوصی علامات سے  
 نشانہ دہی کرتے ہیں۔ جہاں آپ کے علم و عرفان کی بارسش ہوئی اور اب بھی ہو  
 رہی ہے۔

- ۱۔ حاجی محمد معروف، ضلع طرنان (مکہ چین)
- ۲۔ مولوی حاجی عبدالغیر صاحب، ضلع طرنان (مکہ چین)
- ۳۔ مولوی عبداللہ صاحب، بنارہ (ترکستان)
- ۴۔ مولوی محمد اسحاق صاحب، جلال آباد (افغانستان)
- ۵۔ مولوی عبداللہ صاحب، (مکہ تبت)
- ۶۔ مولوی محمد ضعیف صاحب ساکن ڈربن، (جنوبی افریقہ)
- بعض علماء ضلع اکلیاب (برما)
- ۷۔ مولوی عبداللہ صاحب ولد حاجی اداع نورع (ملائی)
- ساٹرا، پورٹ لوئیس، جزائر مارشلس کے علماء کو بھی شامل درس ہوئے۔
- ۸۔ مولوی یار محمد صاحب، شہر زاهدان (ایران)
- تقریباً پانچ ہزار علماء کرام کو روزہ لغویہ کے سلسلے میں آپ کے ہاتھ شرف تلمذ حاصل ہوا  
 دوسرا شاہد :- "ہفت روزہ خدام الدین" کے اجراء پر حضرت شیخ التفسیر  
 فرطاحمان مندی سے مسودہ جو کہ فرمایا کرتے تھے کہ اللہ تعالیٰ نے ہفت روزہ جاری  
 کر دیا کہ انجن خدام الدین سے وہ کام لیا ہے، جو اس سے پیشتر نہیں لیا تھا۔ حالانکہ  
 انجن مذکورہ کتاب وسنت کے احیاء و فروغ کے لیے ہزاروں روپے سالانہ خرچ  
 کر رہی تھی۔ یہ مبارک اور موثر جریدہ مولانا کی زندگی میں ہی شہرت عام اور کائنات  
 دوام حاصل کر گیا تھا۔ تمام شہروں میں نیوز ایجنسیاں اس کی خریداری نہیں لے سکیں  
 کابل، جیلوں اور مدارس عربیہ میں بڑے شوق سے پڑھا جاتا تھا۔ کس کی  
 قبولیت عام کا یہ عالم تھا کہ حضورؐ سے ہی عرس میں اس کی طباعت سترہ ہزار روپے  
 پھر چونتیس ہزار تک پہنچ گئی۔ یہ پرچہ مندرجہ ذیل بیرونی مقامات پر بھی بھیجا جاتا ہے۔  
 نقل رجسٹر "ہفت روزہ" خدام الدین

مسعودی عرب، مکہ معظمہ، مدینہ منورہ (حضرت مولانا حافظ محمد اسحاق صدیقی صاحب)  
 (مولانا حافظ حبیب اللہ مرحوم مبارک کی مدنی)

## خط کی نقل

یہ خط جو بطور رسالہ نامہ کے ہوتا تھا۔ دورۂ تفسیر کے تمام فارغ علمہ کو بھیجا جاتا اور ان کی طرف سے جواب حاصل کیا جاتا۔

۱۔ کیا آپ در کس قرآن مجید دیتے ہیں؟

۲۔ در کس کتب سے جاری ہے؟

۳۔ در کس کے اوقات؟

۴۔ ماہ ذی ہجرت میں در کس قرآن مجید کے کس حصے سے شروع کیا گیا اور کہاں ختم ہوا؟

۵۔ حاضرین کی تعداد، تعینات اور اوسطا کتنی رہی؟

۶۔ حاضرین زیادہ تر کس طبقہ سے تعلق رکھتے ہیں؟

۷۔ کیا در کس قرآن مجید میں لوگوں کی غلطی پر بھی یا کم ہو رہی ہے؟

کہ انجیلیت

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا أَفْشُوا السَّلَامَ وَأَطِيعُوا الطَّعَامَ  
وَصَلُّوا بِالْقَبِيلِ وَالْمَنَاسِ نِيَامًا - تَدَخَّلُوا الْجَنَّةَ  
بِسَلَامٍ -

(قرمندی)

ترجمہ

لوگو! آپس میں ایک دوسرے کو کثرت سے سلام کیا کرو۔ مسکینوں  
غریبوں کو کھانا کھلایا کرو۔ جب لوگ رات کو سو جائیں۔ تم نماز پڑھا  
کرو۔ سلامتی کے ساتھ جنت میں داخل ہو جاؤ گے۔



## حضرت لاہوری علیہ الرحمۃ چند مشاہیر اور صلیائے اُمرت کی نظر میں

- ۱۔ محدث اعظم حضرت مولانا عبد اللہ در خواستی مدظلہ العالی۔  
جلال و جمال نبوت کے انوار جو عہد رسالت سے منتقل ہوتے آ رہے  
تھے، حضرت لاہوریؒ ان کے یقیناً حامل تھے۔
- ۲۔ مولانا سید ابوالحسن علی ندوی مدظلہ العالی۔ مولانا صاحب لاہور آئے  
یا لانے گئے تو تن نہا تھے۔ اور ایک بدبخت کے نیچے بیٹھ کر دس قرآن  
کا آغاز کیا تھا۔ لیکن جب اس شرم کو داغِ مفارقت دیا، تو خدا کے لاکھوں  
بندے سو گوار ان کے فراق میں اٹکنا نہ تھے۔
- ۳۔ مولانا قاضی قسّم الدین گوہر انوار لدھیانوی صاحب دہلی ہستی کا مبارک ذکر،  
حضرت ان لوگوں میں سے تھے، جن کی شان میں وارو ہوا۔ اذاعا ذکر اللہ،  
ہو قوم لا مشقی! بہو جلیسہو (حبیب ان پر نظر پڑے، تو  
خطا یاد آئے۔ یہ وہ لوگ ہیں، جن کا ہر نفس بھی سعادت مند بن جاتا ہے۔)  
الغرض! مولانا پاکیزہ اخلاق، نیک سیرت، سخی النفس، ایمان نواز، ذکر اللہ  
میں ہمہ وقت مشغول، حق گو، طبع متوکل علی اللہ، متبع سنت، اصلاحی  
کلمۃ اللہ میں سامعی، ولی اللہ، صاحب کشف و کرامات۔
- ۴۔ مولانا غلام غوث مزاروی۔ قطبِ زمان حضوتِ مولانا  
احمد علی رحمۃ اللہ تعالیٰ میں اگر سو سال بھی حضرت لاہوریؒ کے پاس  
رہوں، تو مجھ کو ان سے کوئی نسبت نہیں ہو سکتی۔ جب آپ مجھ کو بارگاہِ  
سجد میں تشریف لاتے، گویا ایک فرشتہ آگیا ہے، ہمارے مسجد بقعہ نور بن

جاتی، بلکہ نور علی نور کا سماں بندھ جاتا۔

۵۔ حضرت مفتی جمیل احمد نقوی صاحب رحمۃ اللہ علیہ ایک مجاہد اہلسنت و حق تعالیٰ نے موسیٰ علیہ السلام کی کافر سے بروزش کی طرح ایک طرح کر لے سے ایک پیر متعصب کیا۔ اسلام بخشا، نیکی و تقویٰ بخشا، خدمت دین کا جذبہ بخشا، لیے سرد سامانی میں ایمانی حوصلہ بخشا، لیے دینگی میں ہر دوسلمنا و شہان اسلام اور تمام غیر مسلمین کے لیے سید پر ہوئے کا جذبہ بخشا علم نامہ جہالت کے لیے درس قرآن سے جہاد کا حوصلہ بخشا، یہی پیر حضرت مولانا احمد علی لاہوری کے نام سے تمام ملک کے انفق پر چکا۔ چاروں طرف کے جہادوں میں دن رات تاوقات متنبہ رہا اور حق تعالیٰ کی رحمت کاملہ نے وہ قبول بخشا کہ سوسالہ جہاد اور پنجاب کفر و شرک اور بدعت کی غلطیوں سے نکل کر شیرالواری کے مرکز میں توحید خالص، اتباع سنت اور اولیاء کرام کی محبت کے انوار سے منور ہوئے لگا۔

۶۔ ڈاکٹر علامہ خالد محمود صاحب رحمۃ اللہ علیہ عصر حاضر کے زعیو اسلاماء شیخ تعمیر مولانا احمد علی علیہ الرحمہ اپنی ذات میں ایک شخصیت نہیں، ایک ادارہ تھے۔ ایک واقعہ نہیں ایک تاریخ تھے، آپ کی دعوت قرآن پاک کی پکار اور آپ کی محبت ایک مجاہد لٹکار تھی۔ آپ میں نظروں کو علم و عمل، تقویٰ و ذکر اور محبت و سیاست کے گرافتد ر جو ہر بیک قالب جمع تھے۔ فضائل اخلاق کے بر موتی علم و علم و توحید و توحید دیکھے جاتے ہیں، لیکن ان کا شیرازہ ایک شخصیت میں شاید وہ پاید۔

۷۔ سید ڈاکٹر محمد عبداللہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ حکمت و فیاضی کا نام نہاد عظیم تبلیغ میں مولانا کے نزدیک ضرورت سے زیادہ سخت گریز نہایت ایک نہ تھا، فرمایا کرتے تھے۔ دین سے وابستگی ذات باری تعالیٰ کا انعام ہے وہ جیسے جتنا ہے، اس کے دل میں عقیدہ رائج پیدا کر دیتا ہے۔ لیکن

۸۔

۸۔ عقائد کی اشاعت اور اخلاق کا مضامین کی تربیت کے لیے نبی مبعوث ہوئے۔ مولانا کا ارشاد تھا کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا طریقہ تربیت گیسٹر اور مدیج تھا، قرآن مجید نے حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کی صفت خاص یہ بتائی ہے کہ ان میں عظمت اور سخت دینی ذہنی، مولانا علیہ الرحمہ کو دیکھا گیا ہے۔ ان کے ارشادات میں بھی تالیف قلب اور شفقت کا پہلو بہت نمایاں ہوتا تھا۔

۸۔ علامہ نور محمد صابری صاحب رحمۃ اللہ علیہ مولانا احمد علی مرحوم، شیخ الاسلام مولانا حسین احمد مدنی خاتم المذہبین مولانا سید انور شاہ کو دیکھ کر اور ان کی چلتی پھرتی زندگیوں کو دیکھ کر مجھے وہ اسلام ملا جو آج کی بد اعمالیوں کے اخیر حیلوں میں تقریباً گم ہو چکا ہے۔ مولانا اپنے زمانے میں سیرت اقدس کے مبلغ جدید تھے۔ اس لیے ان میں انقلاب کا جلال، سائیکس کا جمال اور زفر شامی کا مزاج شامل تھا۔

۹۔ آغا شورش کا شمیری مرحوم، مولانا احمد علی علاقے حق کی سی جامعیت کے فرد تھے، جن کا تعلق جہاد و فدا اور زکوٰۃ و نکر کے اس سلسلے سے تھا جو مجدد اصف ثانی سے نسبت مخصوصی رکھتا تھا جس کے سرخیل شاہ ولی اللہ تھے جس کی نیوسید احمد اور شاہ اسماعیل شہید نے اٹھائیں، جس کی شاخیں ۱۸۵۵ء کے جنگ کمرہ ہائے دارورسن سے پھوٹیں۔ وہ مثلاً ولی اللہی غنی کے پتا تھے۔ اس درخت ہی کا ایک پھل تھے، جو مولانا محمد قاسم نانوتوی اور مولانا رشید احمد گنگوہی جہاد ائمہ تھے ان کے اگایا۔ شیخ المذہب کے ہاتھوں میں پروان چڑھا اور ان کے نیک آفٹس جانشینوں نے سرسبز کیا۔

۱۰۔ جناب محمد اسحاق بھٹی (دلیل حدیث) ۱۷۰۴ ہجری تھافت اسلامیہ لاہور نے "چند تاثرات و چند مشاہدات" میں یہ قلم متوسط جسم، نورانی چہرہ ایسی دانشمندی و روشن آنکھیں ذہانت کی آئینہ دارا چلیں تو عالم دین و تار کے حامل یوں تو قوی برسانیں، صاف ستر انگر سید لباس میں میوس، میوٹوں پر

کشف قبور کے متعلق اپنے کچھ تجربات اور مشاہدات بیان فرمائے۔ اور کوئی ایسی بات کہ جس سے یہ مستفاد ہو تا تھا کہ قبر میں میت جن حالات سے دوچار ہو، اس کا انہیں مشاہدہ ہو جاتا ہے، میں نے "الاعتصام" میں اس پر ایک شہدہ لکھا اور نہایت ارب سے پندرہ سطور میں حضرت مولانا کے الفاظ نظر سے اختلاف کی جرأت کی۔

اس سے میرے بچوتے دو لڑ بھائی مولانا غزنوی نے مجھ سے فرمایا:-

ایڈیٹر صاحب! میں نے مولانا احمد علی صاحب کے کشف قبور کے بارے میں آپ کا ادارتی نوٹ پڑھا۔ آپ یہ فرمائیے کہ اگر مولانا احمد علی صاحب نے نیک ہو جائیں کہ انہیں کشف قبور ہونے لگے، تو آپ کو کیا اعتراض ہے؟ اس ایک ہی جملے میں میرا مسئلہ حل ہو چکا تھا اور میرے پاس سوائے اس کے کوئی جواب نہیں تھا کہ باہمال عرض کروں "کوئی اعتراض نہیں" اس سے ان دونوں بزرگوں کی ذہنی ہم آہنگی، فکری مطابقت، مسائل تصوف میں موافقت اور تعلقات کی انتہائی نزاکت کا اندازہ ہو سکتا ہے۔

مولانا صاحبان نزاکت سے بالکل بیزار تھے۔ اقبال پارک میں عید کی نماز سیدہ داؤد غزنوی کے چچے صہب اول میں جا کر پڑھتے تھے۔ ان کی بھرپور علمی اور عملی زندگی کے کسی گوشے میں باہر نظر دوڑانے کے باوجود کوئی خلاف دلکاشی نہیں دیتا۔ کہتے ہی دیدے چھاڑ چھاڑ کر دیکھتے، کوئی خامی نظر نہیں آئے گی۔

خارج البصر۔ هل ترى من فطور۔ ثَقَر ارجع البصر  
کتین یقلب الیک البصر خاسئا فَ حق خسیئ۔  
د پھر دوبارہ نگاہ کر۔ کیا تجھ کو کوئی دروازہ نظر آتی ہے؟  
مہر لوٹا کر نگاہ کر۔ دو دو بار لوٹ آئے گی تیرے پاس تیری  
نگاہ و تہ جو کہ غماض کر،

ہر آن سکاٹ چھائی ہوئی۔ بیست سے دور، عورت سے نفرت، تعصب سے متشکر، گفتگو میں نرم، عمل میں گرم کردار میں پاکیزہ، عمدہ خصائل، خوش مزاج، اخلاق میں قرآن کے قالب میں ڈھلے جیسے نواز، معاصرین کے احترام میں بے مثال، چھوٹوں کے شفق، متبع سنت، تابع بدعت، مبلغ توحید، تحریک آزادی برصغیر کے بھلے حلیے، تفسیر قرآن میں یکتا، عمل بالحدیث میں اپنی مثال آپ، فقہ میں ہر کامل، اعتدال میں عدم نظیر، طریقت میں منفرد، و حفظ تبلیغ دین میں پوری ایک جماعت کے تائید، اشراف پیشہ، فصیح و غیر خواہی کے پیکر۔ اعتدال و توازن کا مرقع، ذکر و فکر کا دستور، مہر و ہر پہلو سے عامل شریعت محمدیہ صلی اللہ علیہ وسلم پر پوری احسانی مذکورہ جیٹھی صاحب حضرت مولانا کے حفظ کے چند فقرات نقل فرماتے ہیں جہ کی تقریر تھی:-

"پاکستان اسلام کے لیے بنایا گیا ہے۔ بکرو! اسے اسلام کے حوالے کرو اس ملک سے غیر اسلامی طور طریق مٹا دو۔ اس میں فقط اسلام ہی کی ترویج کرو۔ اگر اسلام نہیں لاؤ گے، تو میں اللہ کے حضور میں تمہارے خلاف گواہ بنوں گا اور اس کے دربار میں عرض کروں گا کہ انہوں نے وعدہ پورا نہیں کیا۔ جو لوگ لٹ پٹ کر یہاں آئے ہیں۔ وہ قیامت کے غمزدہ دامن پکڑیں گے اور میدانِ عشر میں نہیں کھنپیں گے۔ وہ بڑا نازک وقت ہوگا۔ تم اللہ کو کیا جواب دو گے؟"

کچھ عرصہ بعد "الاعتصام" جاری ہوا اور اس کی ادارت میرے سپرد ہوئی۔  
"کشف قبور کے متعلق ایک ادارتی شہدہ:- مولانا احمد علی مرحوم اور مولانا سید داؤد غزنوی کے باہمی تعلقات سمیت زیادہ سے زیادہ دونوں جگہ ایک دوسرے کی انتہائی تکریم کرتے تھے۔ ایک واقعہ:- حضرت مولانا احمد علی مرحوم نے ایک دفعہ مجلسِ بزرگین

کر اپنے پیکر دیے گئے، تو دوسرے دن مغرب سے سونا کے دایس آیا اور صفحہ آدم ہوا۔ بعد میں اسے حضرتؑ کی خدمت میں پیش کیا گیا۔ حضرتؑ نے اس سے توبہ کرائی اور اپنا پیر عابد پانی پلا یا۔ الحمد للہ ہمارے اس رشتے دار کی حالت بدل گئی۔ اب صالح اور نفع آدمی ہے۔

غرض! کیا عرض کروں۔ آج سو سال گزر گئے ہیں، کہ حضرتؑ انتقال فرما گئے ہیں، لیکن یوں محسوس ہوتا ہے کہ میں ان کی آواز اب بھی سن رہا ہوں۔

۱۳۔ مولانا محمد امجد سواتی، مدرسہ نوریہ العلوم۔ گوجرانوالہ۔

”چند تائذات“ آپ کی کون کون سی اداؤں کو ذکر کیا جائے۔ وعظ و نصیحت، جہاد کا خطبہ، سبقت اہل حق، مجلس ذکر و ارشاد، سیاست میں فرنگی استبداد کے خلاف قباحت و استغفال، قرآن کریم کی نشر و شاعت، رسوائت باطل کی تردید، شرک و بدعت کی بے رحمی، بغض اس سلسلہ الذمیب کی کوئی کوئی خوبیوں اور کمالات کا تذکرہ کیا جائے۔ وقت کی پابندی، حسیۃ اللہ کام، اکابر کے ساتھ خصوصی تعلق اور انجمنی ادب، چٹھوں پر نجات میں درجہ شہادت، مقام عنایت میں اعلیٰ درجہ کی صلاحت، ایسے نصیب، انصاف پسندی، ایسے مثال قرائع، کشف و کرامات حق گوئی و بے باکی میں بے نظیر، تحریک آزادی کی جماعتوں کے پشت پناہ تبلیغ کا جذبہ از حد قوی، جنگاں کی کوئی انتہائیں تھی۔ نماز میں انتہائی خفوع و خضوع، غرض کہ اسوۂ نبویؐ کا حسین مرقع ہے۔

زفر قی ۳۱ بقدم ہر کجا کہ سے نگر

کرشمہ دامن دل سے کشد کجاہیں جاسے

۱۴۔ محمد رفیع صاحب، راولپنڈی۔ آپ میں تمام صفات نبوت پائی جاتی تھیں وہ مطلق تھے، امتزاج تھے، متوکل بھی تھے، ملکی بھی تھے، بلند بھی تھے۔ ایک برابری مسلک کا شخص میرے سامنے یہ قصہ بیان کر رہا تھا، کہ میں

۱۱۔ حمید اصغر خجید صاحب، ایک عاشق قرآن، ۲۳ فروری اہل اسلام کے لیے قائم کیا تاریخ ہے۔ اس تاریخ کو نامور فرزند توحید حضرت مولانا احمد علی لاٹوئی اس دار فانی سے انتقال کر گئے۔

۱۳۔ خطیب جامع مسجد عثمانیہ رسول لائینز راولپنڈی۔ حضرت اہل حق اضع۔ ۱۹۴۲ء کے اوائل کا ذکر ہے کہ بندہ نے حضرت لاٹوئی کی خدمت میں حضرت قاضی علیہ الرحمۃ کا بوبہ ان کی تصنیف ”التفسیر فی التفسیر“ کے کچھ غیر مناسب اور مکروہ الفاظ میں ذکر کیا، تو حضرت رحمۃ اللہ علیہ کو طاقت برداشت نہ رہی۔ مجھے سخت سست کہا اور صحت خواستہ چلائی اور مجھ سے توبہ کرائی اور فرمایا کہ وہ میرے بزرگ ہیں اور مقتدر ہیں مجھے ان پر کوئی شکوہ نہیں۔ مگر تم کیوں اتنے جری ہو گئے کہ حکیم الامت پر یوں زبان فتن دما کر لے گئے۔ جاؤ۔ میں تم سے ناراض ہوں۔ جہنمی منہ سے صاحب کے بعد اس شرط پر راضی ہوئے کہ میں حضرت قاضی سے مل کر معافی مانگوں۔ چنانچہ میں نے معافی مانگ کر حضرت قاضی کو مل کر حضرت قاضی نے میرے اسی خط پر لکھ دیا یہ معاف ہے۔ اور جہاں میں نے حضرت لاٹوئی کا ذکر کیا۔ وہاں تحریر فرمایا: ”الحمد للہ علی ذالک۔ جزاھو اللہ حق و حق سائق المسلمین احسن الجزاء“ اور میرا لفظ و لیس فرمایا۔ وہ عرض میں نے حضرت کو دکھایا تو حضرت نے مجھ سے میرا وہ علیحدہ لیا اور مجھ سے خوش ہو گئے۔

تحقیق کا واقعہ: میرے ایک قریبی رشتہ دار میں ہزار روپیہ کا سونا لے کر نکلا گئے۔ میرے والد صاحب نے یہ واقعہ طری کر یہ واری سے حضرت کے سامنے پیش کیا۔ حضرت نے دعا فرمائی اور ایک تعویذ دیا۔ ”قد دولہ انی امتہ لک“ فقہ عینہا ولا تحزن مع مغفود کے نام کے لکھ کر عطا فرمایا۔ جسے سائیکل کے پچھلے پیسے کے ساتھ باندھ

۱۵۔ حافظ محمد امین صاحب ہڈی ماسٹر بوٹل جبل لاہور۔

حضرت لاہوری علیہ الرحمۃ کو ایک دفعہ جبل میں پندو نصاب کی دعوت دی گئی۔ جب آپ واپس آ رہے تھے۔ تو ایک محمد رفیع نامی سزا سے موت کے قیدی نے آپ کی زیارت کی خواہش کی حضرت اس کی دلہری کے لیے پھانسی کو ٹھٹھی میں تشریف لے گئے۔ پھانسی والے نے دعا کی التجا کی۔ میں اور اضران جبل بھی ساتھ تھے۔ آپ نے اسی وقت نہایت محویت سے دعا مانگی اور واپس تشریف لے گئے۔

دعا کا اثر :- اس قیدی کی تمام اپلیس خارج ہو چکی تھیں۔ تاریخ کا تعین ہو چکا تھا۔ مگر حضرت کی دعا کے بعد ۲۴ اکتوبر ۱۹۵۹ء کو حکومت کی طرف سے زمان جاری ہوا۔ کہ یوم انقلاب کی خوشی میں تمام پھانسی والوں کی سزا سے موت معاف کی جاتی ہے۔ دیکھئے! یہ ایک مہروردیش مولانا کی دعا کی برکت تھی کہ ایک محمد رفیع کی۔ خدا نے مقدس نے حضرت کی دعا سے سب سزا سے موت والوں کو دوبارہ زندگی بخشی۔ فی الواقع ۷

اولیاء را حسب قدرت از الٰہ

تیر جست باز گردانند ز راہ

یاد رہے۔ فاعل حقیقی قادر مطلق ہے۔ کرامات کا طور اسی کی قدرت کا ایک کرشمہ ہے۔ ہجرات کا تعلق انبیاء کرام اور کرامات کا تعلق اولیاء عظام سے ہے۔ لیکن مہرورد خوارق کا فاعل حقیقی خود اللہ تعالیٰ کی ذات ہے۔ کرامات دعوت اخلاص و دعوت دین کی۔ لیکن اللہ دینی رتو نے نہیں پیدا کیا۔ جب تو نے پیدا کیا۔ لیکن اللہ تعالیٰ نے پیدا کیا تھا۔

۱۶۔ پروفیسر محمد یوسف سیلحہ جیشی۔ ماہر اقبالیات۔

عابد فی سبیل اللہ، واقعہ امر خفی و علی مستیدی و مرشدی حضرت مولانا احمد علی رحمہ

نے بڑے بڑے اولیائے کرام کی زیارت کی ہے۔ مگر جب میں شیرازہ اور دہانہ گیا، تو میں اس شہر تک پہنچا کہ جو کہ دوسرے اولیاء کرام کی صحبت میں ملتا ہے۔ حضرت لاہوری کی بوتلیوں میں بیٹھنے سے اس سے کمیں زیادہ ملتا ہے۔

حبیب احباب کی صحبت میں بیٹھا جاتا ہے تو مختلف لوگ مختلف بیان کرتے ہیں کوئی کہتا ہے میں شاکو تھا، بایضا مد، کوئی کہتا ہے کہیں غلابی وزانی تھا، کوئی کہتا ہے کہیں سنبھا کے پورڈھکا کرتا تھا۔ (عبدالواحد بیگ میٹر ملتان، کوئی کہتا ہے کہ میں قبور پر سجدہ کرتا، لہذا ہر شخص حضرت کی تعزیر ۲۷۰ رسائل کا مطالعہ، حاضری، مجلس ذکر یا جمعی وظ کا ذکر کر کے اپنے نائب ہونے کا اقرار کرتے ہیں۔

ایک ضروری خواب :- حافظ حبیب اللہ صاحب مدنی :- حضرت نے ایک دفعہ درس قرآن حکیم میں اپنے بڑے صاحبزادے حافظ حبیب اللہ مرحوم کا خواب بیان فرمایا وہ میں نے خواب میں دیکھا کہ میرے دائیں اور بائیں دو درویش تک بھیجے گئے جو تھے۔ ان خیموں میں انسان ہی انسان ہیں۔ پھر اچانک سیدہ کوئین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تشریف لائے۔ آپ نے مجھ سے پوچھا "حبیب اللہ تمہیں معلوم ہے کہ ان خیموں میں کون لوگ ہیں۔ میں نے عرض کیا۔ حضور! مجھ کو معلوم نہیں ہے۔ لہذا آپ نے خودی فرمایا کہ دائیں جانب میں رہنے والے لوگ وہ ہیں جنہوں نے آپ کے والد صاحب سے قرآن سیکھا اور بائیں جانب والے وہ ہیں جنہوں نے آپ کے والد صاحب سے اللہ تعالیٰ کا نام سیکھا۔

یہ خواب سن کر ہماری جماعت کے ایک شخص نے کہا "میر میں تو انتشار اللہ دونوں طرف کے خیموں میں ہوں گا۔ میں نے حضرت سے قرآن حکیم بھی سیکھا اور اللہ تعالیٰ کا نام بھی سیکھا۔



بندۂ حق و ارشد پیغمبر  
اونگنہ در جہان دیگران

فرماتے ہیں کہ آپ کو حضرت مدنی سے بڑی عقیدت تھی، لہذا فرمایا کرتے تھے  
”حضرت مدنی کی جوتیاں بھی مکہ، انگلستان کے تاج سے ہزار گن  
زیادہ قیمتی ہیں۔ جس میں دنیا کا سب سے زیادہ قیمتی چیز (دکنی) لگا ہوا ہے  
ایک دفعہ آپ نے اپنی راہی کے وہ بال جو کنگھی کرتے وقت اس  
میں آجایا کرتے تھے، مولوی عبداللہ انور کو دیے کہ تعظیلات کے بعد جب  
تم ریوینڈ جاؤ، تو حضرت اقدس مولانا مدنی کے پادش کے تے میں سلوا دینا  
کا کہ میرے بالوں کو عزت نصیب ہو جائے۔“

بعض اوقات درس میں غصہ مایا کرتے۔ مولانا مدنی کے جوتوں کے تلوں  
میں وہ علم ہے، جو احمد علی کے دماغ میں نہیں ہے۔ پھر مثال دے کر سمجھایا  
کرتے کہ بجلی کا اثر بجلی کے کھمبوں کی وجہ سے بارش کے قطرے میں بھی  
چوتا ہے۔ مولانا مدنی کو جب پیدہ آنا ہے اور وہ پندہ رمان سے جسم کے  
ذریعہ آپ کے جوتوں تک جاتا ہے تو جوتوں میں من علم برایت رکھاتا ہے۔  
ایک دفعہ فرمایا کہ احمد علی کا سر کہ حضرت مدنی کے پیٹاب تک پہنچ جائے  
تو نہایت ہو جائے گی تیر پیش مرد کاٹے پامال شود کے عذرات ہیں۔

۱۶۔ حضرت مولانا عبداللہ نقشبندی مجددی رحمۃ اللہ علیہ  
میں مشہور نقشبندی مجددی شیخ مولانا عبداللہ ناک صدیقی علیہ الرحمۃ کی  
خدمت میں حاضر ہوا۔ دورانِ ملاقات انہوں نے حضرت شیخ قطب عالم  
حضرت لاہوری کے بارہ میں فرمایا کہ دورِ حاضر میں ان کی نظر قویٰ ان  
کا قلب مبارک آٹھاونواں تھا کہ اہل شفت بھی نظرِ مہر نہیں دیکھ سکتے  
تھے اور دعائی کمالات بھی انتہا پر تھے۔ سب سے بڑا کمال اہل حلال تھا۔

۱۸۔ مفکر ملت مفتی عتیق الرحمان صاحب۔

مولانا احمد علی لاہوری کا تعلق علاقے حق کے اس گروہ سے تھا جن کا ارش  
کردار تارکیوں کے دور میں ہم لوگوں کے لیے ہیٹ روشنی کا مینار رہا ہے۔  
ملک میں ان دنوں جتنے بھی نامور اسلام کے مفکر مذہبی اور دینی کا بولہ صاف  
افق شہرت پر چمک رہے ہیں۔ ان سب کا تعلق کسی دھمسی رنگ میں حضرت  
مولانا لاہوری سے رہا ہے۔

۱۹۔ شیخ القرآن مولانا غلام اللہ خاں۔ راولپنڈی۔

یہ بات بلا شک وارتاب کہی جاسکتی ہے کہ حضرت لاہوری وقت کے  
ایک مفسر، محدث، فقیہ، مجاہد اور عارفِ کامل تھے۔ ان کی شخصیت پر  
اسلاف و اخلاف کا بڑا اصرار سب کو ناز ہے۔ آپ توحید و سنت کے  
ایک پرورشِ علمبردار تھے۔ انہوں نے زندگی کے لئے تلواری تیز دھارتے لہ  
اپنے اسلاف کی رہنمائی کے حامل رہا ہیں

۲۰۔ احقر الامام لال دین انجک مولف ”کتاب الحسانات“

آپ ہزاروں ماؤں سے زیادہ شفیق تھے۔ خلقِ خدا کی گرویدگی ان کے  
حسنِ اخلاق اور مریانہ سلوک کی وجہ سے تھی۔ آپ ”سویں حکیم“ کے  
مظہار تھے۔ بالمشینین رفیق و تجسس و زمین پر شفت کرنے  
والے اور مریان، نصیحتی سے ثابت ہے کہ امام الدیار صلی اللہ علیہ  
وسلم کا وصفِ خاص تھا۔ لہذا علماء ربانی جو منہاجِ انبوت پر گامزن چوتے  
ہیں۔ ان کے تھوب بھی شلاق کے لیے صبح و خیر خواہی کے جذبات سے  
بھر پور ہوتے ہیں اور مولانا کو اس سے وافر حصہ ملا ہوا تھا۔ مجاہدِ کار  
کو دیکھتے۔ ۱۹۳۸ء سے آج تک آپ کی پاکیزہ سیرت کے انوار اور آپ کی ملکوتی  
سیرت کے پھول بننے میں مصروف ہوں اور جب تک جیوں گا۔ بفضل  
انہوں نے عزمِ راسخ ہے کہ یہی فریضہ ادا کرتا رہوں گا کیونکہ مجھے یقین

## متفقات

حضرت مدنیؒ اور حضرت لاہوریؒ

کامل ہے کہ آپ کے بل و شمار اسوۂ نبویؐ کی زندہ جاوید تصویر تھے۔ آپ کا قلب سلیم، حیات طیبہ اور آپ کے نفس مطمئنہ پر بین خلیفہ مجتہد اللہ کی نہایت پختہ چھاپ تھی۔ لہذا پروردگارِ عالم کے حضور میں عاجزانہ دعا ہے کہ وہ اپنی رحمت و اسع سے صلیائے امت کے پاؤں کی خاک کو سرسبز و پھل بنانے کی توفیق ارزائے فرمائے۔

لا یکن الشناء کسکان حقہ

در عصر ماجنیۃ توئی قصہ مختصر

۲۱۔ مسلک کی غائبانہ تائید: جناب عبدالقادر راج کی شہادت۔

فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت کی زندگی میں خواب دیکھا کہ سید کائنات صلی اللہ علیہ وسلم، خادم الدین کے دفتر میں تشریف فرما ہیں اور حضرت لاہوریؒ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ دوڑاؤ بیٹھے ہوئے ہیں۔ وہ کہتے ہیں کہ میں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے اپنے ایک ساتھی کو پیش کیا، جو مسلک کے بارے میں مجھے سے عجیبو اکبر کرتا تھا اور بیافت کیا کہ یا رسول اللہ موجودہ فرقوں میں کونسا گروہ صداقت پر ہے، تو حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت لاہوریؒ علیہ الرحمہ کی طرف اشارہ کر کے فرمایا: ”جو کوئی کہتے ہیں حق ہے۔ وَمَا عَلَيْنَا الْاُتْبَاعُ“۔

۲۲۔ ”حضرت مفتی حسن محمد علیہ الرحمۃ نے اپنے میرادھان قریشی جہڑی کو فرمایا: ”میں احسان وہاں شوق سے جاؤ۔ لیکن ادب ملحوظ خاطر رہے جتنا آپ میرا ادب کہتے ہیں اس سے دس گن زیادہ ان کا ادب کرنا۔ یاد رکھو اس وقت سلسلہ قادریہ کا کوئی شیر عیشہ اور پھر ایشیر روئے زمین پر زندہ انسانوں میں موجود نہیں، جیسے مولانا احمد علی صاحب ہیں“۔

۱۹۵۵ء میں نمازِ مغرب کے بعد جامعہ مدنیہ کراچی پارک لاہور حضرت والاؒ تمام سیدانور حسین شاہ صاحب نفیس رقم کی عارفانہ صحبت میں بیٹھا تھا، کہ حسن اتفاق سے پروردگارِ عالم نے ہمارے اسلاف کرام کے ہم نشین حضرت قاری عبدالمصعب صاحب متبحر جامعہ عربیہ سراج العلوم سرگودھا کو وہاں بھیجا۔ ان کے بزرگناں اور تیار اندازِ فکر میں جاذبیت تھی۔ حضرت شاہ صاحب نے نہایت شفقت سے مجھ احمقانہ کلام کا تعریف کر دیا اور جناب قاری صاحب نے حسن مروت سے نورانی طور پر اعتراف کیا کہ میں ان کو ”مفت روزہ خدام الدین“ کی وجہ سے جانتا ہوں۔ جب قاری صاحب کو بتایا گیا کہ میں حضرت لاہوریؒ کے سوانح حیات ”کتاب الحسنات“ طبع کر رہا ہوں۔ تو آپ نے مندرجہ ذیل واقعہ بیان فرمایا جس کو شامل کتاب کیا جاتا ہے۔

سید الاحرار مجدد گبرہ حضرت مدنی علیہ الرحمۃ حضرت مفتی محمد ضعیف مرحوم سرگودھی کی دعوت پر گنہال ضلع خوشاب تشریف لے جا رہے تھے۔ الحمد للہ میں بھی ان کی محبت میں تھا۔ راستے میں حضرت لاہوریؒ علیہ الرحمۃ کے پاس قیام کرنا قرار پایا۔ لہذا لاہور پہنچ کر حضرت مدنیؒ اور میں تانگے میں سوار ہو کر میٹرو اسٹیشن چھوئے۔ تاکہ جب مسجد کے دروازے کے قریب آیا، تو میں نے احتیاطاً عرض کیا کہ شاید حضرت مسجد میں ہوں گے۔ جس پر حضرت مدنیؒ نے ٹپٹے و ثوق سے فرمایا: ”نہیں، نہیں، مولانا مدرس تمام العلوم میں ہیں۔ اب تاکہ مدرس کی جانب آگے بڑھائی تھا کہ مدرس تمام العلوم کے حضرت لاہوریؒ نہایت تیزی کے ساتھ عجیب والہ انداز میں تانگے سر اور تانگے پاؤں دوڑتے چکے تاکہ کے پاس پہنچ

والے کیا چیز تھی۔ ط

ہر کھدومت کرو اور غمخوار نہ

صاحب دل، صاحب حال سالک بھی حضرت لاہوریؒ کے گرد مدہ ہوا جاتے تھے۔ حضرت عزم محمد مرحوم فاضل دیوبند کو نوٹ سے روحانی تربیت کے لیے حاضر ہوئے تو فرمایا ”خواب میں مجھ کو عبد نبوی کے شیخ التمر حضرت ابن عباسؓ کی زیارت ہوئی ہے۔ لہذا لاہور میں میری حاضری اس عظیمی شاہ کی بناء پر ہے۔ یہاں بھی کچھ لینے کے لیے آیا ہوں۔“

استقامت علی الدین

”یورپ کے سنگین مجرم“ جناب شہداء الرحمن فاروقی صاحب کی تصنیف ہے۔ وہ اپنی کتاب کتبہ پر ایک دہائی کے روزنامہ کے حوالے سے رقمطراز ہیں: ”مولانا احمد علی لاہوریؒ اس قدر انگریز کی نگاہ میں ٹھکتے تھے کہ ایک دفعہ جیل میں انہیں برف کی سلوں پر لٹایا گیا۔ مگر ان کی زبان سے صرف یہی کلمہ سنا گیا۔ برف کے تودوں سے جسم ٹھنڈا کیا جاسکتا ہے۔ مگر ایمان کی جگہاری میں کوئی فرق نہیں آیا۔“

۱۹۵۲ء میں ملتان جیل کے داروغے بار بار عرض کیا کہ مولانا، آپ اس تحریک کو واپس لے لیں۔ آپ ہر بار جواب میں فرماتے تھے۔ میرے اکابر سے بات چیت کریں۔ میں تو اس تحریک کا ایک اونی سپاہی ہوں۔

خدا نے اس کو دیا ہے، شکوہ سلطان  
اگر اس کے فخر میں ہے، حیدر دی وکڑی

گئے۔ میں مل ہی دل میں موجود تھا۔ الٹی ریوگ اپنے اکابر کی تقطیع میں کس قدر دیوانہ ہیں۔ حضرت مدنیؒ نے مولانا لاہوریؒ کو تانگے میں بیٹھنے کے متعلق فرمایا۔ لیکن آپ ساسی غلامانہ انداز سے تنگے پاؤں تانگے کے ساتھ ساتھ مد سے نکل پھوٹے۔ حضرت مدنی علیہ الرحمۃ کو انسانی ادب و تکریم سے بھلا دیا۔ میں

دیکھ رہا تھا کہ حضرت لاہوریؒ کا رنگ رگ رنگ فرط مسرت سے دھک رہا تھا اور پھر میزبانی کے فرائض بلا تاخیر و تاجیل سر انجام دیے جا رہے تھے۔ مجھ کو وہ واقعہ بار آور تھا کہ ملائکہ کی آمد پر سیدنا ابراہیم علیہ السلام کے حلق اور شاہ غلامی ہے فضا کی آواز آئے بھلے کھنڈ و پس دیر کی آواز آئے بھلے چلے آیا، اس کے بعد قاری صاحب نے حلیہ بیان کیا کہ حضرت مدنی علیہ الرحمۃ کا نہایت وثوق سے فرمایا کہ حضرت لاہوریؒ مدرسہ قائم العلوم میں ہیں اور امداد حضرت لاہوریؒ کا فوراً حضرت مدنیؒ کے استقبال کے لیے تنگے سر آمد تنگے پاؤں جا گئے ہوئے تشریف لانا ظاہری اطلاع کی طرف مگر منسوب نہیں کیا جاسکتا اور اس میں بھی گویا فی الحقیقہ ریح فی شمس کے انوار ہی تھے۔

اللہ! اللہ! نبوت کے سراپا میرا سے ولایت نے کیا کچھ کسب فرمایا۔ وہی جانے، جو اس منزل کا راہی جو۔ حضرت لاہوریؒ علیہ الرحمۃ تو جوش فرمایا کرتے تھے کہ نبوت کا دروازہ بند ہے۔ لیکن کلام لا نبوت، اصل کے ہمت میں ہمیشہ جاری و ساری رہیں گے۔

شیخ سعدی علیہ الرحمۃ کا ارشاد گرامی:-

گجے بر طارم اعلیٰ نشینم  
گجے بر پشت پائے خود بنینم

اس واقعہ سے ہم کو نہایت ایمان افزہ سبق ملتا ہے کہ حضرت لاہوریؒ علیہ الرحمۃ جن کی عزت و تکریم کا شہرہ تمام مسلمانان عالم میں ہے۔ وہ اپنے اکابر کی تقطیع میں کس قدر تیز نگاہ تھے۔ حضرت لاہوریؒ کو غمخوار نہ بنانے

## حضرت شیخ التفسیر کے روحانی درجات

حضرت مولانا عبد اللہ انور عید الرحمن نے ایک دن مجلس ذکر کے بعد فرمایا کہ ایک صاحب دل بزرگ نے آٹا جان مروجہ و منضود کے مزار کے پاس ملقبہ کیا، تو مجھ سے کہ فرما نے گئے کہ میں چند ماہ پہلے حضرت اقدس کی تربت چاہتا تھا لیکن آج کی حاضری میں مجھ کو معلوم ہوا کہ اس دن سے اب تک چند ماہ میں آپ کے مقامات میں ہزار گنا اضافہ ہوا ہے۔ میں نے کہا کہ ہزاروں علماء کرام نے ان سے قرآن حکیم کے مطالب و معارف حاصل کیے۔ ہاں کموں مردوزن نے ان کے مواظبت سے استفادہ کیا اور اللہ تعالیٰ کا نام لے سکا۔ وہ بزرگ فرماتے گئے کہ میں نے درجات میں اس قدر جلد ارتقا و عروج کیسے نہیں دیکھا۔ میں نے کہا اباجان سے اللہ تعالیٰ نے کئی ایک سادہ تعمیر کرائی ہیں اور علاوہ ان میں سے بڑے بھائی حافظ حبیب اللہ کعبہ اللہ زاد اللہ شرفاً و تعلیمات میں ہر امر اچان کے۔ یہ دعائیں کرتے ہیں اور پھر میرے بھائی پر کیا موقوف ہے، خدا جانے کس قدر لا تعداد بندگان خدا حضرت شیخ کی روحانی اولاد ہیں، جو ہمیشہ آپ کی بلند فی درجات کی دعا کرتے رہتے ہیں۔

و اصل روحانی کیفیت کی یہ روز افزوں ترقی انبیاء و مرسلین علیہم السلام کا حصہ ہے۔ اللہ تعالیٰ نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق ارشاد فرمایا کہ **وَلَا يَخْفَىٰ عَنْكَ خَيْرٌ لِّدِينٍ اَوْ لِيٍّ** (آپ کی آئندہ زندگی سابقہ زندگی سے زیادہ افضل و برتر ہوگی، یقیناً اویسا ہے امت جن کی ارواح بوجہ اتباع سنت انوار نبوت سے متغیر ہوتی ہیں۔ ان کو بھی پروردگار عالم اپنے فضل اکرم سے مرسلین کے خصوصی عطیات میں سے بقدر ظرف نعمت مرحمت فرماتے ہیں۔ سورہ یسین میں ہے کہ **وَاِنَّا لَنُحْيِي الْمَيِّتَ وَاِنَّا لَنَكْتُبُ مَا هُمْ بِمَعْلُومَاتٍ** کہ انا ہمارے دے شک ہم مردوں کو زندہ کرتے ہیں اور ہم جانتے ہیں جو

آگے بھیج چکے اور جو نشان ان کے پیچھے رہے)

مذکورہ آیت کے اس حصے کے متعلق امام المفسرین مولانا شبیر احمد عثمانی ارشاد فرماتے ہیں یہ یعنی نیک و بد اعمال جو آگے بھیج چکے اور بعض اعمال کے اچھے اور برے اثرات یا نشان جو پیچھے چھوڑے مثلاً کوئی کتاب تصنیف کی یا علم سکھایا یا عمارت بنائی، یا کوئی رسم ٹرائی نیک یا بد سب اس میں داخل ہیں۔ لہذا اللہ تعالیٰ کے عموم سے وہ نشان قدم بھی شامل ہو سکتے ہیں، جو کسی جاوت کے لیے جلتے وقت زمین پر پڑتے ہیں۔ چنانچہ بعض احادیث صحیحہ میں تصریح ہے۔ **وَيَا ذِكْرُكَ مَلَكُوتِي اَفَاذُكَ كُفُّ**۔

سورہ منزل میں ارشاد ہے۔ **وَمَا تَقْدُمُوا لَافِيكُمْ مِّنْ خَيْرٍ** تجدد و عند اللہ **هَوَ خَيْرٌ** آ عظمت اجداد اور جو کچھ نکلیا ہے واسطے آگے بھیجے گئے۔ اس کو اللہ تعالیٰ کے پاس بہتر اور زیادہ پاؤ گئے۔

اک شرع مسلمان اگ جذبہ مسلمان  
ہے جذبہ مسلمان سر تن شک الافلاک

(اقبال)

### علم و بردباری

اللہ تعالیٰ نے انبیاء کرام علیہم السلام کو وصفت علم سے نوازا ہے اور اولیاء کرام میں بھی یہ جوہر ایک خاص درجے تک موجود ہوتا ہے۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی تمام حیات طیبہ جو علم کی ایک حسین و جمیل تفسیر ہے۔ مکی زندگی کی ہر صبح اور چشام ہزاروں کر بلاؤں کا مظہر بنی ہوئی تھی۔ لیکن آپ نے حفاظت کے خون آشام، ماحول میں بھی سفاکی اور حیران دہی کے مقابلے میں؛ ریت اُھید قحطی خافضہ لا یصلہ المؤمن (اے میرے پروردگار کرنے والے اہل حفاظت نے میرے مقام نبوت کو پہچانا نہیں۔ لہذا ان کی حرکت پر گرفت نہ کیجئے، بلکہ اس قوم کو ہدایت کرنے کی جھک اور ملت عطا فرما۔) قوم کی ہدایت کے لیے ہی دعا کی۔ حضرت لاجوردی قدس سرہ کی ابتدائی زندگی کا مندرجہ ذیل واقعہ علم و بردباری کا ایک نمایاں باب ہے۔ بابور رحمت اللہ نواس خلد اندون شیر نوالہ دندارہ خود بیان کرتے ہیں:-

”جب حضرت نے شیر نوالہ مسجد میں درس قرآن مجید شروع کیا، تو منافقین نے آپ کو دہائی دہائی کر کے پریشان کرنے کی انتہائی کوشش کی یہیں منافقین کے سر فرزند لوگوں میں پیش پیش تھا۔ لہذا میری بیوی لکائی گئی کہ حضرت کو کسی مناسب وقت میں قتل کر دیا جائے۔ اس غوس منسوبے کی تکمیل کے لیے میں نے درس قرآن حکیم میں آنا بھانا شروع کر دیا۔ حضرت کے مخالف آپ کو دشمن رسول اکرم کہہ بنا کر کہتے تھے، لیکن چند دن کے درس نے احمق کو اس موڑ پر لا کر کھڑا کر دیا، جس کے ایک طرف بلوچی کا جستم ناز شعلہ زنی کر رہا تھا۔ اور دوسری طرف غاروقی مقام کا فردوس بریں اپنی بہاریں دکھا رہا تھا خدا سے متقلب القلوب کو شاید میرے والدین پر رحم آیا اور مجھ کو اپنے اس عیبنازع عزم سے مکمل توبہ کرنے کی توفیق عطا فرمائی۔ میں نے حضرت کو حقیقی معنوں میں غنائی ابرار

دیکھا۔ منافقین کو جب میری مختصر حالت کا علم ہوا، تو انہوں نے ایک اور احمق مزاج آدمی کو اس فعل شنیع کے لیے تجویز کیا۔ ایک باقاعدہ طور پر حضرت کو اس دن کی اطلاع دی گئی۔ مجھ کو اس چیز کی خبر ہوئی، میں اس دن نماز عصر کے وقت مسجد میں بندوبست کر آیا۔ حضرت جب نماز کے بعد گھر جا رہے تھے، تو میں آپ کے ہمراہ تھا۔ آپ نے فرمایا کیا آپ میرے قتل کے ارادے سے آئے ہیں تو میں نے عرض کیا کہ حضور! آج میں آپ کی حفاظت کے ارادے سے مسلح ہوں جو کہ حاضر ہوا ہوں اور میں نے منافقین سے کہہ دیا ہے کہ جو شخص اس کام کا ارادہ رکھتا ہے، اس کو پیلے پیرا سر قلم کرنا ہو گا۔

انھیں حضرت لاجوردی نے ایسے حالات میں اپنی تبلیغی سرگرمیوں کو بفضل خدا جاری رکھا اور اللہ یخصی صلیات من اذناں (اور اللہ تعالیٰ تم کو لوگوں کے جہانناہ حملے سے محفوظ رکھے گا) میں علانیہ کو بھی مشیت ایزدی سے مصدق ہے۔

— مستفاد —

صوفی عابد رشید المکر پرس لاجوردی نے لائق الحروف کو بتایا کہ اگلے دن ٹی۔ دی ریمک چین کی مختلف مساجد دکھا رہے تھے۔ ایک نہایت ضعیف ماسجد سے پوچھا گیا۔ آپ نے قرآن پاک کہاں سے پڑھا۔ قراس نے کہا۔ میں نے ۶۶۳۲ میں مولانا احمد علی لاہوری سے پڑھا۔

## ایک ناقابل فراموش واقعہ

(از فضل حق فاروقی - سائڈ گلان - لاہور)

چند سال گذرے کہ انجمن خدام الدین لاہور نے امام الاولیاء حضرت لاہوری نمبر نکالا۔ اس کے ۵۵۵ پر مذکورہ واقعہ نظر آیا۔ وہ واقعات جن کا تعلق اسباب عادیہ سے ہو، ان کا تسکیر کرنا بلا تامل و تردد ہوتا ہے۔ لیکن معجزات و خوارق کا ماننا ابتداء سے ہی بعض لوگوں کو طے حیرت میں ڈال دیتا ہے۔ یہ واقعہ دسمبر ۱۹۴۴ء میں پیش آیا جس کی تفصیل حسب ذیل ہے۔

مورخہ ۱۰ دسمبر ۱۹۴۴ء نماز عصر کے بعد میں اور میری اہلیہ جس کا نام اشفا دیگم ہے، اپنے گھر کے بالائی کمرے میں اپنی اپنی چارپائیوں پر بیٹھے تھے کہ میری اہلیہ کے ہاتھ کی انگشت میں کچھ دسی محسوس ہوئی۔ مہینہ مہینہ اس کا شرباقت اور بازو تکس بھی پہنچ گیا۔ گھر میں وطن نریتوں تھا۔ میں نے اس کی مالش کی اس پر رضائی اوڑھادی، بیڑ لگا دیا۔ نماز مغرب میں نے اس کے پاس کمرے میں بیٹھی۔ اس کو نماز کے لیے کہا۔ مجھ کو کوئی جواب نہ ملا۔ میں نے رضائی جھاڑ دیکھا تو میری جھنجھل گئی۔ لغوہ ہو چکا تھا۔ اور آنکھیں بھی کھلی ہوئی تھیں۔ سارے گھر والے رونے لگے۔ ٹرانسپورٹ والا قبال کو بلا یا۔ انہوں نے فرمایا۔ ہمیں طرف فالج کا شدید حملہ ہے۔

میں دو بیات بھیجتا ہوں۔ آپ رات اس کے پاس جا گئے رہیں۔ رات ایسے ہی گذری اور پورے گیارہ دن اسی پریشانی میں کٹے۔ اب رات کے تقریباً دس بجے مجھے سنانی دیا کہ میری اہلیہ باتیں کر رہی ہے۔ میں نے قریب جا کر پوچھا تو اس نے جواب دیا کہ حضرت مولانا احمد علی شیر سے پیر و مرشد شریف لائے تھے اور کتے تھے کہ تو میری روحانی بیٹی ہے، تیری جگر میری کو آیا ہوں۔ تو جو روزانہ کلام اللہ پڑھ کر ایصال ثواب کرتی تھی، وہ اب تمہیں پہنچ رہا تھا۔ فرمایا بیٹی! بالکل نہ گھبراؤ۔ تم انشاء اللہ صحت یاب ہو جاؤ گی۔ اب اور علاج بالکل

چھوڑ دو۔ یہ علاج کرو۔ گائے کے دودھ میں دار چینی ڈال کر دو تین اوبال کرے۔ نو۔ اس دودھ پر ایک دفعہ سورۃ یسین پڑھ کر دم کرے۔ سات نوگم میں کر ایک ٹیکہ سی بناو ٹیکہ مز میں ڈال کر دودھ پی لیا کرو اور لیٹ جایا کرو۔ انشاء اللہ تعالیٰ سات دن میں شفا ہو جائے گی۔

علاج فوری شروع کیا گیا۔ تیسرے دن فالج زہدہ جسم میں حرکت پیدا ہو گئی۔ سات دن کے بعد اللہ تعالیٰ نے صحت کا طر عطا فرمائی ایک مدد علی ذاکم یہ واقعہ میری زندگی کا ناقابل فراموش واقعہ ہے۔

ایسے واقعات کا تعلق خوارق و کرامات سے ہے۔ حضرت لاہوری علیہ الرحمۃ کا اس ذکر عابدہ کو خواب میں نسخہ بتانا اور اصل من جانب اللہ تعالیٰ نصرت ہے فاعل حقیقی اللہ تعالیٰ کی ذات ہے۔ لیکن یاد رہے کہ اولیائے امت کی جوتیوں میں وہ موتی ہتھتے ہیں، جو بادشاہوں کے تاجوں میں بھی نہیں جوتے۔

کُلُّ بَنِي آدَمَ خَطَاةٌ وَ خَيْرُ الْخَطَاةِ مَنِ اتَّعَاذَ بُونِ  
(ترمذی)

ترجمہ

تمام انسان (بجز انبیاء علیہم السلام) گنہگار ہیں اور اچھے گنہگار وہ ہیں جو توبہ کرنے والے ہیں۔



## کتابیات

نمبر شمار	نام کتاب	مصنف	تاریخ	نام کتاب	مصنف
۲۲	بشقی و بدعتی کتب	حضرت مولانا محمد رفیع	۵۲	تفسیر زبیدی	شیخ محمد زبیدی
۲۳	میں جوئے سلطان	مرتبه عبدالرشید ارشد	۵۵	تقدیم عرب	مترجم خواجہ سیاحی بکری
۲۴	ہجرتی شریف	حضرت جلال الدین مہر	۵۶	توحید بقول	حضرت مولانا لامہ جی
۲۵	انجیل پاکستان ماکر	۲۵ فروری ۱۹۶۲ء	۵۷	جاوید نامہ	خواجہ محمد اقبال
۲۶	پرستہ چرخ	مولانا بلال علی ندوی	۵۸	معاذت اسلامی	علامہ رشید الدین بیکری
۲۷	پیام مشرق	علامہ ابوبکر محمد اقبال	۵۹	جوانح الکلم	مولانا سلیم الحق مرحوم
۲۸	پرویز دیکھ کر	حضرت مولانا محمد اقبال	۵۹	جوانح الکلم	حضرت شاہ ولی اللہ دہلوی
۲۹	پیشام رسول	.....	۶۰	.....	.....
۳۰	تاریخ اسلام	پروفیسر محمد بن محمد	۶۱	.....	.....
۳۱	تاریخ الفقہ	فاضل علی محمد اقبال	۶۲	.....	.....
۳۲	تاریخ انصیر	.....	۶۳	.....	.....
۳۳	تاریخ القرآن	.....	۶۴	.....	.....
۳۴	تاریخ الحدیث	.....	۶۵	.....	.....
۳۵	تبیین زیات	مرزا غلام احمد قادیانی	۶۶	.....	.....
۳۶	تجدید و توحید	مولانا مودودی صاحب	۶۷	.....	.....
۳۷	تفہیم قرآن	حضرت مولانا محمد رفیع	۶۸	.....	.....
۳۸	ترجمان القرآن	مولانا آزاد	۶۹	.....	.....
۳۹	تربیت القلوب	مرزا غلام احمد قادیانی	۷۰	.....	.....
۴۰	جامع ترمذی شریف	ابو یوسف محمد بن یوسف	۷۱	.....	.....
۴۱	تذکرۃ السانوت	مولوی لطف علی مرحوم	۷۲	.....	.....
۴۲	تذکرۃ الاسرار	مولانا محمد رفیع	۷۳	.....	.....
۴۳	تفسیر غفران	امام محمد رفیع	۷۴	.....	.....

نمبر شمار	نام کتاب	مصنف	تاریخ	نام کتاب	مصنف
۱	سنن ابوداؤد	امام ابوداؤد سہستانی	۷۵	الحرب فی القرآن	امام احمد مولانا ابوالکلام آزاد
۲	انکسار شب بیکرت	حضرت مولانا محمد رفیع	۷۸	انجیل الصلوة	مکتبہ محمد اقبال
۳	انجیل العلم	ابو حامد محمد بن محمد	۷۹	الاتقان	امام جلال الدین سیوطی
۴	انجیل علم	.....	۸۰	الودیع النقی	حافظ نصیر الدین فاضل
۵	انجیل علم	.....	۸۱	تدوین الفقہ	دوبندہ
۶	انجیل علم	.....	۸۲	الاجتہاد والتقلید	علامہ قاری محمد طیب
۷	انجیل علم	.....	۸۳	انکشاف بہمت	حضرت مولانا اشرف علی
۸	انجیل علم	.....	۸۴	انکشاف بہمت	.....
۹	انجیل علم	.....	۸۵	انکشاف بہمت	.....
۱۰	انجیل علم	.....	۸۶	انکشاف بہمت	.....
۱۱	انجیل علم	.....	۸۷	انکشاف بہمت	.....
۱۲	انجیل علم	.....	۸۸	انکشاف بہمت	.....
۱۳	انجیل علم	.....	۸۹	انکشاف بہمت	.....
۱۴	انجیل علم	.....	۹۰	انکشاف بہمت	.....
۱۵	انجیل علم	.....	۹۱	انکشاف بہمت	.....
۱۶	انجیل علم	.....	۹۲	انکشاف بہمت	.....



## ضمیمہ

اس مقالے میں آیات امانیت اور فارسی عبارات کا ترجمہ مناسب جگہ پر نہیں کیا گیا۔ اس مسئلے کو حل کرنے کے لیے مقالے کے صفحات کی مدد سے مندرجہ ذیل ضمیر شامل کیا گیا ہے۔

صفحہ نمبر	ترجمہ
۴۰	۲ کی اذقالت۔ جب عمران کی عورت نے کہا۔ اے میرے رب جو کچھ میرے پیٹ میں ہے۔ سب سے آگے رکھ کے میں نے تیری نذر کیا، سو تو مجھ سے قبول فرما۔ بلکہ تو ہی سننے والا، جانتے والا ہے۔
۴۲	۳ کی السلام علیٰ۔ اور محمد پر سلام ہے جس دن میں پیدا ہوا اور جس دن مړول لکھا اور جس دن زندہ کر کے اٹھایا جائیگا۔
۴۳	۱ کی القیت۔ میں نے اپنی طرف سے تجھ پر رحمت کا نور ڈالا۔ تاکہ تو میرے سامنے پروردگار بن جائے۔
۴۴	۱۰ ذمن یثیق اللہ۔ اور جو اللہ تعالیٰ سے گڑتا ہے۔ اللہ اس کے لیے نہایت کی سورت نکال دیتا ہے اور اس کو رزق دیتا ہے۔ جہاں سے اس کے گمان میں نہ ہوا اور اللہ پر بھروسہ کرتا ہے، سو وہی اس کو کافی ہے۔ بلکہ اللہ اپنا حکم پورا کرنے والا ہے۔
۴۵	۱۰۱ کما یطیع اللہ۔ اللہ بندوں کے لیے جو رحمت کہتا ہے۔ اسے کوئی نہ نہیں کر سکتا اور جسے وہ مذکر دے تو اس کے بعد کوئی کھوٹے ولا نہیں۔ اور وہ زبردست حکمت والا ہے۔
۴۶	۱۰۲ یهدیہ ون۔ وہ چاہے جس کی اللہ کا نور اپنے منوں سے بجھادیں اور اللہ اپنا نور پورا کر کے رہے گا۔ اگرچہ کافر بن جائیں۔

نمبر شمار	کتاب	صفحہ	ترجمہ	کتاب	صفحہ
۴۵	سیرۃ النبی صمد اول	۹۸	علاء الدین علی	۹۸	کیم کے سعادت
۴۶	۱۰ پرش حص	۹۹	سید سلمان ندوی	۹۹	حکمت مد سعادت
۴۷	سیرۃ النعمان	۱۰۰	علاء الدین علی	۱۰۰	مترجم علی قرآن کریم
۴۸	شرح سماع الحسنی	۱۰۱	مولانا لاہوری	۱۰۱	مشتوی سماعی
۴۹	سیرۃ ابن شام حلیہ	۱۰۲	عبد الملک	۱۰۲	حکمت کائنات
۵۰	شعادت ابن شام	۱۰۳	مولانا ابو الکلام آزاد	۱۰۳	سرموسن
۵۱	شعادت القرآن	۱۰۴	میرزا غلام احمد دینا	۱۰۴	سنداء احمد بن محمد بن عبد اللہ
۵۲	مربیحیم	۱۰۵	فکر احمد بھٹائی	۱۰۵	مسلم شریف
۵۳	ضرورت القرآن	۱۰۶	مولانا اصحی لاہوری	۱۰۶	مسکوۃ شریف
۵۴	تشریح سورہ صمر	۱۰۷	موسیٰ القرآن	۱۰۷	شاہ عبدالقادر دہلوی
۵۵	فتح الرحمن فی التفسیر	۱۰۸	حضرت شاہ جعفر زید	۱۰۸	سید جمال الدین افغانی
۵۶	فتوح البلدان	۱۰۹	یادری	۱۰۹	مقدیر فیض الرحمن
۵۷	قصائل ج	۱۱۰	مولانا محمد کریم	۱۱۰	مقدیر عزیز کشمر
۵۸	شرح سورہ معلق	۱۱۱	مولانا لاہوری	۱۱۱	مقامات ولایت
۵۹	خوارزمیہ	۱۱۲	حضرت شاہ ولی دہلوی	۱۱۲	کتب سلسلہ
۶۰	قرآن پاک حدیث فقیر	۱۱۳	پروفیسر غلام رسول	۱۱۳	مستطاب امامت
۶۱	تفصیل سہایت	۱۱۴	حضرت لاہوری	۱۱۴	ملاک امام مالک
۶۲	قرآن پاک مترجم	۱۱۵	موسیٰ کوثر	۱۱۵	شیخ محمد کلام
۶۳	قصائد	۱۱۶	سینول آف بکس	۱۱۶	ازہان اس کی سنری
۶۴	قول الفیل	۱۱۷	نسی شریف	۱۱۷	ابو عبد الرحمن
۶۵	کافی صلیح جات	۱۱۸	بابر شہزاد سید صاحب	۱۱۸	شیخ محمد رشید
۶۶	کشف المحجوب	۱۱۹	حضرت علی جوہری	۱۱۹	جان فربون پورٹ
۶۷	کیمات	۱۲۰	ابراہیم بادی	۱۲۰	وی قرآن الکشف

صفحہ نمبر

ترجمہ

- ۱۵۷ - یسادی الدین :- اسے میرے بندو جیسا بنائے جو میری زمین کشادہ ہے پس میری ہی عبادت کرو۔ ہر جاندار موت کا منہ کھینچنے والا ہے پھر پھر کسی پاس پھر کاؤ گئے۔
- ۱۵۸ - یامہا الدین :- اسے ایمان والو۔ انصاف پر قائم رہو۔ اللہ کی طرف کی گواہی دو۔ اگرچہ اپنی جانوں پر جو یا مال باپ اور رشتہ داروں پر جو۔ اور اگر کوئی دلداری ہے یا بغیر ہے تو اللہ اس کا تم سے زیادہ بخیر خواہ ہے۔ لہذا تم انصاف کرنے میں دل کی خواہش کی پیروی کرو اور اگر تم کچھ بیانی کرو گے یا پیچھڑی کرو گے تو لاہر اللہ تمہارے سبب مال یا خیر ہے اور تمہیں اس قوم کی دشمنی جو تمہیں حرمت والی سب سے روکتی ہے۔ اس بات کا باعث نہ بنے کہ زیادتی کرنے لگو۔
- ۱۵۹ - اشہار حضرت حسان بن ثابت :- میری آنکھوں نے تجھ سے زیادہ عین مرگ نہیں دیکھا ہے اور آج تک تجھ سے زیادہ خواہصورت اور عیال کسی عورت نے کوئی پوچھ نہیں جانا۔ تو تجھ کے نقص سے یوں پاک ہے گویا تیری پیدائش میں تیرا شیت کے مطابق ہو گیا۔
- ۱۶۰ - اور تمہیں تمہیں سے کسی کے باپ نہیں ہیں۔ لیکن اللہ تعالیٰ کے رسول ہیں اور انبیاء کے انتقام پر تشریف لائے ہیں اور اللہ تعالیٰ ہر شے کا جاننے والا ہے۔
- ۱۶۱ - حدیث :- قیامت سے پہلے قریباً بیس چھوٹے دجال پیدا ہوں گے۔ ہر ایک ان میں سے اپنے آپ کو خدا کا رسول کے گا اور میں تمام انبیاء کے سب سے کو ختم کرنے والا ہوں۔ میری نبوت کے بعد کوئی نبی نہیں ہوگا۔
- ۱۶۲ - حدیث نبوی :- میں انبیاء کرام کے آخر میں مبعوث ہوا ہوں اور تم امتوں میں سے آخری امت ہو۔
- ۱۶۳ - حدیث نبوی :- اگر میرے بعد کوئی نبی ہوئے والا ہوتا تو صرف اور صرف محمدؐ غلبہ ہوتے۔
- ۱۶۴ - اللہ تعالیٰ نے تجھ پر قرآن حکیم نازل فرمایا ہے۔ اس میں حکمت آیات ہیں اور وہی دین اسلام کے بنیادی پتھر ہیں اور وہی آیات متشابہات ہیں۔ پس جن

صفحہ نمبر

ترجمہ

- لوگوں کے دلوں میں کچھ فہمی موجود ہے۔ تو وہ متشابہات سے دین میں فتنہ بپا کرنے کے لیے جزئیات لیتا ہے اور تاویل کا سلاشی بنتا ہے لیکن متشابہات کی تاویل فقط ذات باری تعالیٰ ہی جانتا ہے۔ لیکن وہ لوگ جن کا وجہل صحت مند ہے اور وہ لوگ علم و تفقہ میں پختہ ہیں۔ وہ تمام آیات قرآنیہ کو منزل من اللہ ماننے ہیں اور اس سے فقط اصحاب عقل و بصیرت کو ہدایت کی راہ ملتی ہے۔
- ۱۶۵ - یا تیتھا النفس :- اسے لعینان والی درجہ ! اپنے رب کی طرف لوٹ چل۔ تو اس سے راضی، وہ تجھ سے راضی۔ پس میرے بندوں میں داخل ہوا اور میری جنت میں داخل ہو۔
- ۱۶۶ - ہم تمہیں کچھ خوف اور ہموک اور مالوں اور جانوں اور مصلوں کے نقصان سے ضرور آرزوئیں گے اور تمہیں کرنے والوں کو خوشخبری دے دو۔ وہ لوگ کہ جب انہیں کوئی مصیبت پہنچے تو کہتے ہیں۔ ہم تو اللہ کے ہیں اور ہم اس کی طرف لوٹ کر جانے والے ہیں۔ یہ لوگ ہیں، جن پر ان کے رب کی طرف سے مہربانیاں ہیں اور رحمت اور یہی ہدایت پانے والے ہیں۔
- ۱۶۷ - یٰقُوتی الحکمۃ :- جس کو چاہتا ہے، دانائی عطا فرماتا ہے اور جو کوئی دانائی دیا جائے، پس بے شک وہ بہت خیر و برکت دیا گیا۔
- ۱۶۸ - ماکان محمد :- محمدؐ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم تمہیں سے کسی کے باپ نہیں ہیں اور لیکن اللہ تعالیٰ کے رسول ہیں۔ انبیاء کرام کے خاتم ہیں اور اللہ تعالیٰ ہر چیز کا علم رکھتا ہے۔
- ۱۶۹ - الیوم اکملت لکم دینکم :- آج میں نے تمہارے دین کی تکمیل کر دی ہے اور نبی تم کو تمہیں پورا کر دیا ہے اور میں دین اسلام تم کو عطا کر کے راضی ہوں۔
- ۱۷۰ - یا غنائم :- بے شک ہم نے قرآن پاک نازل کیا ہے اور بے شک ہم ہی اس کے نگہبان ہیں۔

صفحہ نمبر	ترجمہ	صفحہ نمبر
۳۶۵	۱۔ من لیش منکم : میرے بعد جو تم سے زندہ ہوگا۔ وہ بہت زیادہ اختلاف دیکھے گا پس تم پر یہ طریقہ اور ارشادِ ابدی بات یا فقرِ خلفاء کا طریقہ لازم ہے اس کو مضبوطی سے قائم کر لو اور اس کو دانتوں سے پکڑو۔ خبردار دین کے کاموں میں بدعت سے بچو۔ پس بے شک بہتر چیز بدعت ہے اور یہ بدعت گمراہی ہے۔ (ترجمہ شریف)	۳۶۵
۳۶۶	۲۔ پس ۲ پروردگارِ عالم کی رحمت کا طور ہے کہ آپ ان کے حق میں نرم خو ہیں اور اگر آپ سخت دل ہوتے تو یہ لوگ آپ کی صحبت ترک کر کے ہجلا جاتے۔	۳۶۶
۳۶۷	۳۔ لیکن منکم : چاہیے کہ تم میں سے ایک جماعت خیر و فلاح کی طرف لوگوں کو دعوت دے اور ان کو اچھائی اور نیکی کا حکم کرے اور برائی سے منع کرے اور یہی فلاح پانے والے ہیں۔	۳۶۷
۳۶۸	۴۔ فَاَلْعَمَلُ مَا : پس وہ برائی اور نیکی کی اطلاع کرتا ہے جس نے اس کو سنواریا۔ بیشک وہ فحاشت پا گیا اور جس نے اس کو اذہہ کر لیا وہ برا ہوا۔	۳۶۸
۳۶۹	۵۔ ثُمَّ : پھر تم سے اس دن تمام نعمتوں کے متعلق ضرور سوال ہوگا۔	۳۶۹
۳۷۰	۶۔ قَالَ اِنَّ اللّٰہَ : فرمایا۔ بے شک تمہارا قائم منتخب کر لیا ہے۔ اور اس کو صحتی طاقت اور فہم و فراست میں وافر حد پر ہے۔	۳۷۰
۳۷۱	۷۔ وَتَبَيَّنَ الْبَحْثُ : اسے ہمارے پروردگار ان میں ایک رسول مبعوث فرما جو ان سے بہتر ہو۔ تیری آیات ان پر تلاوت کرے اور تیری کتاب اور حکمت کے دروس ان کو سکھائے اور ان کے ظہور کا تذکرہ کرے۔ بیشک تو غالب اور	۳۷۱
۳۷۲	۸۔ بے شک یونس وہ ہیں جو اللہ زندہ اور رسول ان پر ایمان لائے اور پھر شک و شبہ میں گرفتار نہ ہوئے۔	۳۷۲
۳۷۳	۹۔ وَمَا يَنْبَغُ : وہ اپنی خواہش سے لب کشی نہیں کرتا یہی جوہی کیا جاتا ہے۔ بیشک وہ شبہ میں گرفتار نہ ہوتے۔	۳۷۳
۳۷۴	۱۰۔ وَہُنْ يَنْبَغُ : جو شخص اسلام کے سوا کسی اور دین کو تلاش کرے گا وہ خدا تعالیٰ کے ہاں ناقابل قبول نہیں۔ وہ تیسرے میں نقصان اٹھانے والوں میں سے ہوگا۔	۳۷۴
۳۷۵	۱۱۔ قَوْلُکُمْ اٰمَنَّا بِاللّٰہِ : کوہم ایمان لائے اللہ پر اور جو نازل ہوا ہماری طرف اور جو نازل ہوا ہم پر اللہ علیہ السلام، اساعلیٰ، یعقوب اور ان کی اولاد پر اور جو نازل ہوا عیسیٰ علیہ السلام پر اور موسیٰ علیہ السلام پر اور جو باقی انبیاء کرام پر ان کے بسبب طرف سے ہجران میں سے کسی میں نبی ہونے میں تفریق نہیں کرتے ہیں اور ہم اس دین کو ماننے والے ہیں	۳۷۵
۳۷۶	۱۲۔ اَلَا تَرَ کَلَّ شَیْءٍ اَلَّذِیْنَ : تم ان کو برا ملامت دکو، جن کو وہ خدا کے سوا پکارتے ہیں۔ ورنہ وہ بغیرِ علم کے اللہ تعالیٰ کو برا ملامت دہنی سے کہیں گے۔	۳۷۶
۳۷۷	۱۳۔ اَفُذِعْ اِلٰی سَبِیْلِ : لوگوں کو حکمت اور موعظتِ حسنہ سے اپنے رب کے دروازے پر آنے کی دعوت دیتے رہو اور ان سے جدا رہی مقصود ہو تو پھر بھی احسن انداز اختیار کرو۔	۳۷۷
۳۷۸	۱۴۔ اِنَّ هٰذَا الْقُرْآنَ : بے شک یہ قرآن وہ راہ بتاتا ہے جو سب سے سچی ہو۔	۳۷۸
۳۷۹	۱۵۔ حَقُّ الَّذِیْ اَرْسَلَ : وہ ذات جس نے اپنے رسول کو ہدایت اور سچا دین دے کر مبعوث فرمایا۔ تاکہ تمام ادیان پر اس کو غلبہ حاصل ہو اور اگر یہ مشرک اس کو ناپسند کریں۔	۳۷۹
۳۸۰	۱۶۔ اِنَّ اللّٰہَ لَا یُغِیْثُ : بے شک اللہ کسی قوم کی حالت نہیں بدلتا۔ جب افراد و جماعتی قانون کے ارادے میں خود تبدیلی پیدا نہ کریں۔	۳۸۰
۳۸۱	۱۷۔ وَمَا هٰذِهِ الْحَیْوَةُ : یہ دنیاوی زندگی فقط کھیل تماشا ہے اور اصل زندگی عالمِ آخرت کی ہے۔ کاش وہ سمجھتے۔	۳۸۱
۳۸۲	۱۸۔ تَسْمِیْرِ الصَّلَاحِ : اَفَمَنْ اتَّبَعَ : کیا وہ شخص جو اللہ تعالیٰ کی خوشنودی کا تلاشی ہے، اس پر بدعت کی طرح جوہر ہے جس نے خدا کی نافرمانی حاصل کی۔	۳۸۲
۳۸۳	۱۹۔ اَسْ کَا شَکَّکُمْ اَنْ دَرَجَ : ہے اور نہایت برا شکار نا۔	۳۸۳
۳۸۴	۲۰۔ اَمْ تَحْشَوْنَ الصَّلَاحَ : یا اے اللہ الذین اٰمنوا اطیعوا اللہ : اے ایمان والو!	۳۸۴

صفحہ نمبر	ترجمہ	صفحہ نمبر
۳۸۵	۱۔ من لیش منکم : میرے بعد جو تم سے زندہ ہوگا۔ وہ بہت زیادہ اختلاف دیکھے گا پس تم پر یہ طریقہ اور ارشادِ ابدی بات یا فقرِ خلفاء کا طریقہ لازم ہے اس کو مضبوطی سے قائم کر لو اور اس کو دانتوں سے پکڑو۔ خبردار دین کے کاموں میں بدعت سے بچو۔ پس بے شک بہتر چیز بدعت ہے اور یہ بدعت گمراہی ہے۔ (ترجمہ شریف)	۳۸۵
۳۸۶	۲۔ پس ۲ پروردگارِ عالم کی رحمت کا طور ہے کہ آپ ان کے حق میں نرم خو ہیں اور اگر آپ سخت دل ہوتے تو یہ لوگ آپ کی صحبت ترک کر کے ہجلا جاتے۔	۳۸۶
۳۸۷	۳۔ لیکن منکم : چاہیے کہ تم میں سے ایک جماعت خیر و فلاح کی طرف لوگوں کو دعوت دے اور ان کو اچھائی اور نیکی کا حکم کرے اور برائی سے منع کرے اور یہی فلاح پانے والے ہیں۔	۳۸۷
۳۸۸	۴۔ فَاَلْعَمَلُ مَا : پس وہ برائی اور نیکی کی اطلاع کرتا ہے جس نے اس کو سنواریا۔ بیشک وہ فحاشت پا گیا اور جس نے اس کو اذہہ کر لیا وہ برا ہوا۔	۳۸۸
۳۸۹	۵۔ ثُمَّ : پھر تم سے اس دن تمام نعمتوں کے متعلق ضرور سوال ہوگا۔	۳۸۹
۳۹۰	۶۔ قَالَ اِنَّ اللّٰہَ : فرمایا۔ بے شک تمہارا قائم منتخب کر لیا ہے۔ اور اس کو صحتی طاقت اور فہم و فراست میں وافر حد پر ہے۔	۳۹۰
۳۹۱	۷۔ وَتَبَيَّنَ الْبَحْثُ : اسے ہمارے پروردگار ان میں ایک رسول مبعوث فرما جو ان سے بہتر ہو۔ تیری آیات ان پر تلاوت کرے اور تیری کتاب اور حکمت کے دروس ان کو سکھائے اور ان کے ظہور کا تذکرہ کرے۔ بیشک تو غالب اور	۳۹۱
۳۹۲	۸۔ بے شک یونس وہ ہیں جو اللہ زندہ اور رسول ان پر ایمان لائے اور پھر شک و شبہ میں گرفتار نہ ہوئے۔	۳۹۲
۳۹۳	۹۔ وَمَا يَنْبَغُ : وہ اپنی خواہش سے لب کشی نہیں کرتا یہی جوہی کیا جاتا ہے۔ بیشک وہ شبہ میں گرفتار نہ ہوتے۔	۳۹۳
۳۹۴	۱۰۔ وَہُنْ يَنْبَغُ : جو شخص اسلام کے سوا کسی اور دین کو تلاش کرے گا وہ خدا تعالیٰ کے ہاں ناقابل قبول نہیں۔ وہ تیسرے میں نقصان اٹھانے والوں میں سے ہوگا۔	۳۹۴

اللہ تعالیٰ، رسول خدا اور تم میں سے جو حکام ہوں، ان کی اتباع کرو۔

نویں اصلاح :- یہ ایذا القریں ہے، صاحب قربت بسکین اور سارقا حق اور کار اور فضول خرچ نہ کرو۔

دسویں اصلاح :- یا ایہا الذین آمنوا! اے ایمان والو! اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کے معاملہ میں خیانت نہ کرو، اور تم اپنی امانتوں میں بھی خیانت مت کرو۔

۲۴۰ - عھو الخی تو! اللہ :- وہ زندہ ہے۔ اس کے سوا کوئی محبوب نہیں۔ پس مجلس پر کراس کو پکارو، سب تعریف واسطے اللہ تعالیٰ کے ہے، جو جانوں کا پروردگار ہے۔

۲۴۱ - تو کان حقا :- ہم پر مومنوں کی نصرت کرنا ضروری ہے۔

شاہد ثانی :- اور اگر وہ تورات اور انجیل کے احکام پر قائم رہتے اور جو کچھ ان پر ان کے رب کی طرف سے نازل ہوا۔ تو اپنے اوپر سے اور پاؤں کے نیچے سے نہیں کھاتے۔

۲۴۲ - انما اھککم بقی :- میں تو اپنی برائیائی اور غم کا اظہار اپنے خدا کے سامنے کرتا ہوں اور اپنے کام کو خدا تعالیٰ کے سپرد کرتا ہوں۔ بے شک اللہ بخیر اور بخیرے والا ہے۔

غسل روزہ :- فلو قف :- حدیث شریف - روزہ دار عورتوں سے میل جول کی باتیں کرے۔ دشو روغل چائے۔ اگر اسے کوئی گالی بھی دے یا ردا کی کرے (تو خود اس کے مقابلے میں کچھ نہ کرے، اتنا کہ دے کہ میں روزہ دار ہوں۔

غسل روزہ :- عارض حدیث شریف مآ :- عن عبد اللہ بن عمرو :- عبد اللہ بن عمرو سے روایت کی گئی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا :- روزہ اور قن

انسان کے لیے قیامت کے دن، شفاعت کریں گے۔ روزہ کے گنا۔ اسے میرے رب میں اسے اس کو دن کو کھانے اور خواہشات نفسانی سے روکا تھا۔ لہذا اس کے حق میں سفارش قبول فرمائیے۔ پھر روٹی سفارش قبول کی جائے گی۔

غسل زکوة :- والذین یکنزون :- وہ لوگ جو سونے اور چاندی کے خزانے جمع کرتے ہیں اور ان کو خدا تعالیٰ کی راہ میں صرف نہیں کرتے ہیں اس کو دردناک عذاب کی توفیق فرمائیے۔ جس دن وہ دوزخ کی آگ میں گرم کیا جائے گا۔ پھر

اس سے ان کی پیشانیاں اور سپلو اور پیشی داغی جائیں گی۔ یہ وہی ہے جو تم نے اپنے لیے جمع کیا تھا۔ سو اس کا سزہ چکھو۔ جو تم جمع کرتے تھے (سونہ توبہ) حدیث :- عن ابن عباس :- عبد اللہ بن عباس سے روایت ہے کہ رسول اللہ

صلی اللہ علیہ وسلم نے معاذ کو یمن کی طرف بھیجا۔ آپ نے فرمایا :- انہیں لقمائی کی توجہ اور بری رسالت کی خدمات کے لیے دعوت دو۔ اگر وہ اس بات کو مان لیں۔ پھر انہیں اطلاع دو کہ اللہ نے ان پر پانچ نمازیں روزانہ فرض کی ہیں

اگر وہ اس بات کو مان جائیں پھر انہیں اطلاع دو کہ اللہ تعالیٰ نے ان کے مالوں میں زکوة فرض کی ہے جو ان کے دو تندرستوں سے لی جائے گی اور انہیں کے حق میں پراشت دی جائے گی۔

دفعہ دوم :- حدیث قدسی :- یا ابن آدم :- اے آدم کے بیٹے خوج کرو۔ میں تجھ پر خوج کروں گا۔

دفعہ ہفتم :- یٰ کئی قاتلکم :- اور اگر تم سے کفار جنگ لڑیں تو پشت پیر کر مگاسی اگے اور ان کو کوئی دوست اور مددگار نہیں ملے گا۔

مصارف زکوة :- انما الصدقات :- زکوة مفلسوں اور محتاجوں اور اس کا کام کرنے والوں کا حق ہے اور جن کی دل جوئی کرنی ہے اور غلاموں کی گردن چھڑانے میں اور قرض داروں کے قرض میں اور اللہ کی راہ اور

اور صاف گوشت کی طرف سے متحرک کیا ہوا ہے اور لٹ جائے والا اور حکمت والا ہے۔

خلفہ عبد قریب ان:۔ ابن ہشال: اللہ تعالیٰ کو قربانی کا گوشت اور خون نہیں پہنچتا لیکن تمہارا تقویٰ اس کو پہنچتا ہے۔

کی اقل علیہ کتبنا:۔ ان پر آدم علیہ السلام کے دو نو بیٹوں کی خبر پڑھو جب انہوں نے قربانی کی۔

یا نبی! اسے میرے بیٹے نے خواب میں دیکھا۔ میں تجھ کو ذبح کر رہا ہوں۔ پس نظر کرو تمہاری کیا رائے ہے۔

یا ابیہ افشکل:۔ اے والد شفق جس چیز کا آپ کو من جانے اللہ حکم پر کیجئے۔ قریب ہے کہ آپ تجھ کو ہبر کرنے والوں میں پائیں گے۔

فی جاحضہ: اور اللہ کی راہ میں کوشش کرو۔ جب کوشش کرنے کا حق ہے۔ اس نے ہمیں پسند کیا ہے اور دین میں تم پر کسی طرح کی سختی نہیں

کی تمہارے باپ ابراہیم کا دین ہے۔ اس نے پہلے سے تمہارا نام مسلمان رکھا تھا۔

تحمبہم جعیعا:۔ تو ان کو متفق خیال کرتا ہے اور دل ان کے قتل

ہیں۔ یا سب سے کہ یہ لوگ عقل نہیں کرتے۔

حدیث خریفہ:۔ بے شک اللہ تمہاری صورتوں اور تمہارے رنگوں کو دیکھتا ہے۔ لیکن وہ تمہارے دلوں اور عملوں کو دیکھتا ہے۔

إن تھروا للہ: اگر تم دین اسلام کی مدد کرو گے۔ اللہ تعالیٰ تمہاری مدد کرے گا اور تم کو ثابت قدمی عطا کرے گا۔

والذین جاھدوا:۔ اور وہ لوگ جو ہماری راہ میں کوشش کرتے ہیں البتہ ہم ان کو ضرور راہ ہدایت بھیجیں گے۔

فَإِنَّ بَانَ اللَّهُ:۔ یا سب سے کہ صاحب ایمان لوگوں کا اللہ تعالیٰ والی ہے اور کفار کا کوئی دانی نہیں۔ رسول محمد

رسالہ طیف:۔ حاشیہ ولین: اگر تو ان سے سوال کرے کہ ان کو کس نے پیدا کیا ہے البتہ ضرور کہیں گے کہ خدا نے پس وہ کبھر میرے جاتے ہیں۔

فَإِذَا غَشِيَتْهُ:۔ اور جب ان کو دریا کی موجیں گھیر لیتی ہیں۔ یہ دونوں پاروں کی طرح۔ تو مخلص دل سے خدا تعالیٰ کو کچا کرتے ہیں۔

حیرت: لتبشعن صنن:۔ البتہ تم ضرور پہلوں کے راستے چلو گے باشت کے برابر باشت اور ہاتھ کے بدلے ہاتھ۔

حدیث:۔ حضرت ابو ہریرہ راوی ہیں کہ فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کہ جس نے خدا کو امت کے وقت میری سنت پر مضبوطی سے عمل کیا اس کے لیے سونہ کا ثواب ہے۔

إِنَّ رَبِّيكَ فَكَلَمَ:۔ بے شک تیرا رب جانتا ہے کہ تو رات کے تیسرے حصے

کم یا نصف رات کو تیسرے حصے پر اور ایک جماعت (صحابہ کرام) آپ کے ساتھ شامل ہوتا ہے۔

وَصْنِي اللَّهُ مَعَهُ:۔ اللہ تعالیٰ ان سے راضی ہوا تھا اللہ تعالیٰ سے راضی ہوئے

رسالہ مشتمل اور روزِ قیامت کی سچان:۔ والذین اجتنبوا الطاعات:۔ جو لوگ شیطان کی عبادت سے بچ گئے اور اللہ تعالیٰ کی طرف رجوع کیا۔ ان کے لیے خوشخبری ہے پس ان بندوں کو خوشخبری سناؤ۔

قَدْ أَخْلَعِ الْمُؤْمِنِينَ:۔ بے شک نبات پائے مومن لوگ۔ وہ جو اپنی نمازیں

نفس سے ادا کرتے ہیں اور وہ لوگ جو فضول باتوں سے منہ موڑتے ہیں اور وہ لوگ جو کلمہ ادا کرنے والے ہیں اور وہ لوگ جو اپنی شرکاءوں کی حفاظت

کرتے والے ہیں اور وہ لوگ جو اپنی امانتوں اور عہدوں کی رعایت کرتے ہیں۔

صفحہ

ترجمہ

اور وہ لوگ جو اپنی نمازوں کی پابندی اور حفاظت کرنے والے ہیں۔  
 حدیث: قَالَ قَالَ: فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے بے شک تمہارا  
 پروردگار زندہ ہے، بزرگ ہے، اپنے بندے سے شرم کرتا ہے جو بپا  
 و سبت استغفار عاجزی سے خدا کی طرف میلان کرے کہ اس کو خالی واپس کر دے۔  
 دگر یا اس کی بخشش کرنا ہے، خواہش پوری کرتا ہے،  
 حدیث: عَنْ عُمَرَ: حضرت عمرؓ راوی ہیں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے  
 فرمایا: اللہ تعالیٰ غفر کرے آواز دسکرات موت تک بندگی تو یہ قبول کرتا ہے۔  
 پھر اس کو اس کی بدی اور نیکی سمجھائی۔ دُفًا لِحُضْنًا،  
 بل الانسان، انسان اپنے نفس کی حکمت کو جانتا ہے۔ اگرچہ عذرات پیدا  
 کرتا رہے۔

تقریظ مولانا عبدالحق مروجہ: لا یستوی۔ اہل دوزخ اور اہل جنت سماوی  
 نہیں ہوتے۔ اہل جنت یقیناً کامیاب و کامران ہیں۔  
 رسالہ خدا کی نیک بندیاں: یا ایہذا الذین: اسے ایمان والو! اپنی جانوں  
 اور اپنی اہلیاں و عیال کو جہنم کی آگ سے بچاؤ۔  
 اِنَّ الْمُسْلِمِیْنَ: سو وہ اصحاب اسلام لانے والے اور اسلام لانے والیاں۔  
 ایمان لانے والے اور ایمان لانے والیاں، فرمانبرداری کرنے والے اور  
 فرمانبرداری کرنے والیاں اور سچ بولنے والے اور سچ بولنے والیاں۔ صبر  
 کرنے والے اور صبر کرنے والی عورتیں۔ عاجزی کرنے والے اور عاجزی کرنے  
 والیاں۔ خیرات کرنے والے اور خیرات کرنے والیاں، معذہ رکھنے والے اور  
 معذہ رکھنے والیاں۔ اپنی شرمگاہوں کی حفاظت کرنے والے اور حفاظت کرنے  
 والیاں اور خدا تعالیٰ کو سب سے بڑا کرنے والے اور سب سے بڑا کرنے والیاں۔ ان  
 سب کے لیے اللہ تعالیٰ نے بخشش اور بڑا اجر تیار کر رکھا ہے۔

صفحہ

ترجمہ

ماثیر: حدیث شریف: مَنْ صَامَ: جس نے ایمان اور پابندی شرع کے ساتھ  
 حصول ثواب کے لیے رمضان شریف کے روزے رکھے، اس کے پچھلے تمام گناہ  
 بخش دیے جاتے ہیں۔  
 حدیث شریف: عَنْ ابْنِ عُمَرَ: حضرت ابن عمرؓ سے روایت ہے کہ نبی کریم  
 رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تمام گنبدان (مردا ہے، ہو اور تم اپنے ماتحت  
 چیزوں کے متعلق پوچھے جاؤ گے، امیرِ عات بھی گنبدان ہے اور ہر آدمی اپنے  
 گھروالوں کے متعلق اور عورت گنبدان ہے اپنے خاوند کے گھر اور اولاد کی۔  
 پس تم سب گنبدان ہو اور تم سب سے نزدیک ترین چیزوں کے متعلق پوچھا جائیگا۔  
 رسالہ حقوق و قرالض: یا ایہذا خلقکم: جو کچھ زمین میں ہے، تمہارے  
 لیے پیدا کیا گیا ہے۔

حاشیہ: وَفِي أَمْرٍ آخِرٍ: ان کے مالوں میں سوال کرنے والے اور خالی ہاتھ  
 کے لیے مقررہ حصہ ہے۔  
 وَافِي الْعُدَّةِ: اہل قربت کو اس کا حق ادا کرو اور سکین اور مافوق بھی دو۔  
 حدیث: پس بے شک تیرے نفس کا تجھ پر حق ہے۔ پس تیرے جسم کا  
 تجھ پر حق ہے اور تیری آنکھ کا تجھ پر حق ہے۔  
 رسالہ خدا کی مرضی: وَفَمَا أَذْ مُشَلَّتَا: ہم نے جو رسول بھیجا ہے، اس کی  
 اتباع اللہ تعالیٰ کے حکم سے کی جائے۔  
 فِي السَّمَاءِ: تمہارا رزق آسمان میں ہے اور جس چیز کا تم سے وعدہ ہے  
 اس کا نفل بھی باذن ہوتا ہے۔  
 يَمُوتُ: جس کو چاہتا ہے بیٹیاں دیتا ہے اور جس کو چاہتا ہے بیٹے دیتا  
 ہے۔ یا ان کو بیٹے اور بیٹیاں لاکر دیتا ہے اور جس کو چاہتا ہے بانجھ  
 کر دیتا ہے۔

اِنَّ هَذَا الْقَرَأْنُ :۔ بیک پر قرآن سیدھی راہ کی ہدایت کرتا ہے۔  
قِیْ اَمْرٌ :۔ اور جو حکم دیا گیا ہے کہ میں جہانوں کے پروردگار کے سامنے  
ترسیلہ تم کروں۔

وَاتَّقُوا النِّسَاءَ :۔ اور غشی سے عورتوں کو ان کے مہر۔

فَعَاشَرُوهُنَّ :۔ اور جن سلوک سے ان سے برتاؤ کرو۔

وَلَا تَكْسِبُ كُلُّهُنَّ :۔ اور ان کو نقصان پہنچانے کے لیے ہمت نہ کرو۔ تاکہ  
قرآن پر زیادتی نہ کرو۔

فَیْ کِیْشَلُوْا نَفْسَ مَاذَا :۔ آپ سے سوال کرتے ہیں کہ کیا خرچ کریں۔ کہو جو  
کچھ تم رمضان کے لیے کرتے ہو۔ خرچ کرو والدین اور رشتہ داروں و قریبیوں  
سکینوں اور مسافروں پر اور جو کچھ تم اچھا کام کرتے ہو۔ اللہ تعالیٰ تمہاری نیت  
کو بھی جانتا ہے۔

رِسَالَةُ مُسْلِمَانَ عَوْرَتِ كَ فَرَانِضْ :۔ مَن عَمَلٌ :۔ جس نے مردوں یا عورتوں  
میں سے نیک عمل کئے ہیں ہم اس کو پاکیزہ زندگی عطا کرتے ہیں۔

حدیث شریف :۔ عن معاذ :۔ حضرت معاذ رضی اللہ عنہ میں نے رسول خدا  
سے کہا کہ جو ایسے عمل کی خبر دیکھوں کہ میں جنت میں داخل ہو سکوں اور آگ سے  
دور ہو جاؤں۔ فرمایا :۔ تم نے بڑا اہم سوال پوچھا ہے۔ یہ بات اس شخص پر  
آسان ہے، جس پر خدا آسان کر دے تو عبادت کے لئے اللہ تعالیٰ کی اس  
کے ساتھ کسی کو شریک نہ کرے۔ نماز اچھی طرح سے پڑھو، زکوٰۃ دے، رمضان  
کے روزے رکھو اور بیت اللہ الحرام کا حج کرو۔

عن ابوہریرہ :۔ حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ فرمایا رسول خدا صلی  
اللہ علیہ وسلم نے اس کی ناک خاک آلود ہو، اس کی ناک خاک آلود ہو جس کی ناک  
خاک آلود ہو۔ آپ سے عرض کیا گیا کہ یا رسول اللہ فرمایا جس کو بڑھاپے

میں والدین سے زندگی بسر کرنے کا موقع ملا۔ خواہ ایک ہو یا دونو۔ اور پھر وہ  
جنت میں نہیں گیا  
لا یدخل :۔ قطع رحم کرنے والا جنت میں نہیں جائے گا۔

عن النبی :۔ حضرت نبیؐ سے روایت کرتے ہیں۔ فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم  
نے جو عورت پانچ وقت نماز پڑھتی ہے اور رمضان کے روزے رکھتی ہے  
اور پاکدامن ہے اور اپنے خدا کو نہ ماری نہ وارے۔ پس جس دروازے سے  
چاہے جنت میں داخل ہو جائے۔

عن ابی ہریرہ :۔ حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے۔ رسول خدا نے فرمایا۔  
اگر میں کسی کو نیکو دوں کہ وہ کسی دوسرے کو سجدہ کرے تو میں عورت کو حکم دیتا۔  
وہ اپنے خدا کو سجدہ کرے۔

عن ابی ہریرہ :۔ حضرت ابی ہریرہؓ سے روایت ہے کہ ایک شخص نے  
عرض کیا اے اللہ کے رسولؐ۔ بے شک فلاں عورت کثرت نماز و نوافل اور  
روزے رکھنے اور خیرات کرنے میں مصروف رہتی ہے۔ سو اس کے کہ  
وہ پڑوسیوں کو اپنی زبان سے ازیت پہنچاتی ہے۔ فرمایا وہ دوزخ میں ہے  
عرض کیا یا رسول اللہ :۔ اگر ایک عورت روزے کم رکھتی ہے، صدقہ و خیرات کی  
ادائیگی بھی کم کرتی ہے اور نماز، زکوٰۃ، بھی کم پڑھتی ہے۔ اور وہ غیر کے کلمے  
فیضات کرتی ہے اور اپنے بھائیوں کو زبان سے نہیں رستا تو آپ نے فرمایا  
وہ بہشت میں جائے گی۔

رسالہ میر اور مرید کے فرائض :۔ ماکان :۔ انسان کو نہر یا نہیں کہ  
اللہ تعالیٰ اس کو نیک، حکم اور نیک عطا فرمائے اور پھر لوگوں کو حکم دے  
کہ خدا کو چھوڑ کر تم میرے بندے بن جاؤ۔

حاشیہ حدیث شریف :۔ عن جریر بن عبد اللہ :۔ حضرت جریر بن عبد اللہ

راوی ہیں۔ سامعوں نے کہا: میں نے رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نماز  
تاکم کہنے، رکوع ادا کرنے اور تمام مسلمانوں کی خیر خواہی کی سعیت کی۔  
نعیم القوی بن حنفی، حدیث: فرمایا حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ  
میرا زمانہ تمام زبانوں سے بہتر ہے۔

۲۱ قاری عبارت کا ترجمہ: میرے ایک برہنہ دار نے شیطان لعین کو دیکھا کہ  
بالکل نازع بیٹھا ہے اور لوگوں کے گمراہ کرنے سے مطمئن ہے۔ اس شخص نے  
اس فرشتہ کا سبب پوچھا۔ شیطان نے جواب دیا کہ اس زمانے میں علماء شونے  
میرے کام میں میری ٹیڑھی مدد کی ہے۔ اور انہوں نے مجھ کو گمراہ کرنے کی ہمت  
آزاد کر دیا۔ خدا کی قسم! میرے دین میں جس قدر سستی اور لاپرواہی واقع ہوئی ہے اور  
رفعت جو مکت و دین میں رونما ہوا ہے۔ یہ سب کچھ علماء شونے کی وجہ سے ہے۔ ان  
کی مینتوں کی خرابی کے باعث سے ہے۔ ان علماء غیر دنیا سے بے رغبت ہیں  
وہ دنیا کی محبت، عزت، حکومت، مال اور سر بلندی کی ہوس سے آزاد ہیں اور  
یہی علماء آخرت ہیں اور انبیاء علیہم السلام کے وارث اور مخلوقات میں یہی  
سب سے اچھے ہیں۔ (مکتوبات)

رسالہ اصلاح رسوم: اَللّٰہُ کَانَ لَکُمُ۔ الیہ تعقیق رسول خدا صلی اللہ  
علیہ وسلم کی بیعت پاک میں تمہارے لیے نیکی کا افضل ترین نمونہ ہے۔ وہ  
شخص جو اللہ تعالیٰ کی کلمات اور قیامت کی امید رکھتا ہے اور اللہ کو محبت  
یا د کرتا ہے۔

من قطع الرسول: جس نے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی متابعت کی  
بلکہ اس نے خدا تعالیٰ کی اطاعت کی۔

حاشیہ: اِنَّ الْمُسْلِمَۃَ: رسالت اور نبوت کا سلسلہ منقطع ہوا۔ میرے  
بعد نہ رسول ہوگا، نہ نبی ہوگا۔

حدیث: باقی انبیاء کرام پر جو کچھ وجہ سے نفیست دی گئی ہے۔ میرے کو کم  
الفاظ کم اور معافی زیادہ اور مجھ کو اللہ تعالیٰ نے رعب و جلال سے نوازا ہے۔ میرے  
لیے اہل نفیست حلال کیا ہے اور زمین کو میرے لیے مسجد بنایا ہے اور مجھ کو تمام اہل  
آدم و قیامت تک، کے لیے بھیجا ہے اور میرے ذریعے انبیاء کرام کا سلسلہ ختم کیا  
ہے۔

حدیث شریف: اَلَا تَعْلَمُ: میری امت میں ایسا گروہ رہے گا جو ہمیشہ صداقت  
پر ہو۔ قیامت تک اللہ تعالیٰ ان کو نیک و راستہ قرار دے گا۔

حدیث شریف: بلکہ اللہ اس امت میں ہر صدی کے بعد ایسا مرد حق شناس  
پیدا کرتا رہے گا، جو دین اسلام کی تجدید و احیاء کرتا رہے۔

رسالہ مذکر الزوم الاسلامیہ: حاشیہ: من یشاقق الرسول: جو شخص  
فور ہدایت کے طور کے بعد بھی پیغمبر خدا کی مخالفت کرے گا اور مومنین کے سیدھے  
راستے کے علاوہ کوئی اختیار کرے گا تو ہم اس کو اس طرف موڑ دیں گے جس  
طرف وہ مڑا اور ہم اس کو جہنم میں ڈال دیں گے اور وہ نہایت برا ٹھکانا ہے۔

حدیث: عن عائشہ: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ بلکہ شک  
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اُس بچے لاکے جاتے تھے۔ آپ ان کے حق میں  
برکت کی دعا فرماتا کرتے اور خشک گڑھ کی کیا کرتے تھے۔

حدیث: الخلام: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بچہ اپنے حقیقی  
ابن رکھا گیا ہے۔ ساتویں دن اس کی طرف سے جانور بک کیا جائے۔ اونٹ یا  
کھا جائے۔ اونٹ یا اس کا سر منڈایا جائے۔

حدیث شریف: و عقی: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے امام من کی طرف سے  
ایک بکری حقیقہ کے لیے ذبح کی اور فرمایا: اسے ماطر: اس کا سر منڈا دو اور  
سر کے بالوں کے برابر چاندی تول کر صدقہ دو۔



صحنہ ملعونان، دروازے دنیا میں اور آخرت میں ملعون ہیں۔ نعمت کے وقت باجے گئے اور مصیبت کے وقت چین کی آواز لگانی۔

رسا دار اسلام میں نکاح بیوگان۔ قولہ تعالیٰ۔ کو انکھو۔ اسے مسلمان قرار میں سے راندہ ہوں اور تمہارے غلاموں اور لونڈیوں میں سے جو نیک ہوں ان کے نکاح کر دو۔ اگر وہ لوگ تنگ دست ہوں، تو انہ تعالیٰ انہیں اپنے فضل سے بے پروا کر دے گا۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے گیارہ نکاح ہیں۔ یہ اہمات المؤمنین رضی اللہ تعالیٰ عنہم ہیں ان میں سب پاک بیویوں میں سے سوائے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا باقی سب کا حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم سے دوسرا نکاح ہوا۔ آپ کی چارہ جڑیاں ہیں ان میں سے حضرت خدیجہ اور حضرت ام کلثوم کا دوبارہ آنحضرت حضور اقدس سے ہوا۔

ابن ہشاموں کوئی لیب کر کے فرماتے ہیں: کیا محبوب سے محبت کے یہی معنی ہیں کہ اس کی نقل و حرکت اور اس کی طرز معاشرت کو حقارت کی نگاہ سے دیکھے اور خود بھی مستغنیہ یا محبت صادق اس کو کہا جاتا ہے جو محبوب کی ہر ادائیگی پر قائل ہو۔

اب بیوگان کے خلاف بات دلوں کو فرماتے ہیں مگر کفو راجح کی مگر مستعمل عن دعیلہ، درم میں سے شرف گنبدان ہے اور ہر گنبدان سے اس کی رعایا کے متعلق ضرور پوچھا جائے گا لہذا تم کو بے کس و بے گناہ کے متعلق ضرور سوال ہوگا۔

بیوہ ہمنو سے درخواست کے عنوان کے تحت فرماتے ہیں۔

عزیز ہمنو! جب تم نے کفر طرد کیا اور سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم کا دامن پکڑ لیا تو کیا وہ ہے کہ حبیب اللہ تعالیٰ نکاح ثانی کی اعانت کدہ مکر دے اور رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم پر عمل کر کے دکھائیں تو تم کو اب کوئی راہ اختیار کرنا چاہیے۔ مذکورہ بالا عبارت ایک سخیل اور مؤثر نصائح کا مجموعہ ہے جس میں سے ہم نے چند فقرات نقل کئے ہیں۔

## ترجمہ

منہ امیشہ

فخذ کے احکام: تآل رسول اللہ، حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ پانچ چیزیں فطرت سے ہیں۔ استر ایٹنا، عقد کرنا، مونچھیں کترنا، بغل کے بال اکھاڑنا اور انہ خنوں کا لینا۔

رسالہ شہادۃ النصار علی حرمتہ المزہبہ حاشیہ۔ اعلیٰ علیہ: جان لو۔ یہ دنیا کی زندگی محض کھیل اور تماشا اور زیا کش اور ایک دوسرے پر آپس میں فخر کرنا اور ایک دوسرے پر مال اور اولاد میں زیادتی چاہنا ہے۔ جیسے بارش کی حالت کہ اس کی بھری گئے کسانوں کو خوش کر دیا۔ پھر وہ خشک ہو جاتی ہے تو تو اس کو زور زدہ دیکھتا ہے۔ پھر وہ چورا چورا ہو جاتی ہے اور قیامت کے دن سخت عذاب ہوگا اور اللہ تعالیٰ کی آخرت اور اس کی خوشنودی ہے اور دنیا کی زندگی سوائے دھوکے کے اسباب کے اور کیا ہے۔

والذین لا یشہدوں۔ اور جو بے عہدہ باتوں میں شامل نہیں ہوتے اور جب بے عہدہ باتوں کے پاس گذر سیں تو شریفانہ طور سے گذرتے ہیں۔ ایما من اذقی۔ اور جو کوئی پشت کے پیچھے سے اعمال ناسردیگا پس قریب ہے کہ وہ برائی کو پکارتے گا اور جمع میں داخل ہوگا۔ بے شک دنیا میں اپنے اہل و عیال میں عیاشی کی زندگی بسر کرتا تھا۔

صفحہ نمبر

ترجمہ

صفحہ نمبر

ترجمہ

یا ایہا الذین۔ اے ایمان والو! بڑے بڑے علماء اور دہلیزوں میں سے لوگوں کے مال کا ناجائز طریقوں سے کھاتے ہیں اور لوگوں کو خدا تعالیٰ کی راہ سے روکتے ہیں۔

رسالہ مال میراث میں حکم شریعت :- یٰ یٰقینون العنا، اور کہتے ہیں۔ ہم اللہ تعالیٰ پر اور رسول خدا پر ایمان لائے اور ہم نے اطاعت کی۔ پھر ان میں سے اس کے بعد ایک جماعت روگردانی کرتی ہے اور مومنوں کے ساتھ نہیں ہیں اور جب ان کو دعوت دی جاتی اللہ تعالیٰ کی طرف اور اس کے رسول کی طرف۔ تاکہ وہ ان کے درمیان فیصلہ کرے۔ اس وقت ان میں سے ایک گروہ اعراض کرتا ہے۔

حدیث شریف :- قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَلْتَجَلُّ أَنْفَخْتُ نَفْسِي فَمَا يَكُنِي كَأَنَّكَ أَدْنَى لِمَا سَفَرُ كَرْتَا بَعْرِشَانِ بَالُونِ وَالَا غِبَارُ أَوْدَهُ أَجْنَحُ أَتَمَدَّ أَسَ رَبِّ! اے رب! اے رب کہتے ہوئے آسمان کی طرف چھیلا تا ہے۔ گراس کا کھانا حرام اور پینا حرام اور لباس حرام اور اس کی غذا حرام۔ سو اس حالت میں اس کی دعا کیجئے قبول ہو!

حدیث شریف :- اِنَّ اللّٰهَ اِلٰهَ الْغَيْبِ اللّٰهَ تَعَالٰی پُک ہے اور سونے پاک کے کسی چیز کو قبول نہیں کرتا ہے۔

رسالہ نوٹوں کا شرعی فیصلہ :- ولا تکونوا فی اتم ان لوگوں کی طرح نہ بن جاؤ جنہوں نے اللہ کو فراموش کیا تب اللہ تعالیٰ نے ان سے ان کے نفسوں کی بہتری بھی بھلا دی یہی وہ لوگ ہیں جو خدا کے قانون کو توڑنے والے ہیں۔

وقالوا لا تؤذونا۔ اور انہوں نے کہا کہ تم خداؤں دو سوا جلیزہ اور لڑکوں کو پرکڑ نہ چھوڑو۔

تفسیر میضائی :- یٰ قٰوْذِلُوْا۔ اور ان مجبوروں کو بالخصوص نہ چھوڑو

والذین یشوقون : اور جو لوگ تم میں سے رہتے ہیں اور پوچھیں چھوڑ جاتے ہیں تو ان کی بیوائیں اپنے نفسوں کو چار مہینے اور دس دن انتظار کریں پھر جب وہ اپنی حدت کو پورا کر سکیں۔ تو اسے مسلمانو! تم پر کوئی گناہ نہیں ہے۔ دستور شرعی کے مطابق جو چاہیں، وہ اپنے نفسوں کے متعلق کریں اور جو تم کرتے ہو، اللہ تعالیٰ اس سے خبردار ہے۔

رسالہ احکام شہر برات : عن علیؑ : حضرت علیؑ سے روایت کی گئی ہے انہوں نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا : جب شعبان کی چند صوبیں رات ہو۔ میں اس رات کو قیام کرو اور دن کو روزہ رکھو۔ کیونکہ اس رات میں اللہ تعالیٰ کی بجلی آفتاب کے غروب ہونے کے وقت سے ہی آسمان دنیا پر ظاہر ہوتی ہے۔ پس فرماتا ہے۔ خبردار کوئی بخشش، ننگے والا ہے کہ اسے بخش دوں خبردار کوئی لذت لیے والا ہے کہ اسے لذت دوں۔ خبردار! کوئی مصیبت زدہ ہے، اسے چھوڑ دوں۔ خبردار! کوئی غائب فلاں حاجت والا ہے، ملو جو جمع صادق تک اللہ تعالیٰ ہی آواز دیتا رہتا ہے۔

عن ابی موسیٰؑ : حضرت ابو موسیٰؑ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں آپ نے فرمایا تحقیق اللہ تعالیٰ البتہ شعبان کی چند صوبیں رات کو طہیر فرماتا ہے۔ پس سوائے مشرک اور کفر کے کسی ماری مخلوق کو بخشتا ہے۔

رسالہ تحفہ معراج النبیؐ :- سبحان الذی :- اللہ تعالیٰ کی ذات پاک ہے جس نے اپنے متاثر شدہ کورات کے وقت بیت المقدس بیت المقدس تک سیر کر لی۔

رسالہ تحفہ میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم :- اِنَّ فِیْ حَسْبِ اَبْنِ الْکَلْبِ اس میں خدا پرستوں کے لیے ایک پیغام ہے اور ہم نے تو تمہیں تمام جہان کے لوگوں کے لیے رحمت بنا کر بھیجا ہے۔

صفحہ نمبر

ترجمہ

جن کے نام اس آیت میں مذکور ہیں۔ بعض مفسرین کی یہ رائے ہے کہ اللہ تعالیٰ کے بعض صالح بندوں کے نام ہیں جو اہم اور نوح کے درمیان تھے پس جب وہ مر گئے تو میرا ان لوگوں نے ان کی تصویریں بنائیں۔ پھر جب بہت سا زمانہ گزر گیا تو ان کی عبادت شروع کر دی۔

آخری عنوان: ”پیغام بیداری“

رسالہ خلق مستعدی: رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے بے شک مجھ کو بندہ اخلاق کے تمام اور افعال جسم کی تکمیل کیلئے مبعوث فرمایا ہے۔ آیت حاشیہ: تاتملوا فی سبیل اللہ، خدا کی راہ میں ان لوگوں سے جہاد کرو جو تم سے کفر کی حالت میں رہتے ہیں اور حد سے بڑھو۔ بیشک اللہ تعالیٰ زیادتی کرنے والوں کو پسند نہیں کرتا۔

حاشیہ: قلہم تقتلوہم۔ پس تم نے ان کو قتل نہیں کیا اور لیکن اللہ نے ان کو قتل کیا ہے اور تو نے جب پھینکا، وہ تو نے نہیں پھینکا تھا اور لیکن اللہ تعالیٰ نے پھینکا تھا۔

وایمکنکم اللہ، اللہ تعالیٰ تم کو ان لوگوں سے حسن سلوک اور صلہ کا پرتاؤ دگر کرنے سے نہیں روکتا۔ جو تم سے دین کے معاملے میں نہیں اڑے اور جنہوں نے تمہیں اپنے گھروں سے نہیں نکالا۔ بیشک اللہ تعالیٰ صلہ و نصیحت کرنے والوں کو پسند فرماتا ہے۔ رسالہ نجات دارین کا پروگرام: ائقن، ائقن، کیا جو شخص اللہ تعالیٰ کی خوشنودی کی پیروی کرتا اس کی طرح رہتا ہے، میں نے اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کی مولیٰ۔

قدماہذہ الحلیۃ: اور دنیا کی زندگی سوائے کمال اور تماشہ کے اور کچھ نہیں ہے اور تحقیق آئوٹ کا گھر دینی اصلی زندگی ہے۔ کاش کہ یہ لوگ اس بات کو سمجھتے۔

عن کان مریہ: جو شخص نقد دنیا کا نفع حاصل کرنے کا ارادہ کرے گا ہم فیض کو دنیا میں دیتا یا نہیں گے، جس کے واسطے چاہیں گے فی الحال ہی کہیں گے پھر ہم اس کیلئے بہم جو ذریعہ گئے۔ وہ اس میں بد حال نافرمانہ درگاہ ہو کر داخل ہوگا۔

حاشیہ نمبر

ترجمہ

رسالہ نجات دارین کا پروگرام۔

آئقن۔ کیا وہ جو اللہ تعالیٰ کی خوشنودی کی پیروی کرتا ہے، اس کی مثال اس میں ہے، جو بد عملی سے نفاق کے غضب کا شکار ہوتا ہے۔ یا قوم:۔ اسے میری قوم۔ دنیا کی زندگی ایک محض دنیاوی سرمایہ ہے اور آخرت میں تم کو پیشہ رہنا ہے۔

من کان مریہ: جو دنیا ہی میں بد لیتا چاہے گا۔ ہم اس کو دنیا میں جتنا چاہیں گے دیں گے۔ جس کو چاہیں گے یہ اس کو دوزخ میں ڈالیں گے۔ اس کو ذلیل و رسوا اور نافرمانہ درگاہ کر کے پھینکا جائے گا۔

والذین: یہی وہ لوگ ہیں، جو ہماری نشانہوں سے منور ہوتے تھے ان کے گنہگاروں کے سبب ان کا ٹھکانا دوزخ ہے۔

ومن ادھا الاخر:۔ جس نے آخرت کی تیاری کا ارادہ کیا اور اس کے لیے سچے دل سے کوشش کی اور وہ صاحب ایمان بھی ہے۔ یہی وہ لوگ ہیں جن کی مساعی کی قدر کی جائے گی۔

کی مہم:۔ اور ان میں جو کتا ہے، اسے ہمارے پروردگار ہم کو دنیا میں خوشحالی اور عافیت اور آخرت میں خوشحالی عطا فرما اور دوزخ کے عذاب سے بچا۔ ان کے لیے حسنات کا اچھا ثمرہ ہوگا اور اللہ تعالیٰ جلد حساب لینے والا ہے۔

رسالہ استحکام پاکستان:۔

ان تقصروا اللہ: اگر تم اللہ تعالیٰ کے دین کی مدد کرو گے، اللہ تعالیٰ تمہاری مدد کرے گا اور تمہارے قدم مضبوط کر دے گا۔

ان اللہ یصلکم:۔ اللہ تعالیٰ تم کو حکم دیتا ہے کہ حق داروں کو ان کی امانتیں واپس کر دو اور جب تم لوگوں میں فیصلہ کرو تو انصاف سے۔

عاشق

ترجمہ

کام کو بے شک تم کو اچھی نصیحت کرتا ہے۔ بیشک اللہ تعالیٰ سننے والا اور دیکھنے والا ہے۔

دینی کمالات، مقامِ سلامت :-

جب مومنوں کو اللہ تعالیٰ کی طرف بلایا جاتا ہے اور اس کے رسول کی طرف دعوت دی جاتی ہے۔ تاکہ وہ لوگوں کے درمیان میں انصاف کریں تو وہ کہتے ہیں۔ ہم نے سنا اور ہم نے دیکھا یہی لوگ فلاح پانے والے ہیں اور جس نے الاماعت کی اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کی اللہ تعالیٰ سے ڈرا اور پرہیزگاری اختیار کی۔ یہی لوگ فائزِ اہرام ہیں۔

فَمَا أَفْلَحَ : تم کو جو کہ اللہ تعالیٰ کا رسول دین کا حکم دے اس کو مانو اور جس کام سے منع فرمائے منع جو جائز اور اللہ تعالیٰ سے ڈرو۔ دوسری جگہ فرمایا جس نے رسول خدا کی الاماعت کی، اس نے بلاشبہ اللہ تعالیٰ کی الاماعت کی۔

آداب لباس :-

احل اللہ صلب :- میری امت کی عورتوں کو سونا اور لہریم پہننا حلال ہے اور مردوں کے لیے حرام ہے۔

حدیث شریف :- بے شک اللہ تعالیٰ اس شخص کی طرف نظرِ رحمت سے نہیں دیکھتا، جو اپنے تہذیب کو غر سے ٹھکاتا ہے۔ زمین پر گھسیٹا ہے۔

آداب طعام :-

لا تشرقی : تم سوئے اور چاندی کے برتنوں میں نہ پکوانا اور نہ ان کے پیالوں میں کھا کر کیونکہ غیر مسلم کے لیے یہ دنیا میں ہیں اور تمہارے لیے آخرت میں۔

لَا يَأْكُلْنَ :- تم میں سے کوئی بھی بائیں ہاتھ سے برگزدہ کھائے اور برگزدہ پیے۔ کیونکہ شیطان بائیں ہاتھ سے کھاتا اور پیتا ہے۔

عاشق

ترجمہ

آداب ملاقات :-

حدیث قدسی، فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کہ اللہ تعالیٰ قیامت کے دن فرمائے گا۔ میری وجہ سے آپس میں محبت کرنے والے کہاں ہیں۔ میں ان کو اپنی رحمت کے سایہ میں پناہ دوں۔ جبکہ میرے سایہ رحمت کے بغیر کچ کے دن کوئی سایہ نہیں ہے۔

دوسری حدیث :- تیرا اپنے بھائی کی ملاقات پر تیسرے ہی نیکی ہے۔ حدیث عاشق :- حسن اخلاق والا روزے دار اور نمازی کے تمام کو حاصل کرتا ہے۔

حدیث :- پاکیزہ بات بھی نیکی ہے۔ بے شک اللہ تعالیٰ ہر کام میں نری کو نرا کرتا ہے۔ حدیث قدسی عاشق :- یتوئل اللہ تعالیٰ :- میرے لیے آپس میں محبت کرنے والو! میری رضا کے لیے آپس میں بیٹھنے اٹھنے والو! میرے لیے ایک دوسرے کی زیارت کرنے والو۔ میرے لیے خرچ کرنے والوں کے لیے میری محبت واجب ہوگئی۔

عاشق :- حدیث شریف :- جس نے میری امت میں سے کسی کی حاجت اس کو خوش کرنے کے لیے پوری کی۔ اس نے یقیناً مجھ کو خوش کیا اور جس نے مجھ کو خوش کیا اس نے اللہ تعالیٰ کو خوش کیا اور جو اللہ تعالیٰ کو خوش کرتا ہے۔ اللہ تعالیٰ اس کو جنت میں داخل کرتا ہے۔

اشعار کا ترجمہ :- بھائی کی مدد کہ اور اس کے دل کی خوشی حاصل کر کہ کیونکہ اس عمل میں چچ اکبر کو اب ہے۔ ایک خوش ہوا دل ہزار کیوں سے بہتر ہے۔ کچھ تو حضرت ابراہیم علیہ السلام کا ہوا ہے۔ لیکن انسان کا دل اٹھنے کے ذریعہ ہوا کی گندہ گاہ ہے۔ دوسرا کورم،

عاشق :- اپنی آواز کو بھیج کر کہیو کہ تمام آوازوں میں گدھے کی آواز سب سے بری ہے۔

حدیث شریف: انسان کے خلق کی یہی نشانی ہے کہ وہ بے جودہ چیزوں سے پرہیز کرتا ہے۔

حدیث شریف: اللہ تعالیٰ کے ذکر کے بغیر کثرت کلام سے پچیس کثرت کلام سے تمہارے دل سخت ہو جاتے ہیں اور سخت دل والا بد نصیب اللہ تعالیٰ سے دور ہو جاتا ہے۔ لیکن تم نہیں جانتے۔

شعر کا ترجمہ: جو شخص اتباع رسول خدا کا عادی ہو جائے۔ وہ شریعت کے پیچیدوں سے واقف ہو جاتا ہے۔

باقی امور میں اتباع سنت :-

حدیث شریف عاشیہ: جب تم از ان کی آواز سنو۔ جیسے مؤذن کہتا ہے کہتے جاؤ۔ پھر گھر پر درود پڑھو۔ بیشک جس نے گھر پر صلوٰۃ و درود پڑھا۔

اللہ تعالیٰ اس پر دس رحمتیں نازل فرماتا ہے۔ پھر میرے لیے وسیلہ کی دعا کرو۔ یہ جنت میں ایک منزل و مرتبہ ہے۔ اس پر اللہ تعالیٰ کے بندوں میں سے فقط ایک ہی کو پہنچایا جائے گا۔ میں امید کرتا ہوں کہ وہ بفضل خدا

میں ہوں گا۔ جس نے خدا تعالیٰ سے میرے لیے وسیلہ طلب کیا۔ اس پر شفاعت حلال ہو گئی۔

دوسری حدیث: بے شک میں نے ارادہ کیا کہ کسی کو ایندھن اکٹھا کرنے کا حکم دوں اور پھر کسی کو ناز پڑھنے کا امر کروں۔ پھر نماز کھڑی ہو۔ پھر ان لوگوں کو جو نماز میں حاضر نہیں ہوتے۔ ان کو جلا دوں (ترغیب شریف)

حضرت مولانا امروہی اور شافعی رحمہ اللہ :-

ومن يعظمه :- جس نے شفاعت اللہ کی تعظیم کی۔ پس یہ عمل رول کی پرہیز گاری سے متعلق ہے۔

اسلام میں عبادت کا مفہوم :-

يا ايها الذين ءامنوا :- اے ایمان والو۔ ہم نے جو تم کو رزق دیا ہے اس سے پاکیزہ و حلال کھاؤ اور اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرو۔ اگر تم کسی عبادت کو تہہ پر ولایت ہو۔

ان من عباده اللہ :- بیشک اللہ تعالیٰ کے بندوں میں وہ بھی ہوں گے، جن پر ان کا کام اور شہداء رفیق کریں۔ عرض کیا۔ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم۔

جبار سے سامنے ان کے اوصاف بیان فرمائیے تاکہ ہمارے صحبت کریں۔ فرمایا وہ لوگ جو باجمہلین دین اور کسی قرابت واری کے بغیر آپس میں صحبت کرتے ہیں۔ ان کے چہرے پر نور ہوں گے۔ وہ نورانی منبروں پر ہوں گے۔ ان کو کوئی خوف نہ ہوگا۔ جب لوگ ممکن ہوں گے ان کو نعم نہیں ہوگا۔ پھر آپ نے یہ آیت تلاوت فرمائی "بے شک اللہ تعالیٰ کے دیلوں پر رضوت و مہاس ہوگا۔"

ذکر اللہ کے برکات و ثمرات :-

حدیث: عن معاذ بن جبل۔ کہا فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ اہل جنت کو کسی چیز کی حسرت نہیں ہوگی۔ ہاں صرت اس وقت پر بھٹپائیں گے جب انہوں نے کوئی وقت بغیر ذکر الہی کے گزاریا ہو۔

حدیث عن ابو ہریرہ: کہا۔ فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ اللہ تعالیٰ نے فرماتا ہے۔ میں بندہ کے گمان کے قریب ہوتا ہوں اور اس کے ساتھ ہوتا ہوں اور جب وہ مجھ کو یاد کرتا ہے۔ اپنے دل میں، تو میں بھی اس کو اپنے دل میں یاد کرتا ہوں۔ اور اگر وہ مجھ کو محفل میں یاد کرتا ہے۔ تو میں اس کو مہربان و فرشتوں کے مجمع، میں یاد کرتا ہوں۔

اگر بندہ میری طرف ایک البتہ متوجہ ہوتا ہے۔ تو میں ایک البتہ ہوتا ہوں اگر وہ ایک البتہ بڑھتا ہے تو میں دو البتہ اور دوسرے ہوتا ہوں۔

اور اگر وہ میری طرف چل کر آتا ہے تو میں اس کی طرف دوڑ کر پہنچا ہوں۔

حضرت مولانا بیہشت پر طریقت :-

حدیث شریف حاشیہ :- اَلَا اِنِّیْ خِیْرًا لِّبَشَرِ الْکَلْبِ انسان کے جسم میں ایک گوشت کا ٹوٹا ہوا ہے جب وہ سنو کی تو تمام اعضائے جسم کے قویٰ سنو گئے اور جب وہ بگڑ گیا تو باقی اعضائے جسمانی بھی بگڑ گئے اور وہ دل سے (بخاری شریف) کشت و کراست

آیت: یٰحٰشِبُوْنَ۔ سمجھتے ہیں کہ ہم رہتے ہیں خیر وار بے شک وہی جھوٹے ہیں۔ ان پر شیطان نے قلب پالیا ہے۔ پس اس نے انہیں اللہ کا ذکر بھلا دیا ہے یہی شیطان کا گروہ ہے۔ خیر وار بے شک شیطان کا گروہ ہی نقصان اٹھانے والا ہے۔

آیت: وَ لَقَدْ ذَرٰنَا ۙ ہم نے دوزخ کے لیے بہت سے جن اور آدمی پیدا کئے ہیں۔ ان کے دل میں کفر سے سمجھتے نہیں اور انکلیں ہیں ان سے دیکھتے نہیں اور کمان ہیں ان سے سنتے نہیں وہ ایسے ہیں جیسے چرپائے بکران سے بھی گراہی میں زیادہ ہیں۔ یہی لوگ غافل ہیں۔

آیت: اَکْثَرُ۔ یہ کتاب ہم نے آپ پر نازل کی ہے تاکہ آپ لوگوں کو تارک کیوں سے روشنی میں لا سکیں۔ ان کے رب کے حکم سے غائب اور حمد کئے گئے کہ دوسرے کی طرف۔

قطب الھکومین :-

حاشیہ آیت: فَاِذْ تَخَلَّقَ ۙ اور جب تو بناتا تھا۔ پرندے کی صورت، مٹی سے میرے حکم سے۔ پس اس میں چھوڑنا تھا اور میرے حکم سے پرندہ بن جاتا تھا۔ اور اچھا کرتا تھا اے کو اور کو طبی کو میرے حکم سے اور جب تو میرے حکم سے مردوں کو زندہ کر کے نکالتا تھا۔

حقوق زندہ ہیں۔

ومن آیتہ: اور اس کی نشانیاں میں کہ تم سے تمہارے جوڑے پیدا کئے۔ (عورتیں) تاکہ ان کی طرف تم کسب حاصل کرو اور تمہارے درمیان الفت اور شفقت پیدا کی۔ یہ تفکر کرنے والی قوم کے لیے نشانیاں ہیں۔ دوسری جگہ وہ عورتیں تمہارا لباس ہیں اور تم ان کا لباس جو۔

قرابت داروں کے حقوق۔

قل ما۔ کہہ دیجئے، جو تم کو خراج کرتے ہو، تو وہ والدین، قرابت داروں، یتیموں اور مسکین کے لیے ہے۔

جرات ایمانی :-

اف نکسو :- تم اور تمہارے خداؤں پر چڑھنا، جن کو تم سوائے خدا کے پوجتے ہو۔ کیا تم عقل نہیں کرتے؟

حاشیہ: تالو، کہنے لگے کیا برا بیچارہ تم نے ہمارے خداؤں کا یہ حال کیا ہے؟ آیت: فَاَلَتِیْ الْمَسْحُوْرَةَ ۙ پس یاد کر مسجد میں گر گئے اور کہا کہ ہم سوئیں اور بارش کے رب کے ساتھ ایمان لا لے۔

آیت: فَلَمَّا قَطَعْنٰ ۙ پس میں ضرورت تمہارے اٹھا دیاؤں مخالف متوں سے کاٹ دوں گا اور تم کو خود متوں کے تنوں پر سوئی دوں گا تاکہ تم کو معلوم ہو کہ کس کا عذاب سخت اور دیرینہ ہے باقی رہنے والا ہے۔

عدل والفضاف :-

حاشیہ :- اے ایمان والو! انصاف کے ساتھ فائز ہو اور فضائی گواہ بنو۔ اگرچہ تم کو اپنی جانوں، ماں باپ، اقربا داروں پر گواہی دینی پڑے۔ امیر ہوں یا غریب۔ پس اللہ تعالیٰ انہ کو زیادہ خیر خواہ ہے۔ خواہش کی پیروی ذکر مینہ اور اگر تم زبان کو تنوں دوں گے یا اعراض کرو گے۔



ترجمہ

۱۱۳ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ایک مثالی اسوۂ حسنہ کے مالک تھے۔ آپ نے اپنے صحابہ کرام کے سامنے ایک نہایت نمایاں عملی زندگی کی مثال پیش کی۔ آپ کا کردار پاکیزہ اور متوقفا تھا۔ آپ کا گھر آپ کا باس اور آپ کی عورتوں کے مثل سادگی کی ترجمانی کرتے تھے۔

آپ کی زندگی اس لحاظ سے بھی بے نظیر تھی کہ آپ اپنے صحابہ کرام میں کسی خصوصی اور امتیازی شوکت کو پسند نہیں فرماتے تھے اور جو کام خود کر سکتے تھے، اپنے غلام سے وہ کام نہیں لیتے تھے۔ آپ ہر ایک کے لیے اور ہر وقت ملاقات کرنے کے لیے تیار رہتے تھے۔ آپ بیماروں کی حیات فرماتے اور ہر شخص کے لیے بہرہ رسانی فرماتے تھے۔ لذت کے ہر فرد سے مشغفانہ برتاؤ کرتے تھے۔

۲۲۶ اخبار فروش یونین نے تفریقیتیں جلیب میں کہا کہ مولانا احمد علی کی وفات صرف پاکستان کو ہی نہیں، بلکہ تمام عالم اسلام کے مسلمانوں کو ایک دردناک سانحہ میں مبتلا کر گئی۔

۲۲۸ آپ کی وفات پر غلبہ کا علوہ۔ لاہور کے طلبہ کی مختلف تنظیموں نے تفریقیتیں ایک متفقہ کئے اور قراردادیں پاس ہوئیں کہ حضرت مولانا احمد علی نے علمی اور فنی حلقوں میں ناقابل فراموش خدمات سر انجام دی ہیں۔ مرحوم کی یاد کے طور پر اسکا یہ کالج لاہور نے اجلاس کے بعد اس دن کالج بند کر دیا۔

۲۲۸ اسلام آباد کالج سول لائبریری کے طلبہ نے جلیب میں حضرت مولانا کی بے لوث دینی خدمات کو سراہا اور کہا کہ حضرت لاہوری کی تعلیمات نے لاکھوں انسانوں کے دلوں میں شمع اسلام کے انوار پیدا کئے۔

۲۲۹ حضرت کی وفات پر پنجاب یونیورسٹی کے ارباب کے تاثرات :- شہداء اسلامیات پنجاب یونیورسٹی کے صدر مظہر عطاء الدین مدنی نے اپنے

ترجمہ

۳۲۹ کی صدارت میں ایک جلسہ ہوا اور جس قرارداد کو یہ الفاظ ہیں۔  
"اس عظیم روحانی شخصیت کی دائمی شان و شوکت سے علمی اور روحانی دنیا میں ایک ایسا نیا پیدا ہوا ہے، جو کسی پر نہیں ہو سکتا۔ اس لیے یہ پاکستان کو ایک پاکیزہ نژاد کے محروم کر دیا ہے۔ جس نے رسول دین اسلام کی نہایت منہجی سے خدمت سر انجام دی۔ آپ کی علمی اور تبلیغی خدمات کو زائر ہرگز فراموش نہیں کر سکتا۔"

۳۲۹ "خوان، ایہا نبیات شروع"

گروناک ! جنگاں دین، مصلحین، قت، محمدار، پیران طریقت، مشائخ اور اقطاب لائے تھی فیوض و برکات حاصل کر سکتے ہیں۔ اگر وہ رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم پر درود و شریف پڑھتے رہیں۔

۳۲۹ گروناک :- انسان جیسے بے چینی کیوں مبتلا رہتا ہے؟ اور انجام کار جہنم کیوں جاتا ہے۔ اس کی ایک اور صرف ایک ہی وجہ ہو سکتی ہے کہ اس کے دل میں پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وسلم کا احترام نہیں ہے۔

۲۴۰ رسالہ حورۃ قرآن :-

ترجمہ :- قرآن پاک مسلمانوں کا ایک عام دستور حیات ہے۔ اس میں مذہبی سماجی کاہنہ باری، نوحی رسول، علاقائی اور عالمی کی سزا کے احکام موجود ہیں۔ یہ مبارک کتاب انسانی زندگی کے مذہبی دائرے سے آگے بڑھ کر زندگی اور روح کی نجات، جسمانی صحت، انفرادی اور اجتماعی حیات کے آئین، حقوق و فرائض، اخلاق حمیدہ اور کوارڈیم کے پادشاہ، اس دنیا میں سزا و جزا اور آئندہ آنے والی زندگی کے احوال پر تبصرو کرتا ہے۔

۲۴۲ ترجمہ :- میں رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم کو عظیم ترین شخصیتوں میں سے ایک تعین کرتا ہوں اور دل سے آپ کا احترام کرتا ہوں۔ اسلام نے دنیا کو



ایک ایسا مذہب دیا ہے، جس میں پردہ تنوں کی پریشانی نہیں ہوتی، اسلام نے عرب سے جہالت کو مٹایا ہے۔ اسلام نے بہت ہی عظیم توحید، اخلاقت، برہنہ اور بدل و ایشیاء کی تاکید فرمائی ہے۔ اسلام نے خدا تعالیٰ کے پیام کی برکت سے تمدن اور تہذیب و اخلاق کے میدان میں ایک شعل بر دار کا کام دیا ہے۔ فریڈ، انڈیا، ایشیا کے کوچک، یورپ اور ایران میں تہذیب کے انور اسلام کی برکت سے پھیلے ہیں۔

جب یورپ جہالت کی تلویکیوں میں ڈوبا ہوا تھا۔ پسین میں منجمد اسکاڑہ سائنس اور علم ادب کے ماہرین مانے جاتے تھے۔ وہ اس وقت علم الادویہ، ریاضی، کیمیا، تاریخ، فلسفہ، اور فنون لطیفہ کی تعلیم و تدریس کا کام کرتے تھے۔ یہ کتنا سبب غرور نہیں ہے کہ اسلام نے ہندوستانیوں کی زندگی اور خیالات میں بہت زیادہ کارہائے نمایاں سرانجام دیے ہیں۔ اس نے ہندوستان کے فنون، صنعت، شاعری اور فلاسفی میں معتبر اضافہ کیا ہے۔ تاج محل تمام دنیا میں صنعت کے لحاظ سے ایک عجوبہ ہے کہ نہیں۔

۲۹۰ (صلوٰۃ اللہ اور حضرت لامبورڈی یا فاسطہ نماز)

جس نے کبھی مسلمانوں کو باجماعت نماز پڑھتے ہوئے دیکھا ہے، اس کو انما کے ضبط و نظم، الطاعت، امیر، ترتیب، صفوف اور عبادت کے اس سچے شکر کی حیرت انگیز صورت میں لازماً تربیتی اور تعلیمی جوہر نظر آئے ہوں گے۔ یہ عبادت کا اتمام مسلمانوں میں روحانی استقامت اور باہم سادات و مواجہات کا سبق دیتا ہے۔ ایسی مبارک عمل کی برکت سے مسلمانوں نے آئندہ قیامت حاصل کیں اور خازین اسلام کے دل سے موت کا خوف و ہراس ہمیشہ کے لیے نکل گیا۔